

تنظیم المدارس پاکستان
کے نصاب کے مطابق



ریاض السالکین

فی شرح

جلد دوم

ریاض الصالحین

تصنیف:

حضرت الامام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

ابوزین حنفیہ علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

الکتاب سلیز لاہور

تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب کے مطابق

ریق السائین

فی شرح

جلد دوم

ریاض الصالحین

مصنف:

حضرت الامام ربیع زکریا یحییٰ بن سرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

ابوزین حضرت علامہ مولانا فخر اقبال قادری

شارح:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

اکبر پبلشرز

ٹرینڈینٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: رِیْقُ السَّامِیْنَ فی شَرْحِ رِیَاضِ الصَّالِحِیْنَ جلد دوم

مصنف: حضرت الامام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النّوویؒ

مترجم: البوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح: ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

صفحات: 624

تعداد: 1100

ڈیزائننگ: ڈیسائنٹ گرافکس

ناشر: اکبر بک سلیرز

قیمت: 700/- روپے

ملنے کے پتے

نہیدہ سنٹر 40- اردو بازار
لاہور فون: 042-37352022

اکبر بک سلیرز

40- اردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

انس
اپیکیشنز

فہرست مضامین

باب نمبر: 43: اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور ان کی تکریم کے متعلق بیان	۱۹
اہل بیت کی تعریف و تحقیق	۱۹
فائدہ	۲۰
باب نمبر: 44: علماء بزرگوں اور اہل فضل لوگوں کے احترام اور ان کو دوسروں پر مقدم کرنے اور مجالس میں ان کے مراتب بلند کرنے اور ان کے مراتب کے اظہار کرنے کا بیان	۲۳
توقیر کے لغوی معانی	۲۳
باب نمبر: 45: اچھے لوگوں کی زیارت کرنے ان کی مجلس اور صحبت اختیار کرنے اور ان سے محبت کرنے اور ان کی زیارت کی خواہش رکھنے اور ان سے دعا کرانے اور فضیلت والے مقامات کی زیارت کے متعلق بیان	۳۳
زیارت کا لغوی معنی	۳۳
سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا تعارف و فضائل	۴۷
درس امت	۵۰
باب نمبر: 46: اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے اور اس پر ابھارنے کی فنیلیت کا بیان اور یہ کہ آدمی کو جس سے محبت ہو اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور یہ کہ اسے بتاتے وقت کیا کہے؟	۵۵
حب کے لغوی معانی	۵۵
محبت کے معانی	۵۵
باب نمبر: 47: اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کی نشانیاں اور ان کی اپنے اندر وہ نشانیاں پیدا کرنے کی ترغیب اور حاصل کرنے کی کوشش کا بیان	۶۳
باب نمبر: 48: نیکوکاروں، کمزوروں اور مسکینوں کی ایذا رسانی سے ڈرانے کے متعلق بیان	۷۲
صالحین کا معنی	۷۲
صالح کی تعریف	۷۳

- مسکین کے لغوی معانی ۷۳
- باب نمبر: 49: لوگوں کے حالات کے مطابق فیصلہ کرنے اور ان کے پوشیدہ معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے کا بیان .. ۷۵
- باب نمبر: 50: خوف کے متعلق بیان ۸۱
- خوف کے لغوی معانی ۸۱
- خوف کی تعریف ۸۱
- باب نمبر: 51: امید کے متعلق بیان ۱۰۱
- رجاء کے لغوی معانی ۱۰۱
- رجاء کی تعریف ۱۰۱
- باب نمبر: 52: امید کی فضیلت کے متعلق بیان ۱۳۹
- باب نمبر: 53: امید اور خوف کو جمع کرنے کا بیان ۱۴۲
- باب نمبر: 54: اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت میں رونے کی فضیلت کا بیان ۱۴۶
- باب نمبر: 55: دنیا میں زہد کی فضیلت اور دنیا کم حاصل کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت کا بیان ۱۵۸
- زہد کے معانی ۱۵۸
- زہد کی تعریف ۱۵۸
- فقر کی تعریف: ۱۵۸
- باب نمبر: 56: بھوکا رہنے، مشکل زندگی گزارنے، کم کھانے، کم پینے، مرغوبات کی طرف کم توجہ دینے اور خواہشات کو ترک کر دینے کی فضیلت کا بیان ۱۹۰
- شہوت کے معانی ۱۹۰
- شہوت کی تعریف ۱۹۰
- جنگِ خندق ۲۲۸
- جنگِ خندق کا سبب ۲۲۸
- مسلمانوں کی تیاری ۲۲۸
- باب نمبر: 57: قناعت، سوال نہ کرنے، معیشت میں میانہ روی اختیار کرنے، خرچ کرنے اور بغیر ضرورت کے سوال کرنے کی مذمت کا بیان ۲۳۳
- قناعت کا معنی ۲۳۳
- عفاف کا معنی ۲۳۳

۲۳۳	 معیشت کا معنی
۲۳۳	 قناعت کی تعریف
۲۵۵	 باب نمبر: 58: بغیر سوال اور لالچ کے اگر کوئی چیز ملے تو اس کو لے لینے کے جواز کا بیان
۲۵۵	 سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت
۲۵۶	 باب نمبر: 59: اپنے ہاتھ کی کمائی کھا پئے سوال سے باز رہنے اور مستحقین کو دینے کی ترغیب کا بیان
۲۶۰	 باب نمبر: 60: اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے سخاوت کرنے اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کا بیان
۲۶۰	 کرم کا معنی
۲۶۰	 جود کا معنی
۲۶۰	 کرم کی تعریف
۲۶۰	 جود کی تعریف
۲۷۸	 باب نمبر: 61: بخل اور کنجوسی کی ممانعت کا بیان
۲۷۸	 بخل کا معنی
۲۷۸	 بخل کی تعریف
۲۸۹	 باب نمبر: 62: ایثار اور ہمدردی کا بیان
۲۸۹	 ایثار کا معنی
۲۸۹	 مواسات کا معنی
۲۸۹	 ایثار کی تعریف
۲۸۰	 مواسات کی تعریف
۲۸۱	 مہمان نوازی کی فضیلت
۲۸۶	 باب نمبر: 63: امورِ آخرت میں مسابقت اور متبرک چیزوں کو کثرت سے طلب کرنے کا بیان
۲۸۶	 تنافس کا معنی
	 باب نمبر: 64: شکر کرنے والے دولت مند کی فضیلت کا بیان وہ شخص جو حلال طریقہ سے مال کمائے اور جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں خرچ کرے
۲۸۹	 غنی کا معنی
۲۸۹	 شاکر کا معنی
۲۸۹	 شاکر کی تعریف

- باب نمبر: 65: موت کی یاد اور آرزوئیں کم کرنے کا بیان ۲۹۴
- موت کا معنی ۲۹۴
- موت کی تعریف ۲۹۴
- درود شریف کی فوائد ۳۰۳
- باب نمبر: 66: مردوں کے لئے زیارت قبور کے مستحب ہونے کا بیان اور زیارت کرنے والا کیا کہے؟ ۳۰۴
- باب نمبر: 67: کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا کی کراہت کا بیان اور یہ کہ دین میں فتنہ پیدا ہونے کے خوف سے موت کی آرزو کرنے میں حرج نہیں ۳۰۷
- باب نمبر: 68: پرہیزگار بننے اور شبہات کو ترک کرنے کا بیان ۳۱۰
- ورع کا معنی ۳۱۰
- شبہ کا معنی ۳۱۰
- ورع کی تعریف ۳۱۰
- شبہ کی تعریف ۳۱۰
- باب نمبر: 69: لوگوں اور زمانے کے بگڑ جانے کے وقت گوشہ نشینی کے مستحب ہونے کا بیان یا اس خوف سے کہ دین میں فتنہ پیدا ہوگا یا حرام اور شبہات وغیرہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو ۳۲۰
- عزالت کا معنی ۳۲۰
- عزالت کی تعریف ۳۲۰
- افضل السلام پر چند دیگر احادیث ۳۲۲
- باب نمبر: 70: لوگوں سے ملنے جلنے ان کے اجتماعات میں شریک ہونے، بھلائی کی جگہوں اور ذکر کی مجلس والوں کے ساتھ اور مریض کی عیادت کرنے، جنازوں میں شریک ہونے، محتاج سے ہمدردی کرنے، جاہل کی رہنمائی کرنے، وغیرہ اور اجتماعی بہتری کے کاموں کی فضیلت کا بیان، اس شخص کے لئے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو اور لوگوں کو تکلیف دینے سے اپنے آپ کو روک سکے اور تکلیف پر صبر کر سکے ۳۲۶
- عیادت کا معنی ۳۲۶
- مواسات کا معنی ۳۲۶
- ارشاد کا معنی ۳۲۶
- باب نمبر: 71: انکساری اور مومنوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا بیان ۳۲۷
- تواضع کا معنی ۳۲۷

۳۲۷	تواضع کی تعریف
۳۳۲	علم کو سکھانا
۳۳۳	کھانا کھانے کے آداب
۳۳۷	باب نمبر: 72: تکبر اور خود پسندی کی حرمت کا بیان
۳۳۷	تکبر کا معنی
۳۳۷	تکبر کی تعریف
۳۴۶	باب نمبر: 73: حسن خلق کا بیان
۳۴۶	حسن خلق کا معنی
۳۴۶	خلق کی تعریف
۳۵۳	بعض حسن اخلاق احادیث مبارکہ کا مفہوم
۳۵۵	باب نمبر: 74: بردباری، تحمل اور نرمی کے متعلق بیان
۳۵۵	حلم کا معنی
۳۵۵	رفق کا معنی
۳۵۵	حلم کی تعریف
۳۶۳	باب نمبر: 75: معاف کرنے اور جاہلوں سے درگزر کرنے کے متعلق بیان
۳۶۳	عفو کا معنی
۳۶۳	عفو کی تعریف
۳۶۹	باب نمبر: 76: تکلیف برداشت کرنے کا بیان
۳۷۱	باب نمبر: 77: حرمت شرعیہ کی پامالی پر غضبناک ہونے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کا بیان
۳۷۶	باب نمبر: 78: حکمرانوں کو رعایا سے نرمی اور شفقت کا سلوک کرنے، ان کی بہتری کا خیال رکھنے کا حکم اور ان پر سخت رویہ رکھنے
۳۷۶	ان کے معاملات سے چشم پوشی کرنے اور ان کی بہتری کے سلسلہ میں سستی کرنے کی ممانعت کا بیان
۳۸۴	باب نمبر: 79: عادل حکمران کا بیان
۳۸۹	باب نمبر: 80: معصیت کے بغیر حکم میں حکمران کی اطاعت کے واجب ہونے اور معصیت میں ان کی اطاعت کی حرمت کا بیان
۳۸۹	باب نمبر: 81: امارت طلب کرنے کی ممانعت اور امارت کو تقاضوں پر پورا نہ کر سکنے یا ضرورت کی صورت میں امارت ترک کر دینے کا بیان
۴۰۰	

- آسمان سے لگنا حکمرانی سے بہتر ہے ۴۰۳
- امارت و حکومت کا سوال نہ کرو ۴۰۳
- باب نمبر: 82: حکمران، قاضی اور دیگر عہدیداروں کو نیک وزیر مقرر کرنے پر ابھارنے اور انہیں بُرے رفقاء اور ان کی باتیں تسلیم کرنے سے ڈرانے کا بیان ۴۰۴
- باب نمبر: 83: سوال کرنے والے اور حرص رکھنے والے کو حکمرانی، قضا اور دیگر عہدے دینے کی ممانعت کا بیان ۴۰۷
- امارت کا معنی ۴۰۷

﴿کتاب الادب﴾

- ادب کا معنی ۴۰۸
- ادب کی تعریف ۴۰۸
- باب نمبر: 84: حیا اور اس کی فضیلت اور اس سے متصف ہونے کی ترغیب کا بیان ۴۰۸
- حیا کا معنی ۴۰۸
- حیا کی تعریف ۴۰۸
- باب نمبر: 85: راز کی حفاظت کرنے کا بیان ۴۱۲
- سر کا معنی ۴۱۲
- باب نمبر: 86: ایفاء عہد اور وعدہ پورا کرنے کے متعلق بیان ۴۱۷
- عہد کا معنی ۴۱۸
- وفا کا معنی ۴۱۸
- وعدے کا معنی ۴۱۸
- عہد کی تعریف ۴۱۸
- باب نمبر: 87: اچھی عادت کی محافظت کرنے کا بیان ۴۲۲
- باب نمبر: 88: عمدہ گفتگو اور بوقت ملاقات خندہ پیشانی سے پیش آنے کے مستحب ہونے کا بیان ۴۲۳
- باب نمبر: 89: مخاطب کے سامنے بات کی وضاحت اور ضرورت پڑے تو اس کے تکرار کے مستحب ہونے کا بیان جب وہ اس کے بغیر نہ سمجھ جاسکے ۴۲۵
- باب نمبر: 90: ہم نشینوں کی ایسی بات جو حرام نہ ہو توجہ سے سننے اور عالم و واعظ کے لئے حاضرین مجلس کو خاموش رہنے کی تلقین کرنے کا بیان ۴۲۸
- باب نمبر: 91: وعظ اور اس میں میانہ روی رکھنے کا بیان ۴۲۸

- باب نمبر: 92: وقار اور طمانیت کا بیان ۴۳۳
- باب نمبر: 93: نماز، علم اور دیگر عبادات کی طرف وقار اور سکون کے ساتھ آنے کے مستحب ہونے کا بیان ۴۳۴
- باب نمبر: 94: مہمان کی تعظیم کرنے کا بیان ۴۳۶
- باب نمبر: 95: اچھی بات پر خوش خبری سنانے اور مبارک باد دینے کے استحباب کا بیان ۴۴۰
- باب نمبر: 96: سفر وغیرہ کے لئے ساتھی سے جدا ہوتے وقت اسے الوداع کہنے، نصیحت کرنے اور اس کے لئے دعا کرنے اور اس سے دعا کرانے کا بیان ۴۵۰
- الوداع کا معنی ۴۵۰
- فرشتوں نے چکی چلائی ۴۵۱
- باب نمبر: 97: استخارہ اور مشورہ کا بیان ۴۵۷
- استخارہ کا معنی ۴۵۷
- مشاروت کا معنی: ۴۵۷
- استخارہ کی تعریف ۴۵۷
- باب نمبر: 98: عید، مریض کی تیمارداری، حج، جہاد اور جنازہ وغیرہ کے لئے ایک راستے سے جانے اور دوسرے راستے سے لوٹنے کے مستحب ہونے کا بیان تاکہ عبادات کے مقامات میں اضافہ ہو ۴۵۹
- باب نمبر: 99: ہر قابل تعظیم کام دائیں ہاتھ سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۴۶۱
- غسل میت ۴۶۳

﴿کھانے کے آداب کا بیان﴾

- طعام کا معنی ۴۶۸
- باب نمبر: 100: کھانے کی ابتداء میں بِسْمِ اللہ اور آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے کا بیان ۴۶۸
- تسمیہ کا معنی ۴۶۸
- الحمد سے مراد ۴۶۸
- باب نمبر: 101: کھانے میں عیب نہ نکالنے اور اس کی تعریف کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۴۷۵
- باب نمبر: 102: روزہ دار کھانے میں حاضر ہوا اور اس نے ابھی روزہ افطار نہ کیا ہو تو اسے کیا کہے؟ ۴۷۶
- باب نمبر: 103: جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے تو دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ چل دے تو وہ کیا کہے؟ ۴۷۷
- باب نمبر: 104: اپنے سامنے سے کھانا اور جو صحیح طریقے سے نہ کھائے اسے تنبیہ و تلقین کرنے کا بیان ۴۷۸
- باب نمبر: 105: جب جماعت کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہو تو دوستوں کی اجازت کے بغیر اکٹھی دو کھجوریں اور اسی طرح

- کی دوسری چیز کھانا منع ہے ۴۷۹
- باب نمبر: 106: جو کھائے اور سیر نہ ہو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟ ۴۸۰
- باب نمبر: 107: پیالے کی ایک طرف سے کھانے کا حکم اور درمیان سے کھانے کی ممانعت کا بیان ۴۸۱
- باب نمبر: 108: تکیہ لگا کر کھانا کھانے کی کراہت کا بیان ۴۸۳
- باب نمبر: 109: تین انگلیوں سے کھانا کھانے اور انگلیاں چاٹنے کے مستحب ہونے اور چاٹنے سے پہلے انہیں پونچھنے کی کراہت اور پیالے کو چاٹنے، گر جانے والے لقمہ کو اٹھانے اور کھالینے کے مستحب ہونے اور چاٹنے کے بعد انگلیوں کو کلائی یا پنڈلی کے ساتھ پونچھ لینے کا بیان ۴۹۲
- باب نمبر: 110: زیادہ لوگوں کو کھانے میں شریک کرنے کا بیان ۴۹۵
- باب نمبر: 111: پینے کے آداب برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینے کے مستحب ہونے اور برتن کے اندر سانس لینے کی مکروہ ہونے اور پہلے آدمی کے بعد برتن کو دائیں جانب سے گھمانے کا بیان ۴۹۷
- اناء کا معنی ۴۹۷
- پانی پینے کا طریقہ ۴۹۷
- باب نمبر: 112: مشکیزے وغیرہ کے منہ سے منہ لگا کر پینے کی کراہت کا بیان اور یہ کہ یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں: مکروہ تحریمی اور تنزیہی کی تعریف ۵۰۱
- باب نمبر: 113: مشروب میں پھونک مارنے کی کراہت کا بیان ۵۰۳
- باب نمبر: 114: کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز اور یہ کہ بیٹھ کر پانی پینا کمال و فضیلت کا باعث ہے ۵۰۴
- باب نمبر: 115: پلانے والے کے لئے خود سب کے بعد پینا مستحب ہے ۵۰۸
- باب نمبر: 116: سونے اور چاندی کے سوا تمام پاک برتنوں سے اور ”کرع“ کے ساتھ اور یہ نہر وغیرہ سے ہاتھ کے بغیر پینا ہے اس کے جواز اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے طہارت کرنے اور انہیں ہر قسم کے استعمال میں لانے کی حرمت کا بیان ۵۰۸
- معجزات دست نبوی ﷺ ۵۱۰

لباس کا بیان

- لباس کا معنی ۵۱۷
- باب نمبر: 117: سفید کپڑا پہننے کے مستحب ہونے اور سرخ، سبز، زرد اور سیاہ رنگ کا کپڑا پہننے کے جواز اور ریشم کے سوا سوت، کتان، بالوں اور اون کا کپڑا پہننے کے جواز کا بیان ۵۱۷
- قطن کا معنی ۵۱۷

- کٹان کا معنی ۵۱۷
- شعر کا معنی ۵۱۷
- صوف کا معنی ۵۱۷
- حریر کا معنی ۵۱۷
- باب نمبر: 118: قمیص پہننے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۱۶
- باب نمبر: 119: قمیص، آستین، تہ بند اور عمامہ کے سرے کی لمبائی کی کیفیت ان میں سے کس چیز کو ازراہ تکبر لٹکانے کی حرمت اور تکبر کے بغیر لٹکانے کی کراہت کا بیان ۵۱۷
- اسبال کی تعریف ۵۳۰
- باب نمبر: 120: بطور تواضع شاندار لباس ترک کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۳۸
- باب نمبر: 121: لباس میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان اور یہ کہ ضرورت اور مقصود شرعی کے بغیر عیب ناک لباس نہ پہنا جائے ۵۳۹
- باب نمبر: 122: مردوں کے لئے ریشم کا لباس پہننے اس پر بیٹھنے اور اس کے ساتھ تکیہ لگانے کی حرمت اور عورتوں کے لئے اس کے پہننے کے جواز کا بیان ۵۴۰
- باب نمبر: 123: خارش زدہ کے لئے ریشم پہننے کے جواز کا بیان ۵۴۳
- باب نمبر: 124: چھتے کا چمڑہ نیچے بچھانے یا اس پر سوار ہونے کی حرمت کا بیان ۵۴۴
- باب نمبر: 125: جب نیا کپڑا یا جوتا وغیرہ پہنے تو کیا کہے؟ ۵۴۵
- باب نمبر: 126: لباس پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۴۶
- ﴿نیند کے آداب کا بیان﴾
- باب نمبر: 127: سونے، لیٹنے، بیٹھنے، مجلس، ہم مجلس اور خواب کے آداب کا بیان ۵۴۷
- باب نمبر: 128: چپٹ لیٹنے پر ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے، چارزانو ہو کر بیٹھنے اور اس طرح بیٹھنا کہ پیٹھ اور پنڈلیوں کو عمامہ وغیرہ کے ساتھ اکٹھا باندھ دیا جائے کے جواز کا بیان ۵۵۱
- باب نمبر: 129: مجلس اور ہم مجلس کے آداب کا بیان ۵۵۵
- باب نمبر: 130: خواب اور اس کے متعلقات کا بیان ۵۶۵

﴿کتاب السلام﴾

- سلام کا معنی ۵۷۱
- سلام کی تعریف ۵۷۱

- باب نمبر: 131: سلام کی فضیلت اور اس کو عام کرنے کے حکم کا بیان ۵۷۲
- باب نمبر: 132: سلام کی کیفیت کا بیان ۵۷۸
- باب نمبر: 133: سلام کے آداب کا بیان ۵۸۳
- باب نمبر: 134: تھوڑی دیر میں اگر دو بار ملاقات ہو مثلاً اندر داخل ہو پھر باہر نکلے اور ساتھ ہی پھر اندر داخل ہو یا ان کے درمیان درخت حائل ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں دوبار سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۸۶
- باب نمبر: 135: جب اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرنا مستحب ہے ۵۸۷
- باب نمبر: 136: بچوں کو سلام کرنے کا بیان ۵۸۸
- باب نمبر: 137: مرد کا اپنی زوجہ کو اور عورت کا اپنے محرموں کو سلام کرنا اور اجنبی عورت یا عورتوں کو سلام کرنا جب کہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو اسی طرح اس شرط کے ساتھ عورتوں کا اجنبی مردوں کو سلام کرنا ۵۸۹
- باب نمبر: 138: کافروں کو پہلے سلام کرنے کی حرمت ان کے سلام کے جواب کی کیفیت اور جس مجلس میں مسلمان اور کفار سبھی ہوں ان کو سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۹۲
- باب نمبر: 139: مجلس سے اٹھتے یا ہم نشینوں سے علیحدہ ہوتے وقت سلام کرنے کے استحباب کا بیان ۵۹۳
- باب نمبر: 140: اجازت لینے اور اس کے آداب کا بیان ۵۹۴
- باب نمبر: 141: اجازت طلب کرنے والے سے اگر کہا جائے کہ کون؟ تو سنت یہ ہے کہ وہ اپنا نام یا کنیت وغیرہ بتائے جس سے وہ مشہور ہے اور ”میں“ وغیرہ کہنا مکروہ ہے ۵۹۸
- باب نمبر: 142: چھینکے والا اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہنے کے مستحب ہونے اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے تو یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہنے کے مکروہ ہونے اور چھینک مارنے اور چھینک کا جواب دینے اور جمائی لینے کے آداب کا بیان ۶۰۰
- باب نمبر: 143: ملاقات کے وقت مصافحہ اور ختمہ پیشانی سے ملنے کا مستحب ہونا اور نیک آدمی کے ہاتھ چومنا باپ کا بوجہ شفقت اپنے بیٹے کا بوسہ لینا اور سفر سے آنے والے کے ساتھ گلے ملنے کے مستحب ہونے اور چھینکے کی کراہت کا بیان ۶۰۶
- مصافحہ کا معنی ۶۰۷
- مصافحہ کی تعریف ۶۰۷
- فائدہ: ۶۰۷
- نبی اکرم ﷺ کا بچوں کے ساتھ پیار ۶۱۲
- ترہیفِ اولاد ۶۱۵
- مآخذ و مراجع ۶۱۷

فہرست تعارف صحابہ کرام ﴿رضی اللہ عنہم اجمعین﴾

حرف الف

اسم مبارک	تحت حدیث
حضرت اُسید بن عمرو رضی اللہ عنہ	375
حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ	409
حضرت ابو نَجْح عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ	441
حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ	520
حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	562
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	583
حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ	629
حضرت ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ	657
حضرت امیہ بن مخنف رضی اللہ عنہ	735
حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا	858
حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہ	868

حرف التاء

حضرت تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ	610

حرف الجیم

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	392
حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ	558
حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ	799
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	823

حرف الخاء

حضرت خویلید بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ 710

حرف الراء

حضرت ربیع بن خراش رضی اللہ عنہ 876

حرف الزاء

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ 349

حرف السين

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ 406

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ 831

حرف الشین

حضرت شریذ بن سويد رضی اللہ عنہ 827

حرف الصاد

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ 626

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ 893

حرف العين

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ 420

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ 457

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ 460

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ 485

حضرت عبد اللہ بن ثخیر رضی اللہ عنہ 486

حضرت عتبہ بن غزوہ رضی اللہ عنہ 501

حضرت عبد اللہ بن محسن انصاری رضی اللہ عنہ 514

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ 529

حضرت عمرو بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ 560

حضرت عطیہ بن عروہ السعدی رضی اللہ عنہ 599

- 605..... حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ
- 677..... حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ
- 743..... حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ
- 773..... حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ
- 778..... حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ
- 852..... حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

حرف الفاء

- 518..... حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ

حرف القاف

- 539..... حضرت قبیصہ بن الخارق رضی اللہ عنہ
- 826..... حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا

حرف الکاف

- 877..... حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ

حرف المیم

- 386..... حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ
- 395..... حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ
- 506..... حضرت محمد بن سرین رضی اللہ عنہ
- 519..... حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ
- 531..... حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ
- 664..... حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ
- 704..... حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ
- 716..... حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ
- 737..... حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ
- 791..... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

حرف النون

- 593..... حضرت نواس بن سمرعان رضی اللہ عنہ
771..... حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ

حرف الواو

- 594..... حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ
672..... حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ
746..... حضرت وثنی بن حرب رضی اللہ عنہ
847..... حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ

باب الکنی (کنیتوں کا باب)

- 8..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
9..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
10..... حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ
22..... حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ
58..... حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ
75..... حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ
81..... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
82..... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
254..... حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
409..... حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ
441..... حضرت ابو نجیح رضی اللہ عنہ
520..... حضرت امامہ ایاس رضی اللہ عنہ
657..... حضرت ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ
868..... حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا
610..... حضرت ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ

- 799..... حضرت ابو جری رضی اللہ عنہ
- 710..... حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ
- 876..... حضرت ابو مریم رضی اللہ عنہ
- 349..... حضرت ابو عمرو رضی اللہ عنہ
- 831..... حضرت ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ
- 560..... حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ
- 852..... حضرت ابو یوسف رضی اللہ عنہ
- 539..... حضرت ابو بشیر رضی اللہ عنہ
- 386..... حضرت ابو کریمہ + ابو یحییٰ رضی اللہ عنہ
- 664..... حضرت ابو علی نصری رضی اللہ عنہ
- 716..... حضرت ابو سلیمان رضی اللہ عنہ
- 410..... حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ



عرض مصنف

قارئین کرام سے عرض ہے کہ اس شرح میں میری کم عملی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے اس کو میری طرف منسوب فرمائیں تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

فقیر الی اللہ ورسولہ:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراٹھاں شریف گجرات)

۴۳- بَابُ اِكْرَامِ اَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم وَبَيَانِ فَضْلِهِمْ

اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور ان کی تکریم کے متعلق بیان

اہل بیت کی تعریف و تحقیق: کسی کے اہل بیت میں وہ افراد شامل ہوتے ہیں جو اس کے گھر میں پرورش پا رہے ہیں۔ یہ احسانا ہے ورنہ قیاس کے مطابق صرف زوجہ کو ہی اہل بیت کہا جاتا ہے۔

(قواعد الفقہ، ص 196، بحوالہ حرائر العریقات، ص 57، والضحیٰ پہلی کیشنز لاہور)

یہاں اہل بیت سے مراد نبی اکرم ﷺ کی ازواج، اولاد، اور آپ ﷺ کے نسب کے قریبی رشتہ دار ہیں ان سب پر بخوف طوالت صرف ایک ایک دلیل نیچے والی آیت کی تشریح میں ذکر کرتا ہوں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّمَا يُرِیْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝ ﴾

(الحزاب: 33)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تو یہی چاہتا ہے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

اسی آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ان آیتوں میں اہل بیت میں داخل ہیں۔ اس لیے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں اتری ہے۔ آیت کا شان نزول تو آیت کے حکم میں داخل ہوتا ہی ہے گو بعض کہتے ہیں کہ صرف وہی داخل ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں وہ بھی اور اس کے سوا بھی۔ اور یہ دوسرا قول ہی زیادہ صحیح ہے۔

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ تو بازاروں میں منادی کرتے پھرتے تھے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں ہی کے بارے میں خالصتاً نازل ہوئی ہے۔ (ابن جریر تحت آیت مذکورہ)

ابن ابی حاتم میں عکرمہ رحمہ اللہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ”جو چاہے مجھ سے مباہلہ کر لے، یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے“۔ (میں ابن کثیر کہتا ہوں) اس قول سے اگر یہ مطلب

ہے کہ شان نزول یہی ہے اور نہیں، تو یہ تو ٹھیک ہے اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ اہل بیت میں اور کوئی ان کے سوا داخل ہی نہیں تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ احادیث سے اہل بیت میں ازواج مطہرات کے سوا اوروں کا داخل ہونا بھی پایا جاتا ہے۔

مسند احمد اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے جب نکلتے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر پہنچ کر فرماتے اے اہل بیت نماز کا وقت آ گیا ہے پھر اسی آیت تطہیر کی تلاوت کرتے۔
(سنن ترمذی: 3206، امام ترمذی اسے حسن قرار دیا ہے)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ (الحج: 32)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قربانی کے اونٹ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ محمد بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عرفات میں ٹھہرنا اور مزدلفہ اور رمی جمار اور سرمنڈوانا اور قربانی کے اونٹ یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان سب سے بڑھ کر بیت اللہ شریف ہے۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صفاء و مروہ کو شعائر اللہ فرمایا اس لیے کہ اس پر ایک نبی کی ماں اور ایک اللہ تعالیٰ کے ولیہ یعنی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدم لگے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے ولی کا قدم لگ جائے وہ اللہ تعالیٰ نے نشانی ہوتی ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ کا ولی اپنے جسم کے ساتھ آرام فرما ہو تو وہ جگہ اللہ تعالیٰ کے نشانی کیوں نہ ہوگی؟؟ لہذا اولیاء اللہ کے مزارات بھی اللہ تعالیٰ کے نشانیاں ہیں ان کی تعظیم بھی دل کے تقویٰ کی دلیل ہے

(ابوالاحمد غفرلہ)

(۳۴۹) وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ، وَعَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتُ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَمِعْتُ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتُ مَعَهُ، وَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ: لَقَدْ لَقِيتُ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدَّثَنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، وَاللَّهِ لَقَدْ كَبُرَتْ سِنِّي، وَقَدَّمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعْيُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ، فَاقْبَلُوا، وَمَا لَا تُكَلِّفُونِيهِ. ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ اللَّهَ، وَأَثْنَى

عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَرَ، ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأَجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ، فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بَكِتَابِ اللَّهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ"، فَحَتَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ، وَرَغَبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَأَهْلُ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي" فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ، أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِّمَ الصَّدَقَةُ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمُ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ. قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِّمَ الصَّدَقَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: "أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ وَهُوَ حَبْلُ اللَّهِ، مَنْ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ".

◀ حضرت یزید بن حیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت حصین بن سبرہ اور حضرت عمرو بن مسلم رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے زید! آپ کو بہت زیادہ بھلائیاں نصیب ہوئی ہیں۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ کی حدیثیں سنیں۔ آپ کی معیت میں شریک جہاد ہوئے اور آپ کے پیچھے نمازیں ادا کیں۔ اے زید! آپ کو بہت بھلائیاں عطا ہوئی ہیں۔ اے زید! آپ نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہمیں بھی بیان کرو۔ حضرت زید بن ارقم نے فرمایا: اے بھتیجے! اللہ کی قسم! میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور میرا وقت گزر چکا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سنی تھیں ان میں سے مجھے کچھ بھول گئی ہیں اس لئے جو کچھ میں تمہیں سناؤں اسے قبول کر لو اور جو میں نہ سناؤں اس کے لئے مجھے مجبور نہ کرو۔ پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان "خم" نامی چشمہ کے مقام پر ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور وعظ و تذکیر کے بعد فرمایا: اما بعد: خبردار اے لوگو! بے شک میں انسان ہوں اور قریب ہے کہ خدا کا فرستادہ آئے اور میں اس کی دعوت پر لبیک کہہ دوں اور میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں سے پہلی اللہ کی کتاب قرآن حکیم ہے جس میں ہدایت بھی ہے اور نور بھی۔ سو تم اس کتاب پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو پھر آپ نے قرآن حکیم کے متعلق ابھارا اور رغبت دلائی۔

پھر فرمایا: اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اہل بیت کے معاملہ میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کی: اے زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں سے نہیں؟ فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات بھی آپ

کے اہل بیت میں سے ہیں۔ لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ کا مال حرام ہے۔ عرض کی: وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ حضرت علی، حضرت عقیل، حضرت جعفر، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی اولادیں ہیں۔ عرض کی: کیا ان تمام پر صدقہ کا مال حرام ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے خبردار! میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے اور وہ اللہ کی رسی ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اسے ترک کیا وہ گمراہ ہو جائے گا۔

تعارفِ راوی:

آپ مشہور صحابی ہیں، انصاری ہیں، خزر جی ہیں، کوفہ میں رہے، وہاں ہی ۸۷ھ میں وفات پائی، پچاسی ۸۵ سال عمر ہوئی، آپ کی کنیت ابو عمرو ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخلیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الزاء، فصل فی الصحابہ "مرآۃ المناجیح جلد ششم)

حل لغات:

اعی: از وعیاً بمعنی جمع کرنا، قبول کرنا، غور کرنا، وغیرہ

ثقلین: الثقل مسافر کا سامان

شرح:

شہاد بن عمار کہتے ہیں میں ایک دن واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اس وقت وہاں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کا ذکر ہو رہا تھا۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے میں نے بھی ان کا ساتھ دیا جب وہ لوگ گئے تو مجھ سے سے واثلہ نے فرمایا تو نے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے؟ میں نے کہا "ہاں میں نے بھی سب کی زبان میں زبان ملائی"۔ تو فرمایا "سن میں نے جو دیکھا ہے تجھے سناتا ہوں۔ میں ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں گئے ہوئے ہیں۔ میں ان کے انتظار میں بیٹھا رہا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی ہیں دونوں بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی تھامے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو اپنے سامنے بٹھالیا اور دونوں نواسوں کو اپنے گھٹنوں پر بٹھالیا اور ایک کپڑے سے ڈھک لیا پھر اس آیت ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تو یہی چاہتا ہے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (۵)

کی تلاوت کر کے فرمایا: اے اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرے اہل بیت زیادہ حقدار ہیں۔

(مسند احمد: 107/4: البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابوالاحمد غفرلہ)

دوسری روایت میں اتنی زیادتی بھی ہے کہ سیدنا و ائملہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت میں سے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو بھی میرے اہل میں سے ہے۔ وائملہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان میرے لیے بہت ہی بڑی امید کا ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 706/22: اسے بھی البانی نے صحیح قرار دیا ہے، ابوالاحمد غفرلہ)

سبق:

دین کی جس بات کا علم ہوا سے دوسرے تک پہنچانا چاہئے۔ وعظ و تذکیر سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنی چاہئے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر علم پیرا ہونا چاہیے۔ اور بدعات سے گریز کرنا چاہیے۔

(دلیل القائلین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری الحلی، متونی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۳۵۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - مَوْقُوفًا عَلَيْهِ - أَنَّهُ قَالَ: ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

مَعْنَى "ارْقُبُوهُ": رَاعُوهُ وَاحْتَرِمُوهُ وَآكْرِمُوهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ -

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیث موقوفاً روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

حضرت محمد ﷺ کی رعایت اور احترام کرو آپ کی اہل بیت کے بارے میں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

ارقبو: از رقوباً و رقابة و رقباناً بمعنی نگرانی کرنا، نگہبانی کرنا، ڈرانا،

شرح:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ حضرت محمد ﷺ کی رعایت اور احترام کرو آپ کی اہل

بیت کے بارے میں۔ مطلب یہ ہے کہ میری نسبت کا خیال رکھتے ہوئے میرے اہل بیت کے حقوق کا بھی خیال رکھنا، اور جو

اہل بیت کی عزت کرے گا وہ گویا رسول اللہ ﷺ کی عزت کرے گا، اور جو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کی بے حرمتی کرے گا تو گویا اس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جفا کی، اللہ تعالیٰ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دل و جان سے محبت کرنے کی توفیق دے، آمین۔

سبق:

اہل بیت رسول ﷺ کا اکرام کرنا چاہیے کیونکہ ان کو آپ ﷺ کا قرب حاصل ہے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری الہکلی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

۴۴- بَابُ تَوْقِيرِ الْعُلَمَاءِ وَالْكَبَارِ وَأَهْلِ الْفَضْلِ وَتَقْدِيمِهِمْ عَلَى غَيْرِهِمْ وَرَفْعِ

مَجَالِسِهِمْ وَإِظْهَارِ مَرَاتِبِهِمْ

علماء بزرگوں اور اہل فضل لوگوں کے احترام اور ان کو دوسروں پر مقدم کرنے اور مجالس میں ان کے مراتب بلند کرنے اور ان کے مراتب کے اظہار کرنے کا بیان

توقیر کے لغوی معانی: عزت، وقعت، تعظیم و تکریم، احترام، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝﴾

(الزمر: 9)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا؟ تم فرماؤ! کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں ۝

(۳۵۱) وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرُوهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِنًا، وَلَا يُؤَمِّنُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا" بَدَل "سِنًا": أَيِ إِسْلَامًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: "يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرُوهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فَإِنْ كَانَتْ قِرَائَتُهُمْ سَوَاءً"

فَيَوْمُهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَلْيَوْمُهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًا۔
وَالْمُرَادُ "بِسُلْطَانِهِ": مَحَلُّ وَلَايَتِهِ، أَوِ الْمَوْضِعُ الَّذِي يَخْتَصُّ بِهِ "وَتَكْرِمَتُهُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَكَسْرِ
الرَّاءِ: وَهِيَ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ مِنْ فِرَاشٍ وَسَرِيرٍ وَنَحْوِهِمَا۔

◀ حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو البدری الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سے سب سے زیادہ قرآن مجید پڑھنے والا ہو اور اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو سنت (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کا زیادہ عالم ہو سو اگر سنت کے علم میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو، اور اگر ہجرت کرنے میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ جس کی عمر زیادہ ہو۔ کوئی شخص کسی شخص کی حکومت میں اس کی امامت نہ کرے اور کوئی شخص کسی کے گھر میں اس کی عزت کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔ (مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: جو ان میں سے پہلے اسلام لایا ہو۔ عمر میں بڑا ہونے کے بجائے میں یہ الفاظ آئے ہیں: اور ایک روایت میں ہے: قوم کی امامت وہ شخص کرائے جو قرآن کی زیادہ قرأت کرنے والا ہو اور قرأت میں مقدم ہو۔ اگر ان کی قرأت ایک جیسی ہو تو پھر وہ امامت کرائے جس نے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت کے حساب سے بھی برابر ہوں تو پھر ان کی وہ امامت کرائے جس کی ان میں عمر زیادہ ہو۔

تعارفِ راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

سلطانہ: سے مراد اس کی ولایت کا مقام ہے یا وہ جگہ جو اس کے لئے خاص ہے۔
تکرمته: تاء کے زبر اور راء کی زیر کے ساتھ۔ وہ بستر یا چارپائی وغیرہ جو اس کے لئے خاص ہے۔

شرح:

سب سے زیادہ مستحق امامت وہ شخص ہے جو نماز و طہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، اگرچہ باقی علوم میں پوری دستگاہ نہ رکھتا ہو، بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش سے بچتا ہو، اس کے بعد وہ شخص جو تجوید (قراءت) کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں، تو وہ کہ زیادہ ورع رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا، اس میں بھی برابر ہوں، تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ

خوبصورت ہو جاتا ہے، پھر زیادہ خوبصورت، پھر زیادہ حسب والا پھر وہ کہ باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو، پھر زیادہ مالدار، پھر زیادہ عزت والا، پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں، غرض چند شخص برابر کے ہوں، تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو زیادہ حق دار ہے اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے، جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ امامت کرے یا ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرے وہ امام ہو اور جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو اور اگر جماعت نے غیر اولیٰ کو امام بنایا، تو بُرا کیا، مگر گنہگار نہ ہوئے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب المدة، ج ۲، ص ۳۵۴)

(۳۵۲) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ، وَيَقُولُ: "اسْتَوْوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِيَلِينِي مِنْكُمْ أَوْلُوا الْأَحْلَامَ وَالنَّهْيَ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِيَلِينِي" هُوَ بِتَخْفِيفِ النُّونِ وَلَيْسَ قَبْلَهَا يَاءٌ، وَرَوَى بِتَشْدِيدِ النُّونِ مَعَ يَاءٍ قَبْلَهَا. "وَالنَّهْيَ": الْعُقُولُ. "وَأَوْلُوا الْأَحْلَامَ": هُمُ الْبَالِغُونَ، وَقِيلَ: أَهْلُ الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ.

◀ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو البدری الانصاری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے: سیدھے ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو کیونکہ اس سے تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو تم میں بالغ اور صاحب عقل ہیں اور پھر وہ جو ان کے قریب ہیں (عقل و حلم میں) اور پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

لینے: نون مخفف ہے اور اس سے پہلے یاء نہیں ہے۔
اور لیلینی میں نون مشدد ہے اور اس سے پہلے یاء بھی منقول ہے۔
النَّهْيَ: عقلیں۔

اولوا الاحلام: بالغ لوگ۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مراد اہل علم و فضل لوگ ہیں۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ صفیں ٹیڑھی ہونے سے قومیں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں کیونکہ قالب کا اثر قلب پر اور قلب کا اثر قالب

پر پڑتا ہے، نہانے سے دل ٹھنڈا ہوتا ہے اور دل کی خوشی و غم کا اثر چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے۔

یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کر کے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم و عقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔ سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔

یعنی تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لیے تم میں آپس کے جھگڑے و اختلافات پیدا ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث جماعت کی صدا ہا مسائل کی اصل ہے۔ فقہاء جو فرماتے ہیں کہ نماز میں پہلے مردوں کی صف ہو، پھر بچوں کی، پھر خٹوں کی، پھر عورتوں کی اس کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۱۳۲)

(۳۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْلِي مِنْكُمْ أَوْلُوا الْأَحْلَامَ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" ثَلَاثًا "وَأَيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نزدیک تم میں سے وہ لوگ کھڑے ہوں جو بالغ اور صاحب عقل ہیں۔ پھر وہ جوان کے قریب ہوں۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا: اور اپنے آپ کو بازاروں کے شور و غل سے محفوظ رکھو۔ (مسلم)

(۳۵۴) وَعَنْ أَبِي يَحْيَى، وَقِيلَ: أَبِي مُحَمَّدٍ سَهْلٍ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ - بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاسْكَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ - الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: انْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا، فَاتَى مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قِتْلًا، فَدَفَنَهُ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحَوَيْصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ: "كَبُرَ كَبْرٌ" وَهُوَ أَخَذْتُ الْقَوْمَ، فَسَكَّتْ، فَتَكَلَّمَ، فَقَالَ: "اتَّخِلْفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ؟..." وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَبُرَ كَبْرٌ" مَعْنَاهُ: يَتَكَلَّمُ الْأَكْبَرُ .

◀ حضرت ابویحییٰ اور بقول بعض ابو محمد سہل بن ابی حمہ حاء مہملہ کے زبر اور ثاء مثلاً کے سکون کے ساتھ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور حضرت محیصہ بن مسعود خیبر کی طرف گئے اور وہ صلح کے دن تھے۔ وہاں وہ دونوں علیحدہ ہو گئے۔ پھر حضرت محیصہ حضرت عبداللہ بن سہل کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ قتل ہو گئے ہیں اور خون میں لت پت ہیں۔ انہوں نے انہیں دفن کیا اور پھر مدینہ منورہ آ گئے۔ پھر حضرت عبدالرحمن بن سہل اور حضرت محیصہ و حضرت حویصہ پسران حضرت مسعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عبدالرحمن نے گفتگو کا آغاز کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑا آدمی بات کرے۔ بڑا آدمی بات کرے اور حضرت عبدالرحمن سب سے چھوٹے تھے اس لئے خاموش ہو گئے۔ پھر ان دونوں نے بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم قسم کھا کر اپنے قاتل کے حقدار بننا چاہتے ہو؟ پھر تمام حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

کبر کبر: کا معنی ہے۔ بڑا آدمی بات کرے۔

یتشخط: از شحطاً بمعنی برتن بھرنا، خون آلودہ ہونا،

شرح:

یعنی تم میں جو سب سے بڑے ہیں انہیں پہلے گفتگو کرنے دو پھر تم کچھ کہنا، بڑے حویصہ تھے۔ (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ بڑوں کا ادب ہر حال میں چاہیے اور عمر کی بڑائی بھی معتبر ہے، بڑائی بہت سی قسم کی ہوتی ہے: رشتہ کی بڑائی، علم کی بڑائی، تقویٰ کی بڑائی، عمر کی بڑائی، یہاں عمر کی بڑائی مراد ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۶۶۰،)

(۳۵۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ يَعْنِي فِي الْقَبْرِ، ثُمَّ يَقُولُ: "أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟" فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَ فِي اللَّحْدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کے موقع پر دو آدمیوں کو ایک قبر میں اکٹھا (دفن) کرتے تھے اور پھر فرماتے: ان دونوں میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد ہے؟ اگر ان میں سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو پہلے آپ اس کو لحد میں اتارتے تھے۔ (بخاری)

(۳۵۶) وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكَ بِسَوَاكِ، فَجَانَنِي رَجُلَانِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَنَاولْتُ السَّوَاكَ الْأَصْغَرَ، فَقِيلَ لِي: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا"
رَوَاهُ مُسْلِمٌ مُسْنَدًا وَابْنُ خَرِيقٍ تَعْلِيْقًا .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ پس میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے آدمی کو دے دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے آدمی کو مسواک دو۔ تو میں نے ان میں سے بڑے کو مسواک دے دی۔

اس حدیث کو مسلم نے مسند اور امام بخاری نے بطور تعلیق روایت کیا ہے۔

(۳۵۷) وَ عَنِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ مِنْ أَجْلَالِ اللَّهِ تَعَالَى أَكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْعَالِي فِيهِ، وَالْجَافِي عَنْهُ، وَأَكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

◀ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے کہ آدمی بوڑھے مسلمان، حافظ قرآن جو نہ قرآن میں غلو کرے اور نہ اسے ترک کرے اور عادل بادشاہ کی تعظیم کرے۔

یہ حدیث حسن ہے اور اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

(۳۵۸) وَ عَنِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا" حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"
وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: "حَقٌّ كَبِيرَنَا" .

◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی فضیلت کو نہیں پہچانتا۔

356: مسلم شریف، کتاب الروایا، رقم الحدیث: 5814، بخاری شریف، رقم الحدیث: 243، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 50، بیہقی، رقم الحدیث: 170

357: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4843

358: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4943

یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداؤد کی معایت میں یہ الفاظ ہیں: اور ہمارے بڑے کا حق نہیں پہچانتا۔

(۳۵۹) وَعَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَرَّتْ بِهَا سَائِلٌ، فَأَعْطَتْهُ كِسْرَةً، وَمَرَّتْ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ، فَأَقْعَدَتْهُ، فَأَكَلَ، فَقِيلَ لَهَا فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "انْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ . لَكِنَّ قَالَ: مَيْمُونٌ لَمْ يَدْرِكْ عَائِشَةَ . وَقَدْ ذَكَرَهُ مُسْلِمٌ فِي أَوَّلِ صَحِيحِهِ تَعْلِيْقًا فَقَالَ: وَذَكَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ، وَذَكَرَهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فِي كِتَابِهِ "مَعْرِفَةُ عُلُومِ الْحَدِيثِ" وَقَالَ: "هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ" .

◀ حضرت میمون بن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ایک سائل گزرا تو آپ نے اس کو روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ پھر آپ کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اچھی شکل و صورت کا مالک تھا۔ آپ نے اس کو بٹھایا اور اس نے کھانا کھایا۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق جگہ دو۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے لیکن کہا حضرت میمون نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت نہیں کی۔

مسلم نے اس کو اپنی کتاب کے اول میں تعلیقاً بیان کیا اور فرمایا: انہوں نے (میمون نے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق جگہ دیں۔ حاکم ابو عبد اللہ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب "معرفۃ علوم الحدیث" میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مرّ: از مرّاً و مرّاً بمعنی صفا کرنا، زمین پر بھیلانا۔

شرح:

مسئلہ ۴۶۳: از ملک آسام ضلع گوہتی مرسلہ محمد طیب اللہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سیدو عالم ایسا ہے کہ تمام شہر کا استاد ہے اور فتوے و فرائض

وامامت عید گاہ اور جنازہ وغیرہ کا کام اسی سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی ضیافت میں اکرام یا امتیازاً ایک ہی دسترخوان پر ان کو برتن میں اور مہمان کو پتے میں کھلائیں تو شرعاً یہ درست ہے یا نادرست؟ بیوقوف تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔)

الجواب: بلاشبہ جائز ہے، علماء سادات کو رب العزت عزوجل نے اعزاز و امتیاز بخشا تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا امتثال اور صاحب حق کو اس کے حق کا ایفا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۷۲۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور،)

(۳۶۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ، فَزَلَّ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ الْقُرَاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ، كُهُولًا كَانُوا أَوْ شَبَابًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ: يَا ابْنَ أَخِي، لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ، فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ، فَاسْتَأْذَنْ لَهُ، فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللَّهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزَلَ، وَلَا تَحْكُمُ فِينَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ (الاعراف: ۱۹۹) وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ. وَاللَّهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ آئے اور اپنے بھتیجے حضرت حر بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس قیام فرمایا: حضرت حر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل تھا۔ حفاظ قرآن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور آپ کی شوریٰ کے ارکان ہوتے تھے۔ خواہ وہ بوڑھے ہوتے یا جوان۔ حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اس امیر کے ہاں تمہارا کافی مقام ہے۔ مجھے بھی ان سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ تو حضرت حر رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے اجازت طلب کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی۔ جب وہ داخل ہوئے تو کہا: اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! نہ تو تو ہمیں معقول عطیہ دیتا ہے اور نہ ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ کرتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے۔ قریب تھا کہ اس پر ہاتھ اٹھاتے کہ حضرت حر نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: ”معاف کر دینے کا شیوہ اپناؤ“ نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے درگزر کرو۔ اور بلاشبہ یہ شخص جاہلوں میں سے ہے۔ جب انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذرا بھی تجاوز نہ کیا اور اللہ کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے متعلق بہت زیادہ آگاہی رکھنے والے تھے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے والے تھے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الستر: برودہ لٹکانا۔

یدنیہم: از ادناء بمعنی تنگ زندگی گزارنا، قریب ہونا،

شرح:

غصہ نفس کے اس جوش کا نام ہے جو دوسرے سے بدلہ لینے یا اسے دفع کرنے پر ابھارے۔ غصہ اچھا بھی ہے اور برا بھی، اللہ کے لیے غصہ اچھا ہے جیسے مجاہد غازی کو کفار پر یا کسی واعظ عالم کو فساق و فجار پر یا ماں باپ کو نافرمان اولاد پر آوے اور برا بھی ہوتا ہے جیسے وہ غصہ جو نفسانیت کے لیے کسی پر آوے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جو غضب کا لفظ آتا ہے وہاں غضب کے معنی ہوتے ہیں ناراضی و قہر کیونکہ وہ نفس و نفسانیت سے پاک ہے۔ کبر کا معنی ہے عجب یعنی بڑائی اپنی ذات و صفات کو اچھا جاننا اس کے اظہار کا نام تکبر ہے، اس کا مقابل تواضع و انکسار ہے۔ تکبر اچھا بھی ہے اور برا بھی، مسلمان کا اپنے کو کفار سے اچھا جاننا اور انہیں حقیر سمجھنا کہ ان کی ہیبت ہمارے دل میں نہ آئے یہ اچھا تکبر ہے، مسلمان بھائی سے اپنے کو بڑا سمجھنا انہیں ذلیل و حقیر سمجھنا یہ برا ہے۔ نبی کے مقابلہ میں تکبر کفر ہے جیسے شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں تکبر کیا تو کافر ہوا، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے متکبر وہاں اس کے معنی بہت بڑا، بہت ہی عالی و اونچا۔

(۳۶۱) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ كُنْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا، فَكُنْتُ أَحْفَظُ عَنْهُ، فَمَا يَمْنَعُنِي مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا أَنْ هَاهُنَا رِجَالًا هُمْ أَسَنُّ مِنِّي . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابوسعید سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بچہ تھا اور میں آپ سے احادیث یاد کیا کرتا تھا۔ آپ مجھے بات کرنے سے منع نہ فرماتے تھے مگر اس وقت جب کہ مجھ سے عمر میں بڑے لوگ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے۔ (متفق علیہ)

(۳۶۲) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَكْرَمَ شَابًّا شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَيْضَ اللَّهِ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ غَرِيبٌ" .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نو جوان کسی بوڑھے کی عزت اس کی عمر کی وجہ سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ایسا شخص مقدر فرمادیتا ہے جو اس کے بڑھاپے کی عمر میں اس کی عزت کرے گا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

قیض: بمعنی کسی کو کسی کے پاس لانا۔

شرح:

یعنی جو شخص بوڑھے مسلمان کا صرف اس لیے احترام کرے کہ اس کی عمر زیادہ ہے، اس کی عبادات مجھ سے زیادہ ہیں، یہ مجھ سے پرانے اسلام والا ہے تو ان شاء اللہ دنیا میں وہ دیکھ لے گا کہ اس کے بڑھاپے کے وقت لوگ اس کا احترام کریں گے۔ اس وعدے میں فرمایا گیا کہ ایسا آدمی دراز عمر بھی پائے گا دنیا میں مال، عیش، عزت بھی اسے ملے گی آخرت کا اجر اس کے علاوہ ہے۔ خود اس حدیث کے راوی حضرت انس نے حضور کی دس سال خدمت کی دیکھ لو کہ ان کی عمر ایک سو تین سال ہوئی ان کی زندگی میں ان کی اولاد کی تعداد ایک سو ہوئی یعنی اولاد اور اولاد کی اولاد ایک مخلوق نے ان سے احادیث روایت کیں، جہاں پہنچ جاتے تھے لوگ ان کی زیارت کے لیے جمع ہو جاتے تھے۔ (مرقات) یہ ہے اس حدیث کا ظہور اور اس وعدہ نبوی کی جیتی جاگتی تصویر و تفسیر۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۸۰۱)

۴۵- بَابُ زِيَارَةِ أَهْلِ الْخَيْرِ وَمَجَالَسَتِهِمْ وَصُحْبَتِهِمْ وَمَحَبَّتِهِمْ وَطَلَبِ زِيَارَتِهِمْ

وَالدُّعَاءُ مِنْهُمْ وَزِيَارَةُ الْمَوَاضِعِ الْفَاضِلَةِ

اچھے لوگوں کی زیارت کرنے ان کی مجلس اور صحبت اختیار کرنے اور ان سے محبت کرنے اور ان کی زیارت کی خواہش رکھنے اور ان سے دعا کرانے اور فضیلت والے مقامات کی زیارت کے

متعلق بیان

زیارت کا لغوی معنی: کسی متبرک مقام، چیز یا آدمی کا دیکھنا، حج، مقدس مقام کا نظارہ کرنا، کسی بزرگ کا مقبرہ، آستانہ، پرستش گاہ، درگاہ، سلام، (فیروز اللغات)

صوفیان کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: زیارت بزرگاں کفارہ گناہ، کہ بزرگوں کی زیارت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

امام نووی علیہ الرحمۃ نے یہاں پر باب میں فضیلت والے مقامات کی زیارت کا ذکر فرما کر یہ واضح فرمادیا کہ آپ کے نزدیک حاضری روضہ رسول ﷺ بھی ایک پسندیدہ کام ہے اور اس نیت سے سفر کرنا بھی جائز و مشروع ہے۔
آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا: میں نہ باز رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں یا قرونوں (مدتوں تک) چلا جاؤں۔

إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿قَالَ لَهُ مُوسَى هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ (الكهف: 66)،
اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک: اس سے موسیٰ نے کہا: کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی۔

تشریح:

یہاں اس گفتگو کا ذکر ہو رہا ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے درمیان ہوئی تھی۔ خضر اس علم کے ساتھ مخصوص کئے گئے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ علم تھا جو خضر کے پاس نہ تھا۔ پس موسیٰ علیہ السلام ادب سے اور اس لیے کہ خضر کو مہربان کر لیں، ان سے سوال کرتے ہیں۔ شاگرد کو اسی طرح ادب کے ساتھ اپنے استاد سے دریافت کرنا چاہیے، پوچھتے ہیں کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے ساتھ رہوں، آپ کی خدمت کرتا رہوں اور آپ سے علم حاصل کروں جس سے مجھے نفع پہنچے اور میرے عمل نیک ہو جائیں۔ خضر علیہ السلام اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تم میرا ساتھ نہیں نبھا سکتے، میرے کام آپ کو اپنے علم کے خلاف نظر آئیں گے۔ میرا علم آپ کو نہیں اور آپ کو جو علم ہے، وہ اللہ نے مجھے نہیں سکھایا، پس میں اپنی ایک الگ خدمت پر مقرر ہوں اور آپ الگ خدمت پر۔ ناممکن ہے کہ آپ اپنی معلومات کے خلاف میرے افعال دیکھیں اور پھر صبر کر سکیں۔ اور واقعہ میں آپ اس حال میں معذور بھی ہیں۔ کیونکہ باطنی حکمت اور مصلحت آپ کو معلوم نہیں اور مجھے اللہ تعالیٰ ان پر مطلع فرمادیا کرتا ہے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ جو کچھ کریں گے، میں اسے صبر سے برداشت کرتا رہوں گا، کسی بات میں آپ کے خلاف نہ کروں گا۔

پھر خضر نے ایک شرط پیش کی کہ اچھا کسی چیز کے بارے میں تم مجھ سے سوال نہ کرنا، میں جو کہوں وہ سن لینا، تم اپنی

طرف سے کسی سوال کی ابتداء نہ کرنا۔ ابن جریر رحمہ اللہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ رب العالمین عزوجل سے سوال کیا کہ تجھے اپنے بندوں میں سے زیادہ پیارا کون ہے؟ جواب ملا کہ جو ہر وقت میری یاد میں رہے اور مجھے نہ بھلائے۔ پوچھا کہ تمام بندوں میں سے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ فرمایا جو حق کے ساتھ فیصلے کرے اور خواہش کے پیچھے نہ پڑے۔ دریافت کیا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ فرمایا وہ عالم جو زیادہ علم کی جستجو میں رہے، ہر ایک سے سیکھتا رہے کہ ممکن ہے کوئی ہدایت کا کلمہ مل جائے اور ممکن ہے کوئی بات گمراہی سے نکلنے کی ہاتھ لگ جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر دریافت کیا کہ کیا زمین میں تیرا کوئی بندہ مجھ سے بھی زیادہ عالم ہے؟ فرمایا ہاں، پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا خضر علیہ السلام۔ فرمایا میں اسے کہاں تلاش کروں؟ فرمایا دریا کے کنارے پتھر کے پاس جہاں سے مچھلی بھاگ کھڑی ہو۔ پس موسیٰ علیہ السلام ان کی جستجو میں چلے۔ پھر وہ ہوا جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ اسی پتھر کے پاس دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ سمندروں کے ملاپ کی جگہ جہاں سے زیادہ پانی کہیں بھی نہیں، چڑیا نے چونچ میں پانی لیا تھا۔

دونوں میں جب شرط طے ہو گئی کہ تو سوال نہ کرنا جب تک میں خود ہی اس کی حکمت تجھ پر ظاہر نہ کروں تو دونوں ایک ساتھ چلے۔ جب کشتی چلی اور بیچ سمندر میں پہنچی تو خضر علیہ السلام نے ایک تختہ اکھیر ڈالا پھر اسے اوپر سے ہی جوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام سے صبر نہ ہو سکا، شرط کو بھول گئے اور جھٹ سے کہنے لگے کہ یہ کیا بات ہے؟ یہ سن کر خضر علیہ السلام نے انہیں ان کا وعدہ یاد دلایا کہ تم نے اپنی شرط کا خلاف کیا۔ میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ تمہیں ان باتوں کا علم نہیں، تم خاموش رہنا، مجھ سے نہ کچھ کہنا نہ سوال کرنا۔ ان کاموں کی مصلحت و حکمت اللہ مجھے معلوم کراتا ہے اور تم سے یہ چیزیں مخفی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کی کہ اس لغزش کو معاف کرو اور مجھ پر سختی نہ کرو، پہلے جو لمبی حدیث مفصل واقعہ کی بیان ہوئی ہے

(عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾ (الکہف: 28)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں۔

(۳۶۳) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْ بِنَا اِلٰی اُمِّ اَیْمَنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُورُهَا کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَزُورُهَا، فَلَمَّا اَنْتَهَیَا اِلَیْهَا، بَغَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا یُبْکِیْکِ؟ اَمَّا تَعْلَمِیْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا اَبْکِیْ اَنْ لَا اَکُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی خَیْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰکِنْ اَبْکِیْ اَنَّ الْوَحٰی قَدْ اِنْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ، فَهَیَّجَتْهُمَا عَلٰی الْبُکَاۗءِ، فَجَعَلَا یُبْکِیَانِ مَعَهَا .
رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: چلو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں اور ان کی زیارت کریں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ پس جب وہ ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ انہوں نے کہا: کیوں روتی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بہتر ہے تو انہوں نے کہا: میں اس لئے نہیں رورہی۔ یہ مجھے معلوم ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نبی کریم ﷺ کے لئے بہتر ہے بلکہ میں تو اس لئے رورہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا نزول منقطع ہو گیا ہے۔ سو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فہیجتهما: از، تہیجہ بمعنی برا بیچتہ کرنا، اٹھانا، جوش و حرکت میں آنا،

شرح:

جناب ام ایمن کا نام شریف برکت ہے حبشہ کی تھیں، حضرت عبداللہ یعنی حضور کے والد ماجد کی لونڈی تھیں، حضور کی پرورش انہوں نے بھی کی ہے، حضور انور نے آپ کا نکاح حضرت زید ابن حارثہ سے کر دیا تھا، انہیں کے بطن شریف سے حضرت اسامہ ابن زید پیدا ہوئے، آپ جہادوں میں جاتیں تھیں زخموں کی مرہم پٹی غازیوں کی خدمت کرتی تھیں، حضرت عمر فاروق کی وفات سے بیس دن بعد آپ کی وفات ہوئی، حضرت زید ابن حارثہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے غلام بن گئے تھے، حضور انور نے جناب خدیجہ سے انہیں مانگ لیا اور آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ (مرقات)

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام ایمن کی ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے چلو ہم بھی

اس سنت پر عمل کریں ام ایمن کی زیارت کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعد ان کے معمولات قائم رکھنا، ان کے دوستوں سے محبت کرنا، بلکہ جن کی وہ حضرات ملاقات کرتے ہوں ان سے ملاقات کے لیے جانا سنت صحابہ ہے۔

مشکوٰۃ کے عام نسخوں میں فلما انتھینا ہے جمع متکلم سے تو اس میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے۔ بعض نسخوں میں ہے۔ فلما انتھینا ثنیہ مذکر غائب ہے یعنی جب وہ دونوں صدیق و فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بہر حال ان بزرگوں کو دیکھ کر ام ایمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھی اور خاص محبوب دوست تھے۔ بعد وفات مرحوم کی چیزیں، اس کی اولاد، اس کے دوست دیکھ کر مرحوم یاد آتا ہے اور لوگ رونے لگتے ہیں یہ رونا ایسا ہی تھا۔

یعنی جہاں حضور اب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام و راحت ہے، وہاں ہر وقت اپنے رب سے قرب خاص حاصل ہے پھر تم اتنی بے قرار ہو کر روتی کیوں ہو۔

یعنی میرا رونا اپنی محرومی پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ہم اللہ کی بہت نعمتوں سے محروم ہو گئے، آیات قرآنیہ کا آنا بند ہو گیا، احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہو گیا، مسلمانوں کا صحابی بننا ختم ہو گیا، حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے۔

روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آ خر شد

حیف در چشم زدن صحبت یار آ خر شد

اب حضرت جبریل کیوں آئیں گے اور کہاں آئیں گے۔

یعنی یہ سن کر حضرت صدیق و فاروق اعظم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہ رونا تو امت کو قیامت تک رہے گا کہ کسے دیکھ کر صحابی بنیں گے، کس کے منہ سے آیات و احادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں، حضرت بلال یہ ہی سوچ کر مدینہ چھوڑ کر دمشق چلے گئے کہ اب میں کس کی طرف اشارہ کر کے اذان کہا کروں گا۔ حالت یہ ہو گئی تھی کہ۔

قافلہ کوزیروز بر کر گیا

قافلہ سالار سفر کر گیا

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۲۱۲)

(۳۶۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخَا

لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مَذْرَجَتِهِ مَلَكًا، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ:

أُرِيدُ أَخَايَ فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ. قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا، غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ

فِي اللَّهِ تَعَالَى، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

يُقَالُ: "أَرَادَهُ" لِكَذَا: إِذَا وَكَّلَهُ بِحِفْظِهِ، وَ"الْمَذْرَجَةُ" بَفَتْحِ الْمِيمِ.

وَالرَّاءِ: الطَّرِيقُ، وَمَعْنَى (تَرَبُّهَا): تَقْوُمُ بِهَا، وَتَسْعَى فِي صَلَاحِهَا .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کسی دوسرے گاؤں میں اپنے بھائی کو ملنے کے لئے گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے لیے اس کے راستے پر ایک فرشتہ متعین فرما دیا۔ جب وہ اس (فرشتے) کے پاس آیا تو اس نے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: میں اس گاؤں میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لئے فرشتے نے پوچھا: کیا اس پر تیرا کوئی احسان ہے جس کی تو بچپالی کر رہا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! بلکہ میں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خوشخبری کے ساتھ تیری طرف بھیجا گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اسی طرح محبت رکھتا ہے جس طرح تو نے اللہ تعالیٰ کے واسطے اس سے محبت کی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

جب کسی کو کسی کی حفاظت پر مقرر کیا جائے تو کہا جاتا ہے: اَرَصَدَ لَكَذَا .

المدرجة: میم اور راء دونوں پر زبر ہے۔ اس کا معنی ہے راستہ۔

تربھا: تو اس کا خیال رکھے، اس کی بہتری کے لئے کوشش کرے۔

شرح:

یعنی اس سے میری محبت اس لیے ہے کہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے اور نیک بندوں کی محبت سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے بخشنے ہوؤں کی ملاقات کرو کہ تم بھی بخشنے جاؤ۔

اُٹھ جاگ فرید استیا توں خلقت دیکھن جا مت کوئی بخسِ مال پوے توں بھی بخسِ جا

یعنی تیرا یہ عمل بارگاہِ الہی میں قبول ہو گیا اور تیرا مقصد حاصل ہو گیا۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ کے واسطے کسی سے محبت کرنا بہترین نیکی ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ تیسرے یہ کہ صالحین کی ملاقات ان کی زیارت کے لیے جانا بہت افضل ہے۔ چوتھے یہ کہ عام انسان فرشتہ کو شکل انسانی میں دیکھ سکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کبھی حضرات اولیاء اللہ کے پاس فرشتہ کے ذریعہ پیغام بھیجتا ہے یہ درجہ الہام سے اوپر ہے۔ (مرقات) مگر یہ پیغام وحی نہیں کہ وحی حضرات انبیاء کے سواء کسی کو نہیں ہوتی۔

(۳۶۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ عَادَ مَرِيضًا أَوْ زَارَ أَخًا لَهُ فِي اللَّهِ، نَادَاهُ مُنَادٍ: بَانَ طِبْتُ، وَطَابَ مَمْسَاكَ، وَتَبَوَّاتٍ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ"، وَفِي بَعْضِ النُّسخ: "غَرِيبٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کے لئے کسی مریض کی بیمار پرسی کرتا ہے یا اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے۔ اسے ندادینے والا ندادیتا ہے۔ تو خوش رہے، تیرا چلنا خوش آئند ثابت ہو اور جنت میں تجھے ٹھہرنے کی جگہ میسر آئے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں اسے غریب کہا گیا ہے۔

(۳۶۶) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَجَلِيسِ السُّوءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكَبِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: إِنَّمَا أَنْ يُحْذِيكَ، وَإِنَّمَا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِنَّمَا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكَبِيرِ: إِنَّمَا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِنَّمَا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا مُنْتِنَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . يُحْذِيكَ: يُعْطِيكَ .

◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک اور بد ہم مجلس کی مثال اسی طرح ہے جیسے کستوری والا اور بھٹی پھونکنے والا۔ پس کستوری رکھنے والا یا تو تجھے کستوری تحفہ دے دے گا یا تو اس سے کستوری خریدے گا اور یا پر پھر کم از کم اس (کے پاس بیٹھنے) سے تجھے عمدہ خوشبو سونگھنے کو ملے گی اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا اور یا (کم از کم) تجھے اس (کے پاس بیٹھنے) سے بدبو سونگھنا پڑے گی۔

(متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۹ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يُحْذِيكَ: تجھے ہدیہ یا تحفہ دے۔

شرح:

صوفیاء کرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل صحبت نیک ہے آج مسلمان نمازی، غازی، حاجی، قاضی بنے

رہتے ہیں مگر صحابی نہیں بنتے کہ صحابی صحبت نبی سے بنتے تھے وہ صحبت اب کہاں نصیب۔ حضور سب کچھ دے گئے مگر صحبت ساتھ ہی لے گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۸۳۵)

(۳۶۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لَأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرِ بِذَاتِ الدِّينِ تَرَبُّثُ يَدَاكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَمَعْنَاهُ: أَنَّ النَّاسَ يَقْصِدُونَ فِي الْعَادَةِ مِنَ الْمَرْأَةِ هَذِهِ الْخِصَالَ الْأَرْبَعَ، فَأَخْرَضَ أَنْتَ عَلَى ذَاتِ الدِّينِ، وَاطْفَرُ بِهَا، وَأَخْرَضَ عَلَى صُحَّتِهَا .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: عورت کے ساتھ چار وجوہات کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، یا اس کے حسب کی وجہ سے، یا اس کے حسن کی وجہ سے یا اس کے دین کی وجہ سے۔

تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔۔۔۔۔ تو ایسی عورت پر کامیابی حاصل کر جو دیندار ہو" (متفق علیہ)
اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ عادتاً عورت میں یہ چار خصلتیں تلاش کرتے ہیں تو دیندار عورت کی خواہش کر، اور اس پر کامیابی حاصل کر اور اس کی صحبت کا طلب گار رہ۔

(۳۶۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَبْرِئِلَ: "مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا؟" فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ﴾ (مریم: 64) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے فرمایا: تم جتنی دفعہ ہمارے پاس آئے ہو اس سے زیادہ مرتبہ کیوں نہیں آتے؟ تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: "ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے" (بخاری)

367: مسلم شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 3530، بخاری شریف، رقم الحدیث: 4802، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 2047، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1086، نسائی شریف، رقم الحدیث: 3230، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 1858، دارمی، رقم الحدیث: 2170، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 9517، ابن حبان، رقم الحدیث: 4036، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 2680

368: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4731

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

تزوڑنا: از زیارۃ، بمعنی ملاقات کے لیے جانا،

شرح:

صوفیاء کرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل صحبت نیک ہے آج مسلمان نمازی، غازی، حاجی، قاضی بنتے رہتے ہیں مگر صحابی نہیں بنتے کہ صحابی صحبت نبی سے بنتے تھے وہ صحبت اب کہاں نصیب۔ حضور سب کچھ دے گئے مگر صحبت ساتھ ہی لے گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۸۳۵)

(۳۶۹) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا

تُصَاحِبُ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلُ طَعَامُكَ إِلَّا تَقِيًّا". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ لَا بَأْسَ بِهِ .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "تو مومن کے علاوہ کسی کی صحبت اختیار نہ کر اور پرہیزگار کے علاوہ کوئی تیرا کھانا نہ کھائے"

ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۷۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الرَّجُلُ عَلَى

دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ، وَقَالَ

التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر

ہوتا ہے آدمی کو دیکھنا چاہیے کہ اس کی دوستی کس کے ساتھ ہے۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ

روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

(۳۷۱) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

"الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

369: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4832

370: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4833

371: مسلم شریف، کتاب البر والصلة، رقم الحدیث:

وَفِي رِوَايَةٍ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ: "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ".

◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن وہ ان سے ملاقات نہیں کر سکا۔ فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۹ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

احب: از حبا، بمعنی محبت کرنا، رغبت کرنا۔

شرح:

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا حضور انور کے پاس کچھ لوگ تھے تو آپ کے پاس والوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اسے بتا دیا ہے عرض کیا نہیں فرمایا اس کے پاس جاؤ اسے بتا دو چنانچہ وہ شخص اسکے پاس گیا اسے یہ خبر دی وہ بولا کہ تجھ سے وہ محبت کرے جس کی راہ میں تو نے مجھ سے محبت کی ہے راوی فرماتے ہیں کہ پھر واپس ہوا تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اس نے حضور کو خبر دی جو اس نے کہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے اور تیرے لیے وہ ہے جو تم نے طلب اجر کیا (بیہقی شعب الایمان) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے اور اس کے لیے وہ ہے جو کمائے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۸۳۵)

(۳۷۲) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَعْدَدْتُ لَهَا؟" قَالَ: حُبَّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: "أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

372: مسلم شریف، کتاب البر والصلة: 6584، بخاری شریف، رقم الحدیث: 5816، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5126، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2386، مسند

امام احمد، رقم الحدیث: 12646، ابن حبان، رقم الحدیث: 556، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1796، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 2888، طبرانی، رقم

الحدیث: 2519

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَوْمٍ، وَلَا صَلَاةٍ، وَلَا صَدَقَةٍ، وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔ یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔ اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: میں نے آخرت کے لئے نماز، روزوں اور صدقات کی کثرت کے لحاظ سے تو کوئی تیاری نہیں کر رکھی۔ البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

أَعْدَدْتُ: از، عدا، بمعنی، شمار کرنا، گننا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ماقبل حدیث کے تحت ہو چکی ہے۔

(۳۷۳) وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان کے ساتھ مل نہیں سکا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)۔

(۳۷۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "النَّاسُ مَعَادِنٌ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَهُوا، وَالْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا انْتَلَفَ، وَمَا تَنَافَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى

373: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6169

374: مسلم شریف، کتاب البر والصلة: 6582، بخاری شریف، رقم الحدیث: 3158، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4834، سند امام احمد، رقم

الحدیث: 7922، ابن حبان، رقم الحدیث: 6168، ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 4381، طبرانی، رقم الحدیث: 61969

الْبُخَارِيُّ

قَوْلُهُ: "الْأَرْوَاحُ..." الخ مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: لوگ کانیں ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں جو ان میں سے زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ انہیں دین کا علم حاصل ہو اور روحيں مجتمع لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچان لیں وہ مانوس ہو جاتی ہیں اور جو ایک دوسرے کو پہچان نہ سکیں وہ مخالف ہو جاتی ہیں۔ (مسلم)

اور بخاری نے "الارواح" سے آخر تک حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فقہوا: از، فقہا، بمعنی سمجھنا، حاصل کرنا، علم فقہ سیکھنا۔

شرح:

یعنی صورت میں تمام انسان یکساں مگر سیرت، اخلاق اور صفات میں مختلف جیسے ظاہری زمین یکساں اس میں کانیں مختلف، نیک سے نیکی ظاہر ہوگی اور بد سے بدی۔ یعنی جو زمانہ کفر میں عمدہ اخلاق، بہترین صفات کی وجہ سے اپنے قبیلوں کے سردار تھے جب وہ مسلمان ہو کر علم سیکھ لیں تو مسلمانوں میں سردار ہی رہیں گے، اسلام سے عزت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں۔ وہ لوگ اسلام سے پہلے کچھڑ میں لتھڑے ہوئے لعل تھے۔ مسلمان ہو کر عالم بنے، دھل کر صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نو مسلموں کو حقیر جاننا بہت برا ہے۔ اور کفار کا سردار مسلمان ہو کر مسلمانوں کا سردار ہی رہے گا اسے گرایا نہ جائے گا۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۱۶۹)

(۳۷۵) وَعَنْ أُسَيْرِ بْنِ عَمْرِو، وَيُقَالُ: ابْنُ جَابِرٍ وَهُوَ - بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّينِ الْمُهِمْلَةِ - قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ: أَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتَّى أَتَى عَلَى أُوَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ، فَبَرَأَتْ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: لَكَ وَالِيسَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ، فَبَرَأَتْ مِنْهُ"

إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّهَ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَاَفْعَلْ“ فَاسْتَغْفِرُ لِي فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: الْكُوفَةُ، قَالَ: أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلَى عَامِلِهَا؟ قَالَ: أَكُونُ فِي غَبَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ، فَوَافَقَ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ عَنْ أُوَيْسٍ، فَقَالَ: تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيلَ الْمَتَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ”يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ، كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّهَ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ، فَاَفْعَلْ“ فَاتَى أُوَيْسًا، فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لِي. قَالَ: أَنْتَ أَحَدْتُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ لِي. قَالَ: لَقِيتُ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، فَفَظَنَ لَهُ النَّاسُ، فَانْطَلَقَ عَلَى وَجْهِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَيْضًا عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَقَدُوا عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرْنِيِّينَ؟ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: ”إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ: أُوَيْسٌ، لَا يَدْعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمِّ لَهُ، قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللَّهُ تَعَالَى، فَادَّهَبَهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوْ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ“.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:

”إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَمُرُوهُ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ“.

قَوْلُهُ: ”غَبَاءِ النَّاسِ“ بَفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، وَاسْكَانِ الْبَاءِ وَبِالْمَدِّ: وَهُمْ فَقَرَاؤُهُمْ وَصَعَالِيكُهُمْ وَمَنْ لَا يُعْرِفُ عَيْنُهُ مِنْ أَخْلَاطِهِمْ ”وَالْأَمْدَادُ“ جَمْعُ مَدَدٍ: وَهُمْ الْأَعْوَانُ وَالنَّاصِرُونَ الَّذِينَ كَانُوا يُمَدُّونَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْجِهَادِ.

◀ حضرت اسیر ابن عمرو اور بقول بعض حضرت ابن جابر اسیر، ہمزہ پر پیش اور سین مہملہ پر زبر ہے سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب یمن سے امدادی جماعتیں آئیں تو آپ ان سے پوچھتے: کیا تمہارے درمیان اولیس بن عامر ہے؟ حتیٰ کہ آپ حضرت اولیس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ان سے فرمایا: کیا آپ قبیلہ مراد کی شاخ قرن سے ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! فرمایا: کیا تم برص کی بیماری میں مبتلا تھے اور اس سے تمہیں شفاء حاصل ہوگئی سوائے درہم کے برابر جگہ کے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟

انہوں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تمہارے پاس یمن کی امدادی جماعتوں میں قبیلہ مراد کی شاخ قرن کا ایک شخص اولیس بن عامر آئے گا۔ اسے برص کی تکلیف تھی۔ جس سے وہ شفا یاب ہو گیا سوائے درہم کی برابر جگہ کے۔ اس کی ماں ہے جس کے ساتھ وہ بہت اچھا سلوک کرتا ہے۔ اگر وہ (حضرت اولیس) اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا فرمائے گا اگر یہ ممکن ہو کہ وہ تمہارے لئے مغفرت طلب کریں تو ضرور ان سے استغفار کراؤ۔ اس لئے تم میرے لئے استغفار کرو۔ تو انہوں نے ان کے لئے استغفار کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں: عرض کی: کوفہ۔ فرمایا: کیا تم کو کوفہ کے عامل کے نام خط نہ لکھ دوں؟ عرض کی: مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں عوام الناس میں غیر مانوس رہوں۔ اس سے اگلے سال ان کے قبیلہ مراد کے ایک باحیثیت آدمی نے حج کیا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے اس سے حضرت اولیس کے متعلق پوچھا۔ اس نے عرض کی: میں اسے تنگدستی اور غربت کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمہارے پاس یمن کی امدادی جماعتوں میں قبیلہ مراد کی شاخ قرن کا ایک شخص اولیس بن عامر آئے گا اسے برص کی تکلیف تھی جس سے وہ شفا یاب ہو گیا سوائے درہم کے برابر جگہ کے۔ اس کی والدہ ہے جس کا وہ بڑا خدمت گزار ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم کو پورا فرمادے۔ اگر یہ ممکن ہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے تو ضرور اس سے استغفار کراؤ سو وہ شخص حضرت اولیس کے پاس گیا اور کہا: میرے لئے استغفار کرو۔ انہوں نے فرمایا: تم ابھی ابھی نیک سفر سے واپس آئے ہو اس لئے تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ پھر انہوں نے پوچھا کیا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے ہو؟ کہا: ہاں۔ تو انہوں نے آپ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پس لوگوں کو آپ کی شان کا علم ہو گیا تو آپ کا جس طرف جی آیا روانہ ہو گئے۔

(مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل کوفہ کا ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ان میں ایک شخص تھا جو حضرت اولیس کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں قبیلہ قرن کا کوئی آدمی ہے؟ تو وہ شخص (جو حضرت اولیس کا تمسخر اڑایا کرتا تھا) حاضر ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اولیس ہے یمن میں اس کا اپنی والدہ کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا۔ اسے برص کا مرض تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا مرض ختم کر دیا، سوائے درہم یا دینار کے برابر جگہ کے۔ تم میں سے جو شخص اس سے ملے تو اسے چاہیے کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تابعین میں سے بہترین اولیس نامی ایک آدمی تھا۔ اس کی والدہ ہے اور اسے برص کا مرض تھا اسے کہو کہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

تعارفِ راوی:

اُسیر ابن عمرو بن قیس آپ کی کنیت ابوسلیط ہے بدری ہیں۔ بعض نے کہا ان کا نام اُسید ہے اور بعض کا تو ہے کہ کہ ان کا نام انس ہے، (واللہ اعلم) (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۶، باب الکئی حرف السین، ص ۱۸۲)

حل لغات:

غبراء الناس: غنیمت معجمہ پر زبر باء ساکن اور آخر میں مد ہے۔ غریب اور فقیر لوگ جن کو معاشرہ میں کوئی خصوصی پہچان حاصل نہ ہو۔

امداد: مدد کی جمع ہے۔ جماعتی اور مددگار جو جہاد میں مسلمانوں کی مدد کیا کرتے تھے۔

شرح: سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا تعارف و فضائل:

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا اولیس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "حضرت سیدنا اولیس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے خاندان والوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجنون سمجھا ہوا تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے اپنے گھروں کے قریب کمرہ بنایا ہوا تھا۔ دو دو سال گزر جاتے لیکن گھر والے آپ کی طرف توجہ نہ دیتے، نہ ہی آپ کی خبر گیری کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی گزر بسر اس طرح کرتے کہ کھجور کی گٹھلیاں چنتے، شام کو انہیں بیچتے اور ان کے بدلے جوڑی کھجوریں وغیرہ ملتیں انہیں افطاری کے لئے رکھ لیتے (اور انہیں کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے)

جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے، تو ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے حج کے اجتماع میں فرمایا: "اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ۔" حکم پاتے ہی تمام لوگ کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قبیلہ مُراد کے لوگوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔ (چند لوگوں کے علاوہ) سب بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: "تم میں سے "قبیلہ قرن" کے لوگ کھڑے رہیں باقی سب بیٹھ جائیں۔" ایک شخص کے علاوہ سب بیٹھ گئے، یہ کھڑا ہونے والا شخص حضرت سیدنا اولیس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا چچا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: "کیا آپ "قبیلہ قرن" کے رہنے والے میں؟" انہوں نے عرض کی: "جی ہاں! میں "قرن" ہی کا رہنے والا ہوں۔" پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "کیا آپ اولیس قرنی کو جانتے ہیں؟" اس نے جواب دیا: "حضور! آپ رضی اللہ عنہ جس اولیس (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے متعلق سوال کر رہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں احمق مشہور ہے، وہ اس لائق کہاں کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے متعلق استفسار فرمائیں، وہ تو پاگل و مجنون ہے۔"

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، اور فرمایا: "میں اُس پر نہیں بلکہ تم پر رورہا ہوں، میں نے نور کے پیکر، تمام

نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اللہ عزوجل اویس قرنی کی شفاعت سے "قبیلہ ربیعہ" اور "قبیلہ مضر" کے برابر لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔"

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب صفۃ الناہ الحدیث ۴۳۲۳، ص ۲۷۴، مصنف ابن ابی ہبیب، کتاب الفہائل، باب ما ذکر فی اویس قرنی،

الحدیث ۱، ج ۷، ص ۵۳۹)

حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: "جب مجھ تک یہ حدیث پہنچی تو میں فوراً "کوفہ" کی طرف روانہ ہوا۔ میرا وہاں جانے کا صرف یہی مقصد تھا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی زیارت کر لوں، اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہو سکوں۔" کوفہ پہنچ کر میں انہیں تلاش کرتا رہا۔ بالآخر میں نے انہیں دوپہر کے وقت نہر فرات کے کنارے وضو کرتے پایا۔ جو نشانیاں مجھے ان کے متعلق بتائی گئی تھیں ان کی وجہ سے میں نے انہیں فوراً پہچان لیا۔

ان کا رنگ انتہائی گندمی، جسم دبلا پتلا، سرگرد آلود اور چہرہ انتہائی بارعب تھا۔ میں نے قریب جا کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن انہوں نے مصافحہ نہ کیا۔ میں نے کہا: "اے اویس! رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟" ان کو اس حالت میں دیکھ کر اور ان سے شدید محبت کی وجہ سے میری آنکھیں بھر آئیں اور میں رونے لگا۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔

اور مجھ سے فرمایا: "اے میرے بھائی ہرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنان)! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟ اور میرے بارے میں آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں؟" میں نے جواب دیا: "اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری طرف راہ دی ہے۔"

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اور "سُبْحَنَ اللَّهِ" کی صدا میں بلند کیں، اور فرمایا: "بے شک ہمارے رب عزوجل کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔"

پھر میں نے ان سے پوچھا: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میرا اور میرے والد کا نام کیسے معلوم ہوا؟" حالانکہ آج سے پہلے نہ کبھی میں نے آپ کو دیکھا اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دیکھا۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "مجھے میرے علیم و خبیر پروردگار عزوجل نے خبر دی ہے۔ اے میرے بھائی ہرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنان)! میری روح تیری روح کو اس وقت سے جانتی ہے جب (عالم ارواح) میں تمام روحوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی۔ بے شک بعض مؤمن اپنے بعض مؤمن بھائیوں کو جانتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کے حکم سے ایک دوسرے سے اُلفت و محبت رکھتے ہیں، اگرچہ ان کی بظاہر ملاقات نہ ہوئی ہو، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور رہتے ہوں۔

پھر میں نے ان سے کہا: "اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیے۔" یہ سن کر انہوں نے فرمایا: "آپ پر میرے ماں باپ قربان! مجھے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی اور نہ ہی میں ان کی زیارت سے مشرف ہو سکا، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں نے ان عظیم ہستیوں کی زیارت کی ہے جن کی نظریں میرے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واضحی والے چہرے کی زیارت کر چکی ہیں۔"

(عمیون الحکایات، امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۵۵)

(۳۷۶) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ، فَأَذِنَ لِي، وَقَالَ: "لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنْ لِي بِهَا الدُّنْيَا.

وَفِي رِوَايَةٍ: وَقَالَ: "أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ".

حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا: "اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرنا" (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات ایسے ہیں کہ اگر مجھے ان کے بدلے ساری دنیا مل جائے تو بھی یہ مجھے پسند نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بھائی ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شریک کرنا۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۷۷) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا، فَيُصَلِّيُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ رَاكِبًا، وَمَاشِيًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر یا پیدل "قبا" تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعتیں ادا فرماتے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے دن سوار ہو کر یا پیدل مسجد قبا میں تشریف لے جاتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یوں ہی کیا کرتے تھے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فیصلی: از، صلاۃ، بمعنی دعا کرنا، نماز پڑھنا۔

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر بڑے اہتمام کے ساتھ عمل فرماتے تھے ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جگہ اپنی اونٹنی کو چکر لگوار ہے تھے۔ لوگوں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں (اس کی حکمت) نہیں جانتا، مگر اس جگہ میں نے تاجدارِ رسالت ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تھا اس لئے میں بھی ایسا کر رہا ہوں۔"

(شفاء شریف، الباب الاول: فرض الایمان بہ، فصل دامام اور عن السلف فی اتباعہ، ص ۱۵، الجزء الثانی)

درس امت:

اللہ عزوجل اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے مقدس انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا اور سب سے آخر میں اس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو عرب و عجم میں بے مثل اور اصل نسل، حسب و نسب میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں، عقل و فراست و دانائی اور بردباری میں فزوں تر، علم و بصیرت میں سب سے برتر، یقین محکم اور عزمِ راسخ میں سب سے قوی تر، رحم و کرم میں سب سے زیادہ رحیم و شفیق ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے روح و جسم کو مصطفیٰ اور عیب و نقص سے ان کو منزہ رکھا، ایسی حکمت و دانائی سے ان کو نوازا کہ جس نے اندھی آنکھوں، غافل دلوں اور بہرے کانوں کو کھول دیا الغرض آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے فضائل و محاسن اور مناقب کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں۔

ان میں بعض اوصاف وہ ہیں کہ جن کی تصریح اللہ عزوجل نے اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں فرمادی کہ آپ کو اپنی مخلوق میں علی وجہ الکمال جاہ و جلال کے ساتھ ظاہر فرمایا اور محاسن جمیلہ، اخلاق حمیدہ، مناصب کریمہ، فضائل حمیدہ سے ممتاز فرمایا، آپ کے مراتب عالیہ پر لوگوں کو خبردار کیا اور انہیں آپ کے اخلاق و آداب کی تعلیم دی اور بندوں کو ان پر اعتصام و التزام کے وجوب کی تلقین کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا، ارشاد فرمایا:

”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“

ترجمہ کنز الایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (پ 21، الاحزاب: 21)

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الہی کی مدد کرو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔ (خزائن العرفان)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک (مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے کے تابع نہ ہو جائے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام..... الخ، ج ۱، ص ۴۵، الحدیث: ۱۶۷)

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے، جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام..... الخ، ج ۱، ص ۵۵، الحدیث: ۱۷۵)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی ایمان کے کامل ہونے اور جنت میں آپ کا قرب پانے کا ذریعہ ہے اور ہر مسلمان یہ خواہش کریگا کہ وہ ان نعمتوں سے سرفراز ہو لہذا اسے چاہیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، افعال، حالات اور سیرت طیبہ کا بغور مطالعہ کر کے اپنی زندگی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے گزارے۔

۴۶- بَابُ فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللَّهِ وَالْحُبِّ عَلَيْهِ وَأَعْلَامِ الرَّجُلِ

مَنْ يُحِبُّهُ، أَنَّهُ يُحِبُّهُ، وَمَاذَا يَقُولُ لَهُ إِذَا أَعْلَمَهُ

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے اور اس پر ابھارنے کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ آدمی کو جس سے

محبت ہو اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور یہ کہ اسے بتاتے وقت کیا کہے؟

حب کے لغوی معانی: محبت، الفت، انس، پیار، دوستی، آشنائی، توفیق، مرضی، شوق، آرزو، (فیروز اللغات)

محبت کے معانی: الفت، پیار، چاہ، دوستی، یارانہ، عشق، لگن، اس کو میم کے ضمہ کے ساتھ پڑھنا غلط ہے یہ میم کے فتح کے ساتھ ہے۔ (فیروز اللغات)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ محبت کا مقام عشق کے مقام سے کم ہے عشق کا درجہ بہت بلند ہے۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَتَتَفُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي

التَّوَدَّاعَ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطَنَهُ فَازَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

(الف: 29)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا

تشریح:

ان آیتوں میں پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثابیان ہوئی کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں پھر آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفت و ثابیان ہو رہی ہے کہ وہ مخالفین پر سختی کرنے والے اور مسلمانوں پر نرمی کرنے والے ہیں جیسے آیت میں ہے۔ مومنوں کے سامنے نرم کفار کے مقابلہ میں گرم، ہر مومن کی یہی شان ہونی چاہیے کہ وہ مومنوں سے خوش خلقی اور متواضع رہے اور کفار پر سختی کرنے والا اور کفر سے ناخوش رہے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ» (البقرہ: 1239) "اے ایمان والوں جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم ہیں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "آپس کی محبت اور نرم دلی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر کسی ایک عضو میں درد ہو تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے کبھی بخار چڑھ آتا ہے کبھی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے۔" (صحیح بخاری: 6011)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مومن مومن کے لیے مثل دیوار کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے اور مضبوط کرتا ہے، پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ملا کر بتائیں۔"

(صحیح مسلم: 2446)

پھر ان کا اور وصف بیان فرمایا کہ نیکیاں بکثرت کرتے ہیں خصوصاً نماز جو تمام نیکیوں سے افضل و اعلیٰ ہے، پھر ان کی نیکیوں میں چار چاند لگانے والی چیز کا بیان یعنی ان کے خلوص اور رضائے اللہ طلبی کا کہ یہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی ہیں۔ یہ اپنے اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں جو جنت ہے اور اللہ کے فضل سے انہیں ملے گی اور اللہ

تعالیٰ اپنی رضا مندی بھی انہیں عطا فرمائے گا جو بہت بڑی چیز ہے۔

جیسے فرمایا «وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ» (التوبہ: 72) اور اللہ کی رضا سب سے بڑی یہی ہے بڑی مراد پائی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چہروں پر سجدوں کے اثر سے علامت ہونے سے مراد اچھے اخلاق ہیں۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 11/370) مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں خشوع اور تواضع ہے۔

منصور رحمہ اللہ مجاہد رحمہ اللہ سے کہتے ہیں میرا تو یہ خیال تھا کہ اس سے مراد نماز کا نشان ہے جو ماتھے پر پڑ جاتا ہے، آپ نے فرمایا یہ تو ان کی پیشانیوں پر بھی ہوتا ہے جن کے دل فرعون سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نماز ان کے چہرے اچھے کر دیتی ہے۔

بعض سلف سے منقول ہے جو رات کو بکثرت نماز پڑھے گا اس کا چہرہ دن کو خوبصورت ہوگا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابن ماجہ کی ایک مرفوع حدیث میں بھی یہی مضمون ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 1333)

لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے بعض بزرگوں کا قول ہے کہ نیکی کی وجہ سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے چہرے پر روشنی آتی ہے، روزی میں کشادگی ہوتی ہے، لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے اندرونی پوشیدہ حالات کی اصلاح کرے اور بھلائیاں پوشیدگی سے کرے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کی سلوٹوں پر اور اس کی زبان کے کناروں پر ان نیکیوں کو ظاہر کر دیتا ہے الغرض دل کا آئینہ چہرہ ہے، جو اس میں ہوتا ہے اس کا اثر چہرہ پر ہوتا ہے۔ پس مومن جب اپنے دل کو درست کر لیتا ہے، اپنا باطن سنوار لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی لوگوں کی نگاہوں میں سنوار دیتا ہے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی آراستہ و پیراستہ کر دیتا ہے۔

طبرانی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص جیسی بات کو پوشیدہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اسی کی چادر اڑھا دیتا ہے اگر وہ پوشیدگی بھلی ہے تو بھلائی کی اور اگر بری ہے تو برائی کی۔“

مسند احمد میں آپ کا فرمان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ٹھوس چٹان میں گھس کر جس کا نہ کوئی دروازہ ہو، نہ اس میں کوئی سوراخ ہو کوئی عمل کرے گا، اللہ اسے بھی لوگوں کے سامنے رکھ دے گا برائی ہو تو یا بھلائی ہو تو۔“

(مسند احمد: 3/28)

مسند کی اور حدیث میں ہے نیک طریقہ، اچھا خلق، میانہ روی نبوت کے پچیسویں حصہ میں سے ایک حصہ ہے۔

(سنن ترمذی: 2010)

الغرض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نیتیں خالص تھیں اعمال اچھے تھے پس جس کی نگاہ ان کے پاک چہروں پر پڑتی تھی اسے ان کی پاکبازی بچ جاتی تھی اور وہ ان کے چال چلن اور ان کے اخلاق اور ان کے طریقہ کار پر خوش ہوتا تھا۔

امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے شام کا ملک فتح کیا جب وہاں کے نصرانی ان کے چہرے دیکھتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے، اللہ کی قسم یہ عیسیٰ کے حواریوں سے بہت ہی بہتر و افضل ہیں۔ فی الواقع ان کا یہ قول سچا ہے، اگلی کتابوں میں اس امت کی فضیلت و عظمت موجود ہے اور اس امت کی صف اول ان کے بہتر بزرگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خود ان کا ذکر بھی اگلی اللہ کی کتابوں میں اور پہلے کے واقعات میں موجود ہے۔ پس فرمایا یہی مثال ان کی توراۃ میں ہے۔

پھر فرماتا ہے اور ان کی مثال انجیل کی مانند کھیتی کے بیان کی گئی ہے جو اپنا سبزہ نکالتی ہے پھر اسے مضبوط اور قوی کرتی ہے پھر وہ طاقتور اور موٹا ہو جاتا ہے اور اپنی بال پر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے اب کھیتی والے کی خوشی کا کیا پوچھنا ہے؟

اسی طرح اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ انہوں نے آپ کی تائید و نصرت کی پس وہ آپ کے ساتھ وہی تعلق رکھتے ہیں جو پٹھے اور سبزے کو کھیتی سے تھا یہ اس لیے کہ کفار شرمسار ہوں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اس آیت سے رافضیوں کے کفر پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے چڑتے اور ان سے بغض رکھنے والا کافر ہے۔

علماء کی ایک جماعت بھی اس مسئلہ میں امام صاحب کے ساتھ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں اور ان کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے میں بہت سی احادیث آئی ہیں خود اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریفیں بیان کیں اور ان سے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا ہے کیا ان کی بزرگی میں یہ کافی نہیں؟

پھر فرماتا ہے ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے گناہ معاف اور ان کا اجر عظیم اور رزق کریم ثواب جزیل اور بدلہ کبیر ثابت یاد رہے کہ «منہم» میں جو «من» ہے وہ یہاں بیان جنس کے لیے ہے، اللہ کا یہ سچا اور اٹل وعدہ ہے جو نہ بدلے، نہ خلاف ہو ان کے قدم بقدم چلنے والوں، ان کی روش پر کار بند ہونے والوں سے بھی اللہ کا یہ وعدہ ثابت ہے لیکن فضیلت اور سبقت کمال اور بزرگی جو انہیں ہے امت میں سے کسی کو حاصل نہیں، اللہ ان سے خوش، اللہ ان سے راضی، یہ جنتی ہو چکے اور بدلے پالنے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "کوبرانہ کہو ان کی بے ادبی اور گستاخی نہ کرو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے تین پاؤں اناج بلکہ ڈیڑھ پاؤں اناج کے اجر کو بھی نہیں پاسکتا"۔ (صحیح مسلم 2540، تفسیر ابن کثیر)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ﴾ (الحشر: 9)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے۔

(۳۷۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حِلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْفُرَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْفُرُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں جس کے اندر پائی جائیں وہ ان کے ذریعہ ایمان کی حلاوت محسوس کرتا ہے: (۱) اللہ اور اس کا رسول اسے دوسری تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس سے محبت کرے۔ (۳) اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچا لیا ہے وہ کفر کی طرف لوٹ جانے سے اتنا ہی ڈرے جتنا آگ میں ڈالے جانے سے ڈرتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

انقذ: از، نقذاً، بمعنی نجات دینا۔

يقذف: از، قذفاً، بمعنی پھینکنا، قے کرنا۔

شرح:

جیسے جسمانی غذاؤں میں مختلف لذتیں ہیں، ایسے ہی روحانی غذاؤں، ایمان و اعمال میں بھی مختلف مزے ہیں، اور جیسے ان غذاؤں کی لذتیں وہی محسوس کر سکتا ہے جس کے حواس ظاہری درست۔ ایسے ہی ان ایمانی غذاؤں کی لذتیں وہ ہی محسوس کر سکتا ہے جس کی روح درست ہو اور جیسے ظاہری حواس درست کرنے کی مختلف دوائیں ہیں، ایسے ہی ان حواس کے درست کرنے والی روحانی دوائیں ہیں۔ اس حدیث میں ان ہی دواؤں کا ذکر ہے۔ حضور جسمانی و روحانی حکیم مطلق ہیں۔ جو ایمان کی حلاوت پالیتا ہے وہ بڑی بڑی مشقتیں خوشی سے جھیل لیتا ہے۔ جاڑوں کی نماز، جہاد خنداں پیشانی سے

ادا کرتا ہے، کربلا کا میدان اس حدیث کی زندہ جاوید تفسیر ہے، یہ لذت ہی ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے، اسی سے رضا بالقضاء نصیب ہوتی ہے۔

یعنی مال و دولت، زن فرزند وغیرہ تمام دنیاوی نعمتیں، اس میں قرآن، کعبہ و مدینہ منورہ وغیرہ داخل نہیں کہ ان کی محبت عین اللہ رسول کی محبت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سے اللہ والی محبت چاہیے۔ محبت کی بہت قسمیں ہیں: ماں سے محبت اور قسم کی ہے، بیوی سے اور طرح کی، اولاد سے اور طرح کی، بہن بھائی سے اور نوعیت کی۔ حضور سے محبت اسی نوعیت کی چاہیے جس نوعیت کی اللہ سے ہو، یعنی محبت ایمانی و عرفانی۔ ٹھما فرمانے سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کے لیے ایک ضمیر تشبیہ آ سکتی ہے۔ جہاں ممانعت ہے وہاں برابری کے احتمال کے موقعہ پر ہے۔ لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں محبت سے طبعی محبت مراد ہے نہ کہ محض عقلی۔

یعنی بندوں سے محض اس لیے محبت کرے کہ رب راضی ہو جاوے، دنیاوی غرض اس میں شامل نہ ہو۔ استاذ، شیخ، حتیٰ کہ ماں باپ اولاد سے اس لئے محبت کرے کہ رضاء الہی کا ذریعہ ہیں اور سنت اسلام۔ یہ محبت دائمی ہے، دنیاوی محبتیں جلد ٹوٹ جانے والی ہیں۔ یعنی کفر اور کفار سے طبعی نفرت ہو جاوے۔ اسلام کی توفیق کو رب کی نعمت جانے، کفار سے ایسے بچے جیسے سانپ سے کہ سانپ دشمن جان ہے اور یہ لوگ دشمن ایمان۔

(مرآة الساجد فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۶۷)

(۳۸۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمْ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ - عَزَّ وَجَلَّ - وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّتَا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حُسْنٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا ففَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سات (قسم کے) آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ عاطفت میں لے لے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

(۱) عادل بادشاہ، (۲) اور وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا، (۳) اور وہ شخص جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا ہوا ہے، (۴) اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت پر وہ باہم ملتے ہیں اور اسی محبت پر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ (۵) اور وہ آدمی جسے حسین و جمیل عورت

دعوت (گناہ) دے تو وہ کہے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) اور وہ شخص جو صدقہ کرے تو اس کو اتنا پوشیدہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (۷) اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۹ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نشا: از، نشاء، بمعنی پیدا ہونا، زندہ ہونا، جوان ہونا۔

شرح:

یعنی اپنی رحمت کے سایہ میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تاکہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہیں۔
یعنی وہ مؤمن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی، لہذا یہ قیامت میں رب تعالیٰ کے سایہ میں رہے گا۔ یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔ عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔

یعنی جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے، چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے۔

در جوانی توبہ کردن سنت پیغمبری است وقت پیری گرگ خالم میشود پرہیزگار

صوفیاء فرماتے ہیں کہ مؤمن مسجد میں ایسا ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔ اور منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں، اسی لیے نماز کے بعد بلا وجہ فوراً مسجد سے بھاگ جانا اچھا نہیں۔ خدا توفیق دے تو مسجد میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ، اور جب باہر رہو تو کان اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اور مسجد کو جائیں۔

کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت کریں، بے دین اور بد عمل اولاد سے نفرت، متقی اجنبی سے محبت عبادت ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تن بیگانہ کا شنا باشد

یونہی گہرے دوست کی بد عقیدگی پر واقف ہو کر اس سے الگ ہو جانا اور جانی دشمن سے تقوے پر خبردار ہو کر اس کا دوست بن جانا بہترین عمل ہے۔

یعنی خوفِ خدا یا عشقِ جنابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں روئے، تنہائی کی قید اس لئے لگائی کہ سب کے سامنے رونے

میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

یعنی خود ایسی عورت اس سے بد فعلی کی خواہش کرے اور یہ اس نازک موقعہ پر محض خوف خدا سے بچ جائے یہ بہت مشکل ہے اسی لئے رب تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی اللہ نصیب کرے۔ خیال رہے کہ ایسے نازک موقعہ پر عورت سے یہ کہہ دینا ریاء نہیں تبلیغ ہے، یعنی میں رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو بھی ڈر۔ یہاں صدقہ نفلی مراد ہے صدقہ فرض اور چندے کے موقعہ پر صدقہ نفل علانیہ دینا مستحب ہے، لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ"۔

(مرآة الساجج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۶۶۱)

(۳۸۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي؟ الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں لوں گا جب کہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔ (مسلم)

(۳۸۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوْ لَا أَدْلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ اور مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایک چیز نہ بتاؤں کہ تم اس پر عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۸ کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

أَفْشُوا: از، أَفْشَاءً، بمعنی پھیلاتا، شہرت دینا۔

380: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2566

381: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 54

شرح:

حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ میں میانہ روی آدمی زندگی ہے اور لوگوں سے محبت کرنا آدمی عقل ہے اور اچھا سوال آدھا علم ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۳۸۲) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخَاهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرَادَ اللَّهُ لَهُ عَلَى مَذْرَجَتِهِ مَلَكًا..." وَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى قَوْلِهِ: "إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحَبَّتَهُ فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ بِالْبَابِ قَبْلَهُ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی دوسرے گاؤں میں اپنے بھائی سے ملنے کے لئے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں اس کی حفاظت کے لئے فرشتہ مقرر کر دیا اور اس جملہ تک حدیث بیان کی۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اسی طرح محبوب رکھا جیسے تو نے اس سے محبت کی اللہ کی رضا کے لئے۔ (مسلم)

اس حدیث کا بیان اس سے پہلے باب میں گزر چکا ہے۔

(۳۸۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ: "لَا يَحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے انصار کے بارے میں ارشاد فرمایا: ان سے محبت نہیں کرتا مگر مومن، اور ان سے کوئی بغض نہیں رکھتا مگر منافق پس جو ان سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۸۴) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "قَالَ اللَّهُ - عَزَّ وَجَلَّ -: أَلْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي، لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغِيظُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کے لئے (بروز قیامت) نور کے منبر ہوں گے۔ جن کی وجہ سے نبی اور شہیدان پر رشک کریں گے۔

382: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2567

383: بخاری شریف، مناقب الانصار، رقم الحدیث: 3782

384: ترمذی، کتاب الزہد، رقم الحدیث: 2390

تعارف راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یغبطهم: از، غبطاً، بمعنی رشک کرنا،

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

تو یہاں غبطہ سے مراد ہے خوش ہونا تب تو حدیث واضح ہے کہ حضرات انبیاء کرام ان لوگوں کو اس مقام پر دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور ان لوگوں کی تعریف کریں گے۔ (مرقات) اور اگر غبطہ بمعنی رشک ہی ہو تو مطلب یہ ہے کہ اگر حضرات انبیاء و شہداء کسی پر رشک کرتے تو ان پر کرتے تو یہ فرضی صورت کا ذکر ہے۔ (امعة للمعات) یا یہ رشک اپنی موت کی بنا پر ہوگا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ لوگ ایسے درجے میں ہیں کہ ہماری امت میں نہیں یا یہ مقصد ہے کہ وہ حضرات اپنی امت کا حساب کر رہے ہوں گے اور یہ لوگ آرام سے ان منبروں پر بے فکری سے آرام کر رہے ہوں گے تو حضرات انبیاء کرام ان لوگوں کی بے فکری پر رشک کریں گے کہ ہم مشغول ہیں یہ فارغ البال۔ بہر حال اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ یہ حضرات انبیاء کرام سے افضل ہوں گے۔ (مرقات داعمہ وغیرہ)

(۳۸۵) وَعَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَإِذَا قَتَّى بَرَّاقُ الشَّيَا، وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ، فَإِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ، أَسْنَدُوهُ إِلَيْهِ، وَصَدَرُوا عَنْ رَأْيِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَيَقِيلُ: هَذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعِدِّ، هَجَرْتُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ، وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، فَانْتَفَرْتُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ، ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأَجِبُكَ لِلَّهِ، فَقَالَ: اللَّهُ؟ فَقُلْتُ: اللَّهُ، فَقَالَ: اللَّهُ؟ فَقُلْتُ: اللَّهُ، فَاعْتَدَيْتُ بِسُحُورَةٍ بِدَائِي، فَهَجَرْتَنِي إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَبَشِّرْ أَلَيَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَالْمُعَاذِلِينَ فِيَّ"

فِي "حَدِيثِ صَحِيحِ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ بِإِسْنَادِهِ الصَّحِيحِ .

قَوْلُهُ: "هَجَرْتُ" أَيْ بَكَرْتُ، وَهُوَ بِتَشْدِيدِ الْجِيمِ قَوْلُهُ: "اللَّهُ" فَقُلْتُ: اللَّهُ الْأَوَّلُ بِهَمْزَةٍ مَمْدُودَةٍ لِلِاسْتِفْهَامِ، وَالثَّانِي بِلَا مَدٍّ .

حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد دمشق میں داخل ہوا تو وہاں میں نے چمکدار دانتوں والے ایک نوجوان کو دیکھا بہت سے لوگ اس کے ساتھ تھے اور جب لوگ کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو وہ اس نوجوان سے رجوع کرتے اور اس کی رائے پر عمل پیرا ہوتے۔ میں نے اس نوجوان کے متعلق پوچھا تو کہا گیا: یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ دوسرے دن میں سویرے سویرے وہاں گیا تو وہ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے اور میں نے ان کو حالت نماز میں پایا۔ سو میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ آپ نے نماز مکمل کی پھر میں ان کے پاس گیا، انہیں سلام کیا اور پھر عرض کی: بخدا! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے عرض کی: اللہ کی قسم! تو انہوں نے میری چادر کے پلو کو پکڑا اور مجھے اپنی جانب کھینچ کر فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میری محبت واجب ہوگئی ان لوگوں کے لئے جو میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ ہم نشینی کرتے ہیں۔ میری رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، میرے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری ہی رضا کی خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے اور امام مالک نے اسے موطا میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

ہجرت: یعنی میں نے جلدی کی۔ سویرے گیا۔ جیم پر شد کے ساتھ ہے۔
اللہ، فقلت اللہ: لفظ اللہ۔ پہلی دفعہ ہمزہ ممدودہ کے ساتھ استفہام کے لئے ہے اور دوسری دفعہ بغیر مد کے ہے۔

شرح:

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی کہا چنانچہ۔ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مغفل سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا میں آپ سے محبت کرتا ہوں فرمایا سوچ لو تم کیا کہتے ہو وہ بولا اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں تین بار کہا تو فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تو کیل کانٹے سے فقیری کیلئے تیار ہو جا یقیناً فقیری مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف تیز دوڑتی ہے بمقابلہ سیلاب کے اپنی انتہاء کی طرف۔ (ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح)

(۳۸۶) وَعَنْ أَبِي كَرِيمَةَ الْمَقْدَادِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ، فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو کریمہ مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ اسے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارف راوی:

مقداد بن معدیکرب: بن عمرو بن معدیکرب ابو کریمہ اور بقول بعض ابو یحییٰ کنیت ہے، آپ کی وفات ۸ھ میں ہوئی ابی سلیم کلاعی کی روایت ہے کہ ہم نے کہا ابو کریمہ لوگوں کا قول ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

(الاصابة فی تميز الصحابة، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۶، حرف الهم، ص ۱۰۱)

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ جس سے محبت ہو اسے خبر دے دے جیسا کہ بعض احادیث میں صراحتاً آیا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے دلی حالات اور محبت و عدوات سے بے خبر نہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں جنہیں پتھر کے دل کا حال معلوم ہے کیا انہیں انسانوں کے دل کا حال معلوم نہ ہوگا۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۱۷۵)

(۳۸۷) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: "يَا مُعَاذُ، وَاللَّهِ، إِنِّي لَأُحِبُّكَ، ثُمَّ أَوْصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدْعَنَّ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں اور اے معاذ! میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز (فرض) کے بعد یہ کلمات کہنا ترک نہ کرنا۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں

تیرا شکر کرا داکروں اور تیری عمدہ عبادت کروں۔

تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ما قبل حدیث کے ہم معنی ہے۔

(۳۸۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لِأُحِبُّ هَذَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَعَلِمْتَهُ؟" قَالَ: لَا. قَالَ: "أَعَلِمَهُ" فَلَحِقَهُ، فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللَّهِ، فَقَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحَبَّتَنِي لَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی وہاں سے گزرا۔ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے اس شخص سے محبت ہے۔ فرمایا: کیا تو نے اس کو بتا دیا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: اس کو بتا دو۔ سو وہ شخص گزرنے والے شخص سے جا ملا اور کہا: میں اللہ کے لئے تم سے محبت کرتا ہوں۔ تو اس شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے محبوب رکھے جس کے لئے تو نے مجھ سے محبت کی۔ ابوداؤد نے اس حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۴۷- بَابُ عَلَامَاتِ حُبِّ اللَّهِ تَعَالَى لِلْعَبْدِ

وَالْحَبِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهَا وَالسَّعْيِ فِي تَحْصِيلِهَا

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کی نشانیاں اور ان کی اپنے اندر وہ نشانیاں پیدا کرنے کی ترغیب اور حاصل کرنے کی کوشش کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ

عَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۱﴾ (آل عمران: 31)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۵

تشریح:

اس آیت نے فیصلہ کر دیا جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے اعمال افعال عقائد فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہوں، طریقہ محمدیہ پر وہ کار بند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے، اسی لیے یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کے دعوے میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو اس وقت تمہاری چاہت سے زیادہ اللہ تمہیں دے گا یعنی وہ خود تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ جیسے کہ بعض حکیم علماء نے کہا ہے کہ تیرا چاہنا کوئی چیز نہیں لطف تو اس وقت ہے کہ اللہ تجھے چاہنے لگ جائے۔ غرض اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباع سنت مد نظر ہو۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین صرف اللہ کے لیے محبت اور اسی کے لیے دشمنی کا نام ہے، پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔

پھر فرماتا ہے کہ حدیث پر چلنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے تمام تر گناہوں کو بھی معاف فرما دے گا۔ پھر ہر عام خاص کو حکم ملتا ہے کہ سب اللہ و رسول کے فرماں بردار رہیں جو نافرمان ہو جائیں یعنی اللہ رسول کی اطاعت سے ہٹ جائیں تو وہ نافر ہیں اور اللہ ان سے محبت نہیں رکھتا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی مخالفت کفر ہے، ایسے لوگ اللہ کے دوست نہیں ہو سکتے گو ان کا دعویٰ ہو، لیکن جب تک اللہ کے سچے نبی امی خاتم الرسل رسول جن و بشر کی تابعداری پیروی اور اتباع سنت کریں وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ ہیں کہ اگر آج انبیاء اور رسول بلکہ بہترین رزاولو العزم پیغمبر بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی آپ کے مانے بغیر اور آپ کی شریعت پر کار بند ہوتے۔

(عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةً لَئِيمَةً ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۵۴﴾ (المائدة: 54)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا

کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ۰

تشریح:

اللہ رب العزت جو قادر و غالب ہے خبر دیتا ہے کہ اگر کوئی اس پاک دین سے مرتد ہو جائے تو وہ اسلام کی قوت گھٹا نہیں دے گا، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بدلے ان لوگوں کو اس سچے دین کی خدمت پر مامور کرے گا، جو ان سے ہر حیثیت میں اچھے ہوں گے۔

جیسے اور آیت میں ہے «وَأَن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدِّلَ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ» (محمد 47:38) اور آیت میں ہے «إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ» (النساء 4:133) مطلب ان سب آیتوں کا وہی ہے جو بیان ہوا۔

ارتداد کہتے ہیں، حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف پھر جانے کو۔ محمد بن کعب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ”یہ آیت سرداران قریش کے بارے میں اتری ہے“۔ حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ”خلافت صدیق رضی اللہ عنہ میں جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے، ان کا حکم اس آیت میں ہے۔ جس قوم کو ان کے بدلے لانے کا وعدہ دے رہا ہے وہ اہل قادیسیہ ہیں یا قوم سبا ہے۔ یا اہل یمن ہیں جو کندہ اور سکون بیلہ کے ہیں۔“

ایک حدیث میں بھی یہ پچھلی بات بیان ہوئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ اس کی قوم ہے۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ 3368:صحیح)

اب ان کامل ایمان والوں کی صفت بیان ہو رہی ہے کہ ”یہ اپنے دوستوں یعنی مسلمانوں کے سامنے تو بچھ جانے والے، جھک جانے والے ہوتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں تن جانے والے، ان پر بھاری پڑنے والے اور ان پر تیز ہونے والے ہوتے ہیں۔“

جیسے فرمایا آیت «أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ» (الفتح 29:48) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خندہ مزاج بھی تھے اور قتال بھی یعنی دوستوں کے سامنے ہنس مکھ خندہ رو اور دشمنان دین کے مقابلہ میں سخت اور جنگجو۔ (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

سچے مسلمان راہ حق کے جہاد سے نہ منہ موڑتے ہیں، نہ پیٹھ دکھاتے ہیں، نہ تھکتے ہیں، نہ بزدلی اور آرام طلبی کرتے ہیں، نہ کسی کی مروت میں آتے ہیں، نہ کسی کی ملامت کا خوف کرتے ہیں، وہ برابر اطاعت الہی میں اس کے دشمنوں سے جنگ کرنے میں بھلائی کا حکم کرنے میں اور برائیوں سے روکنے میں مشغول رہتے ہیں۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا ہے۔ مسکینوں سے

محبت رکھنے، ان کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے اور دنیوی امور میں اپنے سے کم درجے کے لوگوں کو دیکھنے اور اپنے سے بڑھے ہوؤں کو نہ دیکھنے، صلہ رحمی کرتے رہنے، گودوسرے نہ کرتے ہوں اور کسی سے کچھ بھی نہ مانگنے، حق بات بیان کرنے کا گو وہ سب کو کڑوی لگے اور دین کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کا اور بہ کثرت «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» پڑھنے کا، کیونکہ یہ کلمہ عرش کے نیچے کا خزانہ ہے۔

ایک روایت میں ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ مرتبہ بیعت کی ہے اور سات باتوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاد دہانی کی ہے اور سات مرتبہ اپنے اوپر اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اللہ کے دین کے بارے میں کسی بدگوئی کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ مجھے بلا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مجھ سے جنت کے بدلے میں بیعت کرے گا؟ میں نے منظور کر کے ہاتھ بڑھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کی کہ کسی سے کچھ بھی نہ مانگنا۔ میں نے کہا بہت اچھا، فرمایا: اگرچہ کوڑا بھی ہو۔ یعنی اگر وہ گر پڑے تو خود سواری سے اتر کر لے لینا۔ (مسند احمد: 5/172)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگوں کی ہیبت میں آ کر حق گوئی سے نہ رکنا، یاد رکھو نہ تو کوئی موت کو قریب کر سکتا ہے، نہ رزق کو دور کر سکتا ہے۔ (مسند احمد: 3/87)

فرماتے ہیں خلاف شرع امر دیکھ کر، سن کر اپنے تئیں کمزور جان کر، خاموش نہ ہو جانا۔ ورنہ اللہ کے ہاں اس کی باز پرس ہوگی، اس وقت انسان جواب دے گا کہ میں لوگوں کے ڈر سے چپکا ہو گیا تو جناب باری تعالیٰ فرمائے گا، ”میں اس کا زیادہ حقدار تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا“۔ (سنن ابن ماجہ: 4008)

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے قیامت کے دن ایک سوال یہ بھی کرے گا کہ ”تو نے لوگوں کو خلاف شرع کام کرتے دیکھ کر اس سے روکا کیوں نہیں؟“ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی اسے جواب سمجھائے گا اور یہ کہے گا پروردگار میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور لوگوں سے ڈرا۔ (سنن ابن ماجہ: 4017)

ایک اور صحیح حدیث میں ہے مومن کو نہ چاہیے کہ اپنے تئیں ذلت میں ڈالے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یہ کس طرح؟ فرمایا: ان بلاؤں کو اپنے اوپر لے لے، جن کی برداشت کی طاقت نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ: 4016)

پھر فرمایا ”اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے“۔ یعنی کمال ایمان کی یہ صفتیں خاص اللہ کا عطیہ ہیں، اسی کی طرف سے ان کی توفیق ہوتی ہے، اس کا فضل بہت ہی وسیع ہے اور وہ کامل علم والا ہے، خوب جانتا ہے کہ اس بہت بڑی نعمت کا مستحق کون ہے؟۔ (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

(۳۸۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا، فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ

مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحَبَبْتُهُ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرَجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَا عَيْذَنَّهُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

مَعْنَى ”اذْنَتُهُ“: أَعْلَمْتُهُ بِأَنِّي مُحَارِبٌ لَهُ . وَقَوْلُهُ: ”اسْتَعَاذَنِي“ رُوِيَ بِالْبَاءِ وَرُوِيَ بِالنُّونِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کو جنگ کا چیلنج دیتا ہوں اور جن چیزوں کے ساتھ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی چیز بھی مجھے فرائض سے زیادہ پسند نہیں ہے۔

بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، سوا اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو پناہ دیتا

ہوں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اذنتہ: کا معنی ہے: میں اس کو بتا دیتا ہوں کہ میں اس کے خلاف جنگ کرنے والا ہوں۔

استعاذنی: بآء اور نون دونوں کے ساتھ منقول ہے۔

شرح:

ولی اللہ وہ بندہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ والی وارث ہو گیا کہ اسے ایک آن کے لیے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا بلکہ خود اس سے نیک کام لیتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ“۔ اور وہ بندہ ہے جو خود رب تعالیٰ کی عبادت کا متولی ہو جائے، پہلی قسم کے ولی کا نام مجذوب یا مراد ہے اور دوسرے کا نام سالک یا مرید ہے وہاں ہر مراد مرید ہے اور ہر مرید مراد فرق ابتداء میں ہے یہ مقام قال سے وراء ہے حال سے معلوم ہو سکتا ہے۔

یعنی جو میرے ایک ولی کا دشمن ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے کو تیار ہو جائے، خدا کی پناہ۔ یہ کلمہ انتہائی غضب کا ہے صرف دو گناہوں پر بندے کو رب تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ دیا گیا ہے ایک سود خوار دوسرے دشمن اولیاء رب

تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاذْنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ:۔ علماء فرماتے ہیں کہ ولی کا دشمن کافر ہے اور اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔) مرقات (خیال رہے کہ ایک ہے ولی اللہ سے اس لیے عداوت و عناد کہ ولی اللہ ہے یہ تو کفر ہے اسی کا یہاں ذکر ہے اور ایک ہے کسی ولی سے اختلاف رائے یہ نہ کفر ہے نہ فسق لہذا اس حدیث کی بناء پر یوسف علیہ السلام کے بھائی اور وہ صحابہ جن کی آپس میں لڑائیاں رہیں ان کو برا نہیں کہا جاسکتا کہ وہاں اختلاف رائے تھا عناد نہ تھا۔ عناد و اختلاف میں بڑا فرق ہے، اس کے لیے ہماری کتاب امیر معاویہ دیکھئے حتیٰ کہ حضرت سارا کو اس بنا پر برا نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے حضرت ہاجرہ و اسمعیل علیہما السلام کی مخالفت کی، اس لیے یہاں عادی فرمایا خالف نہ فرمایا اور ولی فرمایا ولی اللہ نہ فرمایا۔

یعنی مجھ تک پہنچنے کے بہت ذریعہ ہیں، مگر ان تمام ذرائع سے زیادہ محبوب ذریعہ ادائے فرائض ہے اسی لیے صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے افسوس ان لوگوں پر جو فرض عبادات میں سستی کریں اور نوافل پر زور دیں اور ہزار افسوس ان پر جو بھنگ، چرس حرام گانے بجانے کو خداری کا ذریعہ سمجھے نماز روزے کے قریب نہ جائیں۔

یعنی بندہ مسلمان فرض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ میرا پیارا ہو جاتا ہے کیونکہ وہ فرائض و نوافل کا جامع ہوتا ہے۔) مرقات (اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض چھوڑ کر نوافل ادا کرے محبت سے مراد کامل محبت ہے۔ اس عبادت کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ ولی میں حلول کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ و بو کہ خدا تعالیٰ حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے بلکہ اس کے چند مطلب ہیں: ایک یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضاء گناہ کے لائق نہیں رہتے ہمیشہ ان سے ٹھیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں اس پر عبادات آسان ہوتی ہے گویا ساری عبادتیں اس سے میں کر رہا ہوں یا یہ کہ پھر وہ بندہ ان اعضاء کو دنیا کے لیے استعمال نہیں کرتا، صرف میرے لیے استعمال کرتا ہے ہر چیز میں مجھے دیکھتا ہے ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے، یا یہ کہ وہ بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے جس سے خدائی طاقتیں اس کے اعضاء میں کام کرتی ہیں اور وہ ویسے کام کر لیتا ہے جو عقل سے وراہ ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی قمیص یوسفی کی خوشبو سونگھ لی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سن لی حضرت آصف برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے تخت بلقیس لا کر شام میں حاضر کر دیا۔ حضرت عمر نے مدینہ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نہاوند تک اپنی آواز پہنچا دی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے واقعات پچشم ملاحظہ فرمالیے۔ یہ سب سی طاقت کے کرشمے ہیں آج نار کی طاقت سے ریڈیو تار، وائرلیس ٹیلی ویژن عجیب کرشمے دکھا رہے ہیں تو نور کی طاقت کا کیا پوچھنا اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقت اولیاء کے منکر ہے، بعض صوفیاء جوش میں سبحانی ما اعظم شانی کہہ گئے بعض نے کہا مافی حیثیتی الا اللہ یہ سب اسی فنا کے آثار تھے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

چوں روا باشد انا اللہ از درخت کے روانہ بود کہ گوید نیک بخت

یعنی وہ بندہ مقبول الدعاء بن جاتا ہے کہ مجھ سے خیر مانگے یا شر سے پناہ میں اس کی ضرورت نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء رب تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں تو جو شخص ان سے دعا کرائے اس کی قبول ہوگی اور جو ان کی پناہ میں آئے وہ رب کی پناہ میں آجائے گا، مولانا جامی فرماتے ہیں۔ شعر

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ہچو کا ہے آدم کو ہے گناہ آوردہ ام

سبحان اللہ! کیا ناز و انداز والا کلام ہے یعنی میں رب ہوں اور اپنے کسی فیصلہ میں کبھی نہ توقف کرتا ہوں نہ تامل، جو چاہوں حکم کروں، مگر ایک موقع پر ہم توقف و تامل فرماتے ہیں وہ یہ کہ کسی ولی کا وقت موت آجائے اور وہ ولی ابھی مرنا نہ چاہے تو ہم اسے فوراً نہیں ماردیتے بلکہ اسے اولاً موت کی طرف مائل کر دیتے ہیں جنت اور وہاں کی نعمتیں اسے دکھا دیتے ہیں اور بیماریاں پریشانیاں اس پر نازل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل دنیا سے متنفر ہو جاتا ہے اور آخرت کا مشتاق پھر وہ خود آنا چاہتا ہے اور خوش خوش ہنستا ہوا ہمارے پاس آتا ہے، یہاں تردد کے معنی حیرانی و پریشانی نہیں کہ وہ بے علمی سے ہوتی ہے رب تعالیٰ اس سے پاک ہے بلکہ مطلب وہ ہے جو فقیر نے عرض کیا موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا واقعہ اس حدیث کی تفسیر ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیاء

کرام کو موت و زندگی کا اختیار دیا جاتا ہے وہ حضرات اپنے اختیار سے خوشی خوشی موت قبول کرتے ہیں اور یار خداں رود بجانب یار کا ظہور ہوتا ہے ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں۔ شعر

نشان مرد مؤمن با تو گویم چوں قضاء آید تبسم بر لب اوست

غرض کہ ہماری موت تو چھوٹنے کا دن ہے اور اولیاء انبیاء کی وفات پیاروں سے ملنے کا دن اسی لیے ان کی موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ مشیت، رضا کراہت میں بہت فرق ہے بعض چیزیں رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں مگر ان کا ارادہ ہے بعض چیزیں پسند ہیں مگر ان کا ارادہ نہیں۔

(مرآة الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۳۹۰)

(۳۹۰) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ تَعَالَى الْعَبْدَ، نَادَى

جِبْرِيلَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحِبُّ فُلَانًا، فَأَحْبِبْهُ، فَيَحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا، فَأَحْبِبُوهُ، فَيَحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا

جِبْرِيلَ، فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ، فَيَحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ، فَيَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ

يَحِبُّ فَلَانًا فَاحْبُوهُ، فَيَحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ، وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ، فَيَقُولُ: إِنِّي أَبْغَضُ فَلَانًا فَابْغِضْهُ. فَيَبْغِضُهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ فَلَانًا فَابْغِضُوهُ، ثُمَّ تُوَضَّعُ لَهُ الْبُغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ“.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں یہ ندا دیتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس شخص کے لئے مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے: میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں اس لئے تو بھی اس سے محبت کر۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس شخص کے لئے زمین میں مقبولیت عام رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے: میں فلاں سے دشمنی رکھتا ہوں تم بھی اس سے دشمنی رکھو تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے دشمنی کرنے لگتے ہیں اور پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے دشمنی رکھتے ہیں تم بھی اس سے دشمنی رکھو اور پھر اس کے لئے زمین میں دشمنی رکھ دی جاتی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نادی: از، مناداً و نداء، بمعنی پکارنا، بلانا۔

شرح:

اس طرح کہ قدرتی طور پر انسانوں کے منہ سے اس کے لیے نکلنے لگتا ہے رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے دل خود بخود اس کی طرف کھینچنے لگتے ہیں، دلوں کی قدرتی کشش محبوبیت الہی کی دلیل ہے۔ دیکھئے حضور غوث پاک خواجہ اجمیری جسے بزرگوں کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں مگر سب کو ان سے دلی محبت ہے۔ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ سے

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، حضرت جبریل آسمانوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ فلاں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، آپ سب بھی اس سے محبت کریں، چنانچہ تمام فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے، یہ حدیث اس کے قریب قریب ہی ہے یہ غیبی و قدرت محبت ہے۔

(مرآة الساجج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۶۰۲)

(۳۹۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ فَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ ﴿بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾، فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "سَلُوهُ لَا يَشَىءُ يَصْنَعُ ذَلِكَ؟" فَسَأَلُوهُ فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ فَإِنَّا أَحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحِبُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک سریہ کا قائد بنا کر بھیجا۔ وہ شخص نماز کی امامت کرتا تو قرأت کے آخر میں سورۃ اخلاص (قل هو الله احد) پڑھتا۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے قائد کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے پوچھا تو اس شخص نے کہا: یہ رحمن کی صفت ہے اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اس کو پڑھوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

بختم: از، ختماً، بمعنی مہر لگانا، ختم کرنا۔

شرح:

کیونکہ امامت کا حق سلطان اسلام یا سردار قوم کو ہے جب کہ وہ علم شریعت رکھتے ہوں، چونکہ یہ اس فوج کے کمانڈر تھے اس لیے ان کے امام بھی رہے۔

یعنی ہر نماز کی آخری رکعت میں اور جماعت کی دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" پڑھا کرتے تھے قرأت ختم کرنے کے بعد کے یہ ہی معنی ہیں، یہ مطلب نہیں کہ ہر رکعت میں اور سورت پڑھ کر "قُلْ هُوَ اللَّهُ

اَحَدٌ" پڑھتے تھے کہ یہ تو مکروہ ہے۔

یا تو حکایت کہا گیا یا شکایت کیونکہ صحابہ کرام نماز میں کوئی سورت مقرر نہ کرتے تھے، فرائض میں یہ مکروہ بھی ہے ہاں نوافل میں سورتوں کا تقرر جائز ہے مثلاً کوئی شخص ہمیشہ تہجد میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" ہی پڑھا کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد کی شکایت استاد سے مرید کی شکایت پیر سے حتیٰ کہ اپنے امام کی شکایت سلطان اسلام سے کر سکتے ہیں یہ غیبت نہیں بلکہ اصلاح ہے۔

محض نماز کو مختصر کرنے کے لیے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتے تھے یا اس لیے کہ انہیں دوسری سورتیں کم یاد ہیں یا کسی اور وجہ سے۔ معلوم ہوا کہ فریقین کا بیان لے کر حاکم کو فیصلہ کرنا چاہیے۔ فتوے اور ہے فیصلہ کچھ اور فتوے صرف ایک فریق کے بیان پر دیا جاسکتا ہے، دیکھو داؤد علیہ السلام نے بکریوں والے فرشتوں میں سے ایک کا بیان سن کر فتوے دے دیا تھا یہ حدیث تعلیم فیصلہ کے لیے ہے۔

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور عاشق کو اپنے محبوب کا ذکر پیارا ہوتا ہے اور وہ اس کا ذکر اکثر کرتا ہے اس لیے میں بھی نماز میں اکثر یہ سورت پڑھا کرتا ہوں، ورنہ مجھے اور سورتیں بھی یاد ہیں۔

تو اس سورۃ سے محبت کرنے کی بنا پر یا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کی بناء پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی آیات ذات و صفات الہی سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جانے کا ذریعہ ہے ایسے ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بلکہ ان کی اطاعت خدا کی محبوبیت کا ذریعہ ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے فرماؤ: "فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب بندوں کے ایسے حالات سے خبردار ہیں جن کی خود ہمیں بھی خبر نہیں محبوب خدا یا مردود بارگاہ ہونا ایک ایسی چھپی ہوئی حالت ہے جو کسی دلیل یا علامت سے معلوم نہیں ہو سکتی مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بھی خبردار ہیں اس ایک جملہ میں اس کے تقویٰ پر استقامت، ایمان پر خاتمہ، قبر و حشر میں نجات، جنت میں داخلہ، سب کی خبر دے دی گئی، ظاہر یہ ہے کہ ان صحابی کو ہمیشہ نماز میں سورہ اخلاص پڑھنے کی اجازت دے دی گئی، یہ اجازت ان کی خصوصیات سے ہے دوسروں کے لیے یہ عمل مکروہ ہے اسی لیے دوسرے صحابہ نے یہ خوشخبری سن کر خود یہ عمل شروع نہ کر دیا، لہذا یہ حدیث فقہی مسئلہ کے خلاف نہیں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۳۵۴)

۲۸- بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ اِيْذَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَالضَّعْفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ

نیکوکاروں، کمزوروں اور مسکینوں کی ایذا رسانی سے ڈرانے کے متعلق بیان

صالحین کا معنی: صالح کی جمع ہے اور صالح کا معنی ہے نیک، پارسا، پرہیزگار، متقی، دیانتدار، نیک چلن،

ایک پیغمبر جو قوم ثمود میں مبعوث ہوئے تھے، (یعنی حضرت صالح علیہ السلام) (فیروز اللغات)
 صالح کی تعریف: ”الصالح: هو الخالص من كل فساد“ (کتاب التعریفات للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ)
 ترجمہ: صالح وہ (آدمی) جو ہر قسم کے فساد سے بری ہو۔
 مسکین کے لغوی معانی: غریب، مفلس، کنگال، نادار، عاجز، ناتواں، بے چارہ، فقہ کے اصطلاح میں وہ شخص جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ زکوٰۃ واجب آئے (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ اِخْتَمَلُوا بُهْتَانًا
 وَاثِمًا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب: 58)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ
 اپنے سر لیا۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝﴾ (الضحیٰ: 9-10)
 اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو ۝ اور منگتے کو نہ جھڑکو ۝

تشریح:

”یتیم کو حقیر جان کر نہ ڈانٹ ڈپٹ کر بلکہ اس کے ساتھ احسان و سلوک کر اور اپنی یتیمی کو نہ بھول۔“
 ”قائدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”یتیم کے لیے ایسا ہو جانا چاہیے جیسے سگا باپ اولاد پر مہربان ہوتا ہے۔“
 ”سائل کو نہ جھڑکو جو تم سے علمی باتیں پوچھے صحیح راستہ دریافت کرے تو تم اسے ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو، غریب
 مسکین ضعیف بندوں پر تکبر تجبر نہ کرو، انہیں ڈانٹو ڈپٹو نہیں برا بھلا نہ کہو سخت سست نہ بولو، ان کو بھلا اچھا
 جواب دو۔ نرمی اور رحم کا سلوک کرو“ (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

وَأَمَّا الْآحَادِيثُ، فَكَثِيرَةٌ مِنْهَا:

اور اس موضوع کی احادیث بے شمار ہیں ان میں سے ایک یہ ہے:

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْبَابِ قَبْلَ هَذَا: ”مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ اِذْنَتْهُ
 بِالْحَرْبِ“

وَمِنْهَا حَدِيثُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِي بَابِ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيمِ، وَقَوْلُهُ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أَبَا بَكْرٍ، لَئِنْ كُنْتُ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے: "جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کو جنگ کا چیلنج کرتا ہوں۔"

اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ والی حدیث "یتیم سے نرمی کرنے کے باب" میں گزر چکی ہے اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: اے ابو بکر! اگر تو نے ان کو (یعنی مسکینوں کو) ناراض کر دیا تو گویا تو نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔

(۳۹۲) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ، فَلَا يَطْلُبُكُمُ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُذِرْكُهُ، ثُمَّ يَكْبُهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہوتا ہے۔ پس (خبردار! اس سے بچو کہ) اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری کے متعلق تم سے کچھ باز پرس فرمائے کیونکہ جس سے اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری کے متعلق کچھ باز پرس فرماتا ہے اس کو پکڑ لیتا ہے اور پھر اس کو منہ کے بل دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

آپ کا نام جندب ابن عبد اللہ ابن سفیان علمي نجفی ہے۔ علف قبیلہ بجل کا ایک بطن ہے، مشہور صحابی ہیں۔ عبد اللہ ابن زبیر کی وفات کے چار سال بعد وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخلیل رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم، فصل فی الصحابہ "مرآۃ المناجیح جلد اول)

حل لغات:

يُذِرْكُهُ: از، ادراکاً، بمعنی پالینا، پکڑ لینا،

يَكْبُهُ: از، کبتاً، بمعنی برتن کو او اندھا کر دینا، پھچاڑ دینا۔

شرح:

یعنی فجر کی نماز پڑھنے والا اللہ کی امان میں ایسا ہوتا ہے جیسے ڈیوٹی کا سپاہی حکومت کی امان میں کہ اس کی بے حرمتی حکومت کا مقابلہ ہے۔ خیال رہے کہ کلمہ کی امان اور قسم کی ہے اور نماز کی امان اور قسم کی، لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ تم نمازی کو ستاؤ اور قیامت میں سلطنت الہیہ کے باغی بن کر پکڑے جاؤ۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۵۸۹)

۴۹- بَابُ اجْرَاءِ احْكَامِ النَّاسِ عَلَى الظَّاهِرِ وَسَرَائِرِهِمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی
لوگوں کے حالات کے مطابق فیصلہ کرنے اور ان کے پوشیدہ معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد
کردینے کا بیان

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ (التوبة: 5)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔

(۳۹۳) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَمَرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بَحَقَّ الْإِسْلَامَ، وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب وہ یہ کر لیں تو انہوں نے اپنے خونوں اور اپنے اموال کو مجھ سے بچالیا سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب لینا اللہ کے سپرد ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

عصموا: از، عصماً بمعنی بچانا، روک لینا۔

شرح:

چونکہ اس وقت تک روزہ، جہاد وغیرہ کے احکام نہ آئے تھے، اسی لئے ان کا ذکر نہ ہوا اگر کوئی نماز یا زکوٰۃ کا انکار کرے تو کافر ہے اس پر کفار کا سا جہاد ہوگا۔ تارکین نماز و زکوٰۃ کی گوشمالی کرنی ہوگی۔

چونکہ اس زمانہ مبارک میں اسلام میں نئے فرقے نہ بنے تھے، کلمہ، نماز و زکوٰۃ ایمان کی علامت تھی، اس لئے فرمایا کہ جو یہ تین کام کرے اس کا جان و مال محفوظ ہے، اب بہت مرتد فرقے کلمہ، نماز، زکوٰۃ پر کاربند ہیں مگر مرتد ہیں ان پر

ارتداد کا جہاد ہوگا۔ جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمہم کذاب کے معتقدین پر جہاد کیا اب بھی قادیانیوں وغیرہ مرتدین کا یہ ہی حکم ہے۔

یعنی اگر اسلام لا کر قتل، زنا یا ڈکیتی وغیرہ کریں تو قتل کے مستحق ہوں گے کہ یہ اسلام کا حق ہے یہ قتل کفر نہ ہوگا۔ یعنی اگر کوئی زبانی کلمہ ظاہری نماز و زکوٰۃ ادا کرے تو ہم اس پر جہاد نہ کریں گے، اگر منافقت سے یہ کام کرتا ہے تو رب اسے سزا دے گا۔ اسلامی جہاد منافقوں پر نہیں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۱۰)

(۳۹۴) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ، حَرَّمَ مَالُهُ وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو عبد اللہ طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ کے علاوہ جن چیزوں کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ (مسلم)

(۳۹۵) وَعَنْ أَبِي مَعْبِدٍ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ، فَاقْتَلَنَّا، فَضَرَبَ أَحَدَايَا بِالسَّيْفِ، فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَازِمَنِي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: أَسَلَمْتُ لِلَّهِ، أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ: "لَا تَقْتُلُهُ" فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَطَعَ أَحَدَايَا يَدَيَّ، ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا؟ فَقَالَ: "لَا تَقْتُلُهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنَى "أَنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ" أَيْ: مَعْصُومُ الدِّمِّ مَحْكُومٌ بِإِسْلَامِهِ. وَمَعْنَى "أَنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ" أَيْ: مُبَاحُ الدِّمِّ بِالْقِصَاصِ لِوَرَثَتِهِ لَا أَنَّهُ بِمَنْزِلَتِهِ فِي الْكُفْرِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

◀ حضرت ابو معبد مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: آپ ارشاد فرمائیے کہ اگر میں کافر سے ملوں سو ہم ایک دوسرے سے لڑیں تو وہ میرے ایک بازو پر تلوار کا وار کرنے اور اس کو کاٹ کر رکھ دے۔ پھر وہ مجھ سے درخت کی پناہ لے اور کہے: میں نے اسلام قبول کیا! یا رسول اللہ! کیا میں اسے قتل کر دوں اس کے یہ قول کرنے کے بعد آپ نے فرمایا: اسے مت قتل کرو۔ عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹا اور ہاتھ کاٹنے کے بعد اس نے یہ کلمہ کہا۔ فرمایا: اس کو قتل مت کرو، کیونکہ اگر

تم اس کو قتل کرو گے تو اس کا مقام وہی ہو جائے گا جو اس کو قتل کرنے سے پہلے تمہارا تھا اور تمہارا مقام وہ ہو جائے گا جو یہ کلمہ پڑھنے سے پہلے اس کا تھا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

مقداد ابن اسود: آپ کے والد نے قبیلہ بنی کندہ سے حلف کیا تھا اس لیے آپ کو کندی کہا جاتا ہے۔ اسود نے آپ کی پرورش کی تھی اس لیے ابن اسود کہا جاتا ہے آپ چھٹے مؤمن ہیں، آپ سے حضرت علی اور طارق ابن شہاب وغیرہما نے احادیث لیں ستر سال عمر ہوئی ۳۳ تینتیس میں وفات پائی آپ کی وفات مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں ہوئی وہاں سے آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا بقیع میں دفن کیا گیا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم، فصل فی الصحاب، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

انه بمنزلك: کا مطلب ہے: اسلام لانے کی وجہ سے اس کا خون محفوظ ہو جائے گا۔

انك بمنزله: کا مطلب ہے: تیرا خون بطور قصاص مباح ہوگا اور اس مقتول کے وارث تجھ سے قصاص لے سکیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح یہ کلمہ کہنے سے پہلے وہ کافر تھا اسی طرح تو بھی کافر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

کیونکہ اس کے کلمہ پڑھ لینے کی وجہ سے اس کے سارے گناہ معاف ہو چکے جو کفر کے زمانہ میں کئے یہ بحالت جنگ جو قتل و زخم کیا وہ بھی معاف ہو گیا۔ خیال رہے کہ کافر کے مؤمن ہو جانے پر زمانہ کفر کے گناہ تو معاف ہو گئے مگر حقوق اور سزائیں معاف نہ ہوتیں لہذا اسے زمانہ کفر کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اس زمانہ کی چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جائے گا بحالت قتال قتل و زخم کا بدلہ نہ لیا جائے گا یہ فرق خیال میں رہے۔

یعنی جیسے وہ کافر کفر کی وجہ سے مباح الدم مستحق قتل تھا ویسے ہی اب تم اس قتل کی وجہ سے مستحق قتل ہو جاؤ گے حکم یکساں ہے وجہ حکم میں فرق ہے کیونکہ وہ مسلمان ہو کر معصوم الدم ہو گیا اور جو ایسے شخص کو قتل کر دے اسے قتل کیا جاتا ہے اور جیسے تم پہلے محفوظ الدم تھے ایسے ہی اب وہ محفوظ الدم ہو گیا، یا یہ مطلب ہے کہ اب اس قتل کی وجہ سے تم مستحق عذاب ہو گئے اور وہ کلمہ پڑھ لینے کی وجہ سے مستحق رحمت ہو گیا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم کافر ہو گئے جیسا کہ خوارج کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں مگر یہ استدلال ضعیف ہے۔

(٣٩٦) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَحْنَا الْقَوْمَ عَلَى مِيَاهِهِمْ، وَلَحَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشَيْنَاهُ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ، وَطَعَنَتْهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتَهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي: "يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟" قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا، فَقَالَ: "أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟" فَمَا زَالَ يُكْرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسَلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَتَلْتَهُ؟" قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ، قَالَ: "أَفَلَا شَقَقْتُ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟" فَمَا زَالَ يُكْرِّرُهَا حَتَّى تَمَنَيْتُ أَنِّي أَسَلَمْتُ يَوْمَئِذٍ .

"الْحُرَقَةُ" بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ الرَّاءِ: بَطْنٌ مِنْ جُهَيْنَةَ: الْقَبِيلَةُ الْمَعْرُوفَةُ . وَقَوْلُهُ: "مُتَعَوِّذًا": أَيُّ مُعْتَصِمًا بِهَا مِنَ الْقَتْلِ لَا مُعْتَقِدًا لَهَا

◀ ◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قبیلہ جہینہ کی شاخ ”حرقہ“ کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح کے وقت ان کے پانیوں پر ان کو جالیا۔ میں اور انصار کا ایک آدمی ان کے ایک آدمی کے مقابلے میں آئے۔ جب ہم اس پر غالب آگئے تو اس نے کہا: لا الہ الا اللہ “تو انصاری نے تو اس سے اپنا ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اس کو نیزا مارا اور قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے اسامہ! کیا تو نے اس کو اس کے ”لا الہ الا اللہ“ پڑھنے کے بعد قتل کیا؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے محض اپنی جان بچانے کی خاطر یہ کیا تھا۔ فرمایا: کیا تو نے اس کے بعد اس کو قتل کیا کہ اس نے کہہ دیا تھا: ”لا الہ الا اللہ“۔ آپ مجھ سے یہ کلمات بار بار دہراتے رہے حتیٰ کہ میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش! میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اس نے کہا: لا الہ الا اللہ اور تو نے اس کو قتل کر دیا؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ اس نے محض ہتھیاروں کے خوف سے کہا تھا۔ فرمایا: ”تو نے اس کے دل کو کیوں نہیں چیر لیا تاکہ تجھے معلوم ہوتا کہ اس نے یہ کلمہ (نیک نیتی سے) کہا ہے یا نہیں؟ آپ یہ کلمات دہراتے رہے حتیٰ کہ میں یہ خواہش کرنے لگا کہ کاش! میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

تعارف راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: کے تحت ہو چکا ہے۔ 31

حل لغات:

الحرقة: ہائے مہملہ پر پیش ”راء“ پر زبر، معروف قبیلہ جہینہ کی شاخ ہے
متعوذا: یعنی اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ کہا نہ اس لیے کہ اس کا اس پر اعتقاد تھا۔

شرح:

یہ حدیث ما قبل کے ہم معنی ہے۔ اس کی شرح ہو چکی ہے۔ ابو الاحمد غفرلہ،
(۳۹۷) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ
بَعْثًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَأَنَّهُمْ اتَّقُوا، فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذَا شَاءَ
أَن يَقْصِدَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ، وَأَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ. وَكُنَّا
نَحَدِّثُ أَنَّهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَتَلَهُ، فَجَاءَ الْبَشِيرُ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ وَآخِبَرَهُ، حَتَّى أَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ،
فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: ”لِمَ قَتَلْتَهُ؟“ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِينَ، وَقَتَلَ فُلَانًا
وَفُلَانًا، وَسَمَّى لَهُ نَفَرًا، وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”أَقَتَلْتَهُ؟“ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ”كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ؟“ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اسْتَغْفِرُ لِي. قَالَ: ”وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ؟“ فَجَعَلَ لَا يَزِيدُ عَلَيَّ أَنْ يَقُولَ: ”كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکین کی
ایک جماعت کی طرف بھیجا وہ آمنے سامنے آئے تو مشرکین میں سے ایک شخص جب کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ
کرتا تو وہ آتا اور اس مسلمان کو قتل کر دیتا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ارادہ کیا کہ اس کو بے خبری میں قتل کر
دے۔ ہم باتیں کرتے تھے کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید ہے تو جب حضرت اسامہ نے تلوار اٹھائی تو مشرک نے کہا:
”لا الہ الا اللہ“ اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا پھر جب خوشخبری دینے والا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا

تو آپ نے اس سے پوچھا اس نے سب احوال بتائے حتیٰ کہ اس شخص کے متعلق بھی بتایا کہ اس نے کیا کہا آپ نے اس شخص (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ) کو بلایا اور فرمایا: تم نے اس کو کیوں قتل کیا؟ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس شخص نے مسلمانوں کو مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا اور اس نے فلاں فلاں کو قتل کر دیا اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام گنوائے۔ میں نے اس پر حملہ کیا جب اس نے تلوار کو دیکھا تو کہا: ”لا الہ الا اللہ“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو قتل کر دیا؟ عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: قیامت کے دن ”لا الہ الا اللہ“ کو کیا جواب دے گا؟ عرض کی: یا رسول اللہ! میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا: قیامت کے دن تو ”لا الہ الا اللہ“ کو کیا جواب دے گا۔ آپ یہی الفاظ دہراتے رہے: قیامت کے دن تو ”لا الہ الا اللہ“ کو کیا جواب دے گا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 392 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے اس میں بھی یہی بیان ہوا کہ کسی کلمہ گو کا قتل نہیں کرنا چاہیے۔ ابوالشیخ نے اپنے عوالی میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول فرما کر آیت نازل فرمائی۔

درسِ حدیث:

کلمہ توحید قیامت کے دن اقرار کرنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گا۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری الحلی، متونی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۳۹۸) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: إِنَّ نَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ، وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمْ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمَّنًا وَقَرَّبَنَا، وَلَيْسَ لَنَا مِنْ سَرِيرَتِهِ شَيْءٌ، اللَّهُ يُحَاسِبُهُ فِي سَرِيرَتِهِ، وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوءًا أَلَمْ نَأْمَنُهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَإِنْ قَالَ: إِنَّ سَرِيرَتَهُ حَسَنَةٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کا مواخذہ وحی کے ذریعہ ہوا کرتا تھا اور بلاشبہ اب وحی منقطع ہو گئی ہے اب ہم تمہارے ظاہری اعمال سے تمہارا مواخذہ کریں گے۔ جس کا ظاہر ہمیں اچھا نظر آئے گا ہم اس کو امان دیں گے اور اس کو قریب کریں گے اور ہمیں اس کے باطن سے کوئی سروکار نہیں۔ اس کے باطن کا حساب اس

سے اللہ تعالیٰ لے گا اور جس کا ظاہر برا ہوا ہم نہ اس کو امان دیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔ اگرچہ وہ کہے کہ اس کا باطن بہت اچھا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

امناء: از، امناء، بمعنی مطمئن ہونا، بچنا، محفوظ ہونا۔

شرح:

جیسے حضرت حضر علیہ السلام نے بھی وحی کے نازل کے بعد قتل کیا اور انہیں مطلع کر دیا گیا تھا کہ اس کے کافر ہونے پر مہر ثبت کر دی گئی ہے اور آپ علیہ السلام کو کہ شریعت مطہرہ میں دو معتبر باتوں کے پائے جانے سے پہلے اسے قتل کر دو اور وہ بلوغت اور بڑے ہو کر کفر کا اظہار ہے۔ (تفسیر البحر المحیط، سورہ الکہف تحت آیہ: 65)

درک حدیث:

لوگوں کے معاملات میں ان کے ظاہر کا لحاظ ہو گا اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ کا نبی اللہ کی وحی سے باطن پر بھی پکڑ فرما سکتا ہے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

۵۰- بَابُ الْخَوْفِ

خوف کے متعلق بیان

خوف کے لغوی معانی: ڈر، دہشت، ہراس، ہوال (فیروز اللغات)

خوف کی تعریف: ”الخوف: توقع حلول مکروہ او فوات محبوب“: (کتاب التعریفات)

ترجمہ: ناپسندیدہ میں پڑنے کی توقع ہونا یا پسندیدہ کے فوت ہونے کی توقع ہونا،

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَايَايَ فَارْهَبُونَ﴾ (البقرة: 40)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾ (البروج: 12)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے ۰

تشریح:

تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ اپنے ان دشمنوں کو جو اس کے رسولوں کو جھٹلاتے رہے اور ان کی نافرمانیوں میں لگے رہے سخت تر قوت کے ساتھ اس طرح پکڑے گا کہ کوئی راہ نجات ان کے لیے باقی نہ رہے، وہ بڑی قوتوں والا ہے جو چاہا کیا جو کچھ چاہتا ہے وہ ایک لمحہ میں ہو جاتا ہے اس کی قدرتوں اور طاقتوں کو دیکھ کر اس نے تمہیں پہلے بھی پیدا کیا اور پھر بھی مار ڈالنے کے بعد دوبارہ پیدا کر دے گا نہ اسے کوئی روکے نہ آگے آئے نہ سامنے پڑے وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے بشرطیکہ وہ اس کی طرف جھکیں اور توبہ کریں اور اس کے سامنے ناک رگڑیں پھر چاہے کیسی ہی خطائیں ہوں ایک دم میں سب معاف ہو جاتی ہیں، اپنے بندوں سے وہ پیار و محبت رکھتا ہے وہ عرش والا ہے جو عرش تمام مخلوق سے بلند و بالا ہے اور تمام خلائق کے اوپر ہے۔ (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَن خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۝ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ۝ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۝﴾ (ہود: 106-102)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی ہے ۰ بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے ۰ اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے ۰ جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب ۰ تو وہ جو بد بخت ہیں وہ دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینگیں گے ۰

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ (آل عمران: 28)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ

يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝﴾ (عبس: 37-34)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی ۰ اور ماں اور باپ ۰ اور جو رو اور بیٹیوں سے ۰ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے ۰

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝﴾ (الحج: 1-2)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے ۰ جس دن تم سے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گاہی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے ۰

تشریح:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تقوے کا حکم فرماتا ہے اور آنے والے دہشت ناک امور سے ڈرا رہا ہے خصوصاً قیامت کے زلزلے سے۔ اس سے مراد یا تو وہ زلزلہ ہے جو قیامت کے قائم ہونے کے درمیان آئے گا۔

جیسے فرمان ہے۔ ”إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا“ (الزلزلہ 1, 2: 99) ”جب زمین تھر تھرا دی جائے جیسا اس کا تھر تھرا نا ٹھہرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے۔

اور فرمایا آیت »وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ« (الحجۃ 15: 69) یعنی ”زمین اور پہاڑ دفعۃً اُٹھا کر چورا کر دیے جائیں۔ اور وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی۔

اور فرمان ہے ”إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًّا“ (الواقعة 6: 56-4) ”جب زمین کانپے گی تھر تھرا کر اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر، تو ہو جوئیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے۔

صور پھونکنے والی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آسمان و زمین کو پیدا کر چکا تو صور کو پیدا کیا اسے اسرائیل علیہ السلام کو دیا وہ اسے منہ میں لیے ہوئے آنکھیں اوپر کو اٹھائے ہوئے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کب حکم الہی ہو اور وہ صور پھونک دیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”یا رسول اللہ! صور کیا چیز ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک پھونکنے کی چیز ہے بہت بری جس میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا پہلا نغمہ گھبراہٹ کا ہو گا دوسرا بے ہوشی کا تیسرا اللہ کے ہمانے کھڑا ہونے کا۔ اسرائیل علیہ السلام کو حکم ہو گا وہ پھونکیں گے جس سے کل زمین و آسمان والے گھبرا اٹھیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے۔ بغیر رکے، بغیر سانس لیے بہت دیر تک برابر اسے پھونکتے رہیں گے۔

آہ! یہی وقت ہوگا کہ دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے شیاطین بھاگنے لگیں گے زمین کے کناروں تک پہنچ جائیں گے لیکن وہاں سے فرشتوں کی مار کھا کر لوٹ آئیں گے۔

لوگ ادھر ادھر حیران پریشان زمین ایک طرف سے دوسرے کو آوازیں دینے لگیں گے اسی لیے اس دن کا نام قرآن نے «يَوْمَ التَّنَادِ» رکھا جیسے کہ آیت میں ہے «وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ» (نافر 40:32) اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن پکار مچے گی۔

اسی وقت زمین ایک طرف سے دوسری طرف تک پھٹ جائے گی اس وقت زمین ایک طرف سے دوسری طرف تک پھٹ جائے گی اس وقت کی گھبراہٹ کا انداز نہیں ہو سکتا۔

اب آسمان میں انقلابات ظاہر ہوں گے سورج چاند بے نور ہو جائیں گے، ستارے جھڑنے لگیں گے اور کھال ادھڑنے لگے گی۔ زندہ لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے ہاں مردہ لوگ اس سے بے خبر ہونگے۔ فرمان رب العزت ہے۔

«وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ» (الزمر 39:68)

ترجمہ: اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جھبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

اس آیت میں جن لوگوں کا استثنا کیا گیا ہے کہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے اس سے مراد شہید لوگ ہیں۔ یہ گھبراہٹ زندوں پر ہوگی شہید اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور روزیاں پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے نجات دے گا اور انہیں پر امن رکھے گا۔

یا اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیام قیامت کے بعد میدان محشر میں ہوگا جب کہ لوگ قبروں سے نکل کر میدان میں جمع ہوں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم تیز تیز چل رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے با آواز بلند ان دونوں آیتوں کی تلاوت کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کان میں آواز پڑتے ہی وہ سب اپنی سواریاں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون سا دن ہوگا؟ یہ وہ دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو فرمائے گا کہ اے آدم جہنم کا حصہ نکال۔ وہ کہیں گے اے اللہ کتنوں میں سے کتنے؟ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو نواوے جہنم کے

لیے اور ایک جنت کے لیے۔

یہ سنتے ہی صحابہ کے دل دہل گئے، چپ لگ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ غم نہ کرو، خوش ہو جاؤ، عمل کرتے رہو۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تمہارے ساتھ مخلوق کی بہت تعداد ہے یعنی یاجوج ماجوج اور نبی آدم میں سے جو ہلاک ہو گئے اور ابلیس کی اولاد۔ (یعنی اس کے پیروکار)

اب صحابہ رضی اللہ عنہم کی گھبراہٹ کم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرتے رہو اور خوشخبری سنو اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم تو اور نوگوں کے مقابلے پر ایسے ہی ہو جیسے اونٹ کے پہلو کا یا جانور کے ہاتھ کا داغ۔ (سنن ترمذی 3169: صحیح)

اسی روایت کیا ایک اور سند میں ہے کہ یہ آیت حالت سفر میں اتری۔ اس میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان سن کر رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب قریب رہو اور ٹھیک ٹھاک رہو ہر نبوت کے پہلے جاہلیت کا زمانہ رہا ہے وہی اس گنتی کو پوری کر دے گا ورنہ منافقوں سے وہ گنتی پوری ہوگی۔

اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تو امید ہے کہ اہل جنت کی چوتھائی صرف تم ہی ہو گے۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ اکبر کہا۔ ارشاد ہوا کہ عجب نہیں کہ تم تہائی ہو، اس پر انہوں نے پھر تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم ہی نصفاً نصف ہو گے، انہوں نے پھر تکبیر کہی۔ راوی کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تہائیاں بھی فرمائیں یا نہیں؟ (سنن ترمذی 3168)

اور روایت میں ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی میں مدینے کے قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت آیت شروع کی۔ (تفسیر ابن جریر الطبری 24906:)

اور روایت میں ہے کہ تم تو ایک ہزار اجزا میں سے ایک جز ہی ہو۔ (مسند بزار 3467)

صحیح بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکارے گا وہ جواب دیں گے «لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ» پھر آواز آئے گی کہ «اللہ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ نکال»، پوچھیں گے اللہ کتنا؟ حکم ہوگا «ہر ہزار میں سے نو سونانوے» اس وقت حاملہ کے حمل گر جائیں گے، بچے بوڑھے ہو جائیں گے، اور لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے کسی نشے سے نہیں بلکہ اللہ کے عذابوں کی سختی کی وجہ سے۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہرے متغیر ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاجوج ماجوج میں سے نو سونانوے اور تم میں سے ایک۔ تم تو ایسے ہو جیسے سفید رنگ بیل کے چند سیاہ بال جو اس کے پہلو میں ہوں۔ یا مثل چند سفید بالوں کے جو سیاہ رنگ بیل کے پہلو میں ہوں۔

پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تمام اہل جنت کی گنتی میں تمہاری گنتی چوتھے حصے کی ہوگی، ہم نے اس پر تکبیر کہی۔ پھر فرمایا

آدھی تعداد میں باقی سب اور آدھی تعداد صرف تمہاری۔ (صحیح بخاری: 4841)

اور روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ ایک خوش نصیب ہم میں سے کون ہوگا؟ جب کہ یہ حالت ہے۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ: 3307)

اور روایت میں ہے تم اللہ کے سامنے ننگے پیروں ننگے بدن بے ختنہ حاضر کئے جاؤ گے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرد عورتیں ایک ساتھ؟ ایک دوسرے پر نظریں پڑیں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ وہ وقت نہایت سخت اور خطرناک ہوگا۔ (صحیح بخاری: 6527)

مسند احمد میں ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دوست اپنے دوست کو قیامت کے دن یاد کرے گا؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ تین موقعوں پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ اعمال کے تول کے وقت جب تک کی زیادتی نہ معلوم ہو جائے۔ اعمال ناموں کے اڑائے جانے کے وقت جب تک دائیں بائیں ہاتھ میں نہ آجائیں۔ اس وقت جب کہ جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی جو گھیر لے گی اور سخت غیظ و غضب میں ہوگی اور کہے گی میں تین قسم کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں ایک تو وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے رہتے ہیں دوسرے وہ جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور تیسرے ہر سرکش ضدی متکبر پر پھر تو وہ انہیں سمیٹ لے گی اور چن چن کر اپنے پیٹ میں پہنچا دے گی جہنم پر پل صراط ہوگی جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگی اس پر آنکس اور کانٹے ہوں گے جسے اللہ چاہے پکڑ لے گی اس پر سنے گزرنے والے مثل بجلی کے ہوں گے مثل آنکھ جھپکنے کے مثل ہوا کے مثل تیز رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کے فرشتے ہر طرف کھڑے دعائیں کرتے ہوں گے کہ اللہ سلامتی دے اللہ بچا دے پس بعض تو بالکل صحیح سالم گزر جائیں کبعض کچھ چوٹ کھا کر بچ جائیں گے بعض اوندھے منہ جہنم میں گریں گے۔ (مسند احمد: 6/110)

قیامت کے آثار میں اور اس کی ہولناکیوں میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔ جن کی جگہ اور ہے۔ یہاں فرمایا ”قیامت کا زلزلہ نہایت خطرناک ہے بہت سخت ہے نہایت مہلک ہے دل دہلانے والا اور کلیجہ اڑانے والا ہے۔“ جب تم اسے دیکھو گے یہ ضمیر شان کی قسم سے ہے اسی لیے اس کے بعد اس کی تفسیر ہے کہ ”اس سختی کی وجہ سے دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور حاملہ کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔ لوگ بدحواس ہو جائیں گے ایسے معلوم ہوں گے جیسے کوئی نشے میں بدست ہو رہا ہو۔ دراصل وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کے عذابوں کی سختی نے انہیں بے ہوش کر رکھا ہوگا۔“ (عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 7

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں ○
آیت نمبر: 8

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ○
فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَّنَا عَذَابَ السُّمُومِ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ○﴾

(الطور: 25-28)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ○ بولے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہمے ہوئے ○ تو اس نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا ○ بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے ○
وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ جَدًّا مَعْلُومَاتٌ وَالْغَرَضُ الْإِشَارَةُ إِلَى بَعْضِهَا وَقَدْ حَصَلَ:
وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ جَدًّا فَتَذَكُّرُ مِنْهَا طَرَفًا وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ:
اس موضوع کی آیات بہت زیادہ ہیں جو لوگوں کے علم میں ہیں یہاں مقصود محض ان کی طرف اشارہ کرنا تھا سو وہ مقصد حاصل ہو گیا۔ اور اس موضوع کی احادیث بھی بہت زیادہ ہیں ہم ان میں سے کچھ بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق سے۔

(۳۹۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: "إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ، فَيَنْفَخُ فِيهِ الرُّوحَ، وَيُؤَمَّرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكُتْبِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقِيٍّ أَوْ سَعِيدٍ. فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنْ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے جو صادق اور مصدوق ہیں، بیان فرمایا: تم میں سے ہر شخص کا مادہ تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک "نطفہ" کی شکل میں جمع رہتا ہے پھر اتنا ہی عرصہ "علقہ" کی شکل میں رہتا ہے اور پھر اتنا ہی عرصہ "مضغہ" کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر فرشتے کو بھیجا جاتا ہے تو وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور اس کو چار چیزیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے: اس کا رزق، اس کی

موت، اس کا عمل اور یہ کہ وہ خوش نصیب ہے یا بد نصیب۔ پس اس ذات کی قسم! جس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہم میں سے ایک شخص جنتیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ تقدیر اس پر غالب آ جاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے سے اعمال کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے ایک شخص دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ تقدیر اس پر غالب آ جاتا ہے اور جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے سو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عبید اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فینفخ: از، نفخاً۔ بمعنی پھونک مارنا،

شرح:

ماں کے رحم میں منی چالیس دن تک اسی حالت میں سفید رنگ کی رہتی ہے، پھر سرخ رنگ کا خون بن جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد جم کر گوشت، صوفیاء کرام فرماتے ہیں چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر چالیس سال اور حضرت موسیٰ کا طرہ پر قیام چالیس سال رہا، اس لیے نطفہ پر ہر چلہ کے بعد انقلاب آتا ہے، پھر بعد پیدائش نفاس کی مدت چالیس دن ہے، کمال عقل چالیس سال میں ہوتا ہے یہ حدیث صوفیاء کرام کے چلوں کی دلیل ہے، اہل سنت میت کا چالیسواں اسی بنا پر کرتے ہیں کہ چالیس میں انقلاب ہے۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفت احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۸۰)

درک حدیث:

تقدیر ایک حقیقت ہے جس کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہیں آدمی کی موت خیر و شر میں سے جس پر ہوگی اسی کے مطابق فیصلہ ہوگا کفر کے علاوہ دوسرے گناہوں والے اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان المدنی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۴۰۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُوتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ

أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ يَجْرُؤْنَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دن جہنم کو

لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار لگائیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتوں نے پکڑ رکھا ہوگا جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم)

(۴۰۱) وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ أَهْلَ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَرَجُلٌ يُوَضَّعُ فِي أَحْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ. مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدَّ مِنْهُ عَذَابًا، وَأَنَّهُ لَاهَوْنُهُمْ عَذَابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "قیامت کے دن دوزخیوں میں سے سب سے کم عذاب والا شخص وہ ہوگا جس کے پاؤں کے دونوں تلووں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے جن کی حدت سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا۔ وہ محسوس کرے گا کہ کسی بھی شخص کو اس سے زیادہ سخت عذاب نہیں دیا گیا۔ حالانکہ اس کا عذاب سب دوزخیوں سے کم ہوگا۔ (متفق علیہ)

(۴۰۲) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبِيهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى حُجْرَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى تَرْقُوَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْحُجْرَةُ": مَعْقِدُ الْإِزَارِ تَحْتَ السَّرَّةِ، وَ"التَّرْقُوَةُ" بَفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: هِيَ الْعِظْمُ الَّذِي عِنْدَ ثَغْرِ النَّخْرِ، وَلِلْإِنْسَانِ تَرْقُوتَانِ فِي جَانِبِي النَّخْرِ.

◀ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں سے بعض ایسے ہوں گے جن کو ٹخنوں تک آگ اپنی پیٹ میں لے گی اور بعض ایسے ہوں گے جن کو گھٹنوں تک لپیٹے گی اور بعض ایسے ہوں گے جن کو آگ گردن تک اپنی پیٹ میں لے گی۔ (مسلم)

تعارف راوی:

سمرہ ابن جندب: آپ انصار کے حلیف تھے، حافظ قرآن تھے، حضور انور سے بڑے فیوض پائے، ۹۵ انسٹھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب المغلۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف السین، فصل فی الصحابہ "مرآة المناجیح جلد ہشتم)

حلی لغات:

الحجزة: ناف کے نیچے ازار باندھنے کی جگہ

الترقوة: تار پرزبر اور قاف پر پیش کے ساتھ وہ ہڈی جو سینے کے گڑھے کے قریب ہوتی ہے، اور انسان کے سینے

کے دونوں کناروں پر ایسی دو ہڈیاں ہوتی ہیں۔

شرح:

یعنی دوزخی لوگوں کو عذاب تو پورے جسم پر ہوگا مگر مختلف طرقوں کا ہوگا جیسا کافر ویسا ہی اس کا عذاب دوزخ کی آگ کا تو ایک انگارہ ہی سزا کے لیے کافی ہے جس کے گلے تک آگ ہو سمجھ لو اس کا کیا حال ہوگا؟؟؟ اللہ تعالیٰ اس آگ سے بچائے یہ آگ کفار کو بھی پہنچے گی اور بعض گناہگار مومنوں کو بھی مگر مومنوں کو کچھ دن کے لیے کافروں کو ہمیشہ کے لیے اور بھی کئی طرح فرق ہوگا، (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفت احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۶۶۰)

درس حدیث:

ایک تو اس حدیث میں مختلف عذابوں کی کیفیت ذکر کی گئی ان میں سے ہر ایک اپنی تکلیف میں دوسرے سے بڑھ کر ہوگا یہ تفصیل اس لیے بیان کی گئی تاکہ لوگ گناہوں سے دور رہ کر عذاب سے خود کو بچائیں۔
دوسرا اس حدیث میں قیامت کا ایک منظر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص کو پسینہ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے لگام کی طرح گھیرنے والا ہوگا اللہ اس خوفناک منظر سے حفاظت فرمائے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان المدنی الشافعی الاشعری المکی، متونی 1057، تحت حدیث مذکورہ)

(۴۰۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أَذْنِيهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
وَالرَّشْحُ: "الْعَرَقُ" .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ تمام جہانوں کے رب کے حضور کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے ایک اپنے کانوں کی لوؤں تک اپنے پسینے میں ڈوب جائے گا۔ (متفق علیہ)
(۴۰۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِنْهَا قَطُّ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا" فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجُوهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِينٌ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ: بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَصْحَابِهِ شَيْءٌ فَخَطَبَ، فَقَالَ: "عُرِضْتُ عَلَى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا

وَلَبَّكُم كَثِيرًا“ فَمَا آتَى عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَشَدُّ مِنْهُ، غَطُّوا رُؤُسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِينٌ .

”الْخَنِينُ“ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: هُوَ الْبُكَاءُ مَعَ غُنَّةٍ وَانْتِشَاقِ الصَّوْتِ مِنَ الْأَنْفِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور میں نے آپ سے ایسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا، آپ نے فرمایا: اگر تمہیں علم ہو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور وہ سسکیاں بھر کر رونے لگے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق کوئی بات معلوم ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: مجھ پر جنت اور جہنم دونوں پیش کی گئیں اور میں نے نیکی اور بدی میں آج کے دن جیسا کوئی دن نہیں دیکھا، اور اگر تمہیں معلوم ہو جائے جو کچھ میرے علم میں ہے تو یقیناً تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس دن سے سخت کوئی دن نہیں آیا تھا۔ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور وہ سسکیاں بھر کر رونے لگے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الحنین: خاء معجمہ کے ساتھ ایسے رونے کو کہتے ہیں جس میں ناک سے نکلی ہوئی آواز بھی شامل ہو۔

شرح:

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا کا طریقہ مبارکہ تھا کہ جب دن نکلتا تو کہتیں یہ میری موت کا دن ہے اور شام تک کھانا نہ کھاتیں، پھر جب رات آتی تو کہتیں یہ وہ رات ہے جس میں میں مرجاؤں گی چنانچہ وہ صبح تک نماز میں مشغول رہتیں۔ (فیضانِ احیاء العلوم، مکتبۃ المدینہ، ص ۱۲۸)

(مرآة المناجیح فیما شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفت احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۸۰)

درسِ حدیث:

اس حدیث میں فرما ہر داروں کے لیے جنت کی عام نعمتوں کی بشارت ہے اور نافرمانوں کے لیے موقف کی خوفناکی کی وعید ہے، صحابہ کرام کے دلوں کی رقت کا ایک منظر ہے۔

(دلیل القالین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری الہکلی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۴۰۵) وَعَنِ الْمُقَدَّادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "تُذْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ" قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الرَّائِي عَنِ الْمُقَدَّادِ: فَوَاللَّهِ مَا أَذْرَى مَا يَعْنِي بِالْمِيلِ، أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ أَمْ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ؟ قَالَ: "فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدَرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبِيهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رَكَبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ الْجَامَاً". وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مقدار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن سورج مخلوق کے اتنا قریب آجائے گا کہ ان سے صرف ایک میل کی مسافت پر رہ جائے گا۔ راوی سلیم بن عامر حضرت مقدار سے روایت کرتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں کہ میل سے کیا مراد ہے۔؟ زمین کے ایک میل کی مسافت مراد ہے یا میل سے مراد وہ سلائی ہے جس سے آنکھوں میں سرمہ ڈالا جاتا ہے۔ اس دن لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ بعض ایسے ہوں گے جو ٹخنوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے، بعض ایسے ہوں گے جو گھٹنوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے، بعض ایسے ہوں گے جو کمر تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے اور بعض ایسے ہوں گے جن کو پسینے کی لگام دے رکھی ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

(۴۰۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى يَلْهَبَ عَرْقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا، وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ أَذَانَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنَى "يَلْهَبُ فِي الْأَرْضِ": يَنْزِلُ وَيَغُوصُ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ ستر ہاتھ تک زمین میں سرایت کر جائے گا اور انہیں پسینے کی لگام ڈال دی گئی۔ حتیٰ کہ وہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یذهب فی الارض: کا معنی ہے: زمین میں سرایت کر جائے گا۔

شرح:

قیامت کا منظر بہت خولناک ہوگا کتب میں آتا ہے کہ۔

جب قیامت کی نشانیاں پوری ہو جائیں گئی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگئی اور رفتہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی لوگ کان لگا کر سننے لگیں اور بیہوش ہو جائے گئے اس بیہوشی کا ان پر یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور اہل زمین جو اس وقت زندہ ہوں گئے وہ سب اس سے مر جائیں گے اور جن لوگوں پر پہلے ہی موت آچکی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی قبروں میں زندہ رکھا جیسے انبیاء کرام علیہ السلام اور شہدائے امت اُن پر اس صور کا یہ اثر ہوگا کہ ان پر بیہوشی طاری ہو جائے گی اور صالحین امت کے علاوہ جو پہلے مر چکے ان کو اس صور کا پتہ بھی نہیں چلے گا زمین و آسمان میں ہلچل مچ جائے گی زمین اپنے تمام خزانے باہر نکال دے گی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے دھنی ہوئی روئی یا اُون کی طرح اُرنے لگیں گے آسمان کے تمام ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہو جائیں گے اسی طرح ہر چیز فنا ہو جائے گی یہاں تک کہ صور اور حضرت اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے اس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“ (الرحمن: ۲۷، ۲۸)

زمین پر جتنے ہیں سب گونا گے (پر جاندار ہلاک ہو جانے والا ہے) اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ ہوگا وہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہت ہے؟ کہاں ہیں جبارین کہاں ہیں متکبرین مگر کون جواب دے پھر خود ہی فرمائے گا ”لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ“ صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا سب سے پہلے حضرت اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا فرما کر دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا صور پھونکتے ہی سب سے پہلے اُٹھنے والی ذات ہمارے آقا ﷺ کی ہوگئی جیسا کہ حدیث میں موجود ہے کہ۔

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا اِذَا بُعِثُوا

(محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی، امام، جامع ترمذی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ابواب المناقب باب من فضائل النبی ﷺ (غیر موسوم باب)، ص ۶۷۹)

جب لوگوں کو دوبارہ اُٹھایا جائے گا تو میں ہی سب سے پہلے نکلوں گا

اور حضور ﷺ اپنی قبر مبارک سے اس شان سے برآمد ہوں گے کہ داہنے ہاتھ میں حضرت صدیق اکبر کا ہاتھ ہوگا

اور بائیں ہاتھ میں حضرت عمر فاروق کا (ﷺ ورضی اللہ عنہما) پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جتنے لوگ مدفون ہیں سب کو لے کر میدان حشر میں تشریف لائیں گے۔ (مفتی محمد غلیل خان قادری برکاتی، ہمارا اسلام، حصہ پنجم، ص ۲۶۵، ۲۶۶، بتصرف)

فقط انا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائے جانے والی ہے

(۴۰۷) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ: "هَلْ تَذَرُونَ مَا هَذَا؟" قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: "هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مِنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا، فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الْآنَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجِبَتَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھے کہ آپ ﷺ نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ وہ پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں گرایا گیا تھا۔ وہ اب تک آگ میں نیچے آتا رہا حتیٰ کہ اب وہ اس کی تہ میں پہنچا ہے اور تم نے اس کے گرنے کی آواز سنی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت کی تو فرمایا تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بخار میری آگ ہے اسی لئے میں اپنے مؤمن بندے پر دنیا میں اسی لئے مسلط کرتا ہوں کہ قیامت کے دن اس کی آگ کا حصہ (بدلہ) ہو جائے۔ (احمد، ابن ماجہ، بیہقی، شعب الایمان)

(۴۰۸) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ أَيَمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ أَشَامَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا رب کلام فرمائے گا اور اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ وہ اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اس کو اپنے اعمال کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا اور وہ اپنے بائیں جانب دیکھے گا تو اس کو

اپنے سامنے آگ کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا۔ پس آگ سے بچو! خواہ نصف کھجور کے ذریعے ہی۔ (متفق علیہ)
 (۴۰۹) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَهَا أَنْ تَنُطَّ، مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعٍ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاصِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ تَعَالَى. وَاللَّهُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعَدَاتِ تَجَارُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

و"أَطَّتْ" بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَتَشْدِيدِ الطَّاءِ وَ"تَنُطَّ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ مَكْسُورَةٌ، وَالْأَطِيطُ: صَوْتُ الرَّحْلِ وَالْقَتَبِ وَشِبْهِهِمَا، وَمَعْنَاهُ: أَنَّ كَثْرَةَ مَنْ فِي السَّمَاءِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْعَابِدِينَ قَدْ أَثْقَلَتْهَا حَتَّى أَطَّتْ. وَ"الصُّعَدَاتُ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ: الطَّرِيقَاتُ: وَمَعْنَى: "تَجَارُونَ": تَسْتَعِيثُونَ.

◀ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ آسمان آواز نکالتا ہے اور اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ آواز نکالے اس میں ہر چار انگلیوں کی جگہ میں ایک فرشتہ اپنی جبین رکھے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کناں ہے۔ قسم بخدا! اگر تمہیں معلوم ہو جو کچھ میں جانتا ہوں تو یقیناً تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ اور بستروں پر عورتوں سے بھی لذت حاصل نہ کر سکو اور تم راستوں کی طرف چل نکلو اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو۔

تعارفِ راوی:

ابو ذر: آپ کا نام جناب ابن جنادہ، کنیت ابو ذر ہے، قبیلہ بنی غفار سے ہے، آپ پانچویں مسلمان ہیں، مکہ معظمہ میں آ کر مسلمان ہوئے اور حضور کے حکم سے اپنی قوم میں چلے گئے، پھر غزوہ خندق کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور حضور کے ساتھ رہے، پھر ربذہ میں قیام کیا اور وہیں خلافت عثمانیہ ۳۲ھ میں وفات پائی، آپ بڑے، زاہد، عابد، صحابی ہیں، مال جمع کرنے کے بڑے مخالف تھے، اسلام سے پہلے بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الزاء، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد اول)

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اطت: ہمزہ پر زبر اور طاء پر شد ہے۔

تسط: تاء پر زبر اور اس کے بعد ہمزہ ہے جس کے نیچے زیر ہے اور اطمیط: پالان، کجاوے وغیرہ کی آواز کو کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان اپنے اوپر عبادت کرنے والے فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے آواز نکالتا ہے۔

الصعدات: صا د اور عین دونوں پر پیش ہے اس کا مطلب ہے: راستے۔

تجارون: کا معنی ہے: مدد طلب کرتے ہیں۔

شرح:

معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ غیبی چیزیں دیکھتی ہے اور حضور کے کان غیبی آوازیں سنتے ہیں، جس نگاہ سے اللہ تعالیٰ ہی نہ چھپا اس سے اور کیا چیز چھپے گی۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

مالا ترون میں ماعام ہے ہر غیبی چیز حضور پر ظاہر ہے۔

اطت بنا ہے اطمیط سے، اطمیط کے معنی چرچرانا بھی ہے اور رونا بھی اور مطلقاً آواز بھی یہاں تینوں معنی بن سکتے ہیں۔ فرشتوں کے بوجھ سے چرچرانا جیسے اونٹ کا بھرا ہوا پالان بوجھ سے چرچرنا ہے یا خوف الہی میں روتا ہے، فرشتوں کی تسبیح و تہلیل سن کر یا خود اللہ کا ذکر اس کی تسبیح و تہلیل کرتا ہے فرشتوں کے ساتھ۔ (مرقات، اشعہ) غرض کہ آسمان آواز ضرور کر رہا ہے اس لیے اس کے لیے سننا فرمایا گیا کہ میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان کی یہ آواز میں سن رہا ہوں۔

ظاہر یہ ہے کہ یہاں سجدہ کرنے والے فرشتوں کی کثرت کا ذکر ہے کہ آسمان کا ایک چہرہ فرشتے کی پیشانی سے خالی نہیں، رکوع، قیام، قعود والے فرشتے ان کے سواء ہیں، رب تعالیٰ نے فرشتوں کا قول نقل فرمایا: "مَا مِنَّا إِلَّا لَكَ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ" سجدہ والوں کی جگہ اور ہے رکوع، قیام والوں کی جگہ اور۔

اس سے حضور کے تحمل و برداشت کا پتہ لگتا ہے کہ حضور یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے پھر بھی دنیا و دین دونوں سنبھالے ہوئے ہیں۔

صعدات جمع ہے صعید کی بمعنی زمین کی ظاہری مٹی، اس سے مراد ہے جنگل جہاں سفیدہ زمین اور مٹی ہی ہوتی ہے مکان پہاڑ وغیرہ نہیں ہوتے یعنی تم خوف و ڈر کی وجہ سے آبادیوں میں رہنا، آرام کرنا بھول جاتے، جنگلوں میں چیختے روتے پھرتے، منزلیں بہت بھاری ہیں۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۱۹۴)

(۴۱۰) وَعَنْ أَبِي بَرزَةَ - بِرَاءٍ ثُمَّ زَاي - نَضْلَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمْرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَا فَعَلَ فِيهِ؟ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ؟ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ؟ وَعَنْ جَسَمِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ؟"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو برزہ راء پھر زاء نضله بن عبید الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے کے دونوں قدم اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے حتیٰ کہ اس سے پوچھ لیا جائے اس کی عمر کے متعلق کہ اس نے اسے کن کاموں میں ضائع کیا اور اس کے مال کے متعلق کہ اس نے یہ کیسے کمایا اور کہاں اسے خرچ کیا اور اس کے جسم کے متعلق کہ کن کاموں میں اسے کمزور کیا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارف راوی:

ابو برزہ: آپ کا نام فضلہ ابن عبید ہے، اسلمی ہیں، پرانے مسلمان ہیں، عبداللہ؟ ابن نطل کو حضور کے حکم سے آپ نے قتل کیا تھا، حضور انور کی وفات تک ہر غزوہ میں حضور کے ساتھ رہے پھر بصرہ چلے گئے، خراسان کے غزوہ میں شریک ہوئے، مقام مرو میں آپ کی وفات ہوئی ۶۰ ساٹھ میں۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الباء، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

شرح:

حساب کتاب تو چار گھنٹہ میں ختم ہو جاوے گا اور دن ہے پچاس ہزار سال کا وہ نعت خوانی میں خرچ ہوگا۔ شعر فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۶، ص ۳۵)

(۴۱۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿يَوْمَئِذٍ تُخَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (الزُّلْفَةُ: ۴) ثُمَّ قَالَ: "أَتَذَرُونَ مَا أَخْبَارَهَا؟" قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: "فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا تَقُولُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِي يَوْمٍ كَذَا وَكَذَا فَهَذِهِ أَخْبَارُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ”يَوْمَئِذٍ تُخَدِّثُ أَخْبَارَهَا“ پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اس کی خبریں یہی ہوں گی کہ وہ ہر بندے اور ہر عورت کے متعلق یہ بتائے گی کہ اس نے اس کے اوپر کیا کیا اعمال کیے۔ وہ کہے گی: تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیے اور یہی زمین کی خبریں ہوں گی۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

تدرون: از دریا، بمعنی جاننا، حیلہ سے جاننا۔

شرح:

خیال رہے کہ عبادات میں پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں پہلے قتل و خون کا یا نیکیوں میں پہلے نماز کا حساب ہے اور گناہوں میں پہلے قتل کا، لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ پہلے قتل اور خون کا حساب ہوگا یعنی اگر نماز کے حساب میں بندہ ٹھیک نکلا تو اگلے حساب ان شاء اللہ آسان ہوں گے، اور اگر ان میں بندہ پھنس بھی جائے گا تو رب تعالیٰ نمازوں کی برکتوں سے اس کے چھٹکارے کی سبیل پیدا فرمادے گا، مثلاً اگر اس کے ذمہ حقوق العباد ہیں تو حق والے کو جنت دے کر اسے معاف کرادے گا اور اگر حقوق اللہ ہیں تو انہیں رحم خسر وانہ اور الطاف شاہانہ سے خود بخش دے گا۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نماز کے پابند کو گناہوں سے بچنے اور دوسری نیکیاں کرنے کی دنیا ہی میں توفیق مل جاتی ہے لہذا وہاں جس کی نمازیں ٹھیک نکلیں اس کے دوسرے اعمال خود بخود ٹھیک نکلیں گے۔ غرض کہ حدیث بالکل صاف ہے اس پر چکڑ الویوں کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۲، ص ۵۶۱)

(۴۱۲) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”كَيْفَ أَنْعَمُ! وَصَاحِبُ الْقُرْنِ قَدْ التَّقَمَ الْقُرْنُ، وَاسْتَمَعَ الْأَذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْعِ فَيَنْفَعُ“

فَكَانَ ذَلِكَ ثَقْلَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ: "قُولُوا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".
 "الْقُرْنُ": هُوَ الصُّورُ الَّذِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ﴾ كَذَا فَسَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

◀ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کیوں کر مسرور ہو سکتا ہوں جب کہ صور پھونکنے والے فرشتے نے صور کو ہاتھوں میں لے رکھا ہے اور اس نے اپنے کانوں کو متوجہ کر رکھا ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم صادر ہو تو وہ صور پھونکے۔ سو یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت گراں گزری تو آپ نے فرمایا: "حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" پڑھا کرو۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

القرن: اس سے مراد وہ صور ہے جس کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے۔
 وَنُفِخَ فِي الصُّورِ: جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔

شرح:

یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت اسرافیل منہ میں صور لیے عرش اعظم کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم ملے اور میں بلاتا خیر صور پھونک دوں، جب میری آنکھیں یہ نظارہ کر رہی ہیں تو میرے دل کو چین و خوشی کیسے ہو، ادھر خوف لگا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نظریں سب کچھ دیکھتی ہیں۔ شعر

اے فروغت صبح آتا رو دھور چشم تو بیندہ مافی الصدور

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۳۷۰)

(۴۱۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَافَ أَذْلَجَ، وَمَنْ أَذْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ. إِلَّا إِنْ سِلْعَةَ اللَّهِ غَالِيَةً، إِلَّا إِنْ سِلْعَةَ اللَّهِ الْجَنَّةُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

و"أَذْلَجَ": بِاسْكَانِ الدَّالِ وَمَعْنَاهُ سَارَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ . وَالْمُرَادُ التَّشْمِيرُ فِي الطَّاعَةِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو رات کے حملے سے ڈرتا ہے وہ رات کے پہلے ہی پہر چل پڑتا ہے اور جو رات کے پہلے پہر چلتا ہے وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی متاع بہت گراں قیمت ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی متاع جنت ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

ادلج: دال کے سکون کے ساتھ اس کا معنی ہے: رات کے پہلے حصہ میں چلنا۔

شرح:

یعنی جو دشمن کے شب خون مارنے کا اندیشہ کرتا ہے وہ جنگل میں رات غفلت سے نہیں گزارتا ورنہ مارا جاتا ہے، لٹ جاتا ہے۔ شیطان شب خون مارنے والا دشمن ہے، ہم دنیا میں راہِ آخرت طے کرنے والے مسافر، ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے یہاں غفلت نہ کرو ورنہ لٹ جاؤ گے۔

اس فرمانِ عالی میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے "إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَّهُمُ الْجَنَّةَ"۔ جنت سودا ہے رب تعالیٰ فروخت فرمانے والا ہے، ہم خریدار ہیں ہمارے مال جان اس سودے کی قیمت ہے، اس کا عکس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خریدار ہے ہمارے جان و مال سودے ہیں جنت اس کی قیمت ہے، اگر جان دے کر بھی یہ سودا مل جاوے تو سستا ہے مگر ہمارا حال یہ ہے۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا ہم مفلس کیا مول چکائیں ہاتھ ہی اپنا خالی ہے اللہ تعالیٰ ہم محتاجوں کو اپنے محبوب کے نام کی خیرات دیدے فقیروں بھکاریوں سے قیمت نہیں مانگی جاتی اس پر ہر کرم کریمانہ ہوتا ہے۔

بیابند دار السلام از طفیل

چہ باشد کہ مشے گدایان خیل

یعنی یا رسول اللہ اگر ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کے طفیل جنت میں پہنچ جاویں تو تمہارا کیا بگڑتا ہے ہمارا بھلا ہو جاوے

مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے کمر بستہ رہنا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۴۱۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرْلًا" قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ قَالَ: "يَا عَائِشَةُ، الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهَمَّهُمْ ذَلِكَ".
وَفِي رِوَايَةٍ: "الْأَمْرُ أَهَمُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
"غُرْلًا" بِضَمِّ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، أَيْ: غَيْرَ مَخْتُونِينَ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، اور بغیر ختنے کیے اٹھائے جائیں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا مرد اور عورتیں سب ہی یوں کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ فرمایا: اے عائشہ! معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا کہ انہیں اس طرف (دھیان) کی (بھی) سوجھے اور ایک روایت میں ہے: معاملہ اس سے زیادہ اہم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔ (متفق علیہ)

عزلاً: عین معجمہ کے پیش کے ساتھ۔ یعنی بغیر ختنے کیے ہوئے۔

۵۱- بَابُ الرَّجَاءِ

امید کے متعلق بیان

رجاء کے لغوی معانی: امید، آسرا، آرزو، تمنا، خواہش (فیروز اللغات)

رجاء کی تعریف: "تعلق القلب بحصول محبوب فی المستقبل" (کتاب التعریفات)

ترجمہ: دل کا مستقبل میں پسندیدہ شے کے حصول سے لٹکا ہونا۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (الزمر: ۵۳)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم فرماؤ: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے

ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ○

تشریح:

اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک و کافر بھی ہوں توبہ کی دعوت دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ کی ذات غفور و رحیم ہے۔ وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والی کی طرف متوجہ ہوتا ہے توبہ کرنے والے کے اگلے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے گو وہ کیسے ہی ہوں کتنے ہی ہوں کبھی کے ہوں۔ اس آیت کو بغیر توبہ کے گناہوں کی بخشش کے معنی میں لینا صحیح نہیں اس لیے کہ شرک بغیر توبہ کے بخشا نہیں جاتا۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ بعض مشرکین جو قتل و زنا کے بھی مرتکب تھے حاضر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہمیں ہر لحاظ سے اچھا اور سچا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ بڑے بڑے گناہ جو ہم سے ہو چکے ہیں ان کا کفارہ کیا ہوگا؟ اس پر آیت

«وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا» (الفرقان 25: 68)، نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری: 4810)

مسند احمد کی حدیث میں ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز کے ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوئی جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ جس نے شرک کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد فرمایا: خبردار رہو جس نے شرک بھی کیا ہو تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (مسند احمد: 5/275)

مسند کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھا بڑا شخص لکڑی نکاتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے چھوٹے موٹے گناہ بہت سارے ہیں کیا مجھے بھی بخشا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اللہ کی توحید کی گواہی نہیں دیتا؟ اس نے کہا ہاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی بھی دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے چھوٹے موٹے گناہ معاف ہیں۔ (مسند احمد: 4/385)

پس ان تمام احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بندے کو رحمت رب سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ گو گناہ کتنے ہی بڑے اور کتنے ہی کثرت سے ہوں۔ توبہ اور رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہوا رہتا ہے اور وہ بہت ہی وسیع ہے۔

جو برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے استغفار کرے وہ اللہ کو بخشے والا اور مہربانی کرنے والا پائے گا۔

مشرکین نصاریٰ کے اس شرک کا کہ وہ اللہ کو تین میں کا تیرا مانتے ہیں ذکر کر کے ان کی سزاؤں کے بیان سے پہلے فرمادیا

«وَأَنْ لَّمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» (المائدہ: 73)

اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو جوان میں کافر مریں گے ضرور ان کو عذاب پہنچے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ عظمت و کبریائی جلال و شان والے نے فرمایا

”أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ“ (المائدہ: 74)

تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے؟ اور اللہ بے ششے والا مہربان۔
اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں اس شخص کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پھر بنی اسرائیل کے ایک عابد سے پوچھا کہ کیا اس کیلئے بھی توبہ ہے؟ اس نے انکار کیا اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر ایک عالم سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ تجھ میں اور توبہ میں کوئی روک نہیں اور حکم دیا کہ موحیوں کی بستی میں چلا جا چنانچہ یہ اس گاؤں کی طرف چلا لیکن راستے میں ہی موت آ گئی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں آپس میں اختلاف ہوا۔ اللہ عز و جل نے زمین کے ناپے کا حکم دیا تو ایک بالشت بھرنیک لوگوں کی بستی جس طرف وہ ہجرت کر کے جا رہا تھا قریب نکلی اور یہ انہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے گئے۔ یہ بھی مذکور ہے کہ وہ موت کے وقت سینے کے بل اس طرف گھسٹتا ہوا چلا تھا۔ اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نیک لوگوں کی بستی کے قریب ہو جانے کا اور برے لوگوں کی بستی کے دور ہو جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ (صحیح بخاری: 3470)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”اللہ عز و جل نے تمام بندوں کو اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے انہیں بھی جو مسیح علیہ السلام کو اللہ کہتے تھے، انہیں بھی جو آپ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے، انہیں بھی جو عزیز علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بتاتے تھے، انہیں بھی جو اللہ کو فقیر کہتے تھے، انہیں بھی جو اللہ کے ہاتھوں کو بند بتاتے تھے، انہیں بھی جو اللہ تعالیٰ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے، اللہ تعالیٰ ان سب سے فرماتا ہے کہ ”یہ کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں اس سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں چاہتے؟ اللہ تو بڑی بخشش والا اور بہت ہی رحم و کرم والا ہے“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”اس کے بعد بھی جو شخص اللہ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کرے، وہ اللہ عز و جل کی کتاب کا منکر ہے۔ لیکن اسے سمجھ لو کہ جب تک اللہ کسی بندے پر اپنی مہربانی سے رجوع نہ فرمائے اسے توبہ نصیب نہیں ہوتی۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جا رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک واعظ کو دیکھا جو لوگوں کو نصیحتیں کر رہا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ”تو کیوں لوگوں کو مایوس کر رہا ہے؟ پھر اسی آیت کی تلاوت کی۔“ (تفسیر ابن ابی حاتم)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم خطائیں کرتے کرتے زمین و آسمان پر کر دو پھر اللہ سے استغفار کرو تو یقیناً وہ تمہیں بخش دے گا۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی جان ہے اگر تم خطائیں کرو ہی نہیں تو اللہ عزوجل تمہیں فنا کر کے ان لوگوں کو لائے گا جو خطا کر کے استغفار کریں اور پھر اللہ انہیں بخشے۔ (مسند احمد: 3/238)

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے انتقال کے وقت فرماتے ہیں ایک حدیث میں نے تم سے آج تک بیان نہیں کی تھی اب بیان کر دیتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم گناہ ہی نہ کرتے تو اللہ عزوجل ایسی قوم کو پیدا کرتا جو گناہ کرتی پھر اللہ انہیں بخشتا۔ (صحیح مسلم: 2748)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گناہ کا کفارہ ندامت اور شرمساری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لاتا جو گناہ کریں پھر وہ انہیں بخشے۔ (مسند احمد: 1/279)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو کامل یقین رکھنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔ (مسند احمد: 1/80)

عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "ابلیس ملعون نے کہا اے میرے رب! تو نے مجھے آدم علیہ السلام کی وجہ سے جنت سے نکالا ہے اور میں اس پر اس کے بغیر کہ تو مجھے اس پر غلبہ دے غالب نہیں آ سکتا۔ جناب باری نے فرمایا "جا تو ان پر مسلط ہے۔" اس نے کہا "اللہ کچھ اور بھی مجھے زیادتی عطا فرما۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جانی آدم میں جتنی اولاد پیدا ہوگی اتنی ہی تیرے ہاں بھی ہوگی۔" اس نے پھر التجا کی باری تعالیٰ کچھ اور بھی مجھے زیادتی دے۔ پروردگار عالم نے فرمایا "بنی آدم کے سینے میں تیرے لیے مسکن بنا دوں گا اور تم ان کے جسم میں خون کی جگہ پھر دو گے،" اس نے پھر کہا کہ کچھ اور بھی مجھے زیادتی عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جا تو ان پر اپنے سوار اور پیادے دوڑا، اور ان کے مال و اولاد میں اپنا سا جھا کر اور انہیں انگلیں دلا۔" گو حقیقتاً تیرا انگلیں دلانا اور وعدے کرنا سراسر دھوکے ہیں۔"

اس وقت آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ "اے میرے پروردگار تو نے اسے مجھ پر مسلط کر دیا اب میں اس سے تیرے بچائے بغیر بچ نہیں سکتا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سنو تمہارے ہاں جو اولاد ہوگی اس کے ساتھ میں ایک محافظ مقرر کر دوں گا جو شیطانی پنچے سے محفوظ رکھے۔" آدم علیہ السلام نے اور زیادتی طلب کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ایک نیکی کو دس گنا کر کے دوں گا بلکہ دس سے بھی زیادہ اور برائی اسی کے برابر رہے گی یا معاف کر دوں گا۔" آپ علیہ السلام نے پھر بھی اپنی یہی دعا جاری رکھی۔ رب العزت نے فرمایا "توبہ کا دروازہ تمہارے لیے اس وقت تک کھلا ہے جب تک روح جسم میں ہے،" آدم نے دعا کی اللہ مجھے اور زیادتی بھی عطا فرما۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ "میرے گنہگار بندوں سے کہہ دو وہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں۔" (ابن ابی حاتم)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جو لوگ بوجہ اپنی کمزوری کے کفار کی تکلیفیں برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے اپنے دین میں فتنے میں پڑ گئے ہم اس کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی

کوئی نیکی اور توبہ قبول نہ فرمائے گا ان لوگوں نے اللہ کو پہچان کر پھر کفر کو لے لیا اور کافروں کی سختی کو برداشت نہ کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ہمارے اس قول کی تردید کر دی اور «قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا» سے «وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ» (سورہ الزمر آیات ۵۳ تا ۵۵) تک آیتیں نازل ہوئیں۔ (عماد الدین اسماعیل بن کثیر، تفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝﴾ (سبا: ۱۷)
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اسی کی جو ناشکرا ہے ۝

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝﴾ (طہ: ۴۸)
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ۝

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۝﴾ (الاعراف: ۱۵۶)
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

(۴۱۵) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحَ قِنْدُ، وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ" .

◀ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جس کا اس نے حضرت مریم کی طرف القاء کیا اور وہ اس کی روح ہیں اور یہ گواہی دے کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا اس کے عمل جس طرح کے بھی ہوں۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دیتا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 188 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

القاهَا: بمعنى يهيجاناً، لكسواناً۔

شرح:

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ عز و جل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الثالث، الحدیث ۶۳، ج ۱، ص ۲۸)

وضاحت:

گواہی دینے سے مراد تمام اسلامی عقائد قبول کر لینا ہے اور دوزخ کی آگ حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس کے عقائد درست وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا اس سے وہ شخص مراد ہے جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جائے۔

(ماخوذ از امرأة الناجح، ج ۱، ص ۶۵)

(۴۱۶) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَقُولُ اللَّهُ - عَزَّوَجَلَّ: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا أَوْ أَزِيدُ، وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا أَوْ أَغْفِرُ. وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شَبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ آتَانِي يَمْشِي آتِيَهُ هَرَوَلَةً، وَمَنْ لَقِينِي بِقَرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا، لَقِينَهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مَعْنَى الْحَدِيثِ: "مَنْ تَقَرَّبَ" إِلَى طَاعَتِي "تَقَرَّبْتُ" إِلَيْهِ بِرَحْمَتِي وَإِنْ زَادَ زِدْتُ "فَإِنْ آتَانِي يَمْشِي" وَأَسْرَعَ فِي طَاعَتِي "آتِيَهُ هَرَوَلَةً" أَيْ: صَبَّحَتْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَسَبَقَتْهُ بِهَا وَلَمْ أُخَوِّجْهُ إِلَى الْمَشْيِ الْكَثِيرِ فِي الْوُصُولِ إِلَى الْمَقْصُودِ "وَقَرَابِ الْأَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ، وَيُقَالُ: بَكَسَرَهَا وَالضَّمُّ أَصَحُّ وَأَشْهُرُ وَمَعْنَاهُ: مَا يُقَارِبُ مِلَاكَهَا، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

◀ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو نیکی کرے گا اسے اس کا دس گنا زیادہ ثواب ملے گا یا میں اس سے بھی زیادہ کروں گا اور جو بدی کرے گا تو اسے برائی کا بدلہ برائی کی مثل ہی ملے گا یا میں معاف کر دوں گا اور جو کوئی بالشت بھر میرے قریب آتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس کے قریب آتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں اور جو زمین کی وسعت جتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے گا، لیکن اس نے کسی کو میرا شریک نہ بنایا ہوگا تو میں اسی مطابق اس کے ساتھ مغفرت سے پیش آؤں گا۔

کے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اطاعت کے ذریعہ میرے قریب آئے گا میں اپنی رحمت کے ذریعے اس کے قریب ہو جاؤں گا۔ اگر اس نے اطاعت میں زیادتی کی تو میں اپنی رحمت میں بھی اضافہ کروں گا اور اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آیا یعنی اس نے میری اطاعت میں جلدی کی تو میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا یعنی اس پر اپنی رحمت انڈیل دوں گا اور میری رحمت اس کی اطاعت پر سبقت لے جائے گی اور میں اس کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے زیادہ چلنے کی تکلیف نہیں دوں گا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

قرب الارض: قاف پر پیش اور زبردوئوں طرح پڑھا جاتا ہے اور پیش زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ اس کا مطلب ہے اس کی بھرائی کے برابر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

جب انسان دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پھیلائے تو داہنے ہاتھ کی انگلی سے بائیں ہاتھ کی انگلی تک کو باغ کہتے ہیں یہ کلام تمثیلی طور پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ تھوڑے عمل کے ذریعے قرب الہی حاصل کرو تو رب تعالیٰ اپنے کرم سے بہت زیادہ رحمت کے ساتھ تم سے قریب ہوگا۔ لہذا عمل کئے جاؤ تھوڑا بہت نہ دیکھو۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۳، ج ۲۸)

(۴۱۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْمُوجِبَتَانِ؟ قَالَ: "مَنْ مَاتَ لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ

يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! (جنت اور دوزخ کو) واجب کرنے والی دو چیزیں کونسی ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص فوت ہو جائے اور اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو فوت ہوا اور اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

(۴۱۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ، قَالَ: ”يَا مُعَاذُ“ قَالَ: لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: ”يَا مُعَاذُ“ قَالَ: لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، ثَلَاثًا، قَالَ: ”مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ“ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا أَخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا؟ قَالَ: ”إِذَا يَتَكَلَّمُوا“ فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ ثَلَاثًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَقَوْلُهُ: ”ثَلَاثًا“ أَيْ خَوْفًا مِنْ الْإِلَهِ فِي كَتْمِ هَذَا الْعِلْمِ .

﴿ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار تھے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں فرمایا: اے معاذ: عرض کی: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اے معاذ!“ عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں۔ تین مرتبہ۔ پھر فرمایا: جو آدمی بھی سچے دل سے گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں یہ بات لوگوں کو بتاؤں تاکہ وہ خوش ہوں۔ فرمایا: نہیں! اس طرح وہ بکلیہ کر بیٹھیں گے اور اعمال میں سستی کرنے لگیں گے۔ پس حضرت معاذ نے اپنے انتقال کے وقت (حدیث چھپانے کے) گناہ کے خوف سے یہ بات لوگوں کو بتادی۔ (متن ملہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نالما: یعنی اس علم کو چھپانے کے گناہ کے خوف سے۔

شرح:

حضرت معاذ کو تین بار پکارنا کچھ نہ فرمانا زیادتی شوق کے لیے تھا کہ حضرت معاذ کلام سننے کے پورے مشتاق ہو جائیں جو بات انتظار کے بعد سنی جاتی ہے خوب یاد رہتی ہے۔ "لبیک وسعدیک" کا اردو میں مختصر ترجمہ یہ ہے کہ میں خدمت میں حاضر ہوں چھوٹے کو چاہیے کہ بڑے کا ادب بہر حال کرے۔

اس طرح (گواہی دے) کہ دل سے اس کو مانے اور زبان سے اقرار کرے، لہذا منافق اس بشارت سے علیحدہ ہے، اور سائر یعنی دل کا مؤمن زبان سے خاموش اس پر شریعت میں اسلامی احکام جاری نہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ عمر میں ایک بار زبان سے کلمہ شہادت پڑھنا فرض ہے اور مطالبہ کے وقت بھی ضروری۔

اس طرح کہ (گواہی دینے والا) وہ آگ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا آگ اس کے دل و زبان کو نہ جلا سکے گی کیونکہ یہ ایمان اور شہادت کے مقام ہیں کافر کا قلب و قالب دونوں جلائے گی، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کافر مرتے وقت ایمان لائے اور کسی عمل کا موقع نہ پائے اس کے لیے یہ بشارت ہے۔ بہر حال یہ حدیث نہ قرآن کے خلاف ہے، نہ دیگر احادیث کے کوئی مؤمن عمل سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

حضرت معاذ نے اس بشارت کی تبلیغ کی اجازت مانگی یہ معلوم کرنے کے لیے کہ یہ حکم تبلیغی امور میں سے ہے یا اسرار الہیہ میں سے۔ شرعی احکام سب کے لیے ہیں، طریقت کے اسرار اہل کے لیے۔ خیال رہے کہ عوام بشارت سن کر بے پرواہ ہو جاتے ہیں، مگر خواص بشارت پا کر زیادہ نیکیاں کرنے لگتے ہیں۔ رب نے اپنے حبیب سے فرمایا "لَيْسَ فِصْرَ لَكَ الْمَلَّةُ" الخ تو حضور نے نیکیاں اور زیادہ کیں۔ عثمان غنی سے فرمایا تھا کہ جو چاہو کرو تم جنتی ہو چکے تو ان کے اعمال اور زیادہ ہو گئے۔

حدیث شریف میں ہے جو علم چھپائے اسے آگ کی لگام دی جائے گی، قرآن شریف میں بھی علم چھپانے کی برائیاں مذکور ہیں۔

(حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کی خبر دے دی) یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بشارت سے اس وقت منع کیا تھا جب اکثر لوگ نو مسلم تھے اور حدیث دانی کا ملکہ کم رکھتے تھے، اب حالات بدل چکے ہیں، لوگ ذی شعور اور سمجھدار ہو گئے ہیں، یہ ہے اجتہاد صحیح۔ (مرآة الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۲۳)

(۴۱۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - أَوْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - شَكَّ الرَّاَوِي - وَلَا يَضُرُّ

الشَّكُّ فِي عَيْنِ الصَّحَابِيِّ؛ لَأَنَّهُمْ كُلُّهُمْ عُذُولٌ - قَالَ: لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ، أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَذْنَتْ لَنَا فَتَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "افْعَلُوا" فَجَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ فَعَلْتُ قَلَّ الظَّهْرُ، وَلَكِنْ اذْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ اذْعُ اللَّهُ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَاتِ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ الْبَرَكَاتِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ" فَدَعَا يَنْطِعَ فَبَسَطَهُ، ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَّةٍ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكُسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النَّطْعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَاتِ، ثُمَّ قَالَ: "خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ" فَاخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَ كُوا فِي الْعَسْكَرِ وَغَاءَ إِلَّا مَلْئُوهُ وَآكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَ فَضْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، لَا يَلْقَى اللَّهُ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ راوی کو شک ہے اور صحابی کے بارے میں شک کوئی نقصان نہیں دیتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ہیں۔ انہوں نے فرمایا: غزوہ تبوک کے موقع پر لوگوں کو شدید بھوک محسوس ہوئی تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ ہمیں اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم اپنے اونٹوں کو ذبح کریں، انہیں کھائیں اور ان سے چربی حاصل کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یونہی کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ نے ایسے کیا (یعنی اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دے دی) تو سواریاں کم ہو جائیں گی بلکہ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اپنا بچا ہوا زادراہ لے آئیں پھر آپ اس جمع شدہ زادراہ پر ان کے لئے دعا فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ سو آپ نے چمڑے کا دسترخوان منگایا، اسے بچھایا پھر لوگوں کو بچا ہوا زادراہ لے آنے کا حکم دیا تو کوئی آدمی مٹھی بھر مکئی لاتا تو کوئی مٹھی بھر کھجوریں اور کوئی ایک روٹی کا ٹکڑا لے آتا، اسی طرح دسترخوان پر تھوڑا سا سامان خوردونوش جمع ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دعا برکت کی۔ پھر فرمایا: اپنے اپنے برتن پکڑو۔ لوگوں نے اپنے برتنوں میں کھانا حاصل کیا حتیٰ کہ لشکر میں جو برتن بھی انہیں نظر آیا وہ انہوں نے بھر لیا۔ پھر انہوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور کچھ سامان بچ گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ کوئی آدمی ایسا نہیں جو ان دو چیزوں پر ایمان رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملے در آنحالیکہ اسے ان میں ذرا برابر شک نہ ہو تو اسے جنت سے روک

دیا جائے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نَوَاضِحًا : نضجاً بمعنی برتن کار سنا، الناضح وہ اونٹ جس پر پانی لا دیا جاتا ہے یہاں یہی معنی مراد ہے۔

شرح:

تبوک مدینہ منورہ سے چھ سو ساٹھ میل دور جانب شام ہے اس طرح کہ ایک سو ساٹھ میل خیبر ہے اور خیبر سے پانچ سو میل تبوک سے کچھ فاصلہ پر مان ہے پھر مان کے بعد عمان ہے اردن کا دار الخلافہ، فقیر نے خیبر کی تو باقاعدہ زیارت کی ہے مگر تبوک اور مان پر ہوائی جہاز سے پرواز کی ہے عمان اور بیت المقدس جاتے ہوئے، غزوہ تبوک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے۔ جیسا کہ اشعہ نے فرمایا۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۵، ص ۷۱۱)

(۲۲۰) وَعَنْ عِثْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَ: كُنْتُ أَصِلُّ لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَإِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ، فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قَبْلَ مُسْجِدِهِمْ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصْرِي وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَافِعَلُ" فَعَدَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، وَاسْتَاذَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: "أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أَصِلِيَ مِنْ بَيْتِكَ؟" فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَّفْنَا وَرَأَاهُ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرَةٍ تُصْنَعُ لَهُ، فَسَمِعَ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا أَرَاهُ فَقَالَ رَجُلٌ: ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُلْ ذَلِكَ، أَلَا تَرَاهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَغَيُّ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى" فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللَّهِ مَا نَرَى وَدَّهْ وَلَا حَدِيثَهُ إِلَّا إِلَى

الْمُسَافِقِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَعَفَى بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

و"عَتَبَانُ": بِكَسْرِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاسْكَانِ التَّاءِ الْمُشْتَبَةِ فَوْقَ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ . وَ"الْخَزِيرَةُ" بِالنَّحَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالزَّايِ: هِيَ دَقِيقٌ يُطْبَخُ بِشَحِيمٍ . وَقَوْلُهُ: "لَابَ رِجَالٌ" بِالنَّحَاءِ الْمُثَلَّثَةِ: أَيْ جَاؤُوا وَاجْتَمَعُوا .

◀ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا اور میرے اور ان کے درمیان ایک وادی حائل تھی جب بارشیں ہوتیں تو میرے لئے اس وادی سے گزر کر مسجد کی طرف جانا مشکل ہو جاتا تھا۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ سے عرض کی: میری بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ جب بارش آتی ہے تو وہ وادی جو میرے اور میری قوم کے درمیان ہے اس میں پانی آ جاتا ہے اور میرے لئے اسے عبور کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے مقرر کر لوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عنقریب ایسا ہی کروں گا، پس دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سورج کے بلند ہو جانے کے بعد تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے آپ کو اجازت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنے سے پہلے فرمایا: تم اپنے گھر میں کون سی جگہ پسند کرتے ہو کہ میں نماز ادا کروں؟ میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کریں۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ آپ نے تکبیر کہی، ہم نے بھی آپ کے پیچھے صفیں باندھ لیں آپ نے دو رکعتیں ادا کیں پھر آپ نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلوہ تناول فرمانے کے لئے روک لیا جو آپ کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ پس آبادی کے لوگوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما ہیں تو لوگ تیزی سے میرے گھر کی طرف آنے لگے حتیٰ کہ میرے گھر میں کافی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ایک آدمی نے کہا: مالک کو کیا ہوا، نظر نہیں آ رہا؟ تو ایک آدمی نے جواب دیا: وہ منافق ہے اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا مت کہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ کہتا ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طلب گار ہے۔ اس شخص نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم تو صرف یہ دیکھتے ہیں کہ وہ منافقین ہی سے محبت کرتا ہے اور انہی کے ساتھ باتیں کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے جو کہتا ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے۔ (متن علیہ)

تعارفِ راوی:

آپ خزر جی اوی ہیں، بدر میں حاضر ہوئے باوجود یکہ نابینا تھے، آپ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے عرض کیا تھا کہ میں اپنی معذوری کی وجہ سے مسجد مقدس میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں حضور میرے گھر تشریف لا کر ایک گوشہ میں دو رکعت ادا فرمائیں تاکہ میں وہاں نماز پڑھا کروں وہ جگہ مسجد خانہ بنالوں حضور انور نے قبول فرمایا تھا، آپ کی وفات امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئی رضی اللہ عنہ۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، افعہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

عتبان: عین مہملہ پر زیر، ثاء مثناة، تاء ساکن اور اس کے بعد باء موحده ہے۔

الخزیرہ: خاء معجمہ اور زاء کے ساتھ: آٹا جو چربی کے ساتھ پکایا جاتا ہے۔

ثاب رجال: ثاء مثلثہ کے ساتھ مطلب ہے: لوگ آ کر جمع ہو گئے۔

شرح:

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الثالث، الحدیث ۶۳، ج ۱، ص ۲۸)

وضاحت:

گواہی دینے سے مراد تمام اسلامی عقائد قبول کر لینا ہے اور دوزخ کی آگ حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس کے عقائد درست وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا اس سے وہ شخص مراد ہے جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جائے۔

(ماخوذ از مرآۃ المناجیح، ج ۱، ص ۶۵)

(۴۲۱) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَسْعَى، إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلَزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اتَرُونَ هَذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟" قُلْنَا: لَا وَاللَّهِ. فَقَالَ: "اللَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بَوْلَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیدیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ قیدیوں میں ایک عورت دوڑ رہی ہے۔ اسی اثناء میں اسے ایک بچہ نظر آیا اس نے بچے کو پکڑا اسے سینے سے لگالیا اور اسے دودھ پلایا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو جہنم میں ڈال دے گی۔ ہم نے عرض کی: نہیں، اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنی اس عورت کو اپنے بچے سے محبت ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

طارحة: از طرحا، بمعنی ڈالنا، پھینکنا۔

شرح:

رحمتِ خداوندی لامحدود ہے اور اس کی رحمت سے کوئی فرد خارج نہیں بلکہ ہر ایک کو اس کی رحمت محیط ہے اور یہی عقیدہ اسلام نے مسلمانوں کو دیا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہر حال میں رحمتِ خداوندی کے طلب گار رہیں اور اسی سلسلے میں ہمہ وقت سعی کرتے رہیں۔ مخبر صادق نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ وہ گناہ گار شخص جس نے ذاکرین کے ساتھ تھوڑی سی ہمنشینی و صحبت اختیار کی تو باری تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی۔

ایک حدیث شریف میں ہے حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس چیز کی اصل پر رہبری نہ کروں جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی پالو (پس وہ اصل چیز یہ ہے کہ) تم ذکر کرنے والوں کی مجلس اختیار کرو..... الخ

(شعب الایمان، باب فی مقاربتہ..... الخ، فصل فی الصالحۃ..... الخ، الحدیث ۹۰۲۳، ج ۶، ص ۴۹۲)

درس: اس حدیث پاک کے تحت حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجلس سے مراد علمائے دین و اولیائے کاملین کی مجلس ہے۔

(۴۲۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابٍ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي".
وَفِي رِوَايَةٍ: "غَلَبَتْ غَضَبِي"
وَفِي رِوَايَةٍ: "سَبَقَتْ غَضَبِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمادیا تو ایک کتاب میں جو اس کے پاس عرش پر ہے اس میں لکھا: میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے اور ایک روایت میں ہے میری رحمت میرے غضب پر غالب آگئی اور ایک روایت میں ہے: میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ (متفق علیہ)

(۴۲۳) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "جَعَلَ اللَّهُ الرَّحْمَةَ مِثْلَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ، وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَأَّى الْخَلَائِقُ، حَتَّى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةً أَنْ تُصِيبَهُ".

وَفِي رِوَايَةٍ: "إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مِثْلَ رَحْمَةٍ، أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجَنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَائِمِ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ، وَبِهَا تَعَطَّفُ الْوَحْشُ عَلَى وَلَدِهَا، وَآخِرَ اللَّهُ تَعَالَى تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً يَرْحِمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مِثْلَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ، وَتِسْعٌ وَتِسْعُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ".

وَفِي رِوَايَةٍ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِثْلَ رَحْمَةٍ كُلِّ رَحْمَةٍ طَبَاقُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْأَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعَطَّفُ الْوَالِدَةُ عَلَى وَلَدِهَا، وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ، فَإِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَكْمَلَهَا بِهَذِهِ الرَّحْمَةِ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے بنائے۔ ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لئے اور ایک حصہ زمین پر نازل فرمایا تو اسی ایک حصہ سے مخلوقات ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتیٰ کہ اس حصہ رحمت سے چوپایہ اپنے بچے پر سے اپنا پاؤں تک اٹھاتا ہے کہ کہیں اسے تکلیف نہ پہنچے۔

اور ایک روایت میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے صرف ایک رحمت کو اللہ تعالیٰ نے جنوں، انسانوں، چوپایوں اور پرندوں وغیرہ میں نازل فرمایا ہے۔ اسی کے ذریعے وہ ایک دوسرے کے ساتھ الفت اور اسی کے ساتھ ورحمت کا سلوک کرتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعے ایک وحشی اپنے بچے کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھی ہیں جن کے ذریعہ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

اور مسلم نے بھی اس حدیث کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی سورتیں ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت ہے جس کے ذریعہ مخلوقات ایک دوسرے پر آپس میں رحم کرتی ہے اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لئے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے جس دن زمینوں آسمانوں کو پیدا فرمایا: اسی دن اللہ تعالیٰ نے سورتیں پیدا فرمائیں۔ ہر رحمت آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کے برابر ہے۔ ان میں سے ایک رحمت اللہ تعالیٰ نے زمین پر رکھ دی۔ جس کے ذریعہ ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے اور وحشی جانور اور پرندے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ پس جب قیامت کا دن آئے گا تو اس رحمت کو بھی شامل کر کے رحمتوں کی تعداد سو مکمل فرمادے گا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یتراحم: ایک دوسرے پر رحم کرنا، ترس کھانا، رحم دل ہونا۔

یتعاطفون: بعض کا بعض پر مہربانی کرنا،

طباقاً: بمعنی ہاتھ کا بند ہونا، پہلو سے لگنا۔

السحاب الجو: بادل کا فضا کو ڈھک لینا۔

شرح:

حضور سید المبلغین، رَحْمَةُ اللّٰعٰلَمِیْنَ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ایک سورتیں ہیں، جن میں سے ایک رحمت اس نے جنوں، انسانوں، جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان رکھی۔ اسی کے ذریعے وہ ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرنے لگے ہیں اور ننانوے رحمتوں کو روک رکھا ہے، جن کے ذریعے وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔" (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعة رحمة اللہ تعالیٰ، الحدیث ۶۹۷۴، ص ۱۱۵۵)

مروی ہے، "جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا جس میں لکھا ہوگا:

"اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِيْ وَاَنَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ"

ترجمہ: بے شک میری رحمت، میرے غضب پر غالب آگئی اور میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔"

(تفسیر الطبری، سورۃ الانعام، تحت لآیہ ۲، الحدیث ۱۳۱۰۶، ج ۵، ص ۱۵۵)

(۴۲۴) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، قَالَ: "أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَقَالَ: اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ، فَقَالَ: أَيُّ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا، يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: "فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ" أَيُّ: مَا دَامَ يَفْعَلْ هَكَذَا، يُذْنِبُ وَيَتُوبُ اغْفِرْ لَهُ، فَإِنَّ التَّوْبَةَ تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور آپ ﷺ اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ! میرے گناہ معاف کر دے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا رب ایک ہے جو گناہ کو معاف بھی کر دیتا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ پھر بندہ دوبارہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے پروردگار! میرا گناہ معاف فرمادے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف بھی فرما دیتا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ پھر سہ بارہ بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے پروردگار! میرا گناہ معاف فرمادے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف بھی کر دیتا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ سو میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ اب جو چاہے سو کرے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: فليفعل ما شاء: کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ اسی طرح کرتا رہے یعنی گناہ کرے اور پھر توبہ کرے تو میں اس کو بخش دوں گا، کیونکہ توبہ پہلے کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔
اذنب: گناہ کا مرتکب ہونا، کسی پر ظلم و زیادتی کرنا۔

شرح:

یعنی زبان سے بھی کہتا ہے (کہ اے اللہ میں نے گناہ کر لیا مجھے معافی دے دے) اور عمل سے بھی کہ گزشتہ پر نادم ہوتا ہے اور آئندہ کے لیے نیچنے کا عہد کرتا ہے اور بقدر طاقت گزشتہ گناہ کا کفارہ بھی ادا کر دیتا ہے لہذا حدیث پر یہ

اعتراض نہیں کہ لوگوں کے مال مار کر فقط کہہ دو معافی ہوگئی۔

(اور آگے کا) کلام فرشتوں سے ہوتا ہے اظہار کرم کے لیے۔ مقصد یہ ہے کہ چونکہ بندے نے اپنے کو گنہگار اور مجھے غفار سمجھا میرے دروازے پر معافی مانگتا ہوا آیا میں نے اسے معاف کر دیا۔

یعنی توبہ کے وقت تو اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ کبھی گناہ نہ کروں گا پھر کر بیٹھا لہذا حدیث قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں "وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا" گناہ پر اصرار اور ہے اور بار بار گناہ ہو جانا اور توبہ کرتے رہنا کچھ اور۔

یعنی گناہ کرنے کا عادی اور میں بخشنے کا عادی جب تو گناہ سے باز نہیں آتا تو میں اپنے بخشنے کی عادت کیوں چھوڑ دوں تو کرتا جاؤں، یہ فرمان گناہوں کی اجازت دینے کے لیے نہیں بلکہ وسعت مغفرت کے اظہار کے لیے ہے یعنی اس طرح بندہ اگر لاکھوں بار گناہ کرے گا میں بخش دوں گا کہ ہر توبہ کے وقت آئندہ گناہ نہ کرنے کا ہی عہد ہو مگر پھر کر بیٹھے لہذا حدیث بالکل ظاہر ہے۔ توبہ کے ارادے سے گناہ کرنا کفر ہے کہ چلو گناہ میں حرج ہی کیا ہے کل توبہ کر لیں گے یہ توبہ نہیں بلکہ شریعت کا مذاق اڑانا ہے اور خدائے تعالیٰ پر امن، یہ دونوں باتیں کفر ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ایسے توبہ کرنے والے کو رب تعالیٰ اپنی امن میں لے لیتا ہے کہ پھر اس سے گناہ ہوتے ہی نہیں، پھر فرمایا جاتا ہے کہ جو چاہے کرے جیسے پرندے کا پر کاٹ کر اس سے کہو کہ جاڑتا پھر۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص ۵۵۷)

(۴۲۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ لَمْ

تُذْنِبُوا، لَذَهَبَ اللَّهُ بِكُمْ، وَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ تَعَالَى، فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم!

جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے اور تمہاری جگہ ایک ایسی

قوم آجائے جو گناہ کرے اور پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے۔ (مسلم)

(۴۲۶) وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "لَوْ لَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ، لَخَلَقَ اللَّهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ، فَيَغْفِرُ لَهُمْ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی مخلوق پیدا کرے جو گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ

تعالیٰ انہیں بخش دے۔ (مسلم)

(۴۲۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي نَفَرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهَرِنَا، فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَزَعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَجَ فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَذْهَبْ فَمَنْ لَقِيتَ وَرَاءَ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھے اور آپ نے واپس تشریف لانے میں دیر کر دی۔ ہم کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں آپ ﷺ ہماری عدم موجودگی میں دشمن کے ہاتھ نہ آ جائیں۔ پس مجھے سب سے پہلے یہ خوف لاحق ہوا۔ سو میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا حتیٰ کہ میں انصار کے ایک باغ کے پاس پہنچا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے طویل حدیث بیان کی حتیٰ کہ یہ الفاظ بیان کیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ اور اس باغ کے پیچھے جو شخص تمہیں ملے اور وہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات پر اس کا دل بھی یقین رکھتا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فأبطأ: دیر کرنا، کام کو مؤخر کرنا، چلنے میں پیچھے رہنا۔

ففزعنا: از، فزعاً، بمعنی دہشت زدہ ہونا، خائف ہونا، گھبرانا۔

شرح:

یہ حدیث یہاں مکمل بیان نہیں ہوئی اس کو امام مسلم علیہ الرحمۃ نے صحیح مسلم میں مکمل ذکر فرمایا ہم اسی مکمل حدیث کی شرح بیان کر رہے ہیں۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

جماعت صحابہ میں یہ دونوں (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) بزرگ ایسا درجہ رکھتے ہیں جیسے تاروں میں چاند و

سورج اسی لیے اکثر جگہ ان کا ذکر خصوصیت سے ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ صحابہ کے شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، محدثین کے شیخین بخاری و مسلم، فقہاء کے شیخین امام ابو حنیفہ و ابو یوسف رضی اللہ عنہم، منطق کے شیخین بوعلی سینا و فارابی ہیں۔

(ہم ڈر گئے یعنی) اس طرح کہ ہم خدمت میں حاضر نہ ہوں حضور کہیں اکیلے ہوں اور کوئی دشمن آپ کو ایذا پہنچائے کیونکہ عرب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت دشمن ہیں، یہ گھبراہٹ اسباب کے لحاظ سے ہے، ورنہ اللہ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

بنی نجار انصار کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔ حائط وہ باغ کہلاتا ہے جس کے آس پاس دیوار ہو اور ایک دروازہ۔ بستان ہر باغ کو کہہ سکتے ہیں دیوار سے گھرا ہوا یا نہ ہو۔

(اگر دگوما کہ کوئی دروازہ ملے) اس لیے کہ اندازے سے مجھے پتا لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں ہیں۔ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ نسیم جمال نے بوئے محبوب عاشق کے دماغ محبت میں پہنچائی، جیسے بوئے یوسفی مصر سے کنعان پہنچ گئی، مگر عشاق کے حال مختلف ہوتے ہیں کبھی قبض، کبھی بسط۔ یعنی دروازہ موجود تھا مگر نظر نہ آیا وارفتگی عشق محبوب کی وجہ سے۔ (نالی) نظر آگئی پیاروں کے حال نیارے ہوتے ہیں، ان کی کیفیات عقل سے وراء ہیں، دیکھو رب کی شان کہ دروازہ نظر نہ آیا اور نالی سو جھ گئی، یہ واردات ان لوگوں پر گزرتی ہیں جنہیں عشق سے حصہ ملا ہو۔

(اور) معلوم ہوتا ہے کہ نالی بہت تنگ تھی جس میں حضرت ابو ہریرہ ج تکلف داخل ہوئے۔ خیال رہے کہ بغیر اجازت نالیوں کے ذریعہ کسی کے گھریا باغ میں چلا جانا از روئے قانون ممنوع ہے، مگر یہ عشق کا کرشمہ تھا خود کو آتش نمرود میں ڈالنا، بے قصور فرزند کو ذبح کرنا سب عشق کی جلوہ گری ہے، قانون اس سے کوسوں دور ہے۔ (کیا ابو ہریرہ ہیں) یہ سوال تعجب کی بنا پر ہے کہ دروازہ ہوتے ہوئے نالی کے رستہ پہنچے یا دروازہ بند تھا اور آگئے۔ یعنی پریشان کیوں ہو، ہانپ کیوں رہے ہو۔

(پہلے میں ہی گھبرایا) اس میں اللہ کی نعمت کا اظہار ہے نہ کہ فخر و ریا، یعنی مجھے اللہ نے حضور کا ایسا عشق دیا ہے کہ آپ کے بغیر صبر نہیں کر سکتا۔

(سکڑ کر آیا ہوں) اس میں اظہار معذرت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس گھبراہٹ میں آداب دربار بجا نہ لاسکا، بغیر اذن آگیا، سلام بھی کرنا بھول گیا، حالانکہ یہ دونوں حکم قرآنی ہیں مگر ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے۔ شعر

نہ تہا من دریں میخانہ مستم
ازیں مے پچومن بسا رشدمست

ع ایک میر، ہی نہیں عالم ہے طلبگار تیرا

(نعلین شریف) کیوں عطا کئے، عاقل تو یہ کہتے ہیں کہ نشانی کے طور پر تاکہ معلوم ہو کہ حضور کے بھیجے ہوئے ہیں۔ عاشق کہتے ہیں نہیں صحابی سچے ہیں ان کی ہر بات بغیر نشانی مانی جاتی ہے۔ منشاء یہ ہے کہ آگے صرف "لا الہ الا اللہ" کا ذکر ہے، ابو ہریرہ کو کفش بردار بنا کر یہ بتایا کہ کلمہ اور توحید اس کا معتبر ہے جو ہمارا کفش بردار ہو، اس میں تبلیغ قوی کے ساتھ تبلیغ عملی بھی ہے، عشق کی تفسیر سے حدیث پر کوئی اعتراض نہ رہا، کفش برداری میں سارے عقائد و اعمال آگئے، ان کا نعلین بردار یقیناً جنتی ہے۔

(جو یقین دل سے یہ گواہی دیتا ملے) سبحان اللہ! کیا لطیف اشارہ ہے یعنی یہ بشارت ہر شخص کو نہ دینا کہ ہر کوئی راز سمجھے گا نہیں، صرف جناب عمر کو بتانا جو تمہیں اس باغ کے پیچھے ہی مل جائیں گے، جو ہمارے راز دار ہیں۔

ان سے کہہ دو کہ تم جنتی ہو۔ یقیناً اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور کو یہ خبر تھی کہ حضرت ابو ہریرہ کو پہلے حضرت عمر ہی ملیں گے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عمر یقینی لازمی جنتی ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی سعادت و شقاوت کی خبر ہے۔ چوتھے یہ کہ مسلمان کو زبان سے کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری ہے صرف عقیدے پر کفایت نہ کرے، زبان سے اقرار بھی کرے۔ پانچویں یہ کہ اس قسم کی احادیث عوام تک بغیر شرح نہ پہنچائی جاویں، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قید لگا دی کہ جو تمہیں اس باغ کے پیچھے مسلمان ملے صرف اسے بشارت دو۔

(جن سے ملاقات ہوئی وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا ظہور ہے کہ فرمایا تھا جو تمہیں اس باغ کے پیچھے ملے، ملاقات حضرت عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تفسیر ہے۔

(میرے سینے پر ہاتھ مارا) یہاں تھوڑا مضمون پوشیدہ ہے، یعنی مجھ سے فرمایا لوٹ چلو، میں نہ مانا، تب آپ نے مجھے مارا کیونکہ بیرم کچھ کہے سے مارنا عقل کے خلاف ہے۔ (مرقاۃ) اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں مارنا مقصود نہ تھا بلکہ آگے جانے سے روکنا اور منہ پھیر کر مجبوراً واپس کرنا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کمزور تھے۔ اس تھوڑی سی حرکت دینے سے گر پڑے اور اگر مارا ہی ہو تب بھی خرچ نہیں کہ جناب عمر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے مثل استاد یا کم از کم بڑے بھائی کی طرح تھے۔

(لوٹ چلو ابو ہریرہ) خیال رہے کہ اس فرمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہیں، مقصد یہ ہے کہ اے ابو ہریرہ! تم تعمیل کر چکے ہو، میں تمہیں مل گیا تم نے مجھے فرمان سنا دیا۔ حدیث اپنے انتہا کو پہنچ گئی، اس کی عام اشاعت کی ضرورت نہیں۔ خیال رہے کہ حدیث کا مبداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حدیث کا منتہی مجتہد ہیں۔ عوام براہ راست حدیث رسول پر عمل نہ کریں بلکہ مجتہد سے سمجھ کر عمل کریں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ" حدیث و قرآن طب روحانی کی دوائیں ہیں۔ کسی طبیب روحانی کے مشورہ سے استعمال کرو ورنہ مارے جاؤ گے۔ یہ حدیث تقلید آئمہ کی قوی دلیل ہے۔

میں (ابو ہریرہ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی پناہ لی جیسے بچہ مادر مہربان کی۔ خیال رہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہاں آ کر روئے وہاں نہ روئے تھے کیونکہ مظلوم فریادرس کو دیکھ کر رویا کرتا ہے۔

(حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پلٹو) یعنی اس کام کے لیے یہاں سے آگے نہ بڑھو خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلویا اور کام کیلئے جاؤ۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو واپس کرنے پر نہ کہ انہیں مارنے پر، جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ شکایات وغیرہ میں اکثر ایک کی خبر معتبر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے گواہی مانگی اور نہ جناب عمرؓ سے اقرار کرایا صرف لوٹانے کی وجہ پوچھی۔

اور یہ عرض معروض بارگاہ نبوی کے آداب میں سے ہے نہ کہ حضرت ابو ہریرہ پر بدگمانی کی بنا پر کیونکہ سارے صحابہ عادل ہیں، ان کی خبریں معتبر، جب شاہی کارندے کے کسی کام پر بادشاہ سے عرض معروض کرنا ہو تو پہلے بادشاہ سے تصدیق کر لینی ادب دربار ہے۔ خیال رہے کہ اس جگہ ایک چیز کا ذکر نہیں آیا یعنی اس باغ کے پیچھے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عمرؓ رازدار پیغمبر ہیں دلی رازوں سے خبردار ہیں۔

(عرض کیا ایسا نہ کیجئے) یعنی آئندہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عام لوگوں سے یہ کلام کرنے کی اجازت نہ دیں اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مشورہ کی پیش کش ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی۔ رب فرماتا ہے "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر عتاب نہ کیا بلکہ آپ کا مشورہ قبول کر لیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جناب عمرؓ کی عقل و دانائی حضورؐ سے زیادہ ہے۔ اس حدیث کا راز کچھ اور ہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اپنے موقع پر پہنچ چکا، تعمیل ارشاد ہو چکی۔

یعنی وہ نو مسلم لوگ جو ابھی تک منشاء کلام سمجھنے کے لائق نہیں ہیں وہ ظاہر الفاظ سن کر اعمال ہی چھوڑ بیٹھیں گے اور سمجھیں گے کہ نجات کے لئے صرف کلمہ پڑھ لینا کافی ہے، اس لئے موجودہ زمانے کے اہل حدیث حضرات کو عبرت پکڑنی چاہیے جو ہر حدیث پر بلا سوچے سمجھے عمل کرنے کے مدعی ہیں۔ آیات قرآنیہ پر بھی اندھا دھند گرنا حرام ہے، رب فرماتا ہے: "وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا"۔

(فرمایا اچھا چھوڑ دو) یعنی تمہاری رائے منظور ہے، بہت درست ہے۔ خیال رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے جناب حضرت ابو ہریرہؓ کا نہ قصاص دلویا نہ ان سے معافی دلوائی۔ کیونکہ حضرت عمرؓ مجتہد ہیں۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ محض محدث، مجتہد استاد ہیں، محدث شاگرد، استاد پر شاگرد کا قصاص لازم نہیں اگرچہ غلطی سے سزا دیدے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے خطاء ہارون علیہ السلام کے بال پکڑ کر کھینچے مگر رب نے ان سے قصاص نہ دلویا (قرآن حکیم) ہماری اس شرح سے حسب ذیل سوالات اٹھ گئے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ کو باغ کا دروازہ نظر کیوں نہ آیا نالی کیوں نظر آئی (۲) آپ دوسرے کے باغ یا مکان میں بلا اجازت کیوں گئے (۳) آپ نے پہلے سلام کیوں نہ کیا (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نعلین شریف کیوں عطا فرمائیں (۵) حضرت عمر نے اشاعت حدیث سے جناب ابو ہریرہ کو کیوں روکا (۶) انہیں مارا کیوں (۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کیوں کرائی (۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فرمان کے اشاعت نہ کرنے کی رائے کیوں دی (۹) حضور نے ان کی رائے قبول کیوں کر لی (۱۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس مار کا بدلہ کیوں نہ لیا گیا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالحین، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۱/ص ۳۷)

(۲۲۸) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ - عَزَّوَجَلَّ - فِي إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿رَبِّ انَّهُنَّ أَضَلَّلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ (إِبْرَاهِيم: 36) آيَةً، وَقَوْلُ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (الْمَائِدَةُ: 118) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: "اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي" وَبَكَى، فَقَالَ اللَّهُ - عَزَّوَجَلَّ -: "يَا جِبْرِيلُ، اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ - وَرَبُّكَ أَعْلَمُ - فَسَلِّمْهُ مَا يُبْكِيهِ؟" فَاتَاهُ جِبْرِيلُ، فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَا قَالَ - وَهُوَ أَعْلَمُ - فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "يَا جِبْرِيلُ، اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ: إِنَّا سَنَرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَنسُوكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا: "رَبِّ انَّهُنَّ أَضَلَّلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي" : الآية اور قرآن حکیم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ قول تلاوت فرمایا: "إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ" پھر اپنے ہاتھ بلند کیے اور دعا کی: اے اللہ! میری امت پھر آپ رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور تیرا رب زیادہ جانتا ہے اور ان سے پوچھو کہ کیوں رو رہے ہو۔ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے بتایا جو کہ آپ نے عرض کیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور کہو: ہم تمہاری امت کے بارے میں تمہیں راضی کریں گے اور تمہیں غم میں مبتلا نہ کریں گے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

لا نسوؤك: از، سوائو سوائو، بمعنی غمھیں کرنا، بے جاسلوک کرنا۔

شرح:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ عرض معروض بیان فرما رہا ہے جو آپ قیامت میں بطور شفاعت عرض کریں گے کہ خدایا جن لوگوں نے میری اطاعت کی وہ تو میرے ہو چکے تو انہیں میرے طفیل بخش دے اور جنہوں نے میری نافرمانی کی تو مولیٰ تو گنہگاروں کا بخشنے والا ہے۔ غرض کہ شکایت ان کی بھی نہیں کی انہیں بھی بددعا نہ دی یہ ہے شان جمالی۔

اس دوسری پوری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر ہے وہ بھی جمال الہی کا مظہر ہیں۔ آپ کی عرض بھی یہ ہے کہ میرے مولیٰ اگر تو ان گنہگاروں کو عذاب دے تو تو ان کا رب ہے وہ تیرے بندے، کون تجھے عذاب سے روک سکتا ہے اور تو انہیں معافی دے دے تو تو عزیز ہے حکیم ہے، تیرے ہر کام میں حکمت ہے، تو سب پر غالب ہے جسے جو چاہے دے دے تجھ سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۴۱۶)

(۴۲۹) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ رِذْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ، فَقَالَ: "يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ؟" قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: "لَئِنْ حَقَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْذُوبَهُ، وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا" فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: "لَا تُبَشِّرْهُمْ لَيُكَلِّبُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟

میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اللہ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائے وہ اس کو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤں؟ فرمایا: انہیں یہ خوشخبری نہ سناؤ۔ اس طرح تو وہ اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

ردف: ایک سوار کے پیچھے دوسرا سوار، کسی کے پیچھے سوار ہونا۔

شرح:

حق کے معنی واجب الازم۔ لائق بندوں کے متعلق تینوں معنی درست ہیں کہ اللہ کی عبادت ان پر واجب ہے، لازم ہے، ان کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ معنی اور طرح درست ہوں گے وہ یہ کہ اس کریم نے اپنے ذمہ کرم پر خود لازم فرمالیا کہ عابدوں کو جزا دے کوئی اور اس پر واجب نہیں کر سکتا، لہذا جن روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ پر کسی کا حق نہیں وہ دوسرے معنی میں ہے کہ کوئی اس پر واجب نہیں کر سکتا کیونکہ کوئی اس کا حاکم نہیں وہ سب کا حاکم ہے۔

(اس کا شریک نہ ٹھہرائیں) اس طرح کہ نہ تو کسی کو اس کا ہمسر جانیں، نہ اس کا بیوی بچہ لہذا اس میں مجوسیت، نصرانیت، یہودیت سب ہی داخل ہیں۔ ان ہی تمام دینوں سے علیحدگی ضروری ہے۔

اور کفر نہ کرتا ہوا سے دائمی عذاب نہ دے ایسے مقامات پر شرک بمعنی کفر ہوتا ہے اور عذاب سے دائمی عذاب مراد ورنہ بعض گنہگاروں کو بھی کچھ عذاب ہو جائے گا۔ (بعض المصاع) وغیرہ

(لوگ اس پر بروسا کر بیٹھیں گے) اس طرح کہ مقصد کلام سمجھیں گے نہیں اور اعمال چھوڑ دیں گے کہ جب فقط درستی عقیدہ سے ہی عذاب سے نجات مل جاتی ہے تو نماز وغیرہ عبادات کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم عوام کو وہ مسئلہ نہ بتائے جو ان کی سمجھ سے ورا ہو۔ خیال رہے کہ حضرت معاذ نے اس وقت بشارت نہ دی بلکہ یہ حدیث بطور خبر بعد میں بعض خواص کو سنادی لہذا کوئی اعتراض نہیں اس کا کچھ ذکر اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۲۲)

(۴۳۰) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (ابراہیم: ۲۷)" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوگا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بلاشبہ حضرت محمد

(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور اس اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے: يَثْبُتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ سے یہی مراد ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۳۱) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الْكَافِرَ إِذَا عَمِلَ حَسَنَةً، أُطِعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْيَا، وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَدَّخِرُ لَهُ حَسَنَاتِهِ فِي الْآخِرَةِ، وَيُعْقِبُهُ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلَى طَاعَتِهِ".

وَفِي رِوَايَةٍ: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطِي بِهَا فِي الدُّنْيَا، وَيُجْزِي بِهَا فِي الْآخِرَةِ. وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتٍ مَا عَمِلَ لِلَّهِ تَعَالَى فِي الدُّنْيَا، حَتَّى إِذَا أَفْضَى إِلَى الْآخِرَةِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزَى بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک کافر جب کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کو دنیا میں ہی رزق دے دیا جاتا ہے اور مومن کی نیکیوں کا اللہ تعالیٰ آخرت کے لئے ذخیرہ فرماتا ہے اور اس کی اطاعت کی وجہ سے دنیا میں بھی اس کو رزق عطا کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ کسی مومن کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بدلے میں دنیا میں بھی اس کو رزق دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اسے اس کا ثواب ملے گا اور کافر اللہ تعالیٰ کے لئے جو نیکیاں کرتا ہے اس کے بدلے میں دنیا میں ہی اسے رزق دے دیا جاتا ہے حتیٰ کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی ایسی نہیں ہوگی جس کی اس کو جزا دی جائے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یعبہ: جانشین ہونا، اچھا بدلہ دینا۔

شرح:

حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہما نے اپنے والد گرامی سے روایت بیان کی: "جب مومن کا کوئی درجہ باقی رہ جاتا ہے جس تک وہ عمل کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا، تو اس پر موت سخت کر دی جاتی ہے، تاکہ وہ موت کی سختیوں اور تکلیفوں کے بدلے جنت میں اپنا درجہ حاصل کر لے اور جب کافر کی کوئی نیکی ہو جس کا بدلہ اسے نہ دیا گیا ہو، تو اس پر موت کو آسان کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی نیکی کا عوض حاصل کر لے، پھر اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔" (باب الاحیاء، ص ۴۳۱)

(۴۳۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلَى بَابٍ أَحَدُكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
"الْغَمْرُ": الْكَثِيرُ .

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال اس جاری نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس بہ رہی ہو اور وہ شخص اس نہر میں پانچ مرتبہ غسل کرے۔ (مسلم)
الغمر: بمعنی کثیر، زیادہ۔

(۴۳۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ، فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو مسلمان مرد بھی فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس ایسے مرد شامل ہوں جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس میت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما لیتا ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

شَفَعَهُمْ: جفت کرنا سفارش ماننا، سفارش کرنا۔

شرح:

مرقات میں ہے کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی برکت سے دوسروں کی بھی۔ خیال رہے کہ یہ ذکر ولی تشریحی کا ہے، ولی تکوینی کی تعداد مقرر ہے کہ ہر زمانہ میں اتنے ابدال اتنے غوث اور ایک قطب عالم ہوں گے اور مسلمانوں سے مراد متقی مسلمان ہیں، ورنہ سینماؤں اور تماشہ گاہوں میں سینکڑوں فساق ہوتے ہیں۔ (مرآة الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۲، ص ۸۸۳)

(۴۳۴) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ، فَقَالَ: "اتَرَضُونَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: "اتَرَضُونَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَا رَجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ، أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم تقریباً چالیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم اہل جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو جاؤ۔ ہم نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو جاؤ؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں (مجھ) محمد (ﷺ) کی جان ہے! مجھے توقع ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے۔ اس لئے کہ جنت میں مسلمانوں کے بغیر کوئی داخل نہ ہوگا اور اہل شرک کے مقابلے میں تمہاری مثال ایسی ہی ہے جیسے سیاہ رنگ کے بیل کی کھال میں سفید بال یا سرخ رنگ کے بیل کی کھال میں سیاہ بال۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

قُبَّة: ایسی عمارت جس کی چھت گول اور اندر سے خالی ہو، گنبد، خیمہ۔

شرح

تسبیح روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار پاؤں پروردگار عزوجل ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: "اے ابن خطاب! جاؤ۔" اور ایک روایت میں ہے: "اے عمر! اٹھو اور جا کر لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔" (جامع الترمذی، ابواب السیر، باب ما جاء فی الغلول، الحدیث: ۱۵۷۴، ج ۱، ۱۸۱۴، بدون "فی الناس")

(۴۳۵) وَعَنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ دَفَعَ اللَّهُ إِلَى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُولُ: هَذَا فِكَائُكَ

مِنَ النَّارِ“ .

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ بِذُنُوبٍ أَمْثَالِ الْجِبَالِ يَغْفِرُهَا اللَّهُ لَهُمْ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: ”دَفَعَ إِلَى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُولُ: هَذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ“ مَعْنَاهُ مَا جَاءَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ”لِكُلِّ أَحَدٍ مَّنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ، فَالْمُؤْمِنُ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ خَلَفَهُ الْكَافِرُ فِي النَّارِ؛ لِأَنَّهُ مُسْتَحِقٌّ لِذَلِكَ بِكُفْرِهِ“ وَمَعْنَى ”فِكَاكُكَ“: أَنَّكَ كُنْتَ مُعَرِّضًا لِدُخُولِ النَّارِ، وَهَذَا فِكَاكُكَ؛ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى، قَدَّرَ لِلنَّارِ عَدَدًا يَمْلَأُهَا، فَإِذَا دَخَلَهَا الْكَافِرُ بِذُنُوبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ، صَارُوا فِي مَعْنَى الْفِكَاكِ لِلْمُسْلِمِينَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے حوالے ایک یہودی یا عیسائی کرے گا اور فرمائے گا یہ دوزخ سے تیری آزادی کا فدیہ ہے۔

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ مسلمان پہاڑوں جتنے گناہ لے کر آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمادے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: دفع الی کل مسلم یہودی یا او نصرانیا فیقول هذا فکاکک من النار کا معنی وہی ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں منقول ہے کہ ہر کسی کا ایک گھر جنت میں ہے اور ایک گھر دوزخ میں اور مومن جب جنت میں داخل ہوگا تو اس کی جگہ دوزخ میں اس کے گھر میں کافر دوزخ میں چلا جائے گا کیونکہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے دوزخ کا مستحق ہے۔

فکاکک: کا معنی ہے تو دوزخ میں ڈالا جانے والا تھا تجھے دوزخ سے بچانے کے لئے اس کو تیرا فدیہ بنا دیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے لئے ایک تعداد مقرر فرما رکھی ہے جس سے وہ بھر جائے گی پس جب کافر اپنے کفر اور گناہوں کی وجہ سے اس میں داخل ہوں گے تو گویا وہ مسلمانوں کے لئے دوزخ سے آزادی کا فدیہ ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۹ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فکاکک: کا معنی ہے قیدی کو چھڑانا۔

شرح:

فک کے معنی ہیں گروہی چیز کو چھڑانا، فکاک وہ مال ہے جو دے کر گروہی چیز چھڑائی جاوے۔ ہر شخص کے لیے ایک ٹھکانہ دوزخ میں ہے دوسرا جنت میں، مؤمن جنت میں اپنا ٹھکانا بھی لے گا اور کسی کافر کا بھی اور کافر دوزخ میں اپنا مقام بھی لے گا اور کسی مؤمن کا بھی۔ یہاں یہ ہی مطلب ہے کہ اے مؤمن تو جنت میں اپنا ٹھکانہ بھی لے اور اس یہودی عیسائی کا بھی، یہ تیرے لیے ایسا ہے جیسے گروہی چیز کا فکاک۔ چونکہ عیسائی یہودی مسلمانوں سے قریب ہوتے ہوئے بھی دور رہے تھے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر ہوا، یہ مطلب نہیں کہ مسلمان کے گناہوں کے عوض کافر دوزخ میں جاوے گا کہ یہ اسلامی قانون کے خلاف ہے "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى"۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۳۹۵)

(۴۳۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "يُذْنِي الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ، فَيَقَرُّهُ بِذُنُوبِهِ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: رَبِّ اعْرِفْ، قَالَ: فَإِنِّي قَدْ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا آغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطَى صَحِيفَةً حَسَنَاتِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
"كَنفه": سَتْرُهُ وَرَحْمَتُهُ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: قیامت کے دن مومن کو اس کے رب کے قریب کیا جائے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا پہلو اس پر رکھے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور فرمائے گا: کیا تو اس گناہ کو پہچانتا ہے، کیا تو اس گناہ کو پہچانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! پہچانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کی پردہ پوشی کی اور آج میں تیرے یہ گناہ معاف کرتا ہوں سوائے ان کیوں کا نامہ اعمال دے دیا جائے گا۔ (متفق علیہ)
کنفہ: کا معنی ہے: اس کا پردہ اور اس کی رحمت۔

(۴۳۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَآتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (هود: ۱۱۴) فَقَالَ الرَّجُلُ: أَلَيْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "لِجَمِيعِ أَمْتِي كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ** ”اور قائم کیجئے نماز دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو۔ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ میرے لیے خاص ہے۔ فرمایا: یہ میری تمام امت کیلئے ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ان مرد کا نام ابوالیسر ہے، کھجوروں کی دکان کرتے تھے، ایک عورت خریدنے کے لئے آئی، ان کا دل اس کی طرف مائل ہو گیا، بولے اچھی کھجوریں گھر میں ہیں، اس بہانے سے اندر لے جا کر بوسہ لے لیا، وہ بولی اللہ کے بندے خدا سے ڈر، یہ سخت نادم ہوئے اس لئے ثابت ہوا کہ اجنبی عورت سے تنہائی بڑی خطرناک ہے۔

صحابہ کرام خطائیں معاف کرانے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس آیت پر یہ عمل کرتے ہوئے ”وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ“ (الایہ۔ اب بھی ہم گنہگاروں کو معافی کے لیے اس آستانے پر حاضری ضروری ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ وہ صرف مدینہ میں رہتے ہیں بلکہ مؤمنوں کے سینے ان کا کاشانہ رحمت ہیں۔

مرقاۃ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا انتظار کرتا ہوں عصر کے بعد یہ آیت اتری۔ خیال رہے کہ نماز فجر اور ظہر دن کے اس کناروں کی نمازیں ہیں اور عصر و مغرب دوسرے کنارے کی اور عشاء رات کی، لہذا یہ آیت پانچویں نمازوں کو شامل ہے، زلف زلفت سے بنا، بمعنی قرب یعنی رات کا وہ ٹکڑا جو دن سے قریب ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَإِذَا الْجَنَّةُ أُنْفِلَتْ“۔

یہ آیت اگرچہ تیرے بارے میں اتری مگر اس کا حکم عام ہے۔ کوئی مسلمان کوئی گناہ صغیرہ کرے اس کی نمازیں وغیرہ معافی کا ذریعہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ احتیاب سے خلوت اور بوس و کنار گناہ صغیرہ ہے، ہاں یہ جرم بار بار کرنے سے کبیرہ بن جائے گا کیونکہ صغیرہ پر دوام کبیرہ ہے اور یہ جان کر بوس و کنار کرنا کہ نماز سے معاف کرا لیں گے کفر ہے، کہ یہ اللہ پر امن ہے۔ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اتفاقاً ایسا معاملہ کر بیٹھے پھر شرمندہ ہو کر توبہ کرے، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں ان حرکتوں کی اجازت دے دی گئی۔ یہاں من امتی فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ آسانیاں صرف اس امت کے لئے ہیں گزشتہ امتوں کی معافی بہت مشکل ہوتی تھی۔

(۴۳۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمَهُ عَلَيَّ، وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ. قَالَ: "هَلْ حَضَرْتَ مَعَنَا الصَّلَاةَ؟" قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "قَدْ غُفِرَ لَكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَوْلُهُ: "أَصَبْتُ حَدًّا" مَعْنَاهُ: مَعْصِيَةٌ تُوجِبُ التَّعْزِيرَ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ الْحَدَّ الشَّرْعِيَّ الْحَقِيقِيَّ كَحَدِّ الزَّانَا وَالْخَمْرِ وَغَيْرِهِمَا، فَإِنَّ هَذِهِ الْحُدُودَ لَا تَسْقُطُ بِالصَّلَاةِ، وَلَا يَجُوزُ لِلإِمَامِ تَرْكُهَا.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حد کا سزاوار ہو گیا ہوں۔ مجھ پر حد قائم فرمائیے اور نماز کا وقت ہو گیا تو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی جب نماز پڑھ چکا تو عرض کی: یا رسول اللہ! بے شک میں حد کا سزاوار ہوں مجھ پر کتاب اللہ کا حکم نافذ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہوا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: بلاشبہ تجھے معاف کر دیا گیا ہے۔

اصبت حدا: کا معنی ہے: میں نے ایسا جرم کیا ہے جو موجب تعزیر ہے۔ اس سے حد شرعی حقیقی مراد نہیں ہے۔ جیسے کہ زنا اور شراب وغیرہ کی حد، کیونکہ یہ حدود نماز سے ساقط نہیں ہوتیں اور نہ امام کے لئے جائز ہے کہ وہ ان حدود کا نفاذ ترک کر دے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اصبت حدا: کا معنی ہے: میں نے ایسا جرم کیا ہے جو موجب تعزیر ہے۔

شرح:

یعنی میں نے ایسا گناہ کر لیا جو شرعی سزا کا باعث ہے۔ حد سزائے مقرر کو کہتے ہیں جیسے زانی کے لئے سنگساری اور چور کے ہاتھ کاٹنا۔ تعزیر وہ سزا ہے جو شرعاً مقرر نہ ہو قاضی اپنی رائے سے مقرر کرے۔ ان بزرگوں نے کوئی معمولی گناہ کیا تھا مگر سمجھے یہ کہ شاید اس میں بھی سزائے شرعی ہوگی۔ یا حد لغوی معنی میں ہے یعنی مطلقاً سزا۔

کیونکہ حضور انور کو کشف سے معلوم تھا کہ انہوں نے معمولی جرم کیا تھا اور پوچھنے سے ان کی رسوائی ہوگی یہ ہے شان

ستاری۔ (ازمرقاۃ)

(حضور ﷺ کے ساتھ) صرف ایک نماز یہ نماز عصر تھی جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے۔ یہ صحابہ کرام کی قوت ایمانی ہے کہ دوسرے مجرم اپنے جرم چھپا کر جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ حضرات اپنے قصور ظاہر کر کے جانوں پر کھیل کر ایمان بچاتے ہیں۔

(تیری مغفرت ہوگئی) یعنی جس گناہ کو تو نے قابلِ حد سمجھا تھا وہ اس نماز کی برکت سے معاف ہو گیا، لہذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ نماز سے شرعی سزائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ خیال رہے کہ گناہ صغیرہ پر کبھی حد نہیں ہوتی اور سواءِ ڈکیتی کی حد کے کوئی حد توبہ سے معاف نہیں ہوتی، ڈاکو اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرے تو سزا نہیں پاتا، یونہی اگر کافر بعد زنا مسلمان ہو جائے تو رجم وغیرہ کا مستحق نہیں۔ (مرقاۃ) شیخ عبدالحق نے فرمایا مَعْنَا سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا گناہوں کی معافی کے لیے اکسیر ہے۔ نماز کی عظمت امام کی عظمت کے مطابق ہے۔ سبحان اللہ! جن کے ساتھ والی نماز مجرموں کو بخشوادے وہ ذات کریم خود کیسی ہوگی۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۱، ص ۵۳۲)

(۴۳۹) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
"الْأَكْلَةَ": بِفَتْحِ الْهَمْزِ وَهِيَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الْأَكْلِ كَالْغَدْوَةِ وَالْعَشْوَةِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بند سے اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ کھانا کھائے تو اس پر بھی الحمد للہ کہے یا پانی پیئے تو اس پر بھی الحمد للہ کہے۔ (مسلم)

الاکلة: ایک مرتبہ کا کھانا۔ جیسے غدوہ اور عشوہ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۴۴۰) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَسْطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَسْطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ

رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گناہگار کو بخش دے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے گناہگار کو بخش

دے اور یہ سلسلہ قائم رہے گا حتیٰ کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ (یعنی قیامت آنے تک) (مسلم)

(۴۴۱) وَعَنْ أَبِي نَجِيحٍ عَمْرٍو بْنِ عَبْسَةَ - بَفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْبَاءِ - السَّلَامِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلَى ضَلَالَةٍ، وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلَى شَيْءٍ، وَهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ، فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا، فَقَعَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي، فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا، جُرَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ، فَتَلَطَّفْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: "أَنَا نَبِيٌّ" قُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: "أَرْسَلَنِي اللَّهُ" قُلْتُ: وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: "أَرْسَلَنِي بِصَلَاةِ الْأَرْحَامِ، وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ، وَأَنْ يُوحِدَ اللَّهُ لَا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ" قُلْتُ: فَمَنْ مَعَكَ عَلَى هَذَا؟ قَالَ: "حُرٌّ وَعَبْدٌ" وَمَعَهُ يَوْمئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قُلْتُ: إِنِّي مُتَّبِعُكَ، قَالَ: "إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ ذَلِكَ يَوْمَكَ هَذَا، أَلَا تَرَى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ؟ وَلَكِنْ ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَاتِنِي" قَالَ: فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِي وَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ حَتَّى قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ؟ فَقَالُوا: النَّاسُ إِلَيْهِ سِرَاعٌ، وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ، فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذَلِكَ، فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّعَرَّفْنِي؟ قَالَ: "نَعَمْ، أَنْتَ الَّذِي لَقَيْتَنِي بِمَكَّةَ" قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ وَأَجْهَلُهُ، أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ؟ قَالَ: "صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحٍ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ تُسَجِّرُ جَهَنَّمَ، فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ" قَالَ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، فَأَلَوْضُوءُ حَدَّثَنِي عَنْهُ؟ فَقَالَ: "مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ، فَيَتَمَضَّمُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَسْتَنْشِرُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَمَامِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَمَامِهِ مَعَ الْمَاءِ، فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى، فَحَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى، وَآلَنِي عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلَّهِ تَعَالَى، إِلَّا أَنْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَةِ يَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ". فَحَدَّثَ عَمْرٍو بْنُ عَبْسَةَ بِهَذَا

الْحَدِيثُ أَبَا أَمَامَةَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو أَمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ، انْظُرْ مَا تَقُولُ: فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ يُعْطَى هَذَا الرَّجُلُ؟ فَقَالَ عَمْرُو: يَا أَبَا أَمَامَةَ، لَقَدْ كَبُرَتْ سِنِّي، وَرَقَّ عَظْمِي، وَاقْتَرَبَ أَجَلِي، وَمَا بِي حَاجَةٌ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَلَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا - حَتَّى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ - مَا حَدَّثْتُ أَبَدًا بِهِ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "جُرْءَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ" هُوَ بِجِيمٍ مُضْمُومَةٍ وَبِالْمَدِّ عَلَى وَزْنِ عُلَمَاءَ، أَيْ: جَاسِرُونَ مُسْتَطِيلُونَ غَيْرُ هَائِبِينَ، هَذِهِ الرِّوَايَةُ الْمَشْهُورَةُ، وَرَوَاهُ الْحَمِيدِيُّ وَغَيْرُهُ "جِرَاءُ" بِكَسْرِ الْحَاءِ الْمُهِمَلَةِ، وَقَالَ: مَعْنَاهُ غَضَابٌ ذُو وَغَمٍّ وَهَمٍّ، قَدْ عِيلَ صَبْرُهُمْ بِهِ، حَتَّى أَثَرَفِي أَجْسَامُهُمْ، مِنْ قَوْلِهِمْ: خَرَى جِسْمُهُ يَجْرَى، إِذَا نَقَصَ مِنْ أَلَمٍ أَوْ غَمٍّ وَنَحْوِهِ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ بِالْجِيمِ. قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَيْنَ قَرْنِي شَيْطَانٌ" أَيْ نَاحِيَتِي رَأْسِهِ وَالْمُرَادُ التَّمَثِيلُ، وَمَعْنَاهُ: أَنَّهُ حِينَئِذٍ يَتَحَرَّكُ الشَّيْطَانُ وَشِيعَتُهُ، وَيَتَسَلَّطُونَ.

وَقَوْلُهُ: "يُقَرَّبُ وَضُوءُهُ" مَعْنَاهُ يُحْضَرُ الْمَاءُ الَّذِي يَتَوَضَّأُ بِهِ، وَقَوْلُهُ: "إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا" هُوَ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: أَيْ سَقَطَتْ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ "جَرَّتْ" بِالْجِيمِ، وَالصَّحِيحُ بِالْخَاءِ وَهُوَ رِوَايَةُ الْجَمْهُورِ. وَقَوْلُهُ: "فَيَنْشُرُ" أَيْ يَسْتَخْرِجُ مَا فِي أَنْفِهِ مِنْ أَذَى وَالنَّشْرُ: طَرَفُ الْأَنْفِ.

◀ حضرت ابو نوح عمرو بن عبسہ عین اور باء کے فتح کے ساتھ السلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں اور یہ کہ وہ کسی صحیح راہ پر گامزن نہیں اور وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ پس میں نے سنا کہ مکہ میں ایک آدمی ہے جو مختلف خبریں بتاتا ہے۔ سو میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور اس شخص کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ چھپ چھپ کر اپنے اللہ کی عبادت کرتے تھے اور آپ کی قوم آپ پر بہت دلیر ہو گئی تھی۔ میں مختلف حیلوں اور بہانوں سے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نبی ہوں۔ میں نے کہا نبی کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے آپ سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے صلہ رحمی کرنے اور بتوں کو توڑنے کے لئے بھیجا اور اس لئے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ میں نے عرض کی: اس دین پر آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے عرض کی! میں بھی آپ کا پیروکار ہوں۔ آپ نے

فرمایا: ابھی تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ کیا تم میری اور لوگوں کی حالت کو دیکھ نہیں رہے؟ بلکہ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ اور جب تم سنو کہ مجھے غلبہ حاصل ہو گیا ہے تو میرے پاس آ جانا۔ حضرت ابو جحج کہتے ہیں: سو میں اپنے گھر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو میں اپنے گھر پر تھا۔ حتیٰ کہ میری قوم سے ایک جماعت مدینہ گئی۔ میں نے ان سے پوچھا: وہ آدمی جو نیا نیا مدینہ آیا ہے اس کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: لوگ جلدی جلدی اس سے ساتھ مل رہے تھے۔ حالانکہ اس کی قوم نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس کو قتل نہ کر سکے۔ پس میں مدینہ طیبہ گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ تم وہی ہو جو مجھے مکہ مکرمہ میں ملے تھے۔ حضرت ابو جحج کہتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے بتائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمایا اور میں اس سے بے خبر ہوں۔ مجھے نماز کے متعلق بتائیے؟ فرمایا: صبح کی نماز ادا کرو پھر نماز سے رک جاؤ حتیٰ کہ سورج نیزے کی مقدار بلند ہو جائے کیونکہ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد نماز ادا کرو کیونکہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور نمازی کے گواہ بنتے ہیں حتیٰ کہ نیزے کا سایہ بالکل اپنے اوپر رہ جائے اس وقت پھر نماز سے رک جاؤ، کیونکہ اس وقت جہنم کو زیادہ بھڑکا دیا جاتا ہے اور جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو، کیونکہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے اور گواہ بنتے ہیں حتیٰ کہ تم عصر کی نماز ادا کرو۔ اس کے بعد پھر نماز پڑھنے سے رک جاؤ حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت ابو جحج کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! وضو کیا ہے؟ مجھے اس کے متعلق بھی بتائیے۔ فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی وضو کے لئے پانی کو قریب کرتا ہے، تو کلی کرتا، ناک میں پانی ڈالتا ہے اور ناک کو صاف کرتا ہے تو اس کے چہرے، منہ اور ناک کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور پھر جب وہ حکم خداوندی کے مطابق اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی ڈاڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ انگلیوں سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے اور اس کی بزرگی بیان کرے جس کا وہ اہل ہے اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح وہ اس روز گناہوں سے پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ حضرت عمرو بن عبسہ نے یہ حدیث صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو حضرت ابوامامہ نے ان سے فرمایا: اے عمرو بن عبسہ! تم غور کرو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ایک

ہی وقت میں اس آدمی کو اتنا ثواب عطا ہوتا ہے۔ حضرت عمرو نے جواب دیا۔ اے ابوامامہ: میری عمر زیادہ ہوگئی ہے۔ میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میری موت قریب آگئی ہے۔ ایسے میں مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق جھوٹ بولوں۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک، دو تین حتیٰ کہ سات مرتبہ نہ سنا ہوتا تو میرے کبھی اسے بیان نہ کرتا، لیکن میں نے اسے اس سے بھی زیادہ مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

ابو حنیفہ: آپ کا نام عمرو ابن عتبہ ہے، چوتھے مسلمان ہیں، اسلام لاکر اپنی قوم بنی سلیم میں لوٹ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرما دیا تھا کہ جب تم کو ہماری ہجرت کی خبر ملے تو ہمارے پاس آ جانا۔ چنانچہ آپ اپنی قوم ہی میں رہے، فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور مدینہ پاک ہی میں مقیم رہے، حضور کی بارگاہ میں مقبول تھے، آپ کے بقیہ حالات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف النون، فصل فی اصحابہ "مرآۃ المناجیح جلد پنجم)

حل لغات:

جرءاء علیہ قومہ: جیم کے پیش اور مد کے ساتھ، علماء کے وزن پر ہے۔ یعنی وہ بغیر خوف و خطر جرأت اور دست درازی کرتے ہیں۔ مشہور روایت یہی ہے اور حمیدی وغیرہ نے اسے "حراء" حاء مہملہ کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کا معنی ہے: وہ غضب ناک ہیں۔ غم اور غصے سے بھرے ہوئے ہیں، آپ کے متعلق ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے، اور اس غصہ نے ان کے جسموں میں بھی اثر کیا ہے۔ کہتے ہیں: حوری جسمہ یعجری۔ جب درد و غم کی وجہ سے جسم میں نقص واقع ہو جائے اور صحیح یہی ہے کہ جیم کے ساتھ ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان: بین قرنی الشیطان: یعنی شیطان کے سر کے دونوں کنارے۔ اس سے مراد تمثیل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس وقت شیطان اور اس کا گروہ حرکت میں آ جاتا ہے اور وہ غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان: یقرب و ضوءہ کا مطلب ہے: وضو کے لئے پانی مہیا کرے۔

حضور ﷺ کا فرمان: الاخرت خطایاہ: خاء معجمہ کے ساتھ کا مطلب ہے گر جاتے ہیں۔ بعض نے اس کو

جوت جیم کے ساتھ بھی روایت کیا ہے۔ لیکن صحیح خاء کے ساتھ ہے اور یہی جمہور کا قول ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان: فینثر کا معنی ہے: ناک سے میل کچیل نکالے۔

النثرہ: ناک کے کنارے کو کہتے ہیں۔

شرح:

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آئے اور وہ نماز کے لئے اچھے طریقے سے وضو کرے اور اسے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرے تو یہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جائے گی جب تک کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، اور یہ عمل ساری زندگی جاری رہے گا یعنی وہ نماز اسکے گناہوں کا کفارہ بنتی رہے گی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، الصلوۃ عقبہ، رقم ۲۲۸، ص ۱۴۲)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، (اگر) تم سے مسلسل گناہ ہوتے رہیں لیکن جب تم فجر کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے ان گناہوں کو دھو دے گی، اس کے بعد پھر تم سے مسلسل گناہوں کا صدور ہوتا رہے لیکن جب ظہر کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھو دے گی، اس کے بعد پھر گناہ ہوتے رہیں لیکن جب عصر کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھو دے گی، اس کے بعد پھر گناہ مسلسل ہوتے رہیں لیکن جب تم مغرب کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھو دے گی، اس کے بعد بھی تم سے گناہوں کا صدور ہوتا رہے لیکن جب تم عشاء کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھو دے گی۔ پھر تم سو جاؤ گے تو بیدار ہونے تک تمہارا کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فضل الصلوۃ وھما للہم، رقم ۱۶۵۸، ج ۲، ص ۳۳)

(۳۴۲) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى رَحْمَةً أُمَّةٍ، قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا، فَجَعَلَهُ لَهَا فَرْطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا، وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةً أُمَّةٍ، عَلَّمَهَا وَنَبِيَّهَا حَيًّا، فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ حَيٌّ يَنْظُرُ، فَأَقْرَعَ عَيْنَهُ بِهَلَاكِهَا حِينَ كَذَبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کی روح ان سے پہلے قبض کر لیتا ہے، تاکہ وہ اس سے پہلے جا کر ان کے امور کا انتظام کرے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کی زندگی ہی میں اس قوم کو عذاب دیتا ہے اور نبی ابھی زندہ ہوتا ہے۔ پس ان کے ہلاک ہونے سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس کی تکذیب اور اس کی نافرمانی کی ہوتی ہے۔ (مسلم)

۵۲- بَابُ فَضْلِ الرَّجَاءِ امید کی فضیلت کے متعلق بیان

نوٹ: رجاء کا لغوی و اصطلاحی معنی پیچھے گزر گیا ہے۔ ”ابوالاحمد غفرلہ“

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنْخَبَارًا عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ: ﴿وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ فَوْقَهُ
اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكْرُؤًا﴾ (غلط: 44-45)

اللہ تعالیٰ نے ایک نیک بندے کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے بچا لیا ان کے مکر کی برائیوں سے۔“

تشریح:

میں تو اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ میرا توکل اسی کی ذات پر ہے۔ میں تو اپنے ہر کام میں اسی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں میں تم سے الگ ہوں اور تمہارے کاموں سے نفرت کرتا ہوں۔ میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ اپنے بندوں کے تمام حالات سے دانایا ہے۔

(۴۴۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: ”قَالَ اللَّهُ - عَزَّ وَجَلَّ -: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ حَيْثُ يَذْكُرُنِي، وَاللَّهُ أَفْرَحُ بِتُوبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدٍ كُمْ يَجِدُ ضَالَّتَهُ بِالْفَلَاحَةِ، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شَبْرًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِذَا أَقْبَلَ إِلَيَّ يَمْشِي أَقْبَلْتُ إِلَيْهِ أَهْرُولُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ إِحْدَى رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ. وَتَقَلَّمَ شَرْحُهُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

وَرَوَى فِي الصَّحِيحَيْنِ: ”وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي“ بِالنُّونِ، وَفِي هَذِهِ الرِّوَايَةِ ”حَيْثُ“ بِالنَّاءِ وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرا بندہ میرے متعلق جو گمان رکھتا ہے میں اس کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں۔ جہاں وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اور اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کو صحرا میں اپنی متاع گم گشتہ مل جائے اور جو بالشت بھر میرے قریب آتا ہے میں ہاتھ بھر اس کے قریب

آ جاتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے ہیں۔ اس کی تشریح اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے اور صحیحین میں ہے کہ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرے۔ یعنی ”نون“ کے ساتھ اور اس روایت میں ”جیٹ“ ”ثاء“ کے ساتھ ہے اور دونوں صحیح ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

ضالته: از، ضلالاً، و ضلالۃ، بمعنی کج راہ ہونا، دین سے پھر جانا۔ گم شدہ چیز (جانور)۔

شرح:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب حضرت سیدنا تکی بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ الباقی کا انتقال ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ”اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ جواب دیا: ”اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔“ پوچھا گیا: ”کس سبب سے؟“ فرمایا: میں اپنی دعا میں عرض کرتا تھا، ”یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! اگرچہ میں تیری عبادت میں کمزور ہوں مگر تیری محبت میں کمزور نہیں۔“

(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، ص ۴۹۲)

(۴۴۴) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، يَقُولُ: ”لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللَّهِ - عَزَّ وَجَلَّ -“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو انتقال سے تین روز پہلے یہ فرماتے سنا: تم میں سے کسی شخص کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے متعلق حسن ظن رکھتا ہو۔ (مسلم)

(۴۴۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أَبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ، لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أَبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقَيْتَنِي لَا تَشْرِكُ بِي شَيْئًا، لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا

مَغْفِرَةً“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: ”حَدِيثٌ حَسَنٌ“ .

”عَنَانُ السَّمَاءِ“ بَفَتْحِ الْعَيْنِ، قِيلَ: هُوَ مَا عَنَ لَكَ مِنْهَا، أَيْ: ظَهَرَ إِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ، وَقِيلَ: هُوَ السَّحَابُ . وَ”قُرَابُ الْأَرْضِ“ بِضَمِّ الْقَافِ، وَقِيلَ: بِكَسْرِهَا، وَالضَّمُّ أَصَحُّ وَأَشْهُرُ، وَهُوَ: مَا يُقَارِبُ مِلَاكَهَا، وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم کی اولاد! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے مغفرت کا امیدوار رہے گا میں تجھے بخش دوں گا چاہے تیرے گناہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اے اولاد آدم! اگر تیرے گناہ آسمانوں تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے معاف کر دوں گا۔ اے اولاد آدم! اگر تو زمین کی وسعت کے برابر گناہ لے کر میرے پاس آئے اور اس حالت میں مجھ سے ملاقات کرے کہ تو نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں زمین کی وسعت کے برابر تجھے مغفرت عطا کر دوں گا۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

عنان السماء: عین پر فتنہ کے ساتھ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ہے: جب تو سر اٹھائے تو جو کچھ تجھے نظر آئے اور بعض کہتے ہیں: اس سے مراد بادل ہے۔

قرباب الارض: قاف کے پیش کے ساتھ اور کسرہ بھی منقول ہے۔ صحیح اور مشہور پیش ہی ہے۔ اس سے مراد ہے: زمین کی وسعت کے برابر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ“ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سورحمتیں پیدا فرمائیں۔ ہر رحمت زمین و آسمان کے درمیان تہہ در تہہ رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک رحمت زمین پر نازل ہوئی۔ اسی سے والدہ اپنی اولاد پر، وحشی درندے اور پرندے ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں، یہاں تک کہ گھوڑا اپنا پاؤں اپنے بچے سے دور کر لیتا ہے کہ کہیں اسے چوٹ

نہ لگ جائے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزَّ وَّجَلَّ اس رحمت کو دوسری ننانوے (99) رحمتوں میں ملا کر سو مکمل فرما دے گا اور بروز قیامت اس سے اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سہ رحمۃ اللہ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۵۳/۵۲/۲، ص ۱۱۵۵)

۵۳- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

امید اور خوف کو جمع کرنے کا بیان

نوٹ: خوف اور رجاء کے لغوی و اصطلاحی معانی پیچھے گزر گئے ہیں۔ ”ابوالاحمد غفرلہ“

اعْلَمْ أَنَّ الْمُخْتَارَ لِلْعَبْدِ فِي حَالِ صِحَّتِهِ أَنْ يَكُونَ خَائِفًا رَاجِيًا، وَيَكُونَ خَوْفُهُ وَرَجَاؤُهُ سَوَاءً، وَفِي حَالِ الْمَرَضِ يُمَحَضُّ الرَّجَاءُ، وَقَوَاعِدُ الشَّرْعِ مِنْ نُصُوصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَنِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مُتَظَاهِرَةٌ عَلَى ذَلِكَ.

جان لیجئے کہ بندے کے لئے اس کی صحت کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ وہ بیک وقت اللہ تعالیٰ کا خوف بھی رکھے اور امید بھی اور اس کا خوف و امید دونوں برابر ہوں اور بیماری کی حالت میں اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ صرف امید رکھے۔ کتاب و سنت کی نصوص سے شریعت کے قواعد اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ﴾ (الاعراف: 99).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفی تدبیر سے ڈر نہیں ہوتے مگر بتائی والے

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

(کیا وہ لوگ) اس کے ڈھیل دینے اور دُنیوی نعمت دینے پر مغرور ہو کر اس کے عذاب سے بے فکر ہو گئے ہیں۔

اور اس کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ ربیع بن خثیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا کیا سبب ہے میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں؟ فرمایا! اے نورِ نظر، تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سبب عذاب نہ ہو۔ (تفسیر خزان العرقان)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّهُ لَا يَنَاسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾ (يوسف: 87)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ ۰

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وَجُوهٌُ وَتَسْوَدُّ وَجُوهٌُ﴾ (آل عمران: 106)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس دن کچھ منہ اوجھلا ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

(جن کے چہرے سیاہ ہوں گے وہ) کفار اُن سے توبیخاً کہا جائے گا۔

پھر آگے فرماتے ہیں اس کے مخاطب یا تو تمام کفار ہیں اس صورت میں ایمان سے روز میثاق کا ایمان مراد ہے جب اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے "ہلی" کہا تھا اور ایمان لائے تھے اب جو دنیا میں کافر ہوئے تو اُن سے فرمایا جاتا ہے کہ روز میثاق ایمان لانے کے بعد تم کافر ہو گئے حسن کا قول ہے کہ اس سے منافقین مراد ہیں جنہوں نے زبان سے اظہار ایمان کیا تھا اور ان کے دل منکر تھے عِلْمِ مہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہیں جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل تو حضور پر ایمان لائے اور حضور کے ظہور کے بعد آپ کا انکار کر کے کافر ہو گئے ایک قول یہ ہے کہ اس کے مخاطب مرتدین ہیں جو اسلام لا کر پھر گئے اور کافر ہو گئے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (الاعراف: 166)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک تمہارا رب ضرور جلد عذاب والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ۰

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾ (الانفطار: 13-14)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک نیکوکار ضرور جہنم میں ہیں ۰ اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں ۰

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی جہنم کے وزن دار عمل یعنی نیکیاں زیادہ ہوں گی۔

پھر فرمایا۔ جنت میں مومن کی نیکیاں اچھی صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی تو اگر وہ غالب ہوں گی تو اس کے لئے جنت ہے اور کافر کی برائیاں بدترین صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی اور تول ہلکی پڑے گی کیونکہ کفار

کے اعمال باطل ہیں ان کا کچھ وزن نہیں تو انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

اور جس کی توہین ہلکی پڑی بسبب اس کے کہ وہ باطل کا اتباع کرتا تھا۔ تو اس کا مسکن آتش دوزخ ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ﴿وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿ فَأَمَّهُ هَاوِيَةٌ ﴿﴾ (القارعة: 6-9)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو جس کی توہین بھاری ہوئیں ﴿ وہ تو من مانے عیش میں ہیں ﴿ اور جس کی توہین ہلکی پڑیں ﴿ وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے ﴿

وَالْآيَاتُ فِي هَذَا الْمَعْنَى كَثِيرَةٌ . فَيَجْتَمِعُ الْخَوْفُ وَالرَّجَاءُ فِي آيَتَيْنِ مُقْتَرِنَتَيْنِ أَوْ آيَاتٍ أَوْ آيَةٍ . اس مفہوم کی آیات بہت ہیں۔ خوف اور امید کو کبھی تو دو ملی ہوئی آیات میں جمع کیا جاتا ہے کبھی بہت ساری آیات میں اور کبھی ایک ہی آیت میں۔

(۴۴۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ، مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ، مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر مومن کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کتنا سخت ہے؟ تو کوئی جنت کی خواہش ہی نہ کرے اور اگر کافر کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کیا ہے؟ تو وہ اللہ کی جنت سے کبھی ناامید نہ ہو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

قنط: از، قنوطاً، بمعنی ناامید اور مایوس ہونا، روکنا، منع کرنا، کسی کو مایوس کرنا۔

شرح:

اس میں رب تعالیٰ کی انتہائی رحمت و عذاب کا ذکر ہے یعنی اس قدر بیان کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی وسعت

رحمت و عذاب کسی کے خیال میں نہیں آ سکتی، اگر ان کی حقیقت معلوم ہو جائے تو عذاب دیکھ کر مومن کی آس ٹوٹ جائے اور اس کی رحمت میں غور کر کے کافر کے یاس جاتی رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نیک کار کو بھولنا نہ چاہیے کیونکہ اللہ جبار و قہار ہے اور گنہگار کو مایوس نہ ہونا چاہیے کیونکہ اللہ ستار و غفار ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں اگر قیامت میں رب اعلان فرمائے کہ صرف ایک ہی بندہ جنتی ہے تو مجھے امید ہو کہ شاید میں ہی ہوں گا اور اگر اعلان ہو جائے کہ صرف ایک ہی بندہ دوزخی ہے تو مجھے خطرہ ہوگا کہ وہ میں ہی ہوں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندہ پر زندگی میں خوف غالب چاہیے اور مرتے وقت

امید۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۳، ۵۹۰)

(۴۴۷) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۖ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا وَضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا النَّاسُ أَوْ الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً، قَالَتْ: قَدِمُونِي قَدِمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ، قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا! أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ یا مرد اس کو کندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر میت نیک ہو تو کہتا ہے: مجھے آگے لے چلو، مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ بد ہو تو کہتا ہے: ہائے ہلاکت! یہ مجھے کہاں لئے جا رہے ہیں؟ اس کی یہ آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جنازے سے مراد میت ہے اور اس کے رکھے جانے سے مراد گھر سے باہر نکال کر لوگوں کے سامنے قبرستان لے جانے کے لیے رکھا جانا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ مردہ بزبان قال یہ گفتگو کرتا ہے کیونکہ اسے نزع میں ہی اپنے آئندہ حال کا پتہ چل جاتا ہے، اب اسے یہاں ٹھہرنا وبال معلوم ہوتا ہے اس لیے کہتا ہے جلدی پہنچاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حالت ہی میں جسم میں جان پڑ چکی ہوتی ہے اور بعد موت مردہ بولتا بھی ہے، سنتا بھی ہے جیسا کہ باب عذاب قبر میں گزر چکا کہ مردہ چلنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ احمد، طبرانی، ابن ابی دنیا، معروزی، اور ابن مندہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے سب کو پہنچانتا ہے۔

447: أخرجه أحمد، رقم الحديث: 411552، البخاری، رقم الحديث: 1314، والنسائی، رقم الحديث: 1907، وابن حبان، رقم الحديث: 3038، وعبد الرزاق،

رقم الحديث: 2650، والبيهقي، رقم الحديث: 2114

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مردے کی یہ گفتگو زبانِ قال سے آواز کے ساتھ ہی ہوتی ہے جسے جانور فرشتہ کنکر، پتھر سب سنتے ہیں انسان کو اس لیے نہ سنائی گئی کہ اولاً تو اس میں اس آواز کی برداشت کی طاقت نہیں۔ دوسرے لفظ پر ایمان بالغیب لازم ہے اگر وہ آواز سن لے تو ایمان بالغیب نہ رہے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۲، ص ۸۷۰)

(۴۳۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے نزدیک ہے اور یہی کیفیت دوزخ کی ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس طرح کہ کبھی منہ سے ایک بری بات نکل جاتی ہے تو ساری عمر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور بندہ دوزخی ہو جاتا ہے اور کبھی منہ سے ایک بات اچھی نکل جاتی ہے جو رب کو پسند ہو اس سے بندہ کے عمر بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ غرض کہ ایک لفظ میں جنت و دوزخ ہے، چونکہ جنت و دوزخ اپنے عمل سے ملتی ہیں اور ان کے راستے عمل کے قدموں سے طے ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرب کو جوتے کے تسمے سے تشبیہ دی یعنی ایک قدم میں جنت ہے اور ایک قدم میں دوزخ۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۳، ص ۵۹۱)

۵۴- بَابُ فَضْلِ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَشَوْقًا إِلَيْهِ

اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت میں رونے کی فضیلت کا بیان

نوٹ: خوف اور محبت کے لغوی و اصطلاحی معانی پیچھے گزر گئے ہیں۔ "ابوالاحمد غفرلہ"

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَيَخْرُونَ لِلْذِّقَانِ يَتَكُونُ وَيَزِيدُهُمْ شُوقًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: 109)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ۝

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی اپنے رب کے حضور عجز و نیاز سے نرم دلی سے (روتے ہیں)۔

مسئلہ: قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے۔ ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جہنم میں نہ

جائے گا جو خوفِ الہی سے روئے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۖ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۖ﴾ (النجم: 59)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو ۖ اور ہنستے ہو روتے نہیں ۖ

(۴۳۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اقْرَأْ عَلَيَّ

الْقُرْآنَ" قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ أَنْزِلَ؟! قَالَ: "إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ

غَيْرِي" فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ، حَتَّى جِئْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ

بَشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (النساء: 41) قَالَ: "حَسْبُكَ الْآنَ" فَالْتَفَتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ

تَذْرِفَانِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: مجھے قرآن

پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو قرآن سناؤں؟ حالانکہ قرآن آپ پر نازل ہوا۔ آپ نے

فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی سے قرآن سنوں۔ سو میں نے آپ کے سامنے سورۃ نساء پڑھی حتیٰ کہ

اس آیت تک پہنچ گیا: "تو کیا ہوگا جب ہم لائیں گے ہر امت سے گواہ اور لائیں گے آپ کو گواہ ان سب پر"۔ تو

آپ نے فرمایا: بس کافی ہے۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو (دیکھا کہ) آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

تَذْرِفَانِ: ذرفاً الدمع آنسو ٹکنا، آنکھ کا پانی بہانا۔

شرح:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے شہنشاہِ خوشِ حصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج

و ملال، صاحبِ خود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "سات افراد ایسے ہیں کہ اللہ عز و جل انہیں اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن اللہ عز و جل کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، (۱) عادل حکمران، (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ عز و جل کی عبادت میں اپنی زندگی گزار دی، (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے، (۴) وہ شخص جو اللہ عز و جل کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہو گئے، (۵) وہ شخص جسے کوئی مال و جمال والی عورت گناہ کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ عز و جل سے ڈرتا ہوں، (۶) وہ شخص جو صدقہ اس طرح چھپا کر دے کہ اس کے دائیں ہاتھ کے صدقہ دینے سے بایاں ہاتھ بے خبر رہے، (۷) وہ شخص جس کی آنکھوں سے اللہ عز و جل کا ذکر کرتے ہوئے آنسو بہنا شروع ہو جائیں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد یسمع الصلوۃ، رقم ۶۶۰، ج ۱، ص ۲۳۶)

(۴۵۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَصَحَحْتُكُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا" قَالَ: فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوهَهُمْ، وَلَهُمْ خِيفٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَسَبَقَ بَيَانُهُ فِي بَابِ الْخَوْفِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور میں نے ایسا خطبہ پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر تمہیں معلوم ہو جائے جو کچھ میں جانتا ہوں تو یقیناً تم ہنسو گے اور روؤ زیادہ۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ (متفق علیہ) خوف کے باب میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

(۴۵۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ کے خوف سے رویا وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا حتیٰ کہ دودھ تھنوں میں نہ لوٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار (یعنی جہاد کے لیے نکلنے پر جو گرد اٹھتی ہے) اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔

450: بخاری، رقم الحدیث: 4/12659، مسلم، رقم الحدیث: 4/12659، ابن حبان، رقم الحدیث: 106

451: ترمذی، رقم الحدیث: 3/10565، احمد، رقم الحدیث: 3/10565، نسائی، رقم الحدیث: 3108، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4/260، عاکم، رقم

الحدیث: 4/260

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

لَا یَلِیْجُ: نہیں ڈاغل ہوگا۔

دُخَانُ: دھواں۔

شرح:

یعنی جیسے دوہے ہوئے دودھ کا تھن میں واپس ہونا ناممکن ہے ایسے ہی اس شخص کا دوزخ میں جانا ناممکن ہے، جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "حَتَّىٰ یَلِیْجَ الْجَمَلُ فِی سَمِّ الْخِیَاطِ"۔ خوفِ خدا میں رونے کے بڑے فضائل ہیں اللہ تعالیٰ نصیب فرمادے۔

باش چوں دولاب دائم چشم تر تادرون صحن تو روید خضر

راہِ خدا کا غبار وہ غبار ہے جو رب کی رضا کے لیے راستہ چلا جائے اور وہاں کا غبار بدن یا کپڑوں یا پاؤں یا چہرے پر پڑے جیسے مسجد کو جاتے طلب علم، جہاد حج و عمرہ وغیرہ کرنے کی حالت میں جو گرد و غبار پڑے۔ جیسے دوزخ میں جمع نہیں ہو سکتیں ایسے ہی ایک جگہ یہ دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں، رب تعالیٰ نے اس غبار اور دوزخ کے دھوئیں کو نفی میں یا ضد میں بنادیا ہے یہ اس کی بندہ نوازی ہے۔

چونکہ ناک کے نتھنے پیٹ اور دماغ کے دروازے ہیں کہ انہیں کے ذریعہ ہوا اندر باہر آتی جاتی ہے، اگر ان میں راہِ خدا کا غبار پڑے تو یقیناً سانس کے ساتھ پیٹ اور دماغ میں بھی پہنچے گا اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ لفظ منخریم اور خ کے فتح سے بھی ہے اور دونوں کے پیش سے بھی اور میم کے فتح اور خ کے کسوہ سے بھی، بروزن مجلس اور میم کے کسرہ خ کے فتح سے بھی بہت لغات میں بمعنی ناک کا نتھنا۔

جس مؤمن کے پیٹ میں سانس کے ذریعہ راہِ خدا کا غبار پہنچ جائے وہاں دوزخ کا دھواں نہ پہنچے یعنی وہ دوزخ میں تو کیا دوزخ کے قریب بھی نہ جائے گا جہاں دوزخ کی آگ کا دھواں پہنچتا ہے۔ خیال رہے کہ دوزخ میں کہیں آگ بغیر دھوئیں کی ہے جیسے دنیا میں ویلڈنگ کی آگ اور کہیں دھوئیں والی ہے، لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ دوزخ کی آگ بغیر دھوئیں کے ہے پھر وہاں دھواں کیسا؟

(۴۵۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ تَعَالَى، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنا سایہ رحمت عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے بغیر کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) عادل بادشاہ۔ (۲) اور وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا ہے۔ (۳) اور وہ شخص جس کا دل مساجد کی طرف لگا رہتا ہے۔ (۴) اور وہ دو شخص جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی پر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ (۵) اور ایک وہ شخص جسے ایک حسین اور عالی مرتبہ عورت دعوت گناہ دے اور وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) اور ایک وہ شخص جو خلوص دل سے صدقہ کرے اور اس کو اس حد تک خفیہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ تک کو معلوم نہ ہو سکے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (۷) اور ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔

(متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اپنی رحمت کے سایہ میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تاکہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہیں۔ پہلا وہ مؤمن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی، لہذا یہ قیامت میں رب تعالیٰ کے سایہ میں رہے گا۔ یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔ عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔

دوسرا جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے، چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے۔

در جوانی توبہ کردن سنت پیغمبری است وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار
تیسرا وہ جس کا دل مسجد سے لگا رہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مؤمن مسجد میں ایسا ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔ اور
منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں، اسی لیے نماز کے بعد بلا وجہ فوراً مسجد سے بھاگ جانا اچھا نہیں۔ خدا تو فیق دے تو مسجد
میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ، اور جب باہر ہو تو کان اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اور مسجد کو جائیں۔
چوتھا وہ کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور۔ جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت
کریں، بے دین اور بد عمل اولاد سے نفرت، متقی اجنبی سے عبادت ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تن بیگانہ کا شنا باشد
یونہی گہرے دوست کی بد عقیدگی پر واقف ہو کر اس سے الگ ہو جانا اور جانی دشمن سے تقوے پر خبردار ہو کر اس کا
دوست بن جانا بہترین عمل ہے۔
یعنی خوف خدا یا عشق جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں روئے، تنہائی کی قید اس لئے لگائی کہ سب کے سامنے
رونے میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

پانچواں وہ مرد جس سے خود بد فعلی کی خواہش کرے اور یہ اس نازک موقعہ پر محض خوف خدا سے بچ جائے یہ بہت
مشکل ہے اسی لئے رب تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی اللہ نصیب
کرے۔ خیال رہے کہ ایسے نازک موقعہ پر عورت سے یہ کہہ دینا ریاء نہیں تبلیغ ہے، یعنی میں رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو
بھی ڈر۔

چھٹا، صدقہ دینے والا، یہاں صدقہ نقلی مراد ہے صدقہ فرض اور چندے کے موقعہ پر صدقہ نفل علانیہ دینا مستحب
ہے، لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "إِنْ تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ"۔

ساتواں، اللہ کی یاد میں رونے والا۔ (مرآة المناجم فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۲۶۱)
(۳۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمَرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ. حَدِيثٌ صَحِيحٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَالْتِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَايِلِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ نماز
پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے چوہے پر ابلتی ہوئی ہنڈیا سے آتی

ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے شامل میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۴۵۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَنٍ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "إِنَّ اللَّهَ - عَزَّ وَجَلَّ - أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ قَالَ: وَسَمَانِي؟ قَالَ: "نَعَمْ" فَبَكَى أَبِي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَجَعَلَ أَبِي يَبْكِي.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے لم یکن الذین کفرو الخ پڑھ کر سناؤں۔ انہوں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر یہ فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ (متفق علیہ) اور ایک روایت میں ہے۔ پس حضرت ابی رضی اللہ عنہ رونا شروع ہو گئے۔

(۴۵۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَزُورُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَيْهَا بَكَّتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يَبْكِيكِ؟ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى خَيْرٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنِّي أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ؛ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ زِيَارَةِ أَهْلِ الْخَيْرِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے ساتھ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر چلو تا کہ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ پس جب وہ دونوں حضرات ان کے گھر پہنچے تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے پوچھا: آپ روتی کیوں ہو؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بہتر ہے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس لئے تو نہیں رورہی مجھے معلوم ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بہتر ہے۔ میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا نزول منقطع ہو گیا ہے۔ تو اس طرح حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کو بھی رلا دیا اور وہ دونوں حضرات بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

صالحین کی زیارت کے باب میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام ایمن کی ملاقات کے لیے انکے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے چلو ہم بھی اس سنت پر عمل کریں ام ایمن کی زیارت کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعد ان کے معمولات قائم رکھنا، ان کے دوستوں سے محبت کرنا، بلکہ جن کی وہ حضرات ملاقات کرتے ہوں ان سے ملاقات کے لیے جانا سنت صحابہ ہے۔

ان میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے۔ بعض نسخوں میں ہے۔ فلما انتھیا تشنیه مذکر غائب ہے یعنی جب وہ دونوں صدیق و فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بہر حال ان بزرگوں کو دیکھ کر ام ایمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھی اور خاص محبوب دوست تھے۔ بعد وفات مرحوم کی چیزیں، اس کی اولاد، اس کے دوست دیکھ کر مرحوم یاد آتا ہے اور لوگ رونے لگتے ہیں یہ رونا ایسا ہی تھا۔

(جو اللہ کے پاس ہے وہ رسول اللہ کے لیے زیادہ بہتر ہے) یعنی جہاں حضور اب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام و راحت ہے، وہاں ہر وقت اپنے رب سے قرب خاص حاصل ہے پھر تم اتنی بے قرار ہو کر روتی کیوں ہو۔

(فرمایا) میرا رونا اپنی محرومی پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ہم اللہ کی بہت نعمتوں سے محروم ہو گئے، آیات قرآنیہ کا آنا بند ہو گیا، احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہو گیا، مسلمانوں کا صحابی بننا ختم ہو گیا، حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آ خر شد روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آ خر شد

اب حضرت جبریل کیوں آئیں گے اور کہاں آئیں گے۔

تو یہ سن کر حضرت صدیق و فاروق اعظم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہ رونا تو امت کو قیامت تک رہے گا کہ کسے دیکھ کر صحابی بنیں گے، کس کے منہ سے آیات و احادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں، حضرت بلال یہ ہی سوچ کر مدینہ چھوڑ کر دمشق چلے گئے کہ اب میں کس کی طرف اشارہ کر کے اذان کہا کروں گا۔ حالت یہ ہو گئی تھی کہ

قافلہ سالار سفر کر گیا قافلہ کو ز پروز بر کر گیا

(۴۵۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، قِيلَ لَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: "مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَفِيقٌ، إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ، فَقَالَ: "مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ".
وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا درد شدت اختیار کر گیا تو آپ سے نماز پڑھانے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: حضرت ابوبکر نرم دل آدمی ہیں۔ جب قرآن حکیم کی تلاوت کریں گے تو ان پر رونا غالب آجائے گا۔ فرمایا: انہیں حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں اور ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو کچھ سنا نہ سکیں گے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

رفیق: از، رفقاء، بمعنی کسی پر رحم کرنا، ترس کھانا۔

شرح:

ایک روایت میں یوں آتا ہے۔

حضرت عبید اللہ ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی بابت کچھ نہ بتائیں گی فرمایا ہاں ضرور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بہت بیمار ہو گئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا یا رسول اللہ نہیں وہ آپ کے منتظر ہیں فرمایا ہمارے لیے لگن میں پانی رکھو فرماتی ہیں ہم نے کر دیا آپ نے غسل کیا پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے پھر افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا یا رسول اللہ نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا ہمارے لیے لگن میں پانی رکھو فرماتی ہیں پھر حضور بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھنے لگے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ نہیں وہ لوگ آپ کے منتظر ہیں فرمایا ہمارے لیے لگن میں پانی رکھو پھر بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھنے لگے تو

بے ہوش ہو گئے پھر افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کے منتظر ہیں اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے آخری عشاء کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے تھے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ کے پاس قاصد آیا عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ابوبکر صدیق نرم دل تھے فرمایا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ عمر فاروق نے عرض کیا کہ اس کے حقدار آپ ہی ہیں چنانچہ اس زمانے میں ابوبکر صدیق نماز پڑھاتے رہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس میں ہلکا پن پایا اور دو شخصوں کے درمیان نماز ظہر کے لیے نکلے جن میں سے ایک عباس تھے اور ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب ابوبکر صدیق نے آپ کو دیکھا تو پیچھے جانے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ پیچھے نہ جاؤ فرمایا کہ ابوبکر کے برابر بٹھا دو ان دونوں نے آپ کو ابوبکر کے برابر بٹھا دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ میں آپ پر وہ حدیث پیش نہ کروں جو مجھے حضرت عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے متعلق سنائی فرمایا لاؤ میں نے ان پر ان کی پوری حدیث پیش کر دی آپ نے اس کا کچھ بھی انکار نہ کیا بجز اس کے فرمایا کیا حضرت عائشہ نے تمہیں ان صاحب کا نام بھی بتایا جو حضرت عباس کے ساتھ تھے میں نے کہا نہیں فرمایا وہ علی تھے۔ (مسلم، بخاری)

(مرآة المناجم فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۸، ص ۲۱۲)

حضرت سیدنا ابن مسرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ہر کمزور، نرم دل اور اچھے اخلاق والے شخص پر جہنم کی آگ حرام ہے۔" (سنن الترمذی، کتاب صفة القیلة، باب ۴۵، رقم ۲۳۹۶، ج ۳، ص ۲۲۰)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نرم دل، پاک دامن غنی کو پسند فرماتا ہے اور سنگدل، بدکردار سائل کو ناپسند فرماتا ہے۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فی رفع الجھول والہذی والقاجر، رقم ۱۳۰۲۷، ج ۸، ص ۱۳۵)

(۲۵۷) وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ: اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتَى بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ مَا يُكْفِنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ اِنْ غُطِيَ بِهَا رَاسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ؛ وَاِنْ غُطِيَ بِهَا رِجْلَاهُ بَدَتْ رَاسُهُ، ثُمَّ بَسَطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بَسَطَ - اَوْ قَالَ: اُعْطَيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطَيْنَا - قَدْ خَشِينَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا، ثُمَّ جَعَلَ يَتَكَبَّرُ حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا اور آپ روزہ دار تھے۔ آپ نے فرمایا: حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کو کفن دینے کے لئے ایک چادر کے علاوہ کوئی چیز میسر نہ آ سکی اور اس چادر کے ذریعہ اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور اگر چادر کے ساتھ ان کے پاؤں ڈھانپے جاتے تو ان کا سر ظاہر ہو جاتا۔ پھر دنیا ہمارے لئے فراخ کر دی گئی جتنی کہ فراخ کر دی گئی۔ یا فرمایا کہ دنیا سے ہمیں عطا ہوا جو کچھ عطا ہوا۔ بلاشبہ ہمیں یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا میں ہی نہ دے دیا جائے۔ پھر آپ نے رونا شروع کر دیا اور کھانا تناول فرمانا چھوڑ دیا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

آپ کا نام اسلام سے پہلے عبد الکعبہ تھا مسلمان ہو جانے پر حضور نے آپ کا نام عبد الرحمن رکھا، آپ کی کنیت ابو محمد ہے، زہری قسٹی ہے، حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کو مسلمان کیا آپ صاحب ہجرتیں ہیں، پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، تمام غزوہ میں حضور انور کے ساتھ رہے غزوہ احد میں ڈٹے رہے، حضور انور نے غزوہ تبوک کے موقع پر آپ کے پیچھے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی سوائے آپ کے کسی کے پیچھے حضور نے نماز نہیں پڑھی، احد کے دن آپ کو اکیس زخم لگے، پاؤں کے زخموں کی وجہ سے آپ کے ایک پاؤں میں لنگ ہو گئی تھی، آپ واقعہ فیل سے دس سال بعد پیدا ہوئے، ۳۲ھ بتیس میں وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی، بقیع شریف میں دفن ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخلیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الحین، فصل فی الصحابہ، مرقات، مرآۃ الناجح جلد ہشتم)

شرح:

دنیا میں زاہدین کے پیشواؤں میں سے ایک حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبیوں کے سلطان، سرور و ذیشان، محبوب رحمن عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رضائے الہی عزوجل کے لئے اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کی۔ جس کا اجر و ثواب اللہ عزوجل کے ہاں ثابت ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کا وصال ہو گیا اور انہیں دنیا میں کوئی اجر نہیں ملا۔ انہیں میں سے ایک حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جو غزوہ احد کے دن غمید ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے سوائے ایک چادر کے کچھ نہیں تھا، جب ہم اس چادر کو ان کے سر پر ڈالتے تو پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب پاؤں چھپاتے تو سر ظاہر ہو جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "چادر کو ان کے سر پر ڈال دو اور پاؤں پر اڈ خر (ایک گھاس کا نام) ڈال دو۔ حضرت سیدنا خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اور ہم

میں سے بعضوں کی محنت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کو چن چن کر کھا رہا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی کفن المیت، الحدیث: ۲۱۷۷، ص ۶۲۵)

(۲۵۸) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ صَدِّقِ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَاثَرَيْنِ: قَطْرَةٌ دُمُوعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَقَطْرَةٌ دَمٍ تُهْرَاقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. وَأَمَّا الْآثَرَانِ: فَآثَرٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى، وَآثَرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللَّهِ تَعَالَى"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابی امامہ صدیق بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک قطرہ تو وہ آنسو ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ٹپکتا ہے اور ایک قطرہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں بہایا جاتا ہے اور دو نشانوں میں سے ایک نشان تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے لگتا ہے اور دوسرا وہ نشان جو فرائض خداوندی میں سے کوئی فریضہ ادا کرتے ہوئے لگ جاتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خیال رہے کہ گنہگاروں کو رب تعالیٰ کے عذاب سے خوف ہوتا ہے، نیکوکاروں کو اس کی ذات سے ہیبت و جلال سے خوف ہوتا ہے یہ خوف محبت و اطاعت پیدا کرتا ہے، یہ خوف اللہ کی بڑی نعمت ہے اور خوف ایذا جو نفرت پیدا کرتا ہے وہ خدا سے خوف کرنا کفر ہے جیسے سانپ یا ظالم حاکم سے خوف، دیکھو شیطان نے بھی کہا تھا "إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ" مگر یہ خوف مفید نہیں مضر ہے، یہاں پہلی قسم کے دو خوف مراد ہیں۔

اور چونکہ آنسوؤں کے قطرے مسلسل آنکھوں سے ٹپکتے رہے اور خون ایک دم نکل کر بہہ جاتا ہے اس لیے آنسو کے لیے دموع جمع ارشاد ہوا اور خون کے لیے دم واحد فرمایا گیا۔ قطرہ سے مراد جنس قطرہ ہے نہ کہ شخصی قطرہ لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں، بہت سے آنسوؤں کا قطرہ ایک کیونکر ہوگا اور شہید کے جسم سے خون کا دہارا بہتا ہے ایک قطرہ نہیں نکلتا۔ اللہ کی راہ سے ہر وہ راستہ مراد ہے جو رضاء الہی کے لیے طے کیا جائے جیسے نماز کے لیے مسجد کو جانا، طلب علم کے لیے مدرسہ جانا، جہاد کے لیے میدان جہاد میں جانا اور وہاں چلنا پھرنا۔ نشان قدم سے عام نشان مراد ہے خواہ محسوس ہو یا

نہ ہو لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ پختہ سڑک پر چلنے میں نشان قدم پڑتے ہی نہیں پھر پیاری کیا چیز ہوگی۔

(نشان سے مراد) یعنی کسی شرعی فریضہ کو ادا کرنے کے لیے چلا اس کے نشان قدم رب کو پیارے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اثر سے مراد مطلقاً نشان ہو، قدم کی قید نہ ہو تو حدیث بہت جامع بھی ہوگی اور واضح بھی لہذا سردیوں میں وضو سے ہاتھ پاؤں پھٹ جائیں، گرمیوں میں پیشانی پر گرم زین پر سجدے پڑ جاویں، روزے میں منہ کی بو، حج و جہاد میں غبارِ راہ جو کپڑوں اور منہ پر پڑ جائے، یہ رب کو بڑے پیارے ہیں، مرقات نے یہ ہی توجیہ اختیار کی۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۵، ص ۳۱)

(۲۵۹) وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا: حَدِيثُ الْعَرَبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً وَجَلَّتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرِفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ. وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ النَّهْيِ عَنِ الْبِدْعِ.

◀ اس موضوع کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا وعظ فرمایا جس سے دل کانپ اٹھے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اس حدیث کا بیان اس سے پہلے بدعات سے منع کرنے کے بیان میں گزر چکا ہے۔

۵۵- بَابُ فَضْلِ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَالْحَثِّ عَلَى التَّقَلُّلِ مِنْهَا وَفَضْلِ الْفَقْرِ

دنیا میں زہد کی فضیلت اور دنیا کم حاصل کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت کا بیان

زہد کے معانی: پرہیزگاری، تقویٰ (فیروز اللغات)

زہد کی تعریف: (۱) "الزهد في اللغة ترك الميل الى الشيء وفي الاصطلاح اهل الحقيقة هو بغض

الدنيا ولا عراض عنها" (کتاب التعریفات)

ترجمہ: لغت میں کسی شے کی طرف میلان کو ترک کرنا اور اصطلاح میں دنیا سے اعراض اور نرت کرنا۔

(۲) دنیا کو ترک کرنا اور پھر اس بات کی پرواہ نہ کرنا کہ اسے کس نے حاصل کیا ہے، (رسالہ فقیر، ص ۲۳۲)

فقر کی تعریف: جس کی چرف محتاجی ہوتی ہے اس کے فقدان کا نام (فقر) ہے، (کتاب التعریفات)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّى إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَيَّنَّتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا

آتَاهَا أَمْرًا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَبِ بِالْأَمْسِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ (یونس: ۲۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ جسے ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگھار لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کائی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے ۰

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یہ ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل ہے جو دنیا کے شیفٹہ ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پرواہ نہیں اس میں بہت دلپذیر طریقہ پر خاطر گزریں کیا گیا ہے کہ دنیوی زندگی امیدوں کا سبز باغ ہے اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصول مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو، اچانک اس کو موت پہنچتی ہے اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ قنادہ نے کہا کہ دنیا کا طلب گار جب بالکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذاب الہی آتا ہے اور اس کا تمام سر و سامان جس سے اس کی امیدیں وابستہ تھیں غارت ہو جاتا ہے۔

(اور اللہ تعالیٰ کا ان مثالوں کو ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ) وہ نفع حاصل کریں اور ظلماتِ شکوک و اوہام سے نجات پائیں اور دنیا سے نا پائیدار کی بے ثباتی سے باخبر ہوں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: ۲

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَا إِذَا أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَّاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝﴾ (الکہف: ۴۵-۴۶)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کے سامنے زندگی دنیا کی کہاوت بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا کہ سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو رکھنے والا ہے ۰ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگھار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر ہے اور وہ امید میں سب سے بھلی ۰

تشریح:

دنیا اپنے زوال، فنا، خاتمے اور بردباری کے لحاظ سے مثل آسمانی بارش کے ہے جو زمین کے دانوں وغیرہ سے ملتی ہے اور ہزار ہا پودے لہلہانے لگتے ہیں۔ تروتازگی اور زندگی کے آثار ہر چیز سے ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن کچھ دنوں کے گزرتے ہی وہ سوکھ ساکھ کر چورا چورا ہو جاتے ہیں اور ہوائیں انہیں دائیں بائیں اڑائے پھرتی ہیں۔ اس حالت پر جو اللہ قادر تھا، وہ اس حالت پر بھی قادر ہے۔ عموماً دنیا کی مثال بارش سے بیان فرمائی جاتی ہے۔

(عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ زِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْفُرُورِ ۝﴾ (الحمد: 20)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینہ کی طرح ہے جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال ۝

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَبَاقِ ۝﴾ (آل عمران: 14)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور تلے اور پر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے ۝

تشریح:

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ دنیا کی زندگی کو طرح طرح کی لذتوں سے سجایا گیا ہے ان سب چیزوں میں سب سے پہلے عورتوں کو بیان فرمایا، اس لیے کہ ان کا فتنہ بڑا زبردست ہے۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ہیں میں نے اپنے بعد مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔ (صحیح بخاری 5096)

ہاں جب کسی شخص کی نیت نکاح کر کے زنا سے بچنے کی اور اولاد کی کثرت سے ہو تو بیشک یہ نیک کام ہے اس کی رغبت شریعت نے دلائی ہے اور اس کا حکم دیا ہے اور بہت سی حدیثیں نکاح کرنے بلکہ کثرت نکاح کرنے کی فضیلت میں آئی ہیں اور اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ بیویوں والا ہو۔ (صحیح بخاری 5069)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دنیا کا ایک فائدہ ہے اور اس کا بہترین فائدہ نیک بیوی ہے کہ خاوند اگر اس کی طرف دیکھے تو یہ اسے خوش کر دے اور اگر حکم دے تو بجالائے اور اگر کہیں چلا جائے تو اپنے نفس کی اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔ (صحیح مسلم 1469)

دوسری حدیث میں ہے مجھے عورتیں اور خوشبو بہت پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

(سنن نسائی: 3392)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب عورتیں تھیں، ہاں گھوڑے ان سے بھی زیادہ پسند تھے۔ (سنن نسائی 3393)

ایک اور روایت میں ہے گھوڑوں سے زیادہ آپ کی چاہت کی چیز کوئی اور نہ تھی ہاں صرف عورتیں۔ ثابت ہوا عورتوں کی محبت بھلی بھی ہے اور بری بھی۔ اسی طرح اولاد کی اگر ان کی کثرت اس لیے چاہتا ہے کہ وہ فخر و غرور کرے تو بری چیز ہے اور اگر اس لیے ان کی زیادتی چاہتا ہے کہ نسل بڑھے اور موحد مسلمانوں کی گنتی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں زیادہ ہو تو بیشک یہ بھلائی کی چیز ہے۔

حدیث شریف میں ہے محبت کرنے والیوں اور زیادہ اولاد پیدا کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو۔ قیامت کے دن میں تمہاری زیادتی سے اور امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔ (مسند احمد: 3/158)

ٹھیک اسی طرح مال بھی ہے کہ اگر اس کی محبت گرے پڑے لوگوں کو حقیر سمجھنے اور مسکینوں غریبوں پر فخر کرنے کے لیے ہے تو بے حد بری چیز ہے۔ اور اگر مال کی چاہت اپنوں اور غیروں سے سلوک کرنے نیکیاں کرنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہے تو ہر طرح وہ شرعاً اچھی اور بہت اچھی چیز ہے۔

«قِنْطَار» کی مقدار میں مفسرین کا اختلاف ہے، ماحصل یہ ہے کہ بہت زیادہ مال کو قنطار کہتے ہیں، جیسے ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 6/250، عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

اور اقوال بھی ملاحظہ ہوں، ایک ہزار دینار، بارہ ہزار چالیس ہزار ساٹھ ہزار، ستر ہزار، اسی ہزار وغیرہ وغیرہ۔ مسند احمد کی ایک مرفوع حدیث میں ہے، ایک قنطار ہزار اوقیہ کا ہے اور ہر اوقیہ بہتر ہے زمین و آسمان سے۔ (مسند احمد: 2/263)

غالباً یہاں مقدار ثواب کی بیان ہوئی ہے جو ایک قنطار ملے گا (واللہ اعلم) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی

ہی ایک موقوف روایت بھی مروی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

اسی طرح ابن جریر میں معاذ بن جبل اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے، اور ابن ابی حاتم میں سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قطار بارہ سواوقیہ ہیں، ابن جریر رحمہ اللہ کی ایک مرفوع حدیث میں بارہ سواوقیہ آئے ہیں۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 6698)

لیکن وہ حدیث بھی منکر ہے، ممکن ہے کہ وہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہو جیسے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی فرمان ہے۔ ابن مردویہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص سو آیتیں پڑھ لے غفلوں میں نہیں لکھا جائے گا اور جس نے سو سے ہزار تک پڑھ لیں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قطار اجر ملے گا، اور قطار بڑے پہاڑ کے برابر ہے۔ (طبرانی: 1/268)

مستدرک حاکم میں ہی اس آیت کے اس لفظ کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ہزار اوقیہ، (تفسیر ابن جریر الطبری: 6725)

حسن بصری رحمہ اللہ سے موقوف یا مرسل مروی ہے کہ بارہ سودینار، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض عرب قطار کو بارہ سو کا بتاتے ہیں۔

بعض بارہ ہزار کا، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نیل کی کھال کے بھر جانے کے برابر سونے کو قطار کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم: 2/115)

گھوڑوں کی محبت تین قسم کی ہے، ایک تو وہ لوگ جو گھوڑوں کو پالتے ہیں اور اللہ کی راہ میں ان پر سوار ہو کر جہاد کرنے کیلئے نکلتے ہیں، ان کیلئے تو یہ بہت ہی اجر و ثواب کا سبب ہیں۔ دوسرے وہ جو فخر و غرور کے طور پر پالتے ہیں، ان کیلئے وبال ہے، تیسرے وہ جو سوال سے بچنے اور ان کی نسل کی حفاظت کیلئے پالتے ہیں اور اللہ کا حق نہیں بھولتے، یہ نہ اجر نہ عذاب کے مستحق ہیں۔

«مُسَوَّمَةٌ» کے معنی چرنے والا۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 6/252)

اور پنج کلیان (یعنی پیشانی اور چار قدموں پر نشان) وغیرہ کے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر عربی گھوڑا فجر کے وقت اللہ کی اجازت سے دود عائیں کرتا ہے، کہتا ہے اے اللہ جس کے قبضہ میں تو نے مجھے دیا ہے تو اس کے دل میں اس کے اہل و مال سے زیادہ میری محبت دے، (مسند احمد: 5/170)

«انعام» سے مراد اونٹ گائیں بکریاں ہیں۔ حرث سے مراد وہ زمین ہے جو کھیتی بونے یا باغ لگانے کیلئے تیار کی جائے، مسند احمد کی حدیث میں ہی انسان کا بہترین مال زیادہ نسل والا گھوڑا ہے اور زیادہ پھلدار درخت کھجور ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ سب دنیاوی فائدہ کی چیزیں ہیں، یہاں کی زینت اور یہاں ہی کی دلکشی کے سامان ہیں جو فانی اور زوال پالنے والے ہیں، اچھی لوٹنے کی جگہ اور بہترین ثواب کا مرکز اللہ کے پاس ہے، مسند احمد میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ جبکہ تو نے اسے زینت دے دی تو اس کے بعد کیا؟ اس پر اس کے بعد والی آیت اتری کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمہیں اس سے بہترین چیزیں بتاتا ہوں، یہ تو ایک نہ ایک روز زائل ہونے والی ہیں اور میں جن کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں وہ صرف دیر پا ہی نہیں بلکہ ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

سب اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے جنت ہے جس کے کنارے کنارے اور جس کے درختوں کے درمیان قسم قسم کی نہریں بہہ رہی ہیں، کہیں شہد کی، کہیں دودھ کی، کہیں پاک شراب کی، کہیں نفیس پانی کی، اور وہ نعمتیں ہیں جو نہ کسی کان نے سنی ہوں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں نہ کسی دل میں خیال بھی گزرا ہو، ان جنتوں میں یہ متقی لوگ ابدالاً بادر ہیں گے نہ یہ نکالے جائیں نہ انہیں دی ہوئی نعمتیں گم ہوں گی نہ فنا ہوں گی، پھر وہاں بیویاں ملیں گی جو میل کچیل سے خباثت اور برائی سے حیض اور نفاس سے گندگی اور پلیدی سے پاک ہیں، ہر طرح ستھری اور پاکیزہ، ان سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی رضا مندی انہیں حاصل ہو جائے گی اور ایسی کہ اس کے بعد ناراضگی کا کھٹکا ہی نہیں، اسی لیے سورۃ برات کی آیت میں فرمایا «

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ» (التوبہ 72:9)

اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا مندی کا حاصل ہو جانا بھی سب سے بڑی چیز ہے، یعنی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت رضائے رب اور مرضی مولا ہے۔ تمام بندے اللہ کی نگاہ میں ہیں وہ بخوبی جانتا ہے کہ کون مہربانی کا مستحق

ہے۔ (عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تخت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ﴾ (فاطر: 5)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی ○

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿الْهَٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ○ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ○﴾ (التكاثر: 1-5)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے ۰ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ۰ ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ۰ پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ۰ ہاں ہاں اگر یقین کا جانا جانتے (تو مال کی محبت نہ رکھتے) ۰ آیت نمبر: 7

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوٌّ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝﴾ (العنکبوت: 64)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا ہی اچھا تھا اگر وہ جانتے ۰

وَالآيَاتُ فِي الْكِتَابِ كَثِيرَةٌ مِّنْهُوَ ۚ

اس کے علاوہ بھی اس موضوع کی آیات بہت زیادہ ہیں۔

وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُحْصَرَ فَنَبِّهْ بِطَرَفٍ مِنْهَا عَلَى مَا سِوَاهِ ۚ

اور اس موضوع کی احادیث بھی اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک بیان کرتے ہیں:

(۴۶۰) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجَزِيرَتِهَا، فَقَدِمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتْ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَوَافُوا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ، ثُمَّ قَالَ: "أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ؟" فَقَالُوا: أَجَلْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: "أَبْشِرُوا وَأَمْلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَسَكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، فَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكْتَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۚ

◀ حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جزیرہ وصول کرنے کے لئے بحرین بھیجا۔ وہ بحرین سے کچھ مال لائے۔ سو انصار نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا سنا تو وہ صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ پلے اور انصار آپ کے سامنے ہوئے۔ جب نبی کریم ﷺ نے انصار کو دیکھا تو تبسم فرمایا: پھر فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے سنا ہے کہ ابو عبیدہ بحرین سے کچھ مال لائے ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا: خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہاری غربت کا ڈر نہیں بلکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ

دنیا تمہارے لئے فراخ کر دی جائے گی۔ جس طرح ان لوگوں کے لئے فراخ کر دی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور دنیا کے حصول میں اسی طرح باہم مقابلہ کرنے لگو گے جس طرح انہوں نے مقابلہ کیا اور وہ تمہیں اس طرح ہلاک کر دے جس طرح اس نے ان کو ہلاک کر دیا تھا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

آپ قدیم الاسلام ہیں، مدینہ منورہ میں رہے، امیر معاویہ کے آخری زمانہ میں وفات ہوئی۔
(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المسئلة شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مراۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

بِجَزْئِهَا: زمین کا محصول، ٹیکس، جوڑی سے لیا جاتا ہے۔

شرح:

اے راہِ صالحین سے دور رہنے والے! تجھ پر اپنے نورِ بصارت کی اصلاح لازم ہے،۔۔۔۔۔ تار یک دل شکوک کے کانٹوں پر چل رہا ہے اور ٹو بے خبر ہے،۔۔۔۔۔ تو بہ کرنے والا اپنی عمر عبادت میں گزارتا ہے، دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات میں عبادت کرتا ہے جبکہ آرام پسند اور کاہل آدمی کا وقت غفلت میں گزرتا ہے، اس کی بصیرت غور و تفکر سے بے بہرہ ہوتی ہے کیونکہ جو شخص دنیا سے بے رغبتی کا مزہ چکھ لیتا ہے اسے شب بیداری اور رات میں نماز پڑھنے میں بہت لذت حاصل ہوتی ہے،۔۔۔۔۔ اگر تمہیں رات کے اوائل میں تہجد پڑھنے والے نظر نہیں آتے تو سحری کے وقت انہیں دیکھ لیا کرو اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ کہ اب تو اس بڑھاپے کی فجر طلوع ہو چکی ہے اگر تو بارگاہِ خداوندی عزوجل سے پیچھے رہ گیا تو یہ پیچھے رہ جانا تجھے ذلت میں ڈال دے گا۔

(۴۶۱) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: "إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ مِ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزَيْنَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا: میں اپنے بعد تمہارے متعلق جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی زیب و زینت کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ (متفق علیہ)

(۴۶۲) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ

تَعَالَى مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک دنیا میٹھی سرسبز ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں خلیفہ بنانے والا ہے اور وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ پس تم دنیا سے ڈرو اور عورتوں سے پرہیز کرو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

حُلُوَّةٌ: میٹھی

خَصْرَةٌ: سرسبز، شاداب، ہری بھری

شرح:

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، جس نے اس میں سے حلال طریقہ سے کمایا اور اسے کا رِ ثواب میں خرچ کرے اللہ عز و جل اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اس میں حرام طریقہ سے کمایا اور اسے ناحق خرچ کیا اللہ عز و جل اس کے لئے ذلت و حقارت کے گھر کو حلال کر دے گا اور اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں خیانت کرنے والے بہت سے لوگوں کے لئے قیامت کے دن جہنم ہوگی۔

ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "بے شک دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ عز و جل نے تمہیں اس میں باقی رکھا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ جب بنی اسرائیل کے لئے دنیا خوب آراستہ و پیراستہ کی گئی اور پھیلا دی گئی تو وہ زیورات، عورتوں، خوشبو اور کپڑوں میں مست ہو گئے۔"

(جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ما خیر النبی۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۱۹۲، ص ۱۸۷، الترغیب لابن ابی الدنیا، الحدیث ۲۰، ج ۱، ص ۲۱)

(۴۶۳) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! کوئی زندگی نہیں ہے سوائے آخرت کی زندگی کے۔ (متفق علیہ)

(۴۶۳) وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَتَّبِعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ: أَهْلُهُ وَمَالُهُ

وَعَمَلُهُ: فَيَرْجِعُ اثْنَانِ، وَيَبْقَى وَاحِدٌ: يَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جائیں گی: اس کے اہل و عیال، اس کا مال اور اس کا عمل سوان میں سے دو لوٹ آئیں گی اور ایک باقی رہے گی۔ اس کے اہل و عیال اور مال واپس لوٹ آئیں گے اور اس کا عمل باقی رہے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی بعد مرے قبر تک تین چیزیں ساتھ جاتی ہیں: دو بے وفا جو مردے کو چھوڑ کر لوٹ آتی ہیں ایک وفادار جو ساتھ رہتی ہے۔

گھر والوں سے مراد بال بچے، عزیز و اقارب، دوست آشنا جو دفن و نماز میں شرکت کرنے جاتے ہیں۔ مال سے مراد اس کے غلام باندیاں ہیں۔ اعمال سے مراد سارے اچھے برے عمل ہیں جو میت نے اپنی زندگی میں کیے۔ اعمال کے ساتھ جانے سے مراد ان کا میت کے ساتھ تعلق ہے جو مرے بعد قائم رہتا ہے لہذا حدیث شریف واضح ہے۔ نیک اعمال جو قبول ہو گئے ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں برے اعمال شفاعت بخشش یا سزا بھگتے تک چمٹے رہتے ہیں، ان چیزوں کے بعد پیچھا چھوڑتے ہیں۔ جس پر مولیٰ رحم کرے حضور جسے سنبھال لیں اس کا بیڑا پار ہے۔ قبر اعمال کا صندوق ہے یا دوزخ کی بھٹی ہے یا جنت کی کیاری اس لیے بزرگوں کی قبر کو روضہ کہتے ہیں یعنی جنت کا باغ۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۱۳)

(۳۶۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ، هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ، وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ، هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا وَاللَّهِ، مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن

464: بخاری فی الرقاق، رقم الحدیث: 4/12081، مسلم الزهد، رقم الحدیث: 4/12081، ترمذی فی الزهد، رقم الحدیث: 4/12081، نسائی احمد، رقم

الحدیث: 4/12081، ابن خبان، رقم الحدیث: 3107، حمیدی، رقم الحدیث: 1186

465: أخرجه مسلم، رقم الحدیث: 2807، والنسائی، رقم الحدیث: 3160

دوزخیوں میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں بہت زیادہ نعمتوں سے بہرہ ور ہوا ہوگا اور اس کو آگ میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی؟ کیا کبھی تو نعمت سے بہرہ ور ہوا؟ تو وہ کہے گا: نہیں اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! پھر جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ بد حال تھا اور اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی سختی دیکھی؟ کیا تو کبھی سختی سے دوچار ہوا؟ تو وہ کہے گا: نہیں! اللہ کی قسم! میں کبھی سختی سے دوچار نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے کبھی سختی دیکھی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

بُؤس: سختی، دشواری

شرح:

ایک بار غوطہ دیا جائے گا) یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا نہ کہ قبر میں کیونکہ دوزخ میں داخلہ اس وقت ہے قبر میں تو صرف دوزخ یا جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔

(یارب واللہ کبھی نہیں) پتہ لگا کہ دنیا کے عمر بھر کے عیش و آرام وہاں کے منٹ بھر کے ایک غوطہ پر بھول جائیں گے وہ تو بڑی سخت جگہ ہے دنیا میں کوئی خاص مصیبت پڑے تو سارے عیش فراموش ہو جاتے ہیں۔

(ایک بار غوطہ دیا جائے گا) یا تو حوض کوثر میں یا وہاں کی ہوا اور دوسری نعمتوں میں۔ غوطہ دیئے جانے سے مراد ہے وہاں کی ہوا کا جھونکا دینا وہاں داخل فرما کر اس کی تجلی دکھانا۔

(اللہ کی قسم کبھی نہیں) معلوم ہوا کہ وہاں کے عیش کی ایک جھلک وہاں کی ہوا کا ایک جھونکا عمر بھر کے دنیاوی غموں تکلیفوں کو بھلا دے گا، انسان کو چاہیے کہ اس طرف دل لگائے۔ خیال رہے کہ یہ عرض معروض جھوٹ نہ ہوگی بلکہ واقعی وہ شخص ان مصیبتوں کو بھول ہی جاوے گا اس بنا پر یہ کہے گا۔

(میں نے کبھی کوئی سختی نہ دیکھی) اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے دنیا میں جو مصیبتیں دیکھیں وہ درحقیقت مصیبتیں ہی نہ تھیں کیونکہ ان کا انجام یہ نعمتیں تھیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ ان مصیبتوں کو بھول ہی گیا ان نعمتوں کی خوشی میں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالحین، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۵۰۱)

(۴۶۶) وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: "مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ أَصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں رکھے اور پھر دیکھے کہ انگلی کس چیز کے ساتھ واپس آئی ہے۔ (مسلم)

(۴۶۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوقِ وَالنَّاسُ كَنَفَتِيهِ، فَمَرَّ بِجَدِّي أَسْكَ مَيِّتٍ، فَتَنَّاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ هَذَا لَهُ بِدَرَاهِمٍ؟" فَقَالُوا: مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ ثُمَّ قَالَ: "أَتُحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ؟" قَالُوا: وَاللَّهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيًّا، إِنَّهُ أَسْكَ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ! فَقَالَ: "فَوَاللَّهِ لِلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "كَنَفَتِيهِ" أَيُّ: عَنْ جَانِبِيهِ. وَ"الْأَسْكَ": الصَّغِيرُ الْأُذُن.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے گزرے تو لوگ آپ کے اطراف میں تھے۔ آپ ایک چھوٹے کانوں والی بکری کے مردہ بچے کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ یہ ایک درہم کے بدلے اس کا ہو جائے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی! ہم اس کو کسی چیز کے بدلے بھی لینا پسند نہیں کرتے، ہم اسے لے کر کیا کریں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ یہ تمہارا ہو جائے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تو بھی عیب دار تھا کیونکہ اس کے کان چھوٹے تھے اور اب جب کہ یہ مردہ بھی ہے تو ہم اس کا کیا کریں گے۔ فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی کم قدر ہے جتنا یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

کنفتیہ: یعنی آپ کے اطراف میں۔

466: أخرجه احمد، رقم الحديث: 18030، مسلم، رقم الحديث: 2959، ترمذی، رقم الحديث: 2323، ابن ماجہ، رقم الحديث: 4108، ابن حبان، رقم

الحديث: 4330، حاکم، رقم الحديث: 47898، طبرانی فی الکبیر، رقم الحديث: 713/20

467: أخرجه مسلم، رقم الحديث: 2957، ابوداؤد، رقم الحديث: 187

الاسک: کا معنی ہے: چھوٹے کانوں والا۔

شرح:

دنیا کے کاموں میں مشغول رہنے کے باوجود تیرا آخرت کے لئے فکر کرنا اور اس کا شعور رکھنا، تیرے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دے گا۔ اور اسی کو زہد حقیقی کہتے ہیں اور یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گا۔ حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: "دنیا سے بے رغبتی مال کو ضائع کر دینے اور حلال کو حرام کر دینے کا نام نہیں، بلکہ دنیا سے کنارہ کشی تو یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ اس سے زیادہ قابل اعتماد نہ ہو جو کچھ اللہ عزوجل کے پاس ہے۔" (جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الزہادۃ، الحدیث: ۲۳۴۰، ص ۱۸۸)

حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ انہی کی بارگاہ میں عرض کی گئی: "دل سے دنیا کی محبت نکالنے کا نسخہ کیا ہے؟" ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے سچی محبت اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ اور خالص محبت کی علامات تین ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ وعدہ پورا کرنا۔ (۲)۔۔۔۔۔ بغیر سوال کے عطا کرنا اور (۳)۔۔۔۔۔ کوئی سخاوت نہ کرے پھر بھی اس کی تعریف کرنا۔

اور مجتہبین کی علامات بھی تین ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ رضائے الہی عَزَّ وَجَلَّ کی جستجو میں رہنا (۲)۔۔۔۔۔ اسی کی ذات میں مشغول رہنا اور (۳)۔۔۔۔۔ ہمیشہ اسی کی پناہ طلب کرنا۔" (طبۃ الاولیاء، معروف کرخی، الحدیث: ۱۲۷۱۸، ج ۸، ص ۱۱)

(۳۶۸) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةٍ بِالمَدِينَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا أَحَدٌ، فَقَالَ: "يَا أَبَا ذَرٍّ" قُلْتُ: لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ: "مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أَحَدٍ هَذَا ذَهَبًا تَمْضِي عَلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ، إِلَّا شَيْءٌ أَرَصْدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنِّي أَقُولُ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا" عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، ثُمَّ سَارَ، فَقَالَ: "إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمْ الْأَقْلَوْنَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا" عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ "وَقَلِيلٌ مَا هُمْ". ثُمَّ قَالَ لِي: "مَكَانَكَ لَا تَبْرَحَ حَتَّى آتِيكَ" ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتَّى تَوَارَى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا، قَدْ ارْتَفَعَ، فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ عَرَضَ لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَارَدْتُ أَنْ آتِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ: "لَا تَبْرَحَ حَتَّى آتِيكَ" فَلَمْ أَبْرَحْ حَتَّى آتَانِي، فَقُلْتُ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: "وَهَلْ سَمِعْتَهُ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "ذَاكَ جَبْرِيلُ آتَانِي. فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يَشْرُكَ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ،"

قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: "وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی معیت میں مدینہ طیبہ کی پتھریلی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ ہمارے سامنے آیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: لَبِیک یا رسول اللہ! فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور تین دن گزر جانے کے بعد بھی میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی باقی ہو سوائے اس چیز کے جس کو میں اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں مگر یہ کہ میں اس کو اللہ کے بندوں میں اتنا، اتنا اور اتنا کہہ کر خرچ کر دوں اور آپ نے اپنے دائیں، بائیں اور پیچھے اشارہ کیا۔ پھر آپ چل دیئے اور فرمایا: زیادہ مال و دولت والے قیامت کے دن کم دولت والے ہوں گے۔ مگر جو اپنے مال سے اتنا، اتنا، اتنا کہے اور آپ نے اپنے دائیں بائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ کیا اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا: تم یہیں ٹھہرو جب تک میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں یہاں سے مت ہلنا۔ پھر آپ رات کی تاریکی میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ آپ اوجھل ہو گئے۔ سو میں نے ایک آواز سنی جو بلند ہوئی۔ مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں کسی نے نبی کریم ﷺ سے دست درازی نہ کیا ہو۔ میں نے آپ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ پھر مجھے آپ کا یہ ارشاد یاد آ گیا: "جب تک میں تیرے پاس نہ آ جاؤں یہاں سے نہ ہلنا"۔ پس میں وہاں سے نہ ہلا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی: میں نے ایک آواز سنی جس سے میں ڈر گیا۔ میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے وہ آواز سنی؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: "یہ جبرائیل تھے۔ وہ میرے پاس آئے اور کہا: آپ کی امت میں سے جو آدمی فوت ہو گیا اور وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا" میں نے عرض کی: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے"۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

نواری: از، توڑیا، بمعنی چھینا، آنکھوں سے اوجھل ہونا۔

شرح:

آدمی کو چاہیے کہ اپنے دل میں کوئی غرض نہ پائے یعنی بے غرض ہو کر عطا کرے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ اپنے دل کو

ایسی جگہ خرچ کرنے پر مائل کرے جہاں خرچ کرنا قابلِ تعریف ہو خواہ وہاں خرچ کرنا شرعاً واجب ہو یا قابلِ مروت و عادت ہو، لہذا سخی وہ ہے جو ایسی جگہ خرچ کرنے سے نہ رکے ورنہ وہ بخیل کہلائے گا مگر واجب شرعی کو روک لینے والا مثلاً زکوٰۃ یا اہل و عیال کے نفقہ کو روک لینے والا مروۃ واجب ہونے والے حق مثلاً کم قیمت اشیاء میں تنگی کرنے والے سے زیادہ برا ہے اور اس کی برائی اموال و اشخاص کی تبدیلی سے مختلف ہو جاتی ہے، لہذا مال دار، پڑوسی، اہل خانہ اور دوست کے ساتھ ایسا سلوک کرنا ان کی اضداد سے ایسا سلوک کرنے سے زیادہ برا ہے۔

بخل کا ایک تیسرا درجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ کثرتِ مال کی صورت میں انسان مشروع اور مروت کے واجبات ادا کرتا رہے، پھر ان بھلائی کی جگہوں پر مال خرچ کرنا بند کر دے تاکہ وہ کسی مصیبت کے لئے مال کو بچا کر رکھ سکے نیز اپنے لئے اللہ عزوجل کے تیار کردہ ثوابات، اعلیٰ درجات اور پسندیدہ مراتب پر فانی اغراض کو ترجیح دے تو یہ شخص بہت بڑا بخیل ہے، مگر یہ معاملہ عقل مندوں کے نزدیک ہے عام مخلوق کے نزدیک نہیں کیونکہ وہ پریشانی کے وقت کے لئے مال جمع کر کے رکھنے کو بہت اہم خیال کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے پڑوسی فقیر کو محروم کرنے کو اس شخص کا برا عمل خیال کرتے ہیں اگرچہ وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور اس کی قباحات مال کی مقدار اور فقیر کی حاجت و مدد کی زیادتی کے مختلف ہونے سے بدلتی رہتی ہے، پھر وہ شخص ان دونوں واجبات کی ادائیگی کرنے سے بخل سے بری ہو جائے گا لیکن اس کے لئے جو دوسرا کی صفت اس وقت تک ثابت نہ ہوگی جب تک وہ فضیلت کے حصول کے لئے، نہ کہ تعریف یا خدمت یا بدلے کے لئے، ان دونوں جگہوں پر واجب حق سے زیادہ خرچ نہ کرے اور اس کے لئے اس صفت کا ثبوت اس کی استطاعت کے مطابق کم یا زیادہ خرچ کرنے پر ہوگا۔

(۴۶۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا، لَسَرَّيْنِي أَنْ لَا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْءٌ أَرْضُدُّهُ لِدَيْنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھے یہ پسند ہے کہ تین دن گزرنے سے پہلے اس میں سے کوئی چیز میرے پاس باقی نہ بچے۔ مگر وہ مال جسے میں قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں۔ (متفق علیہ)

(۴۷۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "انْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ

469: أخرجه احمد، رقم الحديث: 3/7489، والبخاری، رقم الحديث: 2389، مسلم، رقم الحديث: 991، ابن ماجه، رقم الحديث: 4231، ابن حبان، رقم الحديث: 3214

470: أخرجه احمد، رقم الحديث: 2/7453، بخاری، رقم الحديث: 749، مسلم، رقم الحديث: 2973، ترمذی، رقم الحديث: 2513، ابن ماجه، رقم الحديث: 4142، ابن حبان، رقم الحديث: 713

وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ ؛ فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ،
وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ : " إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فَضَّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ ،
فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ " .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی طرف دیکھو جو تم سے نیچے ہے اس کی طرف نہ دیکھو جو تم سے بلند ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہے تا کہ اللہ کی جو نعمتیں تم پر ہوئی ہیں تم ان کو حقیر نہ سمجھو۔ (متفق علیہ)
یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: جب تم میں سے کوئی اس شخص کو دیکھے جس کو اس پر مال اور صورت میں فضیلت دی گئی ہے تو اسے اس کی طرف دیکھنا چاہیے جو اس سے کم درجے کا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

أَجْدَرُ: زیادہ مناسب، زیادہ لائق

شرح:

اجدار رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ ہوگا جب اسے لایا جائے گا تو اللہ عز و جل اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ عز و جل ارشاد فرمائے گا: "تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟" وہ عرض کرے گا: "میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔" تو اللہ عز و جل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، پھر اس کے بارے میں جہنم میں جانے کا حکم دے گا تو اسے منہ کے بل گھیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس شخص کو لایا جائیگا جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن کریم پڑھا، وہ آئے گا تو اللہ عز و جل اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ عز و جل اس سے دریافت فرمائے گا: "تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟" وہ عرض کرے گا کہ "میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآن کریم پڑھا۔" اللہ عز و جل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن کریم اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھیٹ کر جہنم میں ڈال دیا

جائے گا، پھر ایک مالدار شخص کو لایا جائے گا جسے اللہ عزوجل نے کثرت سے مال عطا فرمایا تھا، اسے لا کر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کریگا تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو نے ان نعمتوں کے بدلے کیا کیا؟" وہ عرض کریگا: "میں نے تیری راہ میں جہاں ضرورت پڑی وہاں خرچ کیا۔" تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹا ہے تو نے ایسا اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا۔" پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم ہوگا اور اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔" (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۴۹۲۳، ص ۱۰۱۸)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ حیا کے تعریف فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شرعی حیا کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کر کے شرمندہ و نادم ہو، اس شرمندگی کی بنا پر آئندہ گناہوں سے بچنے، نیکیاں کرنے کی کوشش کرے، جو غیرت نیکوں سے روک دے وہ عجز ہے حیا نہیں۔ اس معنی سے یہ حدیث پاک بالکل واضح ہوگئی واقعی یہ حیا تو گویا ایمان ہی ہے خیر ہی ہے۔

(مرقات و احسن، مراۃ النایح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۸۹۸)

(۴۷۱) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَالذَّرْهَمِ، وَالْقُطَيْفَةِ، وَالْخَمِصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہلاک ہو گیا درہم و دینار اور سیاہ اور دھاریدار قیمتی کپڑے کا لالچی بندہ کہ اگر اس کو مل جائے تو راضی ہوتا ہے اور اگر نہ ملے تو راضی نہیں ہوتا۔ (بخاری)

(۴۷۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ: إِمَّا إِزَارٌ، وَإِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةً أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر اصحاب کو دیکھا کہ ان میں سے کسی نے بھی اپنے اوپر چادر نہیں لے رکھی تھی ان کے پاس یا تو تہبند ہوتا اور یا چادر جس کو انہوں نے اپنی گردن سے باندھ رکھا ہوتا۔ کوئی تہبند نصف پنڈلی تک پہنچتا تو کوئی ٹخنوں تک اور وہ ستر کھل جانے کے خوف سے اسے اپنے ہاتھ سے اکٹھا کئے رکھتے تھے۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۸۷۰ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْكَفَّيْنِ: دونوں ٹخنے

شرح:

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "اے ابو ذر! کیا تم مال کی کثرت ہی کو غنا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "جی ہاں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!" پھر فرمایا کہ "کیا تم قلتِ مال ہی کو فقر سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!" ارشاد فرمایا کہ "غنا تو دل کی غنا ہے اور فقر تو دل کا فقر ہے۔"

پھر مجھ سے قریش کے ایک شخص کے بارے میں پوچھا، "کیا تم فلاں کو جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "جی ہاں۔" فرمایا، "تم اسے کیا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب کوئی مہمان اسکے پاس آتا ہے تو اسے اپنے گھر میں بٹھاتا ہے۔" پھر مجھ سے اہل صفہ کے ایک شخص کے بارے میں استفسار فرمایا کہ "کیا تم اسے جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "نہیں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم! میں اسے نہیں جانتا۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کا حلیہ اور اوصاف بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے اسے پہچان لیا تو عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسے پہچان لیا ہے۔" تو فرمایا کہ "تم اسے کیسا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "وہ اہل صفہ میں سے ایک مسکین شخص ہے۔" فرمایا کہ "وہ سطحِ زمین پر دوسروں سے بہتر ہے۔" میں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جو چیز اس دوسرے کو دی گئی ہے اس میں سے بعض اسے نہیں دی گئی؟" فرمایا کہ "اگر اسے بھلائی عطا ہو تو وہ اس کا اہل ہے اور اگر بھلائی لے لی جائے تو نیکی عطا کر دی جاتی ہے۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب الفقر والزهد والقناعة، رقم ۶۸۴، ج ۲ ص ۳۷)

(۴۷۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم)

(۴۷۴) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي، فَقَالَ: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ". وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

472: أخرجه البخاري، رقم الحديث: 442، ابن حبان، رقم الحديث: 682، بیہقی، رقم الحديث: 241/2، وأحمد في الزهد، رقم الحديث: 13/

473: مسلم، رقم الحديث: 8996، أحمد، رقم الحديث: 689، ترمذی، رقم الحديث: 687، ابن ماجہ، رقم الحديث: 687، عبرانی، رقم الحديث: 687، حاکم، رقم

الحديث: 687، حلیلا ابن نعیم، رقم الحديث: 687، ابن حبان، رقم الحديث: 687

عَنْهُمَا، يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: دنیا میں اس طرح ہو جاؤ گویا تم مسافر یا راہرو ہو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر اور اپنی حالت صحت میں اپنی حالت مرض کے لئے توشہ جمع کر اور اپنی زندگی میں اپنی موت کے لئے توشہ جمع کر۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

عَابِرُ سَبِيلٍ: راہ گیر، مسافر،

شرح:

قَالُوا فِي شَرْحِ هَذَا الْحَدِيثِ مَعْنَاهُ: لَا تَرَكْنُ إِلَى الدُّنْيَا وَلَا تَتَّخِذْهَا وَطَنًا، وَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِطُولِ الْبَقَاءِ فِيهَا، وَلَا بِالْاِعْتِنَاءِ بِهَا، وَلَا تَتَّعَلِّقْ مِنْهَا إِلَّا بِمَا يَتَّعَلَّقُ بِهِ الْغَرِيبُ فِي غَيْرِ وَطَنِ، وَلَا تَشْتَغِلْ فِيهَا بِمَا لَا يَشْتَغِلُ بِهِ الْغَرِيبُ الَّذِي يُرِيدُ الذَّهَابَ إِلَى أَهْلِهِ، وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ.

علماء نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا کی طرف مائل نہ ہو اور اس کو اپنا وطن نہ سمجھ اور اپنے نفس کو یہ تاثر نہ دو کہ اس دنیا میں طویل عرصہ باقی رہنا ہے اور نہ اس کی طرف زیادہ توجہ کرو اور اس کے ساتھ اسی قدر تعلق رکھو جتنا تعلق ایک مسافر پردیس سے رکھتا ہے اور اس دنیا میں تم ان کاموں میں مشغول نہ ہو جاؤ جن میں وہ مسافر مشغول نہیں ہوتا جس کا ارادہ اپنے وطن لوٹ جانے کا ہوتا ہے۔ اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

(۴۷۵) وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ، فَقَالَ: "أَزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللَّهُ، وَأَزْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ حَسَنَةٍ.

475: أخرجه ابن ماجه، رقم الحديث: 4102

◀ حضرت ابوالعباس سہل بن سعد الساعدي رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جس پر میں عمل کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ نے فرمایا: دنیا سے زہد اختیار کر اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی اختیار کر لوگ تیرے ساتھ محبت کریں گے۔

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد ساعدي رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث حسن ہے۔ ابن ماجہ وغیرہ نے اسے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

ذُلِّی: میری رہنمائی فرمائیں،

شرح:

ایک حدیث میں یوں فرمان ہوا کہ

حضرت سیدنا انس اور حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، خاتم المرسلین، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا فرمانِ ذیشان ہے: "جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی بے شک اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا مجھے کسی کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اس مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اپنے بندے کو تکلیف دینے کو ناپسند جانتا ہوں مگر اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں، میرا مومن بندہ دنیا سے بے رغبتی جیسے کسی اور عمل سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور میرے فرض کردہ احکام کی بجا آوری جیسی میری کوئی دوسری عبادت نہیں کر سکتا۔"

(کنز العمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۶۷۶، ج ۱، ص ۲۰۰، بتقدم و تاخر)

(۴۷۶) وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ، مَا أَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظُلُّ الْيَوْمَ

يَلْتَوِي مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقْلِ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الدَّقْلُ" بفتح الدال المهملة والقاف: رديء التمر .

476: أخرجه مسلم، رقم الحديث: 2978، ابن ماجه، رقم الحديث: 4156

◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس دنیا یعنی مال و دولت کا ذکر کیا جو لوگوں نے جمع کر رکھی تھی تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ سارا دن بیچ و تاب کھاتے رہتے آپ کو ردی کھجور بھی میسر نہ آتی جس سے آپ اپنی شکم پری کرتے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الدقل: دال مہملہ اور قاف دونوں پر زیر ہے۔ ردی کھجور کو کہتے ہیں۔

شرح:

یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام و تابعین سے ہے جب کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فراخی عطا فرمادی تھی خصوصاً عہد فاروقی عثمانی میں۔ مقصد یہ ہے کہ اس فراخی رزق پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو یا اعتراضاً فرمایا کہ تم لوگوں نے دنیا کی فراوانی پا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد تقویٰ اور ترک دنیا کا طریقہ چھوڑ دیا۔

دفل کا لفظی ترجمہ گڈ ہے یعنی ایسے معمولی خرے جس میں ہر قسم کے خرے موجود ہیں انکا کوئی خاص نام نہ ہو بکھرے پھرتے ہوں یعنی اعلیٰ کھانوں اعلیٰ کھجوروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ ردی معمولی گڈ خرے بھی افراط سے نہ پاتے تھے، غالباً یہ ذکر ہے فتح خیبر سے پہلے کا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۴۵)

(۴۷۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تُوْفِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفِي لِي، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ، فَاكَلْتُهُ فَفَنِيَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهَا: "شَطْرُ شَعِيرٍ" أَيْ: شَيْءٌ مِّنْ شَعِيرٍ "كَذَا فَسْرُهُ التِّرْمِذِيُّ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے کوئی ذی روح شے کھا سکے۔ سوائے تھوڑے سے جوؤں کے جو میری پڑچھتی پر رکھے تھے۔ میں کافی عرصہ ان کو کھاتی رہی حتیٰ کہ ایک دن میں نے ان کو تولا تو وہ ختم ہو گئے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

آپ رضی اللہ عنہا کے قول شطر شعیر کا مطلب ہے تھوڑے سے جو۔
جیسا کہ ترمذی نے اس کی تشریح کی ہے۔

شرح:

حضور نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: "دنیا میں سب سے زیادہ پیٹ بھرنے والا قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔" (راوی فرماتے ہیں:) آپ ﷺ نے حضرت سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب انہوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا کر ڈکاری۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی پیٹ بھر کر نہ کھایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب صبح کے وقت کچھ کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کے وقت کھا لیتے تو صبح نہ کھاتے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۹۲۹۸، ج ۶، ص ۵۲۳، "اکثر ہم جوہا" بدلہ "اطولہم جوہا")

(۴۷۸) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِينَارًا، وَلَا دِرْهَمًا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا أَمَةً، وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءُ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا، وَسِلَاحَهُ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيلِ صَدَقَةً. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ جو ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انتقال کے وقت کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی، سوائے اپنی سفید خچر کے جس پر آپ سواری کیا کرتے تھے اور اپنے ہتھیار اور اپنی زمین کو آپ نے مسافروں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ (بخاری)

(۴۷۹) وَعَنْ خَبَابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِ شَيْءٍ، مِنْهُمْ: مُضْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ نِمْرَةً، فَكُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ، بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ، بَدَا رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ نَغْطِيَ رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الْإِذْخِرِ، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ، فَهُوَ يَهْدِي بِهَا.

478: أخرجه البخاري، رقم الحديث: 2739

479: أخرجه احمد، رقم الحديث: 7/21134، البخاري، رقم الحديث: 1276، مسلم، رقم الحديث: 940، ابوداؤد، رقم الحديث: 3155، الترمذی، رقم

الحديث: 3853، النسائي، رقم الحديث: 1902

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

”النَّمِرَةُ“: كِسَاءٌ مُظْلِمُونَ مِنْ صَوْفٍ . وَقَوْلُهُ: ”اَيْنَعْتُ“ اَيُّ: نَضَجْتُ وَادْرَكْتُ . وَقَوْلُهُ: ”يَهْدِيهَا“ هُوَ بَفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الدَّالِ وَكَسْرِهَا لُغْتَانِ: اَيُّ: يَقْطَعُهَا وَيَجْتَنِيهَا، وَهَذِهِ اسْتِعَارَةٌ لِمَا فَتَحَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ مِنَ الدُّنْيَا وَتَمَكَّنُوا فِيهَا .

◀ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ قدرت پر ثابت ہو چکا ہے۔ پس ہم میں سے کچھ وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور انہوں نے اپنے اجر میں سے اس دنیا میں کچھ نہیں کھایا۔ ان میں سے ایک حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے انہوں نے اون کی ایک رنگدار چادر چھوڑی اگر ہم اس کے ساتھ آپ کا سر ڈھانپتے تو آپ کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ظاہر ہو جاتا۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ اس چادر سے ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں اور ہم میں سے کچھ وہ ہیں جن کا پھل پک چکا ہے اور وہ پھل چن رہے ہیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 43 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

النمرہ: اون کی رنگدار چادر کو کہتے ہیں۔

اینعت: کا معنی ہے: پک گئے تیار ہو گئے۔

یہدہا: یاء کے فتح اور دال کے ضمہ یا کسرہ کے ساتھ دونوں لغتیں ہیں۔ اس کا معنی ہے: چن رہا ہے توڑ رہا ہے۔

یہ اس سے استعارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا کے دروازے کھول دیئے اور وہ اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

شرح:

یعنی بفضلہ تعالیٰ ہماری ہجرت قبول ہوئی کیونکہ خالص اللہ کے لیے ہماری ہجرت تھی اخلاص کے لیے اجر و ثواب لازم ہے۔

(ہمارا ثواب اللہ کی بارگاہ میں ثابت ہو گیا) یہاں اجر سے مراد دنیاوی نفع ہے جو مؤمن کے لیے ثواب عاجل یعنی نقد معاوضہ ہوتا ہے یعنی بعض مہاجرین وہ ہیں جنہوں نے فتوحات غلیمتیں وغیرہ کچھ نہ دیکھیں اور شہید ہو گئے۔

حضرت معصب ابن عمیر قرشی عبدی ہیں، جلیل القدر صحابی ہیں، اسلام سے پہلے بڑے ناز و نعم میں پرورش پاتے

رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ اولیٰ کی بیعت کے بعد انہیں مدینہ منورہ تبلیغ کے لیے بھیج دیا تھا آپ لوگوں کے گھروں میں جا کر تبلیغ کرتے ہر دورہ میں ایک دو مسلمان کر لیتے تھے حتیٰ کہ وہاں ایک جماعت مؤمن ہو گئی پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ نے مدینہ منورہ میں جمعہ شروع کیا پھر اگلے سال ستر اہل مدینہ کو لے کر حج میں آئے اور دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے (مرقات) آپ کی شہادت غزوہ احد میں ہوئی۔

کفن تین طرح کا ہوتا ہے: کفن سنت، کفن کفایت، کفن ضرورت۔ حضرت مصعب ابن عمیر کو بعد شہادت کفن ضرورت بھی پورا نہ ملا یعنی ایک کپڑا جسم کا کچھ حصہ کپڑے سے ڈھانپا گیا کچھ حصہ گھاس سے، ایک بار حضرت مصعب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے نہایت ہی معمولی لباس میں بیٹھے تھے جس میں چمڑے کے پیوند تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا دیکھو یہ کس ناز و نعم میں ہے اور اب اسلام کی خاطر کس حالت میں ہیں۔ یعنی ہم مہاجرین میں سے بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات دیکھیں، مال غنیمت حاصل کیے، آرام پایا۔ خیال رہے کہ ان فتوحات کے دیکھنے غنیمت پانے سے ان حضرات کا اخروی ثواب کم نہیں ہو گیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۸، ص ۴۴۶)

(۴۸۰) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پھر کے پر جتنی حیثیت بھی رکھتی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے کافر کو پانی کا ایک گھونٹ تک نہ پلاتا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۸۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّا الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا فِيهَا، إِلَّا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى، وَمَا وَآلَاهُ، وَعَالِمًا وَمُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: خبردار! دنیا ملعون ہے جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھے

اور عالم اور علم حاصل کرنے والا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۸۲) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَتَّخِذُوا الصَّيْعَةَ فِتْرَةً غَبُورًا فِي الدُّنْيَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاگیریں حاصل نہ کرو اس طرح تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۸۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا، فَقَالَ: "مَا هَذَا؟" فَقُلْنَا: قَدْ وَهَى، فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ، فَقَالَ: "مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَغْجَلَ مِنْ ذَلِكَ".

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم اپنا جھونپڑا ٹھیک کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کی: یہ خراب ہو گیا ہے ہم اس کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ فرمایا: میں معاملہ کو اس سے بھی جلدی آنے والا دیکھتا ہوں (یعنی موت کو)۔

ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو بخاری و مسلم کی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

خُصًّا: جھونپڑا

نُصْلِحُهُ: ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔

482: ترمذی، رقم الحدیث: 4/7910، احمد، رقم الحدیث: 4/7910، حاکم، رقم الحدیث: 4/7910، طیبی، رقم الحدیث: 379، تاریخ بغداد، رقم الحدیث: 1/18، احمد، رقم الحدیث: 2/3579

483: الترمذی، رقم الحدیث: 2/6512، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2/6512، احمد، رقم الحدیث: 2/6512، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2996، ابن حبان، رقم الحدیث: 2996

شرح:

موت کی یاد حفاظت کی کنجی ہے کیونکہ اس میں قیدِ نفس سے رہائی اور دشمن (یعنی شیطان) سے چھٹکارا ہے۔ موت کا آنا زندگی کو یومِ محشر کی طرف پھیر دینے کے لئے ہے۔ اور یادِ موت اسی وقت نفع بخش ہو سکتی ہے کہ مختلف اوقات میں غور و فکر کیا جائے۔ یاد رکھو! غور و فکر کے لئے فرصت چاہیے اور فرصت کے لئے زُہد (یعنی دنیا سے بے نیاز ہونا) درکار ہے۔ زُہد اپنانے کے لئے تقویٰ (یعنی گناہوں سے پرہیز) کا ہونا ضروری ہے، تقویٰ کے لئے خوفِ خدا عز و جل اور خوفِ خدا عز و جل کے حصول کے لئے یقینِ محکم درکار ہے جبکہ یقین کی درستی تنہائی اور بھوک سے حاصل ہوتی ہے جبکہ یہ دونوں کوشش اور صبر سے حاصل ہوتے ہیں، ان دونوں تک پہنچنے کے لئے انتہائی اخلاص درکار ہے اور اخلاص کے لئے علم کی حاجت ہوتی ہے۔ (شاعرہ اولیاء، ص ۱۲)

(۴۸۴) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً، وَفِتْنَةُ أُمَّتِي: الْمَالُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۸۵) وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو، وَيُقَالُ: أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، وَيُقَالُ: أَبُو لَيْلَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هَذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْكُنُهُ، وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ، وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ صَحِيحٌ". قَالَ التِّرْمِذِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَالِمٍ الْبَلْخِيِّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ شُمَيْلٍ، يَقُولُ: الْجِلْفُ: الْخُبْزُ لَيْسَ مَعَهُ إِدَامٌ، وَقَالَ غَيْرُهُ: هُوَ غَلِيظُ الْخُبْزِ. وَقَالَ الْهَرَوِيُّ: الْمُرَادُ بِهِ هُنَا وَعَاءُ الْخُبْزِ، كَالْجَوَالِقِ وَالْخُرْجِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

◀ حضرت ابو عمرو جنہیں ابو عبد اللہ اور ابو لیلیٰ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدم کے بیٹے کا ان چیزوں اس کے رہنے کے لئے گھر اور اس کی ستر پوشی کے

484: ترمذی، رقم الحدیث: 6/17478، نسائی، رقم الحدیث: 6/17478، عبد البر، رقم الحدیث: 6/17478، ابن مندہ، رقم الحدیث: 6/17478، ابونعیم، رقم الحدیث: 6/17478، احمد، رقم الحدیث: 6/17478، ابن حبان، رقم الحدیث: 3223، طبرانی، رقم الحدیث: 19/404، حاکم، رقم الحدیث: 4/7896، قضا، رقم الحدیث: 1062، بخاری، رقم الحدیث: 7/220، 485: اخرجه الترمذی، رقم الحدیث: 2348، حاکم، رقم الحدیث: 4/7866

لئے کپڑا، اور موٹی روٹی اور پانی کے علاوہ کسی چیز پر کوئی حق نہیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ترمذی کہتے ہیں: میں نے ابوداؤد سلیمان بن سالم اللخمی کو یہ کہتے سنا: میں نے نصر بن شمیل کو یہ کہتے سنا: جلف وہ روٹی ہے جس کے ساتھ سالن نہ ہو اور دوسرے علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد موٹی روٹی ہے اور ہروی کہتے ہیں کہ یہاں اس سے مراد روٹی کا برتن ہے۔ جیسے ٹوکری اور تھیلی وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

تعارفِ راوی:

عثمان ابن عفان: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اموی قرشی ہیں، آپ شروع اسلام میں ہی حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغ سے انہیں کے ہاتھ پر اسلام لائے ابھی حضور انور دار ارقم میں نہیں گئے تھے آپ نے حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں آپ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ آپ کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ بیمار تھیں حضور انور کے حکم سے مدینہ منورہ میں رہے حضور نے بدر کی غنیمت سے حصہ آپ کو دیا، نیز صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت الرضوان میں جسٹا شریک نہ ہوئے کیونکہ حضور انور نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس صلح کی بات چیت کرنے بھیجا تھا اور یہ بیعت آپ کے پیچھے ہوئی تھی اس خبر پر کہ عثمان کو اہل مکہ نے شہید کر دیا۔ حضور انور نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور آپ نے داہنے ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ محمد مصطفیٰ کا ہاتھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت کی چونکہ حضور انور کی دو بیٹیاں رقیہ و کلثوم آگے پیچھے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں اسی لیے آپ کا لقب ذوالنورین ہے یعنی دو نور والے۔ آپ یکم محرم ۲۴ چوبیس کو خلیفہ بنے بیاسی سال عمر پائی بارہ برس خلافت کی آپ کو اسود نجبی مصری نے یا کسی اور نے شہید کیا اور جنت البقیع کے کنارے پر دفن ہوئے، شہادت اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ پینتیس کو ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حنفی، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہفتم)

شرح:

اہل صفاء کا سامانِ زندگی:

حضرت سیدنا سہل تستری علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے۔ میں حضرت سیدنا ابو حسیب حمزہ بن عبد اللہ عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامی بزرگ سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے مجھے قابلِ اطمینان جواب دیا، میں ان کے پاس ٹھہر گیا، ان کے کلام سے نفع حاصل کرتا اور آداب سیکھتا رہا، پھر میں تستر کی طرف آ گیا، میں نے اپنی روزی کا انتظام یوں کیا کہ میرے لئے ایک درہم کے ایک فرق (چار کلو) جو خریدے جاتے، انہیں پیس کر روٹی پکائی جاتی، میں ہر رات سحری کے وقت ایک اوقیہ روٹی کھاتا جو نمک اور سالن کے بغیر ہوتی، چنانچہ ایک درہم مجھے سال بھر کے لئے کافی ہو جاتا پھر میں نے

ارادہ کیا، کہ تین دن مسلسل روزہ رکھوں گا، پھر افطار کروں گا پھر پانچ دن، پھر سات دن اور پھر پچیس دن کا مسلسل روزہ رکھا اور بیس سال تک میرا یہی معمول رہا۔ پھر میں زمین میں سیروسیاحت کے لئے نکلا، پھر تستر واپس لوٹ آیا اور میں ساری رات قیام کرتا تھا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ جو قوی اور کریم ہے وہی اس کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔"

(باب الاحیاء، ص ۲۱۹)

(۴۸۶) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ - بِكْسْرِ الشَّيْنِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَتَيْنِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿الْهَآكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ قَالَ: "يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي، مَالِي، وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتُ فَأَفْنَيْتُ، أَوْ لَبَسْتُ فَأَبْلَيْتُ، أَوْ تَصَدَّقْتُ فَأَمْضَيْتُ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عبداللہ بن الشخیر شین کے کسرہ اور خاء معجمتین کے ساتھ ہے رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سورۃ الہاکم التکاثر کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: آدم کا بیٹا کہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال، اے ابن آدم! کیا تیرا کوئی مال ہے؟ سوائے اس کے جس کو تو نے کھالیا اور ختم کر لیا، یا پہن لیا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر دیا اور آگے بھیج دیا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

عبداللہ ابن شخیر: آپ عامری ہیں، قبیلہ بنی عامر کے وفد میں آپ بھی تھے جو حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المغلاۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

شرح:

(میرا مال میرا مال) یعنی فخر و تکبر کے انداز میں لوگوں سے کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مکان ہے، یہ میری جائیداد ہے، یہ میرا کنواں ہے، یہ میرا فلاں مال ہے یہ برا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ یقین رکھے کہ میں اور میرا مال سب اللہ تعالیٰ کی ملک ہے میرے پاس چند روزہ ہے عارضی ہے۔ خیال رہے کہ جسے انسان اپنا مال کہے اس کا مال یعنی انجام نرا و باقی ہے اور جو مال ذریعہ عبادت ہے وہ ذریعہ آمال ہے جس سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔

(اس کے مال صرف تین ہیں) یعنی جو مال انسان کے کام آویں وہ صرف تین ہیں ان کے علاوہ سب دوسروں کے کام آتے ہیں۔ خیال رہے کہ ان مالہ میں ماموصولہ ہے اور لہ اس کا صلہ اور من مالہ میں من بعضیت کا ہے یعنی اس کے

486: أخرجه احمد، رقم الحديث: 5/27327، مسلم، رقم الحديث: 2958، ترمذی، رقم الحديث: 2342، نسائی، رقم الحديث: 3615، فی الکبری، رقم

الحديث: 6/11786، طحاوی، رقم الحديث: 1/48، ابن حبان، رقم الحديث: 701، ابوالفیم، رقم الحديث: 281/6، بیہقی، رقم الحديث: 71/4، واقضای، رقم

الحديث: 1217، حاکم، رقم الحديث: 2/3969

مال میں سے وہ جو اسے مفید ہو صرف تین ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بینک ہیں جہاں جمع کرنے سے بے شمار نفع ملتا ہے۔ سبحان اللہ! کیسی نفیس تعلیم ہے۔ دینے سے مراد راہِ خدا میں دینا ہے خواہ بال بچوں کو دے یا عزیزوں یا غریبوں کو بشرطیکہ یہ دینا ناموری کے لیے نہ ہو اللہ رسول کی خوشنودی کے لیے ہو۔

ہو ذاہب میں ہو ضمیر بندے کی طرف لوٹی ہے۔ ذاہب سے مراد مرنے والا یعنی ان تین مالوں کے سوا اور مالوں کا یہ حال ہے کہ بندہ مرجاتا ہے اور وہ مال دوسروں کے لیے رہ جاتا ہے جیسے زمین باغات، مکانات، نقدی، بنک بیلنس وغیرہ۔ اس فرمانِ عالی کا مقصد یہ ہے کہ مال میں سے اللہ رسول کا حصہ ضرور نکالتا رہے، یہ مقصد نہیں کہ مکان جائیداد بنائے ہی نہیں، اپنے بچوں کو فقیر کر کے چھوڑے یا یہ مقصد ہے کہ مال کی محبت دل میں نہ ہو دل خاص اللہ رسول کے لیے ہو۔ شعر

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
سارا عالم ہو مگر دیدہ دل دیکھے تمہیں
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
انجمن گرم ہو اور لذت تنہائی ہو

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۱۲)

(۴۸۷) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ، فَقَالَ: "أَنْظُرْ مَاذَا تَقُولُ؟" قَالَ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: "إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي فَأَعِدْ لِلْفَقْرِ تَجَفَّافًا، فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

"التَّجَفَّافُ" بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُضَتْةِ فَوْقَ وَاسْكَانِ الْجِيمِ وَبِالْفَاءِ الْمُكَرَّرَةِ: وَهُوَ شَيْءٌ يُلْبَسُهُ الْفَرَسُ، لِيُتَقَى بِهِ الْإِذَى، وَلَقَدْ يُلْبَسُهُ الْإِنْسَانُ.

◀ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: دیکھ لو کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ تین مرتبہ اس نے ایسے ہی کہا تو آپ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو تھکدستی کے لئے تیاری کر لے، کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جس طرح سیلاب اس جگہ کی طرف جاتا ہے جہاں اسے ختم ہونا ہوتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 167 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

التجفاف: تاء مثاہ کے کسرہ جم کے سکون اور فاء کے تکرار سے یہ ایسی چیز ہے جو تکلیف سے بچانے کے لئے گھوڑے

پہنائی جاتی ہے۔ کبھی کبھی انسان بھی اسے پہن لیتے ہیں۔

شرح:

میں آپ سے محبت کرتا ہوں) یہ عرض کرنا یا اس حدیث پر عمل ہے کہ جس سے تم کو محبت ہو اس سے کہہ دو یا اس آیت کریمہ پر عمل ہے "وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ کی بڑی سے بڑی نعمت ہے اس کا اظہار وہ بھی حضور انور کے سامنے یہ اس نعمت کا شکریہ ہے ورنہ حضور کو تو پتھروں کے دل کا حال معلوم ہے، فرماتے ہیں احد ہم سے محبت کرتا ہے۔

(سوچ لو کیا بول رہے ہو) یعنی خوب سوچ کر یہ دعویٰ کرو تم بہت ہی بڑی چیز کا دعویٰ کر رہے ہو مجھ سے محبت کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔

(اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں) محبت سے مراد بہت ہی محبت ہے ورنہ ہر مؤمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے حضور کی محبت ہی تو اصل ایمان ہے، حضور کی محبت سے ہی خدا کی محبت، کلمہ قرآن کی محبت اسی محبت سے حاصل ہوتی ہے حضور سے تعلق و محبت ایمان کی اصل ہے۔

(فقر کے لیے تیار ہو جاؤ) یہاں بھی فقیری سے مراد دل کی مسکینیت ہے اور دل کا محبت مال سے خالی ہو جانا ہے فقیری اور ناداری آفتوں کے برداشت کرنے پر تیار ہو جانا یعنی جسے اللہ میری محبت دیتا ہے اس کے دل سے محبت مال وغیرہ یک دم نکال دیتا ہے لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض صحابہ بلکہ عہد فاروقی میں سارے صحابہ بڑے مالدار تھے تو کیا انہیں حضور سے محبت نہ تھی ضرور تھی، ان سب کے دل محبت مال سے خالی تھے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ دنیا میں بہت آفات انبیاء کرام پر آتی ہیں اور یہ ہے ان کا محبت تو اس پر آفتیں آئیں گی۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۹۵)

(۴۸۸) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

488: ترمذی، رقم الحدیث: 5/15784، احمد، رقم الحدیث: 5/15784، ترمذی، رقم الحدیث: 2383، الدارمی، رقم الحدیث: 2730، ابن حبان، رقم

الحدیث: 3228، طبرانی، رقم الحدیث: 9/189، عبداللہ بن مبارک، رقم الحدیث: 181، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 13/241

”مَا ذُبَّانَ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ“
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: ”حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ“ .

◀ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے بھڑیے جن کو بھڑوں میں چھوڑ دیا جائے، بھڑوں کے اندر اس سے زیادہ تباہی نہیں مچاتے جتنی تباہی مال و جاہ کی محبت، انسان کے دین میں مچاتی ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۸۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيرٍ، فَقَامَ وَقَدْ أَثَرَفِي جَنْبِهِ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً. فَقَالَ: ”مَا لِي وَلِلدُّنْيَا؟ مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَائِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ:

”حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ“ .

◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سوئے۔ جب اٹھے تو آپ کے پہلو پر نشانات لگے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر ہم آپ کے لئے بستر بنوادیں تو بہتر ہو۔ آپ نے فرمایا: میرا دنیا سے کیا واسطہ میں دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو ایک درخت کے سائے میں رکے اور پھر وہاں سے چل دے اور درخت کو وہیں چھوڑ دے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۹۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِئَةِ عَامٍ“
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: ”حَدِيثٌ صَحِيحٌ“

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غریب لوگ امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۴۹۱) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”أُطْلِفْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَأُطْلِفْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ

489: أخرجه أحمد، رقم الحديث: 2/3709، ترمذی، رقم الحديث: 2348، ابن ماجہ، رقم الحديث: 4109، حاکم، رقم الحديث: 4/7859، طبرانی، رقم الحديث: 77

490: أخرجه أحمد، رقم الحديث: 3/7951، الترمذی، رقم الحديث: 2360، ابن ماجہ، رقم الحديث: 4122، ابن حبان، رقم الحديث: 678، ابن ابی شیبہ، رقم الحديث: 246/13

أَهْلُهَا النِّسَاءُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ .

◀ حضرت ابن عباس اور حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے از نبی کریم ﷺ کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ اکثر جنتی غریب ہیں اور میں نے دوزخ میں جھانکا اور دیکھا تو دوزخیوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہے۔ بخاری و مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں متفق ہیں اور بخاری نے اس کو حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی بیان کیا ہے۔

(۴۹۲) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَكَانَ عَامَّةً مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الْجِدِّ مَحْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
و"الْجِدُّ": الْحِطُّ وَالْغِنَى . وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هَذَا الْحَدِيثِ فِي بَابِ فَضْلِ الضَّعْفَةِ .

◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ جنت میں داخل ہونے والے اکثر مسکین تھے اور دولت مندوں کو روک دیا گیا تھا۔ ہاں البتہ دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دے دیا گیا تھا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الجد: امارت اور دولت مندی۔

شرح:

حضور کا یہ قیام یا تو جسمانی معراج کی رات تھا یا خواب کی معراج میں یا کشف والہام میں۔ (مرقات)
خلاصہ یہ ہے کہ مالدار لوگ دو قسم کے ہیں: ایک جنتی، دوسرے دوزخی۔ جو مالدار دوزخی ہیں وہ تو دوزخ میں ٹھہرائے گئے جیسے قارون، فرعون، ابوجہل وغیرہ۔ جو جنتی ہیں وہ حساب کے لیے روکے ہوئے ہیں، رہے فقراء مسلمان

491: بخاری، رقم الحدیث: 7/19843، ترمذی، رقم الحدیث: 7/19873، نسائی، رقم الحدیث: 7/19873، احمد، رقم الحدیث: 7/19873، ابن حبان، رقم الحدیث: 7400، طبرانی، رقم الحدیث: 18/278، عبدالرزاق، رقم الحدیث: 206/0، بیہقی، رقم الحدیث: 194
492: بخاری، رقم الحدیث: 8/21841، مسلم، رقم الحدیث: 8/21481، نسائی، رقم الحدیث: 8/21841، احمد، رقم الحدیث: 8/21841، طبرانی، رقم الحدیث: 421، بیہقی، رقم الحدیث: 193

وہ جنت میں بھیج دیئے گئے۔ خیال رہے کہ مالدار جنتیوں سے مراد وہ مالدار ہیں جن کا حساب ہوتا ہے جن کا حساب ہو نہیں لیا جاتا وہ جنت میں فوراً بھیج دیئے گئے، جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، یہ بھی خیال رہے کہ یہ چالیس سال مالداروں سے حساب میں صرف نہ ہوں گے رب تعالیٰ سارے جہان کا حساب بہت تھوڑی دیر میں لے لے گا پھر ایک مالدار کے حساب میں چالیس سال کیسے خرچ ہوں گے بلکہ ان مالداروں کو حساب کے انتظار میں رکا رہنا پڑے گا جیسے مقدمہ کی تاریخ پر فریقین شام تک انتظار کرتے ہیں کہ کب بلاوا ہو۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۷۷)

اس حدیث کا بیان ”کمزوروں کی فضیلت“ کے باب میں گزر چکا ہے۔

(۴۹۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کا یہ قول ہے:

خبردار! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ (متفق علیہ)

۵۶- بَابُ فَضْلِ الْجُوعِ وَخُشُونَةِ الْعَيْشِ وَالْإِقْتِسَارِ عَلَى الْقَلِيلِ مِنَ الْمَأْكُولِ

وَالْمَشْرُوبِ وَالْمَلْبُوسِ وَغَيْرِهَا مِنْ حُظُوظِ النَّفْسِ وَتَرْكِ الشَّهَوَاتِ

بھوکا رہنے، مشکل زندگی گزارنے، کم کھانے، کم پینے، مرغوبات کی طرف کم توجہ دینے اور

خواہشات کو ترک کر دینے کی فضیلت کا بیان

شہوت کے معانی: خواہش، آرزو، حصول لذت کا شوق، خواہش جماع، جنسی خواہش، وغیرہ، (فیروز اللغات)

شہوت کی تعریف: "الشهوة: حركة النفس طلبا للملذات"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

نفس کا ملائم (موافق چیز) کو طلب کرنے کے لیے حرکت کرنا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ
عَذَابًا ۖ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۖ﴾

(مریم: 60-59)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے ۝ مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا ۝

تشریح:

اس سے پہلے (یعنی ماقبل آیات میں) نیک لوگوں کا خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کیا گیا جو حدود الہی کے محافظ، نیک اعمال کے نمونے، بدیوں سے بچتے تھے۔ اب برے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان کے بعد کے زمانے والے ایسے ہوئے کہ وہ نمازوں تک سے بے پرواہ بن گئے اور جب نماز جیسے فریضے کی اہمیت کو بھلا بیٹھے تو ظاہر ہے کہ اور امور کی وہ کیا پرواہ کریں گے؟ کیونکہ نماز تو دین کی بنیاد ہے اور تمام اعمال سے افضل و بہتر ہے۔ یہ لوگ نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، دنیا کی زندگی پر اطمینان سے رہ گئے، انہیں قیامت کے دن سخت خسارہ ہوگا، بڑے گھائے میں رہیں گے۔ نماز کے ضائع کرنے سے مراد یا تو اسے بالکل ہی چھوڑ بیٹھنا ہے۔ اسی لیے امام احمد رحمہ اللہ اور بہت سے سلف خلف کا مذہب ہے کہ نماز کا تارک کافر ہے۔ (لیکن ہم احناف کا مذہب یہ نہیں ہے ابوالاحمد غفرلہ)

یہی ایک قول امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ بندے کے اور شرک کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہے۔ (صحیح مسلم: 82)

دوسری حدیث میں ہے کہ ہم میں اور ان میں فرق نماز کا ہے، جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔

(سنن ترمذی: 2621)

اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں۔ یا نماز کے ترک سے مراد نماز کے وقتوں کی صحیح طور پر پابندی کا نہ کرنا ہے کیونکہ ترک نماز (ترک اعتقاد نماز) تو کفر ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ قرآن کریم میں نماز کا ذکر بہت زیادہ ہے، کہیں نمازوں میں سستی کرنے والوں کے عذاب کا بیان ہے، کہیں نماز کی مداوت کا فرمان ہے، کہیں محافظت کا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ”ان سے مراد وقتوں میں سستی نہ کرنا اور وقتوں کی پابندی کرنا ہے۔“ لوگوں نے کہا ہم تو سمجھتے تھے کہ اس سے مراد نمازوں کا چھوڑ دینا اور نہ چھوڑنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ”یہ تو کفر ہے۔“

مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں، پانچوں نمازوں کی حفاظت کرنے والا غفلوں میں نہیں لکھا جاتا، ان کا ضائع کرنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے اور ان کا ضائع کرنا، ان کے وقتوں کی پابندی نہ کرنا ہے۔

خليفة المسلمين امير المؤمنين عمر بن عبدالعزيز رحمہ اللہ علیہ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ ”اس سے مراد سرے سے نماز چھوڑ دینا نہیں بلکہ نماز کے وقت کو ضائع کر دینا ہے۔“ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ”یہ بدترین لوگ قریب بہ قیامت آئیں گے جب کہ اس امت کے صالح لوگ باقی نہ رہے ہوں گے اس وقت یہ لوگ جانوروں کی طرح کودتے پھاندتے پھریں گے۔“

عطاء بن ابورباح رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ”یہ لوگ آخری زمانے میں ہوں گے۔“ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ اس امت کے لوگ ہوں گے جو چوپایوں اور گدھوں کی مانند راستوں میں اچھل کود کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے بالکل نہ ڈریں گے اور نہ لوگوں سے شرمائیں گے۔

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ناخلف لوگ ساٹھ سال کے بعد ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کر دیں گے اور شہوت رانیوں میں لگ جائیں گے اور قیامت کے دن خمیازہ بھگتیں گے۔ (یاد رہے کہ ساٹھ ہجری کے بعد یزید کی حکومت آئی جس تارک نماز ہونا کوئی مخفی بات نہیں اور اسی طرح اس کا شہوت پرست ہونا بھی ظاہر ہے، ابوالاحمد غفرلہ) پھر ان کے بعد وہ نالائق لوگ آئیں گے جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ یاد رکھو، قاری تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مومن، منافق اور فاجر۔ راوی حدیث ولید سے جب ان کے شاگرد نے اس کی تفصیل پوچھی تو آپ نے فرمایا، ”ایماندار تو اس (نماز) کی تصدیق کریں گے۔ نفاق والے اس پر عقیدہ نہ رکھیں گے اور فاجر اس سے اپنی شکم پری کرے گا۔“ (سلسلہ احادیث صحیحہ: 258: عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، مجتہد آیت مذکورہ)

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اصحاب صفہ کے لیے جب کچھ خیرات بھجواتیں تو کہہ دیتیں کہ بربری مرد و عورت کو نہ دینا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہی وہ ناخلف ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ (مسند رک حاکم: 2/244)

محمد بن کعب قرظی کا فرمان ہے کہ ”مراد اس سے مغرب کے بادشاہ ہیں جو بدترین بادشاہ ہیں۔“

حضرت کعب احبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اللہ کی قسم میں منافقوں کے وصف قرآن کریم میں پاتا ہوں۔ یہ نشے پینے والے، نمازیں چھوڑنے والے، شطرنج چوسر وغیرہ کھیلنے والے، عشاء کی نمازوں کے وقت سو جانے والے، کھانے پینے میں مبالغہ اور تکلف کر کے پیٹھ بن کر کھانے والے، جماعتوں کو چھوڑنے والے۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، مسجدیں ان لوگوں سے خالی نظر آتی ہیں اور بیٹھکیں بارونق بنی ہوئی ہیں۔

ابو اشہب عطاروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ ”اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دے کہ وہ اپنی

نفسانی خواہشوں سے باز رہیں، جن کے دل خواہشوں کے پھیر میں رہتے ہیں، میں ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیتا ہوں۔ جب کوئی بندہ شہوت میں اندھا ہو جاتا ہے تو سب سے ہلکی سزا میں اسے یہ دیتا ہوں کہ اپنی اطاعت سے اسے محروم کر دیتا ہوں۔ (عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

مسند احمد میں ہے، مجھے اپنی امت پر دو چیزوں کا بہت ہی خوف ہے ایک تو یہ کہ لوگ جھوٹ کے اور بناؤ کے اور شہوت کے پیچھے پڑ جائیں گے اور نمازوں کو چھوڑ بیٹھیں گے، دوسرے یہ کہ منافق لوگ دنیا دکھاوے کو قرآن کے عامل بن کر سچے مومنوں سے لڑیں جھگڑیں گے۔ (مسند احمد: 4/156)

«غِثًا» کے معنی خسران اور نقصان اور برائی کے ہیں۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ «غی» جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو بہت گہری ہے اور نہایت سخت عذابوں والی۔ اس میں خون پیپ بھرا ہوا ہے۔

ابن جریر میں ہے، لقمان بن عامر فرماتے ہیں، میں ابو امامہ صدیق بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے التماس کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی حدیث مجھے سنائیں۔ آپ نے فرمایا، سنو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دس اوقیہ کے وزن کا کوئی پتھر جہنم کے کنارے سے جہنم میں پھینکا جائے تو وہ پچاس سال تک تو جہنم کی تہ میں نہیں پہنچ سکتا۔ پھر وہ غی اور اثام میں پہنچے گا۔ غی اور اثام جہنم کے نیچے کے دو کنویں ہیں جہاں دوزخیوں کا لہو پیپ جمع ہوتا ہے۔ غی کا ذکر آیت «فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا» (مریم: 59) میں ہے اور اثام کا ذکر آیت «وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا» (الفرقان: 68) میں ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 23790، عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

پھر فرماتا ہے «ہاں جو ان کاموں سے توبہ کر لے یعنی نمازوں کی سستی اور خواہش نفسانی کی پیروی چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لے گا، اس کی عاقبت سنوار دے گا، اسے جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچائے گا، توبہ اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتی ہے۔»

اور حدیث میں ہے کہ توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے بے گناہ۔ (سنن ابن ماجہ: 4250)

یہ لوگ جو نیکیاں کریں، ان کے اجر انہیں ملیں گے کسی ایک نیکی کا ثواب کم نہ ہوگا۔ توبہ سے پہلے کے گناہوں پر کوئی پکڑ نہ ہوگی۔ یہ ہے کرم اس کریم کا اور یہ ہے حلم اس حلیم کا کہ توبہ کے بعد اس گناہ کو بالکل مٹا دیتا ہے ناپید کر دیتا ہے۔ سورۃ الفرقان میں

«وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا»

گناہوں کا ذکر فرما کر ان کی سزاؤں کا بیان کر کے پھر استثناء کیا اور فرمایا کہ اللہ غفور و رحیم ہے۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝﴾ (القصص: 79-80)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بے شک اس کا بڑا نصیب ہے ۝ اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں ۝

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝﴾ (النکاح: 8)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی ۝

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَذْحُورًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: 18)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو یہ جلدی والی چاہے ہم اسے اس میں جلد دے دیں گے جو چاہیں جسے چاہیں پھر اس کے لئے جہنم کر دیں گے اس میں جائے مذمت کیا ہو ادھکے کھاتا ۝

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ .

اور اس موضوع کے متعلق آیات بکثرت موجود ہیں۔

(۴۹۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا شَبَعَ أَلْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْرٍ شَعِيرٍ يَوْمَئِذٍ مُتَتَابِعِينَ حَتَّى قُبِضَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ: مَا شَبَعَ أَلْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ الْبَرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تَبَاعًا حَتَّى قُبِضَ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے اہل خانہ نے کبھی بھی دو دن پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: جب سے حضرت محمد ﷺ مدینہ تشریف لائے آپ کے اہل خانہ نے کبھی مسلسل تین روز

تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں، بلکہ ایک دن روٹی ایک دن صرف کھجوریں، پانی یا فاقہ ہوتا تھا، حضور کا یہ فقر و فاقہ اختیاری تھا اگر چاہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کے پہاڑ ہوتے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اس فقر و فاقہ کو اختیار فرمانے میں تا قیامت فقراء کو تسلی دینا مقصود تھی۔

خیال رہے کہ فتح خیبر کے بعد حضور انور ہر زوجہ پاک کو ایک سال کی کھجوریں عطا فرمادیتے تھے کیونکہ خیبر میں باغات کثرت سے ہیں وہاں سے حضور کے حصے کی کھجوریں بہت آتی تھیں۔ یہاں مسلسل دو دن تک روٹی سے سیر ہونے کی نفی ہے لہذا یہ حدیث اس واقعہ کے خلاف نہیں کہ وہاں کھجوروں کی عطا ثابت ہے، نیز حضور کے گھر والے ایک دن خود کھاتے تھے دوسرے دن کا کھانا فقراء مسکین کو دیتے تھے۔ بہر حال یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں حضور انور پر آخری زمانہ میں دولت کی بارش ہو گئی تھی مگر سب لوگوں پر تقسیم فرمادیتے تھے ان فتوحات سے پہلے طریقہ مبارکہ یہ تھا۔ شعر

دودو مہینے یوں ہی گزارا صلی اللہ علیہ وسلم

اور کبھی تھوڑی کھوسریں کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۸۱)

(۴۹۵) وَعَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: وَاللَّهِ، يَا ابْنَ أُخْتِي، إِنْ كُنَّا نَنْظُرُ إِلَى الْهَلَالِ، ثُمَّ الْهَلَالِ: ثَلَاثَةَ أَهْلَةٍ فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوقِدَ فِي آيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ. قُلْتُ: يَا خَالَةَ، فَمَا كَانَ يُعِيشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوا يُرْسِلُونَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَانِهَا فَيَسْقِينَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عروہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتی تھیں: اللہ کی قسم!

اے بھانجے! ہم ایک چاند کے بعد دوسرا چاند دیکھتے دو ماہ میں تین چاند دیکھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے خالہ جان! آپ کی گزر اوقات کیسے ہوتی

تھی۔ فرمایا: ہماری گزراوقات دو سیاہ چیزوں پر ہوتی تھی یعنی کھجور اور پانی پر سوائے اس کے کہ کچھ انصار رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی تھے۔ انہوں نے کچھ شیردار اونٹنیاں یا بکریاں آپ ﷺ کو دودھ دینے کے لئے مختص کر رکھی تھیں۔ اور وہ ان کا دودھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں وہ دودھ پلا دیتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

دو کالی چیزوں سے مراد چھوہارے اور پانی ہے کہ چھوہارے تو کالے ہوتے ہیں۔ پانی کو تغلیبا کالافرمایا گیا جیسے چاند و سورج کو قمرین اور امام حسن اور حسین کو حسنین اور حضرت ابو بکر و عمر کو عمرین کہا جاتا ہے۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف تک ہم نے کھجوریں و پانی بھی خوب سیر ہو کر نہ کھائیں۔ فتح خیبر سے پہلے تو اس لیے کہ گھر میں یہ سامان زیادہ نہ ہوتا تھا اور فتح خیبر کے بعد اس لیے کہ حضور انور کو بہت سیر ہو کر کھانا پسند نہ تھا اگرچہ ہر گھر میں سال بھر کے جو اور چھوہارے موجود ہوتے تھے لہذا حدیث واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۴۴)

(۴۹۶) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَضْلِيَّةٌ، فَدَعَا فَا بِي أَنْ يَأْكُلَ. وَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. "مَضْلِيَّةٌ" بِفَتْحِ الْمِيمِ: أَيُّ مَشْوِيَّةٌ.

◀ حضرت ابوسعید المقبری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ نے کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی تھی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مصلیہ: میم کے فتح کے ساتھ بمعنی: بھنی ہوئی۔

شرح:

حضرت ابو ہریرہ کے انکار کی وجہ آگے آرہی ہے اس وقت کچھ حضور کے ان حالات کا دھیان آ گیا تو دل بے قرار ہو گیا، بھونی بکری کھانے کی طرف مائل نہ ہوئے اس لیے نہ کھانا کھایا۔ دوسرے اوقات میں حضرت ابو ہریرہ نے اچھے کھانے بھی کھائے ہیں، اچھے کپڑے بھی پہنے ہیں، دل کے حالات مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ ہر شخص کو تجربہ ہے۔ یعنی مجھے اس وقت خیال یہ آ گیا ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو زندگی شریف میں جو کی روٹی سے مسلسل سیر نہ ہوئے اور میں بھونی بکری کھاؤں دل نہیں چاہتا۔ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ فتح خیبر سے پہلے تو آمدنی کم ہونے کی وجہ سے یہ حالت تھی اور فتح خیبر کے بعد ترک دنیا بہت سخاوت کی وجہ سے یہ حالت رہی لہذا حدیث واضح ہے۔ خیال رہے کہ یہاں مسلسل نہ کھانے کا ذکر ہے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور انور نے بھنا مرغ بھی کھایا ہے مگر کبھی

شاذ و نادر۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۸۲)

(۴۹۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خِوَانٍ حَتَّى مَاتَ، وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .
وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: وَلَا رَأْيَ شَاءَ سَمِيطًا بَعَيْنِهِ قَطُّ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی دسترخوان پر کھانا نہیں کھایا حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا اور نہ ہی آپ نے اپنے انتقال تک کبھی عمدہ روٹی کھائی۔ (بخاری)

اور بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے: آپ نے کبھی آنکھ سے سالم بھنی ہوئی بکری نہیں دیکھی۔

(۴۹۸) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقْلِ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
"الدَّقْلُ": تَمْرٌ رَدِيءٌ .

◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ کو ردی کھجور میسر نہیں ہوتی تھی کہ آپ پیٹ بھر سکیں۔ (مسلم)

497: أخرجه أحمد، رقم الحديث: 4/12298- البخاری، رقم الحديث: 8385، ابن ماجہ، رقم الحديث: 3309- ابن حبان، رقم الحديث: 6355، الترمذی، رقم

الحديث: 2363، اشائل، رقم الحديث: 152، بیہقی، رقم الحديث: 342/1

498: أخرجه البخاری، رقم الحديث: 5414

تعارفِ راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الدقل: رومی کھجور کو کہتے ہیں۔

شرح:

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "سولہ سال سے میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا کیونکہ یہ بدن کو بھاری کرتا، دل کو سخت کرتا، ذہانت کو ختم کرتا، نیند کو غالب کرتا اور بندے کو عبادت میں سست کرتا ہے۔"

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۳۸۶، ج ۹، ص ۱۳۵)

(۴۹۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفْيَ مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى. فَقِيلَ لَهُ: هَلْ كَانَ لَكُمْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاحِلُ؟ قَالَ: مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاحِلًا مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى، فَقِيلَ لَهُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُونَ الشَّعِيرَ غَيْرَ مَنَحُولٍ؟ قَالَ: كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ، فَيَطِيرُ مَا طَارَ، وَمَا بَقِيَ ثَرَيْنَاهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَوْلُهُ: "النَّفْيَ" هُوَ بَفَتْحِ النُّونِ وَكَسْرِ الْقَافِ وَتَشْدِيدِ الْيَاءِ: وَهُوَ الْخُبْزُ الْخَوَارِيُّ، وَهُوَ: الدَّرْمَكُ. قَوْلُهُ: "ثَرَيْنَاهُ" هُوَ بِشَاءٍ مُثَلَّثَةٍ، ثُمَّ رَاءٍ مُشَدَّدَةٍ، ثُمَّ يَاءٍ مُثَنَّى مِنْ تَحْتِ ثُمَّ نُونٌ، أَيْ: بَلَلْنَاهُ وَعَجَنَاهُ.

◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اس وقت سے لے کر انتقال تک آپ نے کبھی چھنے ہوئے آٹے یا میدے کی روٹی نہیں دیکھی۔ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں؟ فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اس وقت سے لے کر آپ کے انتقال تک آپ نے کبھی چھلنی نہیں دیکھی۔ عرض کیا گیا: تم بغیر چھنے جو کیسے کھاتے تھے؟ فرمایا: ہم جو پیس لیتے، پھر اس میں پھونک مارتے جو اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو باقی بچتا اس کو گوندھ لیتے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۷۷ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

آپ ﷺ کے فرمان: النقی: نون کے فتح، قاف کے کسرہ اور ہاء کی تشدید کے ساتھ کا مطلب ہے 'میدے کی روٹی'۔

ثریناہ: ثاء مثلثہ پھر راء مشددہ پھر یاء مثناہ اور پھر نون یعنی ہم اس میں پانی ڈالتے اور اس کو گوندھ لیتے۔

شرح:

یعنی میدہ کھانا تو بہت دور کبھی ملاحظہ بھی نہ فرمایا۔ اللہ کی شان ہے کہ اب مدینہ منورہ میں میدہ کی روٹی عام ہے آٹے کی روٹی بہت کم ملتی ہے اور کہتے ہیں میدہ کی روٹی بہت قسم کی ہوتی ہے مغربی، شامی وغیرہ۔

یعنی ظہور نبوت کے بعد میدہ کی روٹی ملاحظہ نہ فرمائی۔ اس سے پہلے حضور انور نے شام کا سفر کیا ہے اور بحیرہ راہب کی دعوت میں میدہ کی روٹی ملاحظہ فرمائی ہے۔ اس زمانہ میں شام و روم میں میدہ کی روٹی بہت مروج تھی۔ بعد اعلان نبوت حضور حجاز میں رہے اور مال سے بے رغبتی بھی بہت رہی۔ (مرقات) سبحان اللہ! یہ ہے حضور کی سادہ اور بے تکلف زندگی۔

بعض روایات میں ہے کہ کسی صاحب نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تمنا کی کہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا کھاؤں، آپ فرمانے لگیں تم نہ کھا سکو گے یہ تو ان کی ہی شان تھی جو کھا گئے اور واقعہ ہے کہ ہم گندم کی روٹی بے چھنے آٹے کی نہیں کھا سکتے چہ جائیکہ جو کی روٹی وہ بھی بے چھنے آٹے کی۔ شعر

کھانا جو دیکھو جو کی روٹی بے چھنا آٹا روٹی بھی موٹی
جس کی تمنا روز نہ کھانا اک دن ناغہ اک دن کھانا
قبضہ میں جس کے ساری خدائی اس کا بچھونا ایک چٹائی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم
جس دن کھانا شکر کا کرنا صلی اللہ علیہ وسلم
نظروں میں کتنی ہچ ہے دنیا صلی اللہ علیہ وسلم

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۲۳)

(۵۰۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ، فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: "مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوتِكُمَا هَذِهِ السَّاعَةَ؟" قَالَا: الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "وَأَنَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا أَخْرَجَنِي الَّذِي أَخْرَجَكُمَا، قُومًا" فَقَامَا مَعَهُ، فَاتَى رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ،

قَالَتْ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيْنَ فَلَانُ؟" قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْدِبُ لَنَا الْمَاءَ. إِذْ جَاءَ الْأَنْصَارِيُّ، فَنَظَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبِيهِ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، مَا أَحَدُ الْيَوْمِ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي، فَأَنْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِدْقٍ فِيهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطْبٌ، فَقَالَ: كُلُوا، وَآخِذَ الْمُذِيَّةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ" فَذَبَحَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذَلِكَ الْعِدْقِ وَشَرَبُوا. فَلَمَّا أَنْ شَبِعُوا وَرَوُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُسْأَلَنَّ عَنْ هَذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ الْجُوعُ، ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوا حَتَّى أَصَابَكُمْ هَذَا النَّعِيمُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهَا: "يَسْتَعْدِبُ" أَيُّ: يَطْلُبُ الْمَاءَ الْعَذْبَ، وَهُوَ الطَّيِّبُ. وَ"الْعِدْقُ" بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَإِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ الْكِبَاسَةُ، وَهِيَ الْغُصْنُ. وَ"الْمُذِيَّةُ" بِضَمِّ الْمِيمِ وَكَسْرِهَا: هِيَ السِّكِّينُ. وَ"الْحَلُوبُ": ذَاتُ اللَّبَنِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن یارات رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے تو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: اس وقت تم اپنے گھروں سے کیوں نکلے ہو؟ دونوں حضرات نے عرض کی: یا رسول اللہ! بھوک کی وجہ سے۔ فرمایا: اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میرے گھر سے نکلنے کا سبب بھی وہی جس کے لئے تم گھروں سے نکلے ہو۔ اٹھو؟ سو وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ انصاری گھر پر نہیں تھے۔ جب عورت نے آپ کو دیکھا تو عرض کیا: خوش آمدید۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فلاں (یعنی صاحب خانہ) کہاں ہے؟ اس نے عرض کی: ہمارے لئے بیٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اتنے میں وہ انصاری بھی آ گئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں صحابیوں کو دیکھا تو کہا الحمد للہ! آج کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کے مہمان میرے مہمانوں سے زیادہ محترم ہوں۔ پھر وہ گئے اور ان حضرات کے لئے کھجور کا ایک خوشہ لائے جس پر کچی پکی تازہ کھجوریں تھیں اور عرض کی: تناول فرمائیے اور چھری پکڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: دودھ پینے والی بکری ذبح نہ کرنا۔ سو انصاری نے ان کے لئے بکری ذبح کی تو انہوں نے بکری کا گوشت کھایا۔ کھجور کی اس شاخ سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ پس جب وہ شکم سیر ہو گئے اور پیاس بجھا چکے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کے دن اس نعمت کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا تم بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلے اور پھر گھر کی طرف لوٹنے سے پہلے تمہیں

یہ نعمتیں عطا ہوئیں۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اس عورت کے قول يستعذب کا معنی ہے: میٹھا عمدہ پانی لینے گئے ہیں۔
العذق: عین کے کسرہ اور ذال مجمہ کے سکون سے بھلدار ٹہنی، خوشہ۔
الممدیہ: میم کے ضمہ اور کسرہ سے دونوں طرح صحیح ہے۔ اس کا مطلب چھری ہے۔
الحلوب: دودھ دینے والی۔

شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ خود اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَالسُّؤَالُ عَنْ هَذَا النَّعِيمِ سُؤَالُ تَعْدِيدِ النِّعَمِ لَا سُؤَالُ تَوْبِيخٍ وَتَعْدِيْبٍ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ .
وَهَذَا الْأَنْصَارِيُّ الَّذِي آتَوْهُ هُوَ، أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيْهَانِ، كَذَا جَاءَ مُبَيَّنًا فِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ
وَاخَرِهِ .

اور ان نعمتوں کے متعلق سوال ان نعمتوں کو شمار کرنے کے لئے ہوگا نہ کہ عذاب اور زجر و توبیخ کے طور پر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

اور وہ انصاری جن کے ہاں یہ حضرات تشریف لے گئے تھے وہ حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ تھے۔

ترمذی وغیرہ کی روایت میں اسی طرح صراحۃً مذکور ہوا ہے۔

(۵۰۱) وَعَنْ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو الْعَدَوِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ، وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْبَصْرَةِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ أَذْنَتْ بِصُرْمٍ، وَوَلَّتْ حَذَاءً، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْإِنَاءِ يَتَصَابُهَا صَاحِبُهَا، وَأَنْكُمْ مُتَقَلُّونَ مِنْهَا إِلَى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا، فَاتَّقِلُوا بِخَيْرٍ مَا بِحَضْرَتِكُمْ، فَإِنَّهُ قَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ الْحَجَرَ يُلْقَى مِنْ شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِي فِيهَا سَبْعِينَ عَامًا، لَا يَذْرُكُ لَهَا قَعْرًا، وَاللَّهِ لَتُمْلَأَنَّ أَعْعَجِبْتُمْ! وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مِصَارِيحِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ عَامًا، وَلَيَاتَيْنِ عَلَيْهَا يَوْمَ وَهُوَ كَظِيفٍ مِنَ الزَّحَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتَّى قَرِحَتْ

أَشَدَّ أَقْنَاءَ، فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَاتَزَرْتُ بِنِصْفِهَا، وَاتَزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا، فَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا أَصْبَحَ أَمِيرًا عَلَى مِصْرٍ مِنَ الْأَمْصَارِ، وَإِنِّي أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ فِي نَفْسِي عَظِيمًا، وَعِنْدَ اللَّهِ صَغِيرًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "أَذْنْتُ" هُوَ بِمَدِّ الْأَلِفِ، أَيْ: أَعْلَمْتُ. وَقَوْلُهُ: "بِصْرُمِ" هُوَ بِضَمِّ الصَّادِ، أَيْ: بِانْقِطَاعِهَا وَفَنَائِهَا. وَقَوْلُهُ: "وَوَلْتُ حَدَاءً" هُوَ بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ مَفْتُوحَةٍ، ثُمَّ ذَالٌ مُعْجَمَةٌ مُشَدَّدَةٌ، ثُمَّ أَلِفٌ مَمْدُودَةٌ، أَيْ: سَرِيعَةٌ. وَ"الْصَّبَابَةُ" بِضَمِّ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ: الْبَقِيَّةُ الْيَسِيرَةُ. وَقَوْلُهُ: "يَتَصَابُهَا" هُوَ بِتَشْدِيدِ الْبَاءِ قَبْلَ الْهَاءِ، أَيْ: يَجْمَعُهَا. وَ"الْكَظِيطُ": الْكَثِيرُ الْمُتَمَلِّئُ. وَقَوْلُهُ: "قَرِحْتُ" هُوَ بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الرَّاءِ، أَيْ صَارَتْ فِيهَا قُرُوحٌ.

◀ حضرت خالد بن عمر العدوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ عتبہ بن غزوہ جو بصرہ کے امیر تھے۔ انہوں نے ہمیں خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا: ابا بعد! بے شک دنیا نے اپنے خاتمے کا اعلان کر دیا ہے اور وہ بڑی تیزی سے جارہی ہے اور اس دنیا میں اسی قدر باقی رہ گیا ہے جتنا کہ برتن کا تلچھٹ اور اس کا مالک اس سے فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ تم اس دنیا سے اس گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو جس کو فنا نہیں۔ اس لئے جو چیز تمہارے پاس سب سے بہتر ہے اس کو لے کر اس گھر کی طرف منتقل ہو۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے گا۔ وہ پتھر ستر سال تک جہنم میں نیچے کی طرف چلتا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود وہ جہنم کی تہ تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! اس جہنم کو ضرور پر کیا جائے گا۔ کیا تمہیں اس پر تعجب ہے؟ اور ہم سے بھی یہ بیان کیا گیا کہ جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہوگی۔ اس پر ایک دن ضرور ایسا آئے گا جب وہ ہجوم سے پر ہو جائے گا۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سات آدمیوں میں سے ساتواں تھا۔ ہمارے پاس درخت کے پتوں کے علاوہ کھانے کو کچھ نہ تھا۔ یہاں تک کہ ہماری باجھیں زخمی ہو گئیں۔ سو میں نے ایک چادر حاصل کی اور اسے اپنے اور سعد بن مالک کے درمیان تقسیم کر دیا۔ نصف چادر کو میں نے تہ بند کے طور پر استعمال کیا اور نصف کو سعد بن مالک نے اور آج ہم میں سے ہر ایک کسی شہر کا امیر ہے۔ میں اس بات سے اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں تو اپنے آپ کو عظیم سمجھوں لیکن اللہ کے نزدیک میں بہت حقیر سمجھا جاؤں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

عتبہ ابن غزوہ: آپ مازنی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ منورہ کی طرف، بدر وغیرہ میں شریک ہوئے، آپ ساتویں مسلمان ہیں، حضرت عمر نے آپ کو بصرہ کا حاکم بنایا، پھر آپ حضرت عمر کے پاس

آئے تو آپ نے وہاں ہی واپس فرما دیا راستے میں انتقال ہوا ۵ سال عمر ہوئی ۵۱ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المغلوۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

اذنت: الف کی مد کے ساتھ کا مطلب ہے: اس نے اعلان کر دیا۔

بصرم: صاد کے ضمہ کے ساتھ خاتے اور فاء کا۔

وولت حذاء حاء: ہاء مہملہ مفتوحہ کے ساتھ پھر ذال معجمہ مشدودہ پھر الف ممدودہ ہے یعنی جلدی سے

الصبابة: صاد مہملہ پر ضمہ اس کا مطلب ہے: تلچھٹ بھوسی

بتھا بھا: ہاء سے پہلے باء مشدودہ ہے۔ بمعنی جمع کر رہا ہے۔

الکظیظ: بہت زیادہ بھرا ہوا۔

قرحت: قاف کے فتح اور راء کے کسرہ کے ساتھ یعنی اس میں زخم آ گئے۔

شرح:

سادگی:۔ خوراک پوشاک سامان زندگی رہن سہن ہر چیز میں بے جا تکلفات سے بچنا اور زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی رکھنا یہ بہت ہی پیاری عادت اور نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ سادہ طرز زندگی میں میری ہو یا فقیری ہر جگہ ہر حال میں راحت ہی راحت ہے اس عادت والا آدمی نہ کسی پر بوجھ بنتا ہے نہ خود قسم قسم کے بوجھوں سے زیر بار ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی مقدس بیویوں کا وہ مبارک طریقہ ہے جو تمام دنیا کے مردوں اور عورتوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہیے کہ سادگی کی زندگی بسر کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت کریمہ پر عمل کرے اور دنیا و آخرت کی راحتوں اور سعادتوں سے سرفراز ہو۔

(۵۰۲) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَخْرَجَتْ لَنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كِسَاءً وَازَارًا غَلِيظًا، قَالَتْ: قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک چادر

اور ایک موٹا بند نکال کر دکھایا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا انتقال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔ (متفق علیہ)

(۵۰۳) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَلَقَدْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ، وَهَذَا السَّمُرُ، حَتَّى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خَلْطٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”الْحُبْلَةُ“ بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاسْكَانِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ: وَهِيَ وَالسَّمُرُ، نَوْعَانِ مَعْرُوفَانِ مِنْ شَجَرِ الْبَادِيَةِ.

◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں وہ پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلایا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کیکر کے پتوں کے علاوہ کھانے کو کچھ نہ ہوتا تھا۔ اور قضاے حاجت کے وقت ہمارا فضلہ بکری کی مینگوں کی طرح ہوتا جس پر لیسہ ارماوے کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الحبلۃ: حائے مہملہ کے ضمہ اور بائے موحده کے سکون سے۔ السمر: جنگل کے مشہور درخت یعنی کیکر کی دو قسمیں۔

شرح:

جملہ ح کے پیش ب کے سکون سے کیکر یعنی بول کے بیج۔ نہ معلوم وہ حضرات یہ کیسے کھاتے ہوں گے یہ ہیں ان حضرات کی قربانیاں بے مثال اسلام کی قدراں سے پوچھو ہم نے کمایا ہوا اسلام پایا ہم کیا قدر کر سکتے ہیں۔ یعنی ہم کو پاخانہ بکری کی میٹھی کی طرح بالکل خشک ہوتا تھا جس میں کوئی تری نہیں، اگر کوئی تر چیز کھائیں تو تری ہو جب پتے اور بول کے بیج کھائے جائیں گے تو پاخانہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۸، ص ۳۶۹)

(۵۰۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”اللَّهُمَّ

503: بخاری، رقم الحدیث: 1/1498، مسلم، رقم الحدیث: 1/1498، ترمذی، رقم الحدیث: 1/1498، نسائی، رقم الحدیث: 1/1498، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1/1498، احمد، رقم الحدیث: 1/1498، داری، رقم الحدیث: 2415، ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 732، ابن حبان، رقم الحدیث: 6989، حمیدی، رقم الحدیث: 78

504: بخاری، رقم الحدیث: 6344، مسلم، رقم الحدیث: 6344، ترمذی، رقم الحدیث: 6344، نسائی، رقم الحدیث: 6344، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 6344، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 13/240، بیہقی، رقم الحدیث: 6/87، احمد، رقم الحدیث: 3/7176

اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ وَالْغَرِيبِ: مَعْنَى “قُوْتًا” أَيْ: مَا يَسُدُّ الرَّمَقَ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قدر رزق عطا فرما جس سے ان کی زندگی کا رشتہ برقرار رہ سکے۔ (متفق علیہ)

اہل لغت اور الفاظ عربیہ کے ماہرین کہتے ہیں کہ ”قوت“ سے مراد اتنی خوراک ہے جس سے زندگی کا رشتہ قائم رہ سکے۔

(۵۰۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، إِنْ كُنْتُ لَا عَتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لَا شُدَّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ. وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبَسَّمَ حِينَ رَأَيْتُ، وَعَرَفَ مَا فِي وَجْهِی وَمَا فِي نَفْسِي، ثُمَّ قَالَ: “أَبَا هِرٍّ” قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: “الْحَقُّ” وَمَضَى فَاتَّبَعْتُهُ، فَدَخَلَ فَاسْتَاذَنَ، فَأَذِنَ لِي فَدَخَلْتُ، فَوَجَدَ لَنَا فِي قَدَحٍ، فَقَالَ: “مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ؟” قَالُوا: أَهْدَاهُ لَكَ فَلَانٌ - أَوْ فَلَانَةٌ - قَالَ: “أَبَا هِرٍّ” قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: “الْحَقُّ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي” قَالَ: وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ، لَا يَأْوُونَ عَلَى أَهْلِ وَلَا مَالٍ وَلَا عَلَى أَحَدٍ، وَكَانَ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ، وَلَمْ يَتَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ، وَأَصَابَ مِنْهَا، وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا. فَسَأَلْنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: وَمَا هَذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ! كُنْتُ أَحَقُّ أَنْ أُصِيبَ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً اتَّقَوْى بِهَا، فَإِذَا جَاءُوا وَأَمَرْنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ؛ وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هَذَا اللَّبَنِ. وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللَّهِ وَطَاعَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدًّا، فَاتَّيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ، فَأَقْبَلُوا وَاسْتَاذَنُوا، فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ، قَالَ: “يَا أَبَا هِرٍّ” قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: “خُذْ فَأَعْطِهِمْ” قَالَ: فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ، فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْقَدَحِ، فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْقَدَحِ حَتَّى يَنْتَهِيَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ رَوَى الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: “أَبَا هِرٍّ” قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: “بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ” قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: “اقْعُدْ فَأَشْرَبْ” فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ “اشْرَبْ”

فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُولُ: "اشْرَبْ" حَتَّى قُلْتُ: لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا! قَالَ: "فَارِنِي" فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى، وَسَمِي وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بھوک کی وجہ سے اپنا پیٹ زمین پر رکھتا، اور بھوک کی وجہ سے میں پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستہ پر بیٹھ گیا جس سے لوگ باہر جاتے تھے۔ سونبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو آپ مجھے دیکھ کر مسکرا دیئے۔ آپ میرے چہرے کے آثار کو دیکھ کر میری حالت کو سمجھ گئے۔ پھر فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: لَبِیک یا رسول اللہ! فرمایا: میرے ساتھ چلو اور آپ پل دیئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ پس آپ گھر میں داخل ہوئے۔ اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی اور مجھے بھی اندر داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائی اور میں بھی اندر داخل ہو گیا۔ آپ نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا تو فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اہل خانہ نے عرض کی: فلاں صحابی نے یا فلاں نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: لَبِیک یا رسول اللہ! فرمایا: جا کر اہل صفہ کو بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں۔ نہ ان کو گھر بار سے رغبت ہے نہ مال و دولت سے اور نہ وہ کسی شخص کا سہارا لیتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کا مال آتا تو آپ وہ مال ان اصحاب صفہ کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہیں لیتے تھے اور جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو آپ ان کے پاس بھیجتے۔ اس میں سے خود بھی استعمال کرتے اور ان کو بھی اس میں شریک فرماتے۔ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے جی میں کہا: اہل صفہ اس دودھ سے کیا بنے گا۔ میں اس کا زیادہ مستحق تھا کہ اس دودھ سے چند گھونٹ پیتا اور کچھ قوت حاصل کرتا۔ پس جب اصحاب اہل صفہ آجائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہی ارشاد فرمائیں گے کہ ان کو دودھ پیش کروں۔ اس صورت میں بڑا مشکل ہے کہ دودھ کے چند گھونٹ مجھ تک پہنچیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر چارہ نہ تھا۔ سو میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا۔ وہ آئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی آپ نے اجازت عطا فرمائی اور وہ گھر میں بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: لَبِیک یا رسول اللہ! فرمایا: پیالہ پکڑو اور ان کو دو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پیالہ پکڑا۔ پس میں وہ پیالہ ایک شخص کو دیتا وہ سیر ہو کر دودھ پیتا اور پھر پیالہ مجھے لوٹا دیتا۔ حتیٰ کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا اور تمام لوگ سیر ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ پکڑ کر اپنے دست اقدس پر رکھا۔ پھر میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: لَبِیک یا رسول اللہ! فرمایا: اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا: فرمایا: بیٹھو اور پیو۔ پس میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ آپ نے فرمایا: پیو! میں نے پیا۔ آپ مسلسل فرماتے

رہے۔ پو! حتیٰ کہ میں نے عرض کی: نہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب مزید گنجائش نہیں۔ فرمایا: مجھے دکھاؤ تو میں نے پیالہ آپ کو پیش کر دیا۔ سو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، بسم اللہ پڑھی اور باقی دودھ نوش فرمایا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اتَّقَوْی: شدید مضبوط ہونا،

سَمَّی: از، تسمیہ بمعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔

شرح:

نبی اکرم ﷺ کے پاس جب کوئی مہمان یا حاجت مند آتا تو آپ اس کی خدمت اور مدد فرماتے، ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے ایک کافر مہمان کی میزبانی کی اور اس کے لئے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا پس دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا، پھر تیسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح کے وقت وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا لیکن وہ مکمل نہ پی سکا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مسلمان ایک آنت سے پیتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے پیتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الاثریۃ، باب المؤمن یا کل فی مئی واحد... الخ، الحدیث: ۵۳۷۹، ص ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹

تعارفِ راوی:

محمد ابن سیرین حضرت انس ابن مالک کے آزاد کردہ غلام ہیں، عظیم الشان تابعی ہیں، بڑے فقیہ محدث عالم باعمل تھے، سترے سال عمر پائی ﷺ (ایک سو دس) میں وفات ہوئی، بصرہ کے پاس خواجہ حسن بصری کے ساتھ ایک ہی حجرہ میں دفن ہیں۔ فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے آپ اپنے زمانہ میں علم تعبیر کے امام تھے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص 450)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

پیٹ بھر کر کھانا مباح یعنی جائز ہے مگر "پیٹ کا قفلِ مدینہ" لگاتے ہوئے یعنی اپنے پیٹ کو حرام اور شہمت سے بچاتے ہوئے حلال غذا بھی بھوک سے کم کھانے میں دین و دنیا کے بے شمار فوائد ہیں۔ کھانا میسر نہ ہونے کی صورت میں مجبوراً بھوکا رہنا کوئی کمال نہیں، وافر مقدار میں کھانا موجود ہونے کے باوجود محض رضائے الہی عزّ و جلّ کی خاطر بھوک برداشت کرنا یہ حقیقت میں کمال ہے۔ چنانچہ روایت ہے، "سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، دو جہاں کے مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اختیاری طور پر بھوک برداشت فرماتے تھے۔" (مُحِبُّ الْإِيمَان ج ۵ ص ۲۶ حدیث ۵۶۴۰)

(۵۰۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ فِي ثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن (گروی) رکھی ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

(۵۰۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهُ بِشَعِيرٍ، وَمَشَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَاهَالَةَ سِنْخَةٍ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: "مَا أَصْبَحَ لَالٍ مُحَمَّدٍ صَاعٌ وَلَا أَمْسَى" وَإِنَّهُمْ لَسِنْعَةُ أَبْيَاتٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"إِلَاهَالَةَ" بِكَسْرِ الهمزة: الشَّعْمُ الذَّائِبُ. وَ"السِّنْخَةُ" بِالنُّونِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: وَهِيَ الْمُتَغَيَّرَةُ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جو کے عوض اپنی زرہ رہن رکھی اور میں جو کی روٹی اور کھلی ہوئی متغیر شدہ چربی لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا:

محمد (ﷺ) کی آل کو نہ کبھی صبح کو صاع بھر طعام میسر آیا اور نہ شام کو اور آپ کی آل نو گھروں پر مشتمل تھی۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الاهالة: ہمزہ کے کسر کے ساتھ پگھلی ہوئی چربی کو کہتے ہیں۔

السنخة: نون اور خائے معجمہ کے ساتھ۔ بدلی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔

شرح:

احالہ پگھلائی ہوئی چربی اور سٹخ پرانی چربی جس میں پرانی ہونے کی وجہ سے بو پیدا ہوگئی ہو۔ معلوم ہوا کہ ایسی چربی حلال ہے کہ یہ مضر صحت نہیں ہوتی مگر سڑا بھنا کھانا صحت کے لیے بہت مضر ہے اس لیے اس کا کھانا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ جب حضور انور کی وفات ہوئی تو ذرہ یہودی کے ہاں گروی رکھی ہوئی حضرت ابو بکر صدیق نے چھڑائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے تجارتی لین دین مالی معاملات جائز ہیں اگرچہ ان کی آمدنی حرام و حلال سے مخلوط ہو، یہودی کی حرام خوری پر قرآن مجید گواہ ہے "لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ" مگر حضور انور نے ان سے قرض لیا کفار کے ہدیے قبول فرمائے۔

آل محمد سے مراد حضور کی ازواج پاک ہیں اور یہ واقعہ فتح خیبر سے پہلے کا ہے، فتح خیبر کے بعد حضور انور ہر بیوی صاحبہ کو سال بھر کا خرچ دیدیتے تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۸۳)

(۵۰۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِذَاءٌ، أَمَّا إِذَا رَأَى كِسَاءً، قَدْ رَبَطُوا فِي أَغْنَائِهِمْ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةً أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر حضرات کو دیکھا ہے جن میں سے کسی کے پاس بڑی چادر نہیں تھی۔ ان کے پاس یا تو صرف تہ بند ہوتا یا ایک چادر جسے وہ اپنی گردن سے باندھ لیتے۔ کسی کا کپڑا نصف پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کا ٹخنوں تک اور وہ ہاتھوں کے ساتھ کپڑے کو اکٹھا رکھنے کی کوشش کرتے کہ مبادا ستر کھل جائے۔ (بخاری)

(۵۱۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

أَذِمَّ حَشْوَهُ لَيْفٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر چڑے کا تھا، جسے کھجور کی چھال وغیرہ سے بھرا گیا تھا۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بعض لوگوں نے لیف کے معنی کیے ہیں کھجور کی چھال، یہ غلط ہے چھال بہت سخت ہوتی ہے۔ لیف کھجور کے درخت کا گودا جو نرم ہوتا ہے، عرب شریف میں کم چوڑے بہت لمبے گدیے تکیہ نما ہوتے ہیں ان پر سویا جاتا ہے یہاں وہی مراد ہے یعنی حضور کے سونے کا بستر ایسے گدیے تھے سردی میں یہ بستر تھا اور گرمیوں میں ٹاٹ لہذا یہ حدیث ٹاٹ والی حدیث کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۱۵۴)

(۵۱۱) وَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَذْبَرَ الْأَنْصَارِيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أَخَا الْأَنْصَارِ، كَيْفَ أَحْيَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟" فَقَالَ: صَالِحٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يَعُودُهُ مِنْكُمْ؟" فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ، وَنَحْنُ بِضِعَةِ عَشَرَ، مَا عَلَيْنَا نِعَالَ، وَلَا خِفَافَ، وَلَا قَلَانِسَ، وَلَا قُمُصَ، نَمْشِي فِي تِلْكَ السَّبَاحِ، حَتَّى جِئْنَاهُ، فَاسْتَخَرَقَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتَّى دَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ الَّذِينَ مَعَهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ایک انصاری آیا اس نے آپ ﷺ کو السلام علیکم کہا اور پھر واپس پلٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے انصار کے بھائی! برادر سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟ اس انصاری نے عرض کی: ٹھیک ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ان کی عیادت کے لئے جائے گا۔ یہ فرما کر آپ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہم دس سے کچھ زیادہ آدمی تھے۔ ہمارے پاس نہ جوتے تھے، نہ موزے، نہ ٹوپیاں تھیں نہ قمیصیں، ہم چٹیل زمین پر چلتے رہے حتیٰ کہ ہم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے پس ان کی قوم کے افراد ان کے پاس سے پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے نزدیک ہو گئے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

خِفَافٌ: موزے، چمڑے کی جرابیں۔

قَلَانَسٌ: ٹوپیاں۔

شرح:

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتم المرسلین، رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ اعمال ایسے ہیں جو انہیں ایک دن میں کریگا اللہ عزوجل اسے جنتیوں میں لکھے گا، (۱) مریض کی عیادت کرنا، (۲) جنازے میں حاضر ہونا، (۳) ایک دن کا روزہ رکھنا، (۴) جمعہ کے لئے جانا اور (۵) غلام آزاد کرنا۔ " (مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفعل من الخیر یوم الجمعة، رقم ۳۰۴۷، ج ۲، ص ۳۸۲)

(۵۱۲) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحَصِينِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: "خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" قَالَ عِمْرَانُ: فَمَا أَدْرَى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا "ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُؤْفَوْنَ، وَيُظْهَرُ فِيهِمُ السِّمْنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر میرے عہد کے لوگ ہیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو مرتبہ فرمائی یا تین مرتبہ۔ پھر ان کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں طلب کی جائے گی۔ وہ امانت میں خیانت کریں گے اور امانتیں ان کے سپرد نہیں کی جائیں گی۔ اور وہ نذریں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹا پا ظاہر ہو جائے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خدائے بزرگ و برتر، رحمن و رحیم عزوجل کا ہم ناتوانوں پر کروڑ ہا کروڑ احسان، کہ اس نے ہمیں دولت ایمان اور دامن نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ وہ رحیم و کریم پروردگار عزوجل تو اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے، لیکن انسان اس کا ناشکرا اور نافرمان ہے، اللہ رب العزت عزوجل نے انسانوں کی بھلائی کے لئے انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اُن پاکیزہ ہستیوں نے انسان کو خالق لم یزل عزوجل کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دی۔ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آواری کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، محبوب رب العالمین عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریف پر ختم ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل انسانیت، تباہی و بربادی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی، ہر طرف کفر و شرک اور جہالت و گمراہی کا دور دورہ تھا، ظلم و ستم، بے حیائی، شراب و کباب کی محفلیں، دھوکا بازی، جوا، سودی لین دین، قتل و غارت الغرض ہر طرف برائیوں کے سیاہ بادلوں نے گھٹا ٹوپ اندھیرا کر رکھا تھا۔ اس وقت کوئی ایسا چراغ نہ تھا جو اس اندھیرے کو ختم کر کے دنیا کو اپنی ضیاء سے منور کرتا۔

پھر جب کفر و شرک کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے انسانوں کو کعبے کے بدرالدجی، طیبہ کے شمس الضحیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے اپنے حلقے میں لیا، تو ان کی بے چین روحوں اور شکستہ دلوں کو قرار نصیب ہوا۔ کفر و شرک کے سیاہ بادل چھٹ گئے، ظلم و ستم کی آندھیاں تھم گئیں، بحر ظلمات کی تلاطم خیز لہریں ساکن ہو گئیں، متلاشیان حق منزل مقصود پانے کے لئے اس منارہ نور کی گردا گرد جمع ہو گئے، اس آفتاب رسالت کی کرنوں سے اندھے شیشے جگمگانے لگے، چہار دانگ عالم میں اسلام کی حقانیت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شمع رسالت کے پروانوں نے اسلام کا نور دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانا شروع کر دیا۔

شیطان لعین جو کہ مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے اس سے اسلام کی یہ شان و شوکت نہ دیکھی گئی، چنانچہ وہ مردود اور اس کے چیلے اسلام کی شمع کو بجھانے کی مذموم کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے مگر اسلام کے شیدائیوں (حضرات صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین عظام اور پھر اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے جان کی بازی لگا دی اور اس شمع کو بجھنے نہ دیا۔

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیات کے ساتھ اس دنیا میں جلوہ گر رہے اسلام روز بروز ترقی کرتا رہا، لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا، تو شیطان اور اس کا طاغوتی لشکر، اسلام کے لہلاتے گلشن کو تباہ و برباد کرنے کے مذموم ارادے سے آگے بڑھا، اور بہار اسلام کو خزاں میں بدلنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ لیکن انہیں اسلام کے چاہنے والوں سے ہر میدان میں شکست اٹھانی

پڑی۔

مگر جب ان مبارک ہستیوں نے یکے بعد دیگرے اس دارِ فانی سے پردہ فرمانا شروع کر دیا۔ تو شیطانی لشکر جواب تک ہر "رزمِ حق و باطل" میں ذلیل و خوار ہوتا آ رہا تھا اس نے ایک بار پھر مجتمع ہو کر مسلمانوں کو ان کے دینِ حق سے دور کرنے کی مذموم کوشش شروع کر دی۔ لیکن اب پہلے جیسی بات نہ رہی، جو برکتیں اور رحمتیں قرونِ ثلاثہ (یعنی حضراتِ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک زمانوں) میں تھیں وہ ان کے بعد نہ رہیں۔ (عیون الحکایات، ج ۱، ص ۲۰)

(۵۱۳) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ، وَأَنْ تُمْسِكَ شَرٌّ لَكَ، وَلَا تَلَامُ عَلَى كَفَافٍ، وَأَبْدًا بِمَنْ تَعُولُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اولادِ آدم! اگر تم فالو مال (راہِ خدا میں) خرچ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم اسے روکے رکھو تو یہ تمہارے لیے اچھا نہیں اور حسبِ ضرورت مال اپنے پاس رکھنے پر تمہیں ملامت نہیں کی جائے گی اور ابتداء اپنے اہل و عیال سے کرو۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۱۴) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحْصِنٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ أَمِنًا فِي سِرْبِهِ، مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوَّةٌ يَوْمَهُ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَائِيرِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

"سِرْبِهِ": بِكَسْرِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ: أَيْ نَفْسِهِ، وَقِيلَ: قَوْمُهُ.

◀ حضرت عبداللہ بن محسن انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ اس کا نفس امن میں ہو اور اس کا جسم صحت مند ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک بھی موجود ہو تو گویا اسے ساری دنیا مل گئی ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

عبداللہ ابن محسن: آپ انصاری عظمیٰ ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

513: ترمذی، رقم الحدیث: 8/22328، مسلم، رقم الحدیث: 8/22328، احمد، رقم الحدیث: 8/22328

514: بخاری، رقم الحدیث: 300، ترمذی، رقم الحدیث: 671، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 671، ابن حبان، رقم الحدیث: 671، علیہ، رقم الحدیث: 5/249

طبرانی، رقم الحدیث: 1849

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

سربہ: سین مہملہ کے کسرہ کے ساتھ اس کا مطلب ہے: اس کا نفس اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد قوم ہے۔

شرح:

سرب سین کے فتح یا کسرہ سے ر کے سکون سے بمعنی راستہ، چہرہ، سینہ، دل، نفس، یہاں بمعنی دل ہے یعنی اس کو دشمن کا خوف ہو نہ عذاب الہی کا خطرہ کیونکہ اس کا دشمن کوئی نہ ہو اور اس نے کفر یا گناہ نہ کیا ہو۔ اہل عرب کہتے ہیں لبس العید لمن لبس الجديد انما العید لمن امن الوعید یعنی عید اس کی نہیں جو نئے کپڑے پہن لے بلکہ عید اس کی ہے جو عذاب سے امن میں ہو۔

حذاقیر جمع ہے حذفورہ کی بمعنی کنارہ جیسے عصفور کی جمع عصافیر، جمہور کی جمع جماہیر۔ لہذا حذاقیر کے معنی ہوئے کنارے یعنی جس کو نفسانی امن و عافیت، دل کا چین، بدن کی صحت کچھ تھوڑا سا آج کے گزارہ کا مال میسر ہو تو وہ بادشاہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے ہر قسم کی نعمت دی ہوئی ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۳۷)

(۵۱۵) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا، وَقَنَعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لے آیا اور اس کے پاس حسب ضرورت رزق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس رزق پر قناعت کی دولت سے نوازا جو اسے عطا کی گئی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جسے ایمان و تقویٰ بقدر ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبریہ چار نعمتیں مل گئیں اس پر اللہ کا بڑا ہی کرم و فضل ہو گیا، وہ کامیاب رہا اور دنیا سے کامیاب گیا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۱۱)

(۵۱۶) وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ

515: مسلم، رقم الحدیث: 2/6583، ترمذی، رقم الحدیث: 67، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 67، ابن حبان، رقم الحدیث: 67، بیہقی، رقم الحدیث: 4/196
516: ترمذی، رقم الحدیث: 1/98، ابن حبان، رقم الحدیث: 1/98، حاکم، رقم الحدیث: 1/98، تضاوی، رقم الحدیث: 616، احمد، رقم الحدیث: 9/23999، طبرانی، رقم الحدیث: 18/7861

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "طُوبَى لِمَنْ هَدَى لِلْإِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنَعَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو محمد فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جسے اسلام کی ہدایت عطا ہوئی اور اسے حسب ضرورت رزق عطا ہوا ہو اور وہ قناعت اختیار کرے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۱۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيتُ اللَّيْلَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًّا، وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عِشَاءً، وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتیں مسلسل فاقہ فرماتے اور آپ کے اہل خانہ کو ایک رات کا کھانا میسر نہ ہوتا اور آپ اکثر جو روٹی کھاتے وہ جو کی روٹی ہوتی۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

عِشَاءً: رات کا کھانا۔

خُبْزٌ: روٹی

شرح:

جو مالک کو نین ہے ان کے اپنے گھر کا یہ حال ہے۔ شعر

مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقر و فاقہ اختیاری ہے، فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے

پہاڑ چلیں۔

(۵۱۸) وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ، يَخْرُجُ رَجُلًا مِّنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ - وَهُمْ أَصْحَابُ الصُّفَةِ - حَتَّى يَقُولَ الْأَعْرَابُ: هَؤُلَاءِ مَجَانِينُ. فَإِذَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى، لَأَخْبَيْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوا فَاقَةً وَحَاجَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ صَحِيحٌ".

"الْخَصَاصَةُ": الْفَاقَةُ وَالْجُوعُ الشَّدِيدُ.

◀ حضرت فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو کچھ آدمی نماز کے اندر حالت قیام میں بھوک کی شدت کی وجہ سے گر پڑتے اور یہ اصحاب صفہ تھے۔ حتیٰ کہ اعرابی کہنے لگے: یہ لوگ پاگل ہیں۔ سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا ہے تو تم اس بات کو پسند کرو کہ تمہارے فاقے اور حاجت مندی میں اور اضافہ ہو۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارف راوی:

فضالہ ابن عبید اوسی انصاری ہیں، یہ حضور کے غلام ہیں، احد اور اس کے بعد تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، بیعت رضوان میں شریک تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شام کے جہادوں میں شریک رہے، دمشق میں قیام کیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں کے قاضی رہے، ۳۵ھ میں وہیں وفات پائی

(از اکمال فی اسماء الرجال صاحب السکالۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف القاء، فصل فی الصحابہ، مرقاة داخ، مرقاة الناجح جلد اول)

حل لغات:

"الْخَصَاصَةُ": فَاقَةٌ أَوْ سَخَتْ بَهُوكٌ.

شرح:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا: "لوگوں میں سے بہتر کون ہے؟" انہوں نے عرض کی: "وہ مال دار شخص جو اپنی جان اور مال

میں سے اللہ عزَّ وَّجَلَّ کا حق ادا کرتا ہے۔ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یہ شخص اچھا ہے لیکن یہ شخص مراد نہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: "یا رسول اللہ عزَّ وَّجَلَّ و صلی اللہ علیہ وسلم! پھر لوگوں میں سے کون سا شخص ب سے اچھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وہ فقیر جس کو اس کی جدوجہد عطا کی گئی۔"

(اکمال فی ضعفاء الرجال لابن عدی، رقم ۱۰۶۶۔ عبد اللہ بن دینار، ج ۵، ص ۳۹۳)

(۵۱۹) وَعَنْ أَبِي كَرِيمَةَ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وَعَاءَ شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أَكْلَاتُ يَقْمَنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَنُكِّلَ لَطْعَامِهِ، وَنُكِّلَ لَشَرَابِهِ، وَنُكِّلَ لِنَفْسِهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، بِقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

"اَكْلَاتُ" آئی: لُقْمٌ۔

◀ حضرت ابو کریمہ مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: انسان جو برتن بھی بھرتا ہے ان میں پیٹ سے برا کوئی برتن نہیں۔ آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکیں اور اگر خواہ مخواہ پیٹ بھرنا ہی ہو تو اس طرح بھرو کہ پیٹ کا ایک تہائی کھانے کے لئے اور ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے ہو۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

مقدم ابن معدیکرب: آپ کی کنیت ابو کریمہ ہے، کنڈی ہیں، اہل شام میں آپ کا شمار ہے اکیانوے سال عمر ہوئی ستاسی ہجری میں شام میں وفات پائی، بہت احادیث کے آپ راوی ہیں، مشہور صحابی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب المستدرک شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الطلیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الیم، فصل فی الصحابہ، مراد النایج جلد ششم)

حل لغات:

اَكْلَاتُ: کا مطلب ہے: چند لقمے۔

شرح:

بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھا لینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ عذاب، کیونکہ اس کا بھی صحیح مقصد ہو سکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھا لینا حرام ہے۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھا لینا جس سے

519: احمد، رقم الحدیث: 6/17186، ترمذی، رقم الحدیث: 4/2769، ابن حبان، رقم الحدیث: 672، حاکم، رقم الحدیث: 4/7139، طبرانی، رقم

الحدیث: 20/244، مسند القضا، رقم الحدیث: 1340

پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے، مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہو جائے گی۔

(۱) الدر المختار، کتاب الطہر والاباحہ، ج ۹، ص ۵۶۰.....

حضرت سیدنا عبداللہ انطا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، بیمار دل کی پانچ دوائیں ہیں: (۱) نیکوں کی صحبت (۲) تلاوت قرآن (۳) کم کھانا (۴) تہجد کی پابندی (۵) رات کے آخری حصہ میں گریہ وزاری۔

(۱) التَّحْفَاتُ لِلْمَغْتَظَاتِ بَابُ الْخَمَاسِ ص ۶۰

(۵۲۰) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِيَّاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيِّ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا تَسْمَعُونَ؟ أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ" يَعْنِي: التَّقَحُّلُ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

"الْبَذَاذَةُ" - بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالذَّالَيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ - وَهِيَ رَثَائَةُ الْهَيْئَةِ وَتَرْكُ فَاحِرِ اللَّبَاسِ. وَأَمَّا "التَّقَحُّلُ" فَبِالْقَافِ وَالْحَاءِ: قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ: الْمُتَقَحِّلُ هُوَ الرَّجُلُ الْيَابِسُ الْجِلْدُ مِنْ خُشُونَةِ الْعَيْشِ وَتَرْكِ التَّرَقُّهِ.

◀ حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں دنیا کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ پراگندہ حالی ایمان میں سے ہے۔ بلاشبہ پراگندہ حالی ایمان میں سے ہے اس سے مراد ہے تنگی کی زندگی گزارنے اور عیش و عشرت ترک کرنے کی وجہ سے جلد کا خشک ہو جانا۔ (ابوداؤد)

تعارفِ راوی:

ابو امامہ دو ہیں اور دونوں صحابی ہیں: ایک ابو امامہ بابلی جو قبیلہ بنی باہلہ سے ہیں، دوسرے وہ جن کا نام ایاس ابن ثعلبہ ہے، یہ انصاری ہیں، یہاں یہ دوسرے ابو امامہ مراد ہیں، آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(مرآۃ المناجیح جلد ششم)

حلی لغات:

الْبَذَاذَةُ: بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ، أَوَّلُ دُوْزَالٍ مَعْجَمٍ كَسَامَتِهِ - اس سے مراد ہے پراگندہ حالی اور عمدہ لباس ترک کر دینا۔

التَّقَحُّلُ: قَافٌ أَوَّلُ حَاءٍ كَسَامَتِهِ، أَلْفٌ لَفْتٌ مُتَقَحِّلٌ اس شخص کو کہتے ہیں جس کی تنگی کی زندگی گزارنے اور عیش و عشرت کو ترک کرنے کی وجہ سے جلد خشک ہو جائے۔

شرح:

حضرت سیدنا عمر بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حواریوں کے پاس اس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ علیہ السلام کے جسم انور پر اُون کا جبہ تھا اور ایک عام سی شلوار پہنی ہوئی تھی، ننگے پاؤں تھے اور سر پر بھی کوئی کپڑا وغیرہ نہیں تھا، آنکھوں سے آنسو رواں تھے، بھوک کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور پیاس کی شدت سے ہونٹ بالکل خشک ہو چکے تھے۔

آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو سلام کیا، اور فرمایا: "اے بنی اسرائیل! اگر میں چاہوں تو اللہ عزوجل کے ہم سے دنیا تمام تر نعمتوں کے ساتھ میرے قدموں میں آجائے لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ اے بنی اسرائیل! تم دنیا کو ہمیشہ حقیر جانو، اسے کوئی وقعت نہ دو یہ خود تمہارے لئے نرم ہو جائے گی، تم دنیا کی مذمت کرو تمہارے لئے آخرت مزین ہو جائے گی، ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم آخرت کو پس پشت ڈال دو اور دنیا کی تعظیم و توقیر کرو، بے شک دنیا کوئی قابل احترام شے نہیں کہ اس کی تعظیم کی جائے۔ دنیا تو تمہیں ہر روز کسی نہ کسی نئی آفت یا نقصان کی طرف بلاتی ہے لہذا اس کے دھوکے سے بچو۔"

پھر فرمایا: "اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ میرا گھر کہاں ہے؟" لوگوں نے کہا: "اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام! آپ کا گھر کہاں ہے؟" آپ علیہ السلام نے فرمایا: "مساجد میری قیام گاہ ہیں، میری خوشبو اور عطریات پانی ہے، میرا بھوکا رہنا ہی میری شکم سیری ہے، میرے پاؤں میری سواری ہیں، رات کو چمکتا ہوا چاند میرا چراغ ہے، سخت سردیوں کی راتوں میں نماز پڑھنا میرا محبوب ترین عمل ہے، میرا کھانا خشک پتے وغیرہ ہیں، زمین کی گھاس اور نباتات میرے لئے پھلوں کی مانند ہیں، انہی سے جانوروں کو خوراک ملتی ہے، وہی سبزی اور نباتات میں کھا لیتا ہوں، میرا لباس اُون ہے، اللہ عزوجل سے ڈرنا میرا شعار ہے، اور مساکین و فقراء میرے محبوب ترین رفقاء ہیں۔"

میں صبح اس حالت میں کرتا ہوں کہ میرے پاس دنیاوی اشیاء میں سے کوئی شے نہیں ہوتی اور ایسی ہی حالت میں شام کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی دنیاوی شے نہیں ہوتی لیکن پھر بھی میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ فلاں شخص اتنا مال دار ہے۔ میں اپنی اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت اور بہت زیادہ غنی سمجھتا ہوں (یعنی میں اس حال میں بھی اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی ہوں)۔"

آپ علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت تھے، کبھی بھی دنیوی نعمتوں کو خاطر میں نہ لاتے، آپ علیہ السلام نے ایک ہی اُون کے جبہ میں اپنی زندگی کے دس سال گزار دیئے، جب وہ جبہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اسے رتی سے باندھ لیتے یا پیوند لگا لیتے، آپ علیہ السلام نے چار سال تک اپنے مبارک بالوں میں تیل نہ لگایا، پھر چار سال بعد چربی کی چکنائی بالوں میں لگائی اور چربی کو تیل کی جگہ استعمال فرمایا۔

آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اے بنی اسرائیل! مساجد کو لازم پکڑ لو، اور انہی میں پڑے رہو، تمہارے اصلی گھر تو تمہاری قبریں ہیں، دنیا میں تو تم ایک مہمان کی حیثیت سے ہو، عنقریب یہاں سے اپنے اصلی گھر (یعنی قبر) کی طرف چلے جاؤ گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ پرندے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں، نہ تو وہ کھیتی اگاتے ہیں، نہ ہی فصل کاٹتے ہیں لیکن پھر بھی تمام جہانوں کا پروردگار عزوجل انہیں رزق عطا فرماتا ہے۔ اے لوگو! جو کی روٹی کھا کر بسر اوقات کرو، اور زمین کے نباتات اور سبزی وغیرہ کھا کر پیٹ بھر لیا کرو۔ اگر تم اتنی ہی دنیا پر قناعت کر لو تب بھی تم اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے اور اگر تم کثیر نعمتوں کے طلبگار بنو گے اور ان سے فائدہ اٹھاؤ گے تو پھر کس طرح ان نعمتوں کا شکر ادا کرو گے۔"

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: "اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنا دوست اور رفیق رکھوں تو تم دنیا داروں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لو، مالداروں سے بالکل جدا رہو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تمہیں اپنے ساتھ نہ رکھوں گا اور تمہارا رفیق بھی نہ بنوں گا۔ بے شک تمہیں اپنے مقصد میں کامیابی اسی وقت ہوگی جب تم اپنی خواہشات کو ترک کر دو گے، تم اس وقت تک اپنی پسندیدہ چیز کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم ناپسندیدہ چیزوں پر صبر نہ کرو، اور خبردار! بدنگاہی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ بدنگاہی کی وجہ سے دل میں شہوت ابھرتی ہے۔

خوشخبری ہے اس عظیم شخص کے لئے جس کی نظر اپنے دل پر ہوتی ہے، وہ سوچ سمجھ کر نظر اٹھاتا ہے اور اپنے دل کو نظر کے تابع نہیں کرتا بلکہ نظر کو دل کے تابع رکھتا ہے۔ افسوس ہے اس شخص پر جو دنیا کے لئے اتنی مشقتیں برداشت کرتا ہے حالانکہ یہ بے وفادار دنیا سے چھوڑ کر چلی جائے گی اور موت اسے دنیا سے جدا کر دے گی، کتنا بے وقوف ہے وہ شخص جو دنیا کی فکر میں سرگرداں ہے

اور دنیا اسے دھوکا دیتی جارہی ہے وہ دنیا پر اعتماد کرتا ہے اور دنیا اسے دھوکا دیتی ہے اور اس سے بے وفائی کرتی ہے۔

افسوس ہے ان لوگوں پر جو دنیا کے دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ عنقریب انہیں وہ چیز (یعنی موت) پہنچنے والی ہے جسے وہ ناپسند کرتے ہیں اور جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہ دن (یعنی قیامت کا دن) ان سے بہت قریب ہے۔ جس چیز کو وہ پسند کرتے ہیں اور جو محبوب اشیاء ان کے پاس ہیں عنقریب وہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر اس دار فانی سے رخصت ہو جائیں گے۔

اے لوگو! تم فضول گوئی سے بچتے رہو، کبھی بھی ذکر اللہ عزوجل کے علاوہ اپنی زبان سے کوئی لفظ نہ نکالو، ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے، بے شک دل نرم ہوتے ہیں لیکن فضول گوئی انہیں سخت کر دیتی ہے۔ اور جس شخص کا دل سخت ہو جائے وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے (یعنی اگر تم اللہ عزوجل کی رحمت

کے امیدوار ہو تو اپنے دلوں کو سختی سے بچاؤ)

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں قساوت قلبی کی بیماری سے بچا، اور ہمارے دلوں کو اپنی یاد سے معمور رکھ، فضول گوئی سے ہماری حفاظت فرما اور ہر وقت اپنا ذکر کرنے والی زبان عطا فرما)

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ کروں تیری حمد و ثناء الہی عزوجل!

(عمون الحکایات، ج ۱، ص ۱۸۵)

(۵۲۱) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَ عَلَيْنَا أبا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، نَتَلَّقَى عِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً، فَقِيلَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِهَا؟ قَالَ: نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعَصِيَّتِنَا الْخَبْطَ، ثُمَّ نَبْلُهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ. قَالَ: وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرَفَعَ لَنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكُثْبِ الضَّخْمِ، فَاتَيْنَاهُ فَإِذَا هِيَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَبِيرَ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ اضْطُرَرْتُمْ فَكُلُوا، فَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا، وَنَحْنُ ثَلَاثُمِئَةٍ حَتَّى سَمِنَّا، وَلَقَدْ رَأَيْنَا نَعْتَرَفَ مِنْ وَقَبٍ عَلَيْهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنِ وَنَقَطُوعٍ مِنْهُ الْفِدَرُ كَالثَّوْرِ أَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ، وَلَقَدْ أَخَذَ مِنَّا أَبُو عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَأَقْعَدَهُمْ فِي وَقَبٍ عَلَيْهِ وَأَخَذَ ضِلْعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَأَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ أَعْظَمَ بَعِيرٍ مَعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَشَائِقٍ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ اللَّهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٍ فَتُطْعَمُونَا؟" فَأَرْسَلَنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَأَكَلَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْجِرَابُ": وَعَاءٌ مِنْ جِلْدٍ مَعْرُوفٍ، وَهُوَ بِكَسْرِ الْجِيمِ وَفَتْحِهَا وَالْكَسْرِ أَفْصَحُ. قَوْلُهُ: "نَمَصُّهَا" بِفَتْحِ الْمِيمِ، وَ"الْخَبْطُ": وَرَقٌ شَجَرٍ مَعْرُوفٍ تَأْكُلُهُ الْإِبِلُ. وَ"الْكُثْبُ": التَّلُّ مِنَ الرَّمْلِ، وَ"الْوَقَبُ": بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاسْكَانِ الْقَافِ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ وَهُوَ نَقْرَةُ الْعَيْنِ. وَ"الْقِلَالُ": الْجِرَارُ. وَ"الْفِدَرُ" بِكَسْرِ الْفَاءِ وَفَتْحِ الدَّالِ: الْقِطْعُ. "رَحَلَ الْبَعِيرَ" بِتَخْفِيفِ الْحَاءِ: أَيْ جَعَلَ عَلَيْهِ الرَّحْلَ. "الْوَشَائِقُ" بِالشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْقَافِ: اللَّحْمُ الَّذِي اقْتِطِعَ لِيُقَدَّ مِنْهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

◀ حضرت ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قافلہ قریش کے مقابلہ پر بھیجا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر فرمایا اور زاد راہ کے طور پر ہمیں کھجوروں کی ایک بوری عنایت فرمائی۔ اس کے علاوہ ہمارے لیے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے۔ پوچھا گیا: تم ایک کھجور سے کیسے گزارا کرتے تھے؟ تو فرمایا: ہم اس کو چوستے جس طرح بچہ چوستا ہے پھر ہم اوپر سے پانی پی لیتے۔ تو وہ اس دن شام تک ہمیں کافی ہو جاتی۔ اور ہم اپنے نیزوں سے درخت کے پتے گراتے انہیں پانی میں تر کرتے اور کھا لیتے۔ فرماتے ہیں: ہم ساحل سمندر پر چل رہے تھے کہ ہمارے لیے ساحل پر ریت کے بڑے ٹیلے کی طرح کی کوئی چیز پھینکی گئی۔ ہم اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ جاندار ہے جسے عنبر (مچھلی) کہا جاتا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مردار ہے۔ پھر خود ہی فرمایا: نہیں بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں اور ہم اللہ کی راہ میں گھروں سے نکلے ہیں اور تم اضطراری حالت میں ہیں اس لئے اسے کھا لو۔ ہم نے ایک مہینہ اس پر گزارا کیا اور ہم تین سو آدمی تھے۔ حتیٰ کہ ہم موٹے ہو گئے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم اس کی آنکھ کے گھڑے سے مشکوں کے ساتھ چربی نکالتے اور ہم اس سے ٹکڑے کاٹتے جو بیل جتنے بڑے ہوتے یا بیل کی مثل بڑے ہوتے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو پکڑا اور انہیں اس کی آنکھ کے گڑھے میں بٹھا دیا۔ اس کی ایک پسلی کو پکڑ کر کھڑا کیا پھر ایک بڑے اونٹ کا کجاوہ کسا اور وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا اور ہم نے اس کے خشک گوشت کے ٹکڑے بطور زاد راہ ساتھ رکھ لئے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نکالا؛ کیا تمہارے پاس اس گوشت میں سے کچھ ہے۔ سو ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کا گوشت بھیجا تو آپ نے تناول فرمایا: (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الجواب: چڑے کا مشہور برتن، جیم کے فتح اور کسرہ دونوں کے پڑھا گیا ہے اور کسرہ زیادہ فصیح ہے۔

نمصھا: میم کے فتح کے ساتھ۔

الخبط: مشہور درخت کے پتے جسے اونٹ کھاتے ہیں۔

الکثیب: ریت کا ٹیلہ۔

الوقب: واؤ کے فتح اور قاف کے سکون کے ساتھ اور اس کے بعد بائے موحده ہے۔ اس سے مراد آنکھ کا گڑھا ہے۔
القلال: مکے۔

القدر: فاء کے کسرہ اور دال کے فتح کے ساتھ 'کڑے' کو کہتے ہیں۔

رحل البعیر: حاء مخفف کے ساتھ اس کا مطلب ہے: اس پر کجاوار کھا۔

الوشائق: شین معجمہ اور قاف کے ساتھ وہ گوشت جو خشک کرنے کے لئے کاٹا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

خطب کے معنی ہیں درختوں کے پتے، چونکہ اس غزوہ میں حضرات صحابہ نے بھوک کی وجہ سے پتے کھائے تھے اس لیے اسے غزوہ خطب بھی کہتے ہیں اور ان غازیوں کے لشکر کو جیش خطب، یہ غزوہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ سے پہلے ہوا۔

اس طرح کہ دریا نے مچھلی کنارہ پر پھینکی وہ خشکی میں آ کر مر گئی ورنہ جو مچھلی دریا میں مر کر تر جائے وہ حرام ہے لہذا حدیث واضح ہے۔ وہ جو حدیث پاک میں ہے کہ دریا کا میتہ حلال ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دریا کی وجہ سے مر جائے یعنی پانی نہ ملنے سے جو پانی میں مر کر تیر جائے وہ دریا کا مردہ نہیں بلکہ کسی بیماری کی مردہ ہے۔

یعنی وہاں رہ کر ایک ماہ کھائی یعنی پندرہ دن وہاں اور پندرہ دن واپسی میں راستہ میں یا مدینہ منورہ پہنچ کر پندرہ دن تک کھاتے رہے لہذا یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں جس میں پندرہ دن تک کھانے کا ذکر ہے۔ اس مچھلی کو عنبر اس لیے کہتے ہوں گے کہ اس سے عنبر نکلتا ہے یا اس قسم کی مچھلی کا نام عنبر ہے۔ (اشعہ)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ نے سب سے اونچا اونٹ اس کی ہڈی کے نیچے سے گزارا تو وہ اونٹ اس ہڈی کے نیچے سے گزر گیا۔

اس عمل شریف سے مچھلی کی حلت عملی طور پر دکھادی گئی گویا قوی فتویٰ بھی دے دیا گیا اور عملی فتویٰ بھی۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۵، ص ۱۰۰)

(۵۲۲) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كُمْ قَمِيصِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّضْغِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

"الرُّضْغُ" بِالضَّادِ وَالرُّسْغُ بِالسِّينِ أَيْضًا: هُوَ الْمَفْصَلُ بَيْنَ الْكَفِّ وَالسَّاعِدِ.

◀ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے قمیص کی آستین گٹوں تک ہوتی

تھی۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

الرصغ: صاد کے ساتھ اور الرسغ: سین کے ساتھ بھی منقول ہے وہ جوڑ جو تھیلی اور کلائی کے درمیان ہوتا ہے۔
 (۵۲۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّا كُنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُذْيَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: هَذِهِ كُذْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ. فَقَالَ: "أَنَا نَازِلٌ" ثُمَّ قَامَ، وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا فَآخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِغْوَلَ، فَضْرَبَ فَعَادَ كَثِيرًا أَهِيلَ أَوْ أَهِيمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، انْذِنْ لِي إِلَى الْبَيْتِ، فَقُلْتُ لَا مَرَاتِي: رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا فِي ذَلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكَ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: عِنْدِي شَعِيرٌ وَعَنَاقٌ، فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنْتُ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَجِينُ قَدْ انْكَسَرَ، وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْأَثَافِي قَدْ كَادَتْ تَنْضِجُ، فَقُلْتُ: طَعِيمٌ لِي، فَقُمَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ، قَالَ: "كَمْ هُوَ؟" فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: "كَثِيرٌ طَيِّبٌ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ، وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التُّورِ حَتَّى آتِي" فَقَالَ: "قُومُوا"، فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: وَيْحَكَ قَدْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَمِنْ مَعَهُمْ! قَالَتْ: هَلْ سَأَلَكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "ادْخُلُوا وَلَا تَضَاغُطُوا" فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ، وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ، وَيُخِمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتُّورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ، وَيُقَرِّبُ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ وَيَغْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا، وَبَقِيَ مِنْهُ، فَقَالَ: "كُلِي هَذَا وَاهْدِي، فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ جَابِرٌ: لَمَّا حَفَرَ الْخَنْدَقَ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْصًا، فَأَنْكَفَأْتُ إِلَى أَمْرَاتِي، فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْصًا شَدِيدًا، فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ، وَلَنَا بِهَيْمَةٍ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنْتُ الشَّعِيرَ، فَفَرَعْتُ إِلَى فَرَاعِي، وَقَطَعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: لَا تَفْضُخْنِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَعَهُ، فَجِئْتُ فَسَارَرْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ذَبَحْنَا بِهَيْمَةٍ لَنَا، وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ، فَصَاحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ: إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا فَحَيْهَلَا بِكُمْ" فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِرُنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى آجِيءَ" فَجِئْتُ، وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ، حَتَّى جِئْتُ أَمْرَاتِي، فَقَالَتْ: بَكَ وَبَكَ أَفَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتَ. فَأَخْرَجْتُ عَجِينًا، فَبَسَقَ فِيهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى

بُرْمَتَنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ، ثُمَّ قَالَ: "ادْعِي خَازِنَةَ فَلْتُخَبِرْ مَعَكَ، وَأَقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ، وَلَا تَنْزِلُوهَا" وَهُمْ أَلْفٌ، فَأَقْسِمَ بِاللَّهِ لَا أَكَلُوا حَتَّى تَرَكَوهُ وَانْحَرَفُوا، وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخَبِرُ كَمَا هُوَ.

قَوْلُهُ: "عَرَضْتُ كُذِيَّةً" بِضَمِّ الْكَافِ وَأَسْكَانِ الدَّالِّ وَبِالْيَاءِ الْمُشْتَاةِ تَحْتَ، وَهِيَ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ صُلْبَةٌ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَعْمَلُ فِيهَا الْفَأْسُ، وَ"الْكُثِيبُ" أَصْلُهُ تَلُّ الرَّمْلِ، وَالْمُرَادُ هُنَا: صَارَتْ تُرَابًا نَاعِمًا، وَهُوَ مَعْنَى "أَهِيلَ". وَ"الْأَثَافِي": الْأَحْجَارُ الَّتِي يَكُونُ عَلَيْهَا الْقَدَرُ، وَ"تَضَاغَطُوا": تَزَاحَمُوا. وَ"الْمَجَاعَةُ": الْجُوعُ، وَهُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ. وَ"الْخَمَصُ": بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمِيمِ: الْجُوعُ، وَ"انْكَفَأْتُ": انْقَلَبْتُ وَرَجَعْتُ. وَ"الْبُهَيْمَةُ" بِضَمِّ الْبَاءِ، تَصْغِيرُ بَهْمَةٍ وَهِيَ، الْعَنَاقُ، بِفَتْحِ الْعَيْنِ. وَ"الدَّاجِنُ": هِيَ الَّتِي أَلْفَتِ الْبَيْتَ: وَ"السُّورُ" الطَّعَامُ الَّذِي يُدْعَى النَّاسُ إِلَيْهِ؛ وَهُوَ بِالْفَارِسِيَّةِ. وَ"حَيْهَلَا" أَيْ تَعَالَوْا. وَقَوْلُهَا "بِكَ وَبِكَ" أَيْ خَاصَمْتُهُ وَسَبَّتُهُ، لِأَنَّهَا اعْتَقَدَتْ أَنَّ الَّذِي عِنْدَهَا لَا يَكْفِيهِمْ، فَاسْتَحْيَتْ وَخَفِيَ عَلَيْهَا مَا أَكْرَمَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بِهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذِهِ الْمُعْجَزَةِ الظَّاهِرَةِ وَالْآيَةِ الْبَاهِرَةِ. "بَسَقَ" أَيْ: بَصَقَ؛ وَيُقَالُ أَيْضًا: بَزَقَ، ثَلَاثُ لُغَاتٍ. وَ"عَمَدَ" بِفَتْحِ الْمِيمِ، أَيْ: قَصَدَ. وَ"أَقْدَحِي" أَيْ: اغْرِفِي؛ وَالْمِقْدَحَةُ: الْمِغْرَفَةُ. وَ"تَغِطُّ" أَيْ: لِيُغْلِيَانَهَا صَوْتُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقع پر ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آگئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: خندق میں ایک سخت چٹان سامنے آگئی ہے۔ فرمایا: میں اترتا ہوں۔ پھر آپ اٹھے اور آپ کے پیٹ پر پتھر بندے ہوئے تھے اور ہم نے بھی تین دن سے کچھ نہیں چکھا تھا۔ پس نبی کریم ﷺ نے کدال لی اور ضرب لگائی تو وہ چٹان اس طرح ہوگئی جیسے مٹی کا ڈھیر ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ سو میں نے اپنی بیوی سے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ صبر نہیں کر سکتا، کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس جو اور ایک بکری ہے۔ سو میں نے بکری کو ذبح کیا جو کو پیسا حتیٰ کہ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آٹا نرم ہو کر روٹی پکنے کے قابل ہو گیا تھا، اور ہنڈیا چولہے پر پڑی پکنے کے قریب تھی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے۔ آپ تشریف لے چلیں اور ایک یا دو آدمیوں کو ہمراہ لے لیں۔ فرمایا: کھانا کتنا ہے؟ میں نے بتایا تو فرمایا: کھانا

بہت ہے اور عمدہ ہے۔ اپنی بیوی سے کہو کہ میرے آنے سے پہلے نہ چولہے سے ہنڈیا اتارے اور نہ تنور سے روٹیاں نکالے۔ آپ نے فرمایا: اٹھو! تو مہاجرین اور انصار اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا: تیرا بھلا جائے۔ نبی کریم ﷺ مہاجرین و انصار اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے آگئے ہیں۔ کہنے لگی: کیا آپ ﷺ نے تم سے پوچھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اندر داخل ہو جاؤ اور بھیڑ نہ کرو۔ پس آپ ﷺ نے روٹی توڑنا اور اس پر گوشت رکھنا شروع کیا جب آپ ہنڈیا یا تنور سے روٹی اور گوشت نکالتے تو نان کو ڈھانپ دیتے اور کھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھڑھکاتا اور پھر ڈھکنا اتارتے۔ آپ اسی طرح روٹی توڑتے اور ہنڈیا سے گوشت نکالتے رہے حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیر ہو گئے اور کھانا بچ گیا، تو آپ ﷺ نے میری بیوی سے فرمایا: تم خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو ہدیہ بھی دو، کیونکہ لوگ بھوک میں مبتلا ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ بھوک میں مبتلا ہیں۔ سو میں لوٹ کر اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شدید بھوک میں مبتلا دیکھا ہے۔ اس نے مجھے ایک تھیلا نکال کر دکھایا جس میں صاع بھر جو تھے اور ہمارے پاس گھر میں پٹی ہوئی ایک بکری تھی۔ سو میں نے بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے پس میرے ساتھ ہی وہ بھی فارغ ہو گئی۔ میں نے گوشت کاٹ کر ہنڈیا میں ڈالا۔ پھر میں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے لگا تو میری بیوی نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔ سو میں نے رازداری سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا جانور ذبح کیا ہے اور میں نے صاع بھر جو پیسے ہیں۔ آپ چند لوگوں کے ہمراہ تشریف لے چلیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پکار کر فرمایا: اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لئے دعوت کا اہتمام کیا، چلو! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے آنے سے پہلے نہ ہنڈیا اتارنا اور نہ اپنے آٹے کی روٹی پکانا۔ پس میں آیا اور نبی کریم ﷺ بھی لوگوں کے آگے آگے تشریف لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس نے مجھے سخت ست کہا۔ میں نے اس سے کہا: میں نے وہی کچھ کیا ہے جو تو نے کہا تھا۔ سو میری بیوی نے آٹا نکالا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ملایا اور برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا: ایک پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور ہنڈیا سے سالن نکالو اور اسے چولہے سے مت اتارنا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک ہزار تھی۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کھاتے رہے حتیٰ کہ کھانا چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے اور ہماری ہنڈیا سے ابھی تک گوشت کے ابلنے کی آواز آرہی تھی اور آٹے سے اسی طرح روٹیاں پکائی جا رہی تھیں۔



تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

علم لغات:

عرضت کدیة: کاف کے ضمہ، وال کے سکون اور یائے مثناة کے ساتھ ہے، بمعنی زمین کا سخت ٹکڑا جس پر کدال اثر انداز نہ ہو سکے۔

الکشیب: اصل میں ریت کے ٹیلے کو کہتے ہیں اور یہاں مراد ہے: نرم مٹی۔

اهیل: کا بھی معنی مذکورہ بالا ہے۔

الاثافی: وہ پتھر جن پر ہنڈیا رکھی جاتی ہے یعنی چولہے کا پتھر۔

تضاغطوا: بھیڑ کرنا، ہجوم کرنا۔

المجاعة: بھوک، میم کے ضمہ کے ساتھ۔

الخمص: خاء معجمہ اور میم کے فتح کے ساتھ۔ بھوک کو کہتے ہیں۔

انکفات: میں لوٹا۔ پلٹا۔

البهیمۃ: باء کے ضمہ کے ساتھ۔ بہیمہ کی تصغیر ہے۔ اس سے مراد ہے: بکری۔

عناق: عین کے فتح کے ساتھ ہے۔

الداجن: جو جانور گھر سے مانوس ہو۔

السور: وہ کھانا جس پر لوگوں کو مدعو کیا جائے۔ یہ لفظ فارسی کا ہے۔

حیہلا: یعنی آؤ، چلو۔

بك و بك: یعنی وہ خاوند سے جھگڑیں اور انہیں سخت سست کہا؛ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جو کھانا ان کے پاس ہے وہ

ان تمام لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ شرمندہ ہوئیں اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو اپنے نبی کریم

ﷺ کو روشن معجزہ اور واضح نشانی عطا فرمائی تھی وہ ان پر ظاہر نہ ہو سکی۔

بسق، بصق، بزق: تین لغتیں ہیں اور اس کا مطلب ہے: تھوکنا۔

عمد: میم کے فتح کے ساتھ یعنی ارادہ کیا۔

اقدحی: یعنی جچے سے نکالو۔

المقدحہ: مراد ہے: چمچہ۔

تغط: یعنی اپنے کی آواز آرہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح: جنگ خندق:

۵ھ کی تمام لڑائیوں میں یہ جنگ سب سے زیادہ مشہور اور فیصلہ کن جنگ ہے چونکہ دشمنوں سے حفاظت کے لئے شہر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی اس لئے یہ لڑائی "جنگ خندق" کہلاتی ہے اور چونکہ تمام کفار عرب نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف یہ جنگ کی تھی اس لئے اس لڑائی کا دوسرا نام "جنگ احزاب" تمام جماعتوں کی متحدہ جنگ (ہے)، قرآن مجید میں اس لڑائی کا تذکرہ اسی نام کے ساتھ آیا ہے۔

(المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوة المریس، ج ۳، ص ۱۷ ملقطاً، سیرت مصطفیٰ ﷺ)

جنگ خندق کا سبب:

گزشتہ اوراق میں ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ "قبیلہ بنو نضیر" کے یہودی جب مدینہ سے نکال دیئے گئے تو ان میں سے یہودیوں کے چند رؤسا "خیبر" میں جا کر آباد ہو گئے اور خیبر کے یہودیوں نے ان لوگوں کا اتنا اعزاز و اکرام کیا کہ سلام بن مشکم و ابن ابی الحقیق و حی بن اخطب و کنانہ بن الربیع کو اپنا سردار مان لیا یہ لوگ چونکہ مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے اور انتقام کی آگ ان کے سینوں میں دہک رہی تھی اس لئے ان لوگوں نے مدینہ پر ایک زبردست حملہ کی اسکیم بنائی، چنانچہ یہ تینوں اس مقصد کے پیش نظر مکہ گئے اور کفار قریش سے مل کر یہ کہا کہ اگر تم لوگ ہمارا ساتھ دو تو ہم لوگ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر سکتے ہیں کفار قریش تو اس کے بھوکے ہی تھے فوراً ہی ان لوگوں نے یہودیوں کی ہاں میں ہاں ملا دی کفار قریش سے ساز باز کر لینے کے بعد ان تینوں یہودیوں نے "قبیلہ بنو غطفان" کا رخ کیا اور خیبر کی آدھی آمدنی دینے کا لالچ دے کر ان لوگوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آمادہ کر لیا پھر بنو غطفان نے اپنے حلیف "بنو اسد" کو بھی جنگ کے لئے تیار کر لیا ادھر یہودیوں نے اپنے حلیف "قبیلہ بنو اسعد" کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا اور کفار قریش نے اپنی رشتہ داریوں کی بنا پر "قبیلہ بنو سلیم" کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا غرض اس طرح تمام قبائل عرب کے کفار نے مل جل کر ایک لشکر جرار تیار کر لیا جس کی تعداد دس ہزار تھی اور ابوسفیان اس پورے لشکر کا سپہ سالار بن گیا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۱۰۴ تا ۱۰۵)

مسلمانوں کی تیاری:

جب قبائل عرب کے تمام کافروں کے اس گٹھ جوڑ اور خوفناک حملہ کی خبریں مدینہ پہنچیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جمع فرما کر مشورہ فرمایا کہ اس حملہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ جنگ اُحد کی طرح شہر سے باہر نکل کر اتنی بڑی فوج کے حملہ کو میدانی لڑائی میں روکنا مصلحت کے خلاف ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر اس حملہ کا دفاع کیا جائے اور شہر کے گرد جس طرف سے کفار کی چڑھائی کا خطرہ ہے ایک خندق کھودی جائے تاکہ کفار کی پوری فوج بیک وقت حملہ آور نہ ہو سکے، مدینہ کے تین

طرف چونکہ مکانات کی تنگ گلیاں اور کھجوروں کے جھنڈ تھے اس لئے ان تینوں جانب سے حملہ کا امکان نہیں تھا مدینہ کا صرف ایک رُخ کھلا ہوا تھا اس لئے یہ طے کیا گیا کہ اسی طرف پانچ گز گہری خندق کھودی جائے، چنانچہ ۸ ذوقعدہ ۵۵ھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے خندق کی حد بندی فرمائی اور دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرمادی اور تقریباً بیس دن میں یہ خندق تیار ہو گئی۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوة المریض، ج ۳، ص ۲۱، ۲۲، مدارج النبوة ج ۲ ص ۱۶۸ تا ۱۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ خندق کھودتے وقت ناگہاں ایک ایسی چٹان نمودار ہو گئی جو کسی سے بھی نہیں ٹوٹی جب ہم نے بارگاہ رسالت میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے تین دن کا فاقہ تھا اور شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے اپنے دست مبارک سے پھاوڑا مارا تو وہ چٹان ریت کے بھر بھرے ٹیلے کی طرح بکھر گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق..... الخ، الحدیث ۶۰۱۲، ج ۳، ص ۳۵، والمواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب

غزوة الخندق..... الخ، ج ۳، ص ۷۲، ۸۲)

اور ایک روایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس چٹان پر تین مرتبہ پھاوڑا مارا ہر ضرب پر اس میں سے ایک روشنی نکلتی تھی اور اس روشنی میں آپ نے شام و ایران اور یمن کے شہروں کو دیکھ لیا اور ان تینوں ملکوں کے فتح ہونے کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بشارت دی۔ (زرقانی جلد ۲ ص ۹۰۱ و مدارج ج ۲ ص ۹۶۱)

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدائن کسریٰ و مدائن قیصر و مدائن حبشہ کی فتوحات کا اعلان فرمایا۔ (نسائی ج ۲ ص ۳۶)

(۵۲۳) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لَأُمِّ سُلَيْمٍ: قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَقَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: "الطَّعَامُ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قُومُوا" فَاَنْطَلَقُوا وَاَنْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى

جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نَطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلُمِّي مَا عِنْدِكَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ" فَآتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُمَّةً فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ قَالَ: "اِئْذَنْ لِعَشْرَةٍ" فَاذِنْ لَهُمْ فَآكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: "اِئْذَنْ لِعَشْرَةٍ" فَاذِنْ لَهُمْ حَتَّى آكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَا زَالَ يَدْخُلُ عَشْرَةً، وَيَخْرُجُ عَشْرَةً حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ، فَآكَلَ حَتَّى شَبِعَ، ثُمَّ هَيَّأَهَا فَإِذَا هِيَ مِثْلَهَا حِينَ آكَلُوا مِنْهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَآكَلُوا عَشْرَةَ عَشْرَةً، حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ بِثَمَانِينَ رَجُلًا، ثُمَّ آكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ وَاهْلُ الْبَيْتِ، وَتَرَكَوا سُورًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ أَفْضَلُوا مَا بَلَغُوا جِيرَانَهُمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ أَصْحَابِهِ، وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهُ، بِعِصَابَةٍ، فَقُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ: لِمَ عَصَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهُ؟ فَقَالُوا: مِنَ الْجُوعِ، فَذَهَبْتُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ، وَهُوَ زَوْجُ أُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ، قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، فَسَأَلْتُ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَقَالُوا: مِنَ الْجُوعِ. فَدَخَلَ أَبُو طَلْحَةَ عَلَيَّ أُمِّي، فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، عِنْدِي كِسْرٌ مِنْ خُبْزٍ وَتَمْرَاتٍ، فَإِنْ جَاءَ نَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَهُ اشْبَعْنَاهُ، وَإِنْ جَاءَ الْآخَرُ مَعَهُ قُلْ عَنْهُمْ. وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی کمزور آواز کو سنا ہے مجھے اس سے آپ کی بھوک کا پتہ چلا ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہاں پھر انہوں نے جو کی روٹی کے کچھ ٹکڑے نکالے۔ پھر اپنا دوپٹہ نکالا۔ اس کے بعض حصے میں روٹی کو لپیٹا اور اسے میرے کپڑوں کے نیچے چھپا دیا اور دوپٹے کا باقی حصہ میرے اوپر اوڑھا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ میں وہ روٹی لے کر گاتا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں

تشریف فرما ہیں اور آپ کے پاس بہت سے آدمی بیٹھے ہیں۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: کیا کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اٹھو؟ تو وہ چل پڑے اور میں ان کے آگے آگے چل دیا حتیٰ کہ میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ہمراہ تشریف لے آئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ نہیں جو ان کو کھلائیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پس حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ چل دیئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے جا ملے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ہمراہ تشریف لائے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ تو وہ وہی روٹی لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے روٹی کو توڑا گیا۔ پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس پر گھی کا برتن نچوڑا اور اسے سالن کے طور پر استعمال کیا۔ پھر اس میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ پڑھا جو کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ آپ پڑھیں۔ پھر فرمایا: دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ انہوں نے (دس آدمیوں کو) بلایا۔ سوانہوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ پھر باہر نکل گئے۔ پھر فرمایا: مزید دس آدمیوں کو بلاؤ۔ سوانہوں نے دس آدمیوں کو بلایا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا: مزید دس آدمیوں کو بلاؤ۔ حتیٰ کہ تمام جماعت نے کھانا کھایا اور سب سیر ہو گئے۔ اور قوم ستر یا اسی آدمیوں پر مشتمل تھی۔

(متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے: مسلسل دس آدمی اندر داخل ہوتے رہے اور دس آدمی باہر نکلتے رہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہا جس نے اندر جا کر کھانا نہ کھایا ہو اور سب سیر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کھانے کو اکٹھا کیا تو وہ اتنا ہی تھا جس وقت انہوں نے اس سے کھانا شروع کیا تھا۔

ایک روایت میں ہے: دس دس آدمی کھانا کھاتے رہے حتیٰ کہ اسی آدمیوں نے کھانا کھایا اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور اہل خانہ نے کھانا کھایا اور کھانا باقی بھی بچ گیا۔

اور ایک روایت میں ہے: جو کھانا بچ گیا وہ انہوں نے پڑوسیوں کو دیا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں تشریف فرما پایا۔ آپ نے اپنے شکم مبارک کو ایک پٹی سے باندھ رکھا تھا۔ میں نے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے شکم مبارک کیوں باندھ رکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے سو میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو ام سلیم بنت ملحان کے خاوند تھے میں نے ان سے کہا: اے ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے شکم مبارک پر پٹی باندھ دیکھا ہے۔ میں

نے آپ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بھوک کی وجہ سے (شکم مبارک کو باندھ رکھا ہے)۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ میری ماں کے پاس گئے اور ان سے پوچھا: کیا کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں میرے پاس روٹی کے کچھ ٹکڑے اور چند کھجوریں ہیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہمارے ہاں تشریف لائیں تو ہم آپ کو پیٹ بھر کر کھلا سکتے ہیں، اور اگر آپ کے ہمراہ اور لوگ بھی آئیں تو کھانا ان کے لئے ناکافی ہوگا، اور پھر تمام حدیث بیان کی۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ایسی ہی ایک دعوت حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی اکرم کی فرمائی جیسا کہ ابھی ماقبل حدیث گزری امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس کو یوں بیان کیا کہ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خندق کے دن فاقوں سے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا دیکھ کر میرا دل بھر آیا چنانچہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر آیا اور بیوی سے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس قدر شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے کہ مجھ کو صبر کی تاب نہیں رہی کیا گھر میں کچھ کھانا ہے؟ بیوی نے کہا کہ گھر میں ایک صاع جو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، میں نے کہا کہ تم جلدی سے اس جو کو پیس کر گوندھ لو اور اپنے گھر کا پلا ہوا ایک بکری کا بچہ میں نے ذبح کر کے اس کی بوٹیاں بنادیں اور بیوی سے کہا کہ جلدی سے تم گوشت روٹی تیار کر لو میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر لاتا ہوں، چلتے وقت بیوی نے کہا کہ دیکھنا صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چند ہی اصحاب کو ساتھ میں لانا کھانا کم ہی ہے کہیں مجھے رسوا مت کر دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خندق پر آ کر چپکے سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک صاع آٹے کی روٹیاں اور ایک بکری کے بچے کا گوشت میں نے گھر میں تیار کر لیا ہے لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف چند اشخاص کے ساتھ چل کر تناول فرمائیں، یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خندق والو! جابر نے دعوت طعام دی ہے لہذا سب لوگ ان کے گھر پر چل کر کھانا کھالیں پھر مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں روٹی مت پکوانا، چنانچہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا فرمائی اور گوشت کی ہانڈی میں بھی اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ پھر روٹی پکانے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ ہانڈی چولھے سے نہ اتاری جائے پھر روٹی پکنی شروع ہوئی اور ہانڈی میں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے گوشت نکال نکال کر دینا شروع کیا ایک ہزار آدمیوں نے آسودہ

ہو کر کھانا کھالیا مگر گوندھا ہوا آٹا جتنا پہلے تھا اتنا ہی رہ گیا اور ہانڈی چولھے پر بدستور جوش مارتی رہی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق..... الخ، الحدیث: ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۲۰۱۴)

۵۷- بَابُ الْقَنَاعَةِ وَالْعَفَافِ وَالْاِقْتِصَادِ فِي الْمَعِيشَةِ

وَالْاِنْفَاقِ وَذَمِّ السَّوَالِ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ

قناعت، سوال نہ کرنے، معیشت میں میانہ روی اختیار کرنے، خرچ کرنے

اور بغیر ضرورت کے سوال کرنے کی مذمت کا بیان

قناعت کا معنی: تھوڑی چیز پر راضی اور خوش رہنا، جو مل جائے اس پر راضی رہنا، (فیروز اللغات)

عفاف کا معنی: پرہیزگاری، پارسائی، یہاں مراد سوال سے پرہیز کرنا ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

معیشت کا معنی: زندگی، زندگانی، زیست، حیات، عیش، روزگار، روزی، (فیروز اللغات)

قناعت کی تعریف: ”القناعة فی اللغة الرضا بالقسمة، و فی اصطلاح اهل الحقيقة هی السكون

عند عدم المألوفات“ (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمة، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: لغت، قسمت پر راضی ہونا، اہل حقیقت کی اصطلاح میں خواہش کردہ چیزوں کے نہ ہونے کے وقت مطمئن ہونا۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾ (ہود: ۶)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

تشریح:

ہر ایک چھوٹی بڑی، خشکی، تری کی مخلوق کا روزی رساں ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی ان کے چلنے پھرنے

آنے جانے، رہنے سہنے، مرنے جینے اور ماں کے رحم میں قرار پکڑنے اور باپ کی پیٹھ کی جگہ کو جانتا ہے۔

امام بن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام کے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں «فَاللَّهُ أَعْلَمُ»۔

آیت نمبر: ۲

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ

يَحْسِبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ (البقرة: ۲۷۳)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے ناداں انہیں تو نگر

سمجھے بچنے کے سبب، تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑ گڑانا پڑے۔

تشریح:

فرمایا صدقہ ان مہاجرین کا حق ہے جو دنیوی تعلقات کاٹ کر ہجرتیں کر کے وطن چھوڑ کر کنبے قبیلے سے منہ موڑ کر اللہ کی رضا مندی کیلئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے ہیں، جن کے معاش کا کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو انہیں کافی ہو اور وہ سفر کر سکتے ہیں کہ چل پھر کر اپنی روزی حاصل کریں «ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ» کے معنی مسافرت کے ہیں جیسے «

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ» - (النساء: 101)

اور

«يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ» (الزمل: 73: 20)

آیت میں ان کے حال سے جو لوگ ناواقف ہیں وہ ان کے لباس اور ظاہری حال اور گفتگو سے انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے مسکین وہی نہیں جو در بدر جاتے ہیں کہیں سے دو ایک کھجوریں مل گئیں کہیں سے دو ایک لقمے مل گئے، کہیں سے دو ایک وقت کا کھانا مل گیا بلکہ وہ بھی مسکین ہے جس کے پاس اتنا نہیں جس سے وہ بے پرواہ ہو جائے اور اس نے اپنی حالت بھی ایسی نہیں بنائی جس سے ہر شخص اس کی ضرورت کا احساس کرے اور کچھ احسان کرے اور نہ وہ سوال کے عادی ہیں۔ (صحیح بخاری 1479)

تو انہیں ان کی اس حالت سے جان لے گا جو صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتیں۔
جیسے اور جگہ ہے

«سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ» (الفتح: 48: 29)

ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر ہیں اور فرمایا

«وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ» (محمد: 30)

ان کے لب و لہجہ سے تم انہیں پہچان لو گے، سنن کی ایک حدیث میں ہے مومن کی دانائی سے بچو، وہ اللہ کے نور

سے دیکھتا ہے، (سنن ترمذی: 3127)

سنو قرآن کا فرمان ہے «إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ» (الحجر: 45: 75)

بالیقین اس میں اہل بصیرت کیلئے نشانیاں ہیں، یہ لوگ کسی پر بوجھ نہیں ہیں، کسی سے ڈھٹائی کے ساتھ سوال نہیں کرتے نہ اپنے پاس نہ ہوتے ہوئے کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں، جس کے پاس ضرورت کے مطابق ہو اور پھر بھی وہ سوال کرے وہ چپک کر مانگنے والا کہلاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک دو کھجوریں اور ایک دو لقمے لے کر چلے جانے والے ہی مسکین نہیں بلکہ حقیقتاً مسکین وہ ہیں جو باوجود حاجت کے خود داری برتیں اور سوال سے بچیں۔

دیکھو قرآن کہتا ہے

«لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا» (البقرہ: 273)

یہ روایت بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں سے مروی ہے، قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کو ان کی والدہ فرماتی ہیں تم بھی جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ لاؤ جس طرح اور لوگ جا کر لے آتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سوال سے بچے گا اللہ بھلا دے گا، سوال سے بچالے گا، جو شخص بے پرواہی برتے گا اللہ اسے فی الواقع بے نیاز کر دے گا، جو شخص پانچ اوقیہ کے برابر مال رکھتے ہوئے بھی سوال کرے چمٹنے والا سوالی ہے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ہمارے پاس تو ایک اونٹنی ہے جو پانچ اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔ ایک اونٹ غلام کے پاس ہے وہ بھی پانچ اوقیہ سے زیادہ قیمت کی ہے پس میں تو یونہی سوال کئے بغیر ہی چلا آیا۔ (مسند احمد 4/138)

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہما کا ہے۔

اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگوں سے کنارہ کرے گا اللہ اسے آپ کفایت کرے گا اور جو ایک اوقیہ رکھتے ہوئے سوال کرے گا وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے، ان کی اونٹنی کا نام یا تو تہ تھا۔ (مسند احمد 9/3-44) ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس کے پاس بے پرواہی کے لائق ہو پھر بھی وہ سوال کرے، قیامت کے دن اس کے چہرہ پر اس کا سوال زخم بنا ہوگا اس کا منہ نچا ہوا ہوگا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کتنا پاس ہو تو؟ فرمایا: بچاں درہم یا اس کی قیمت کا سونا، (سنن ابوداؤد: 1626)

شام میں ایک قریشی تھے جنہیں معلوم ہوا کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما ضرورت مند ہیں تو تین سو گنیاں انہیں بھجوائیں، آپ رضی اللہ عنہما خفا ہو کر فرمانے لگے اس اللہ کے بندے کو کوئی مسکین ہی نہیں ملا؟ جو میرے پاس یہ بھیجیں میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چالیس درہم جس کے پاس ہوں اور پھر وہ سوال کرے وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما کے گھرانے والوں کے پاس تو چالیس درہم بھی ہیں، چالیس بکریاں بھی ہیں اور دو غلام بھی ہیں۔ (طبرانی کبیر: 2/150)

ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ چالیس درہم ہوتے ہوئے سوال کرنے والا الحاف کرنے والا اور مثل ریت کے ہے۔ (سنن نسائی: 2595) عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا﴾ (الزمر: 29)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ کہ جب خرچ کریں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال

پر ہیں ○
آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُوا ○﴾ (الذاریات: 56-57) .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں ○ میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں ○
وَأَمَّا الْآحَادِيثُ، فَتَقَدَّمَ مُعْظَمُهَا فِي الْبَابَيْنِ السَّابِقَيْنِ، وَمِمَّا لَمْ يَتَقَدَّمْ .
اور ہیں اس موضوع کی احادیث تو ان میں سے اکثر پہلے دو ابواب میں بیان ہو چکی ہیں اور جن کا بیان نہیں ہوا ان کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

(۵۲۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
"الْعَرَضُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالرَّاءِ: هُوَ الْمَالُ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: غنا مال و اسباب کی کثرت کا نام نہیں بلکہ غنا تو یہ ہے کہ انسان کا دل غنی ہو جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

العرض: عین اور راء کے فتح کے ساتھ ہے مال کو کہتے ہیں۔

شرح:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: مجھ سے اللہ عز و جل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! کیا تم کثرتِ مال کو غنا سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مال کی کمی کو فقر سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل غنا تو دل کی تو نگری ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، فصل، الترہیب من المسئلة و تحریح مع الغنی، الحدیث: ۲۳، ج ۱، ص ۴۰۳)

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: "اے ابوذر! کیا تم مال کی کثرت ہی کو غنا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کی، "جی ہاں، یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم!" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم مال کی قلت ہی کو فقر سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کی، "جی ہاں، یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم!" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "غنا تو دل کی غنا ہے اور فقر تو دل کا فقر ہے۔" (المسند رک، کتاب الزکاۃ، باب انما الغنی غنی القلب۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۹۹۹۷، ج ۵، ص ۴۶۶)

(۵۲۶) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرَزَقَ كَفَافًا، وَقَنَعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ وہ کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا، اور اسے حسب ضرورت رزق عطا ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے دیا اس پر قناعت کی دولت سے اسے نوازا۔ (مسلم)

(۵۲۷) وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: "يَا حَكِيمُ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصِرٌ حُلُوٌّ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةٍ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافٍ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى" قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرَى أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ، فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ. فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، أَشْهَدُكُمْ عَلَى حَكِيمٍ أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَهُ اللَّهُ لَهُ فِي هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ. فَلَمْ يَرَزَأُ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوَفِّي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"يَرَزَأُ" براءِ ثُمَّ زاي ثُمَّ همزة؛ أى: لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا، وَأَصْلُ الرُّزْءِ: النُّقْصَانُ، أَيْ: لَمْ يَنْقُصْ أَحَدًا شَيْئًا بِالْأَخْذِ مِنْهُ، وَ"إِشْرَافُ النَّفْسِ": تَطَلُّعُهَا وَطَمَعُهَا بِالشَّيْءِ. وَ"سَخَاوَةٌ النَّفْسِ": هِيَ عَدَمُ الْإِشْرَافِ إِلَى الشَّيْءِ، وَالطَّمَعُ فِيهِ، وَالْمُبَالَغَةُ بِهِ وَالشَّرُّهُ.

526: مسلم، رقم الحديث: 3/7320، احمد، رقم الحديث: 3/7320، ترمذی، رقم الحديث: 670، ابن ماجہ، رقم الحديث: 670، ابن حبان، رقم الحديث: 670، بیہقی، رقم الحديث: 4/196

527: بخاری، رقم الحديث: 3220، ترمذی، رقم الحديث: 3220، نسائی، رقم الحديث: 3220، ابن حبان، رقم الحديث: 3220، دارمی، رقم الحديث: 1/388، عبدالرزاق، رقم الحديث: 20041، طبرانی، رقم الحديث: 3078، احمد، رقم الحديث: 5/15321، بیہقی، رقم الحديث: 4/196

◀ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے کچھ عنایت فرمایا: پھر میں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا: پھر میں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا پھر اس کے بعد فرمایا: اے حکیم! بے شک یہ مال بڑا دلکش اور شیریں ہے سو جو اس کو طمع اور لالچ کے بغیر حاصل کرتا ہے اس کو اس میں برکت عطا کی جاتی ہے اور جو اس کو طمع اور لالچ سے حاصل کرتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی، اور وہ اس آدمی کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا رہے اور سیر نہ ہو۔ اور اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نچلے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں لوں گا، حتیٰ کہ میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو بلایا کرتے تھے کہ انہیں عطیہ دیں تو وہ ان سے کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عطیہ دینے کے لئے بنایا تو انہوں نے ان سے بھی کچھ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہیں حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ مال نے میں سے اللہ تعالیٰ نے اس کا جو حصہ مقرر فرمایا ہے وہ میں اس کے حوالے کرتا ہوں اور وہ لینے سے انکاری ہے۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی شخص سے کوئی چیز نہ لی حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۰۱ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یرزاء: پہلے راء پھر زاء اور پھر ہمزہ ہے یعنی کسی سے کوئی چیز نہ لی۔ اصل میں ”الرزاء“ نقصان کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی سے مال لے کر اس کے مال میں کمی نہیں کی۔

اشراف النفس: کسی شے کی تاک میں رہنا اور اس کا لالچ کرنا۔

سحاوة النفس: کسی چیز کی طرف نہ جھانکنا، نہ لالچ کرنا اور نہ اس کی پروا کرنا۔

شرح:

علماء فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و ہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہو لئے ایک اعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے ردائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

(ملفوظ، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسریر، باب الشجاعة فی الحرب۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۸۲۱، ج ۲، ص ۲۶۰)

حق ہے، اے مالکِ عرش (عَزَّ وَجَلَّ) کے نائب اکبر! قسم ہے اس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا و آخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم "مَا كَانَ وَمَا يَكُون" (یعنی گزشتہ و آئندہ) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے علوم سے ایک ٹکڑا۔ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْكَ وَسَلَّم وَعَلٰی اٰلِكَ وَصَحْبِكَ وَبَارَكَ وَكَرَّمَ۔

(۵۲۸) وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقَبْتُ أَقْدَامُنَا وَنَقَبْتُ قَدَمِي، وَسَقَطْتُ أَظْفَارِي، فَكُنَّا نَلْفُ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرْقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ عَلَى أَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرْقِ، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَحَدَّثْتُ أَبُو مُوسَى بِهَذَا الْحَدِيثِ، ثُمَّ كَرِهَ ذَلِكَ، وَقَالَ: مَا كُنْتُ أَصْنَعُ بَانَ أَذْكُرُهُ! قَالَ: كَانَهُ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ شَيْئًا مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابو بردہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ میں نکلے اور ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے پاس ایک اونٹ تھا، جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور میرا پاؤں بھی زخمی ہو گیا اور میرے ناخن گر گئے۔ پس ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ لیتے تھے۔ اس طرح اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع رکھا گیا کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑوں کی پٹیاں باندھا کرتے تھے۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کیا پھر آپ اس حدیث کو بیان کرنا ناپسند کرتے اور فرمایا: میں یہ (عمل) اس لئے تو نہیں کرتا تھا کہ اسے بیان کروں۔ راوی کہتے ہیں: شاید انہیں یہ بات ناپسند تھی کہ انہوں نے اپنے ایک عمل کو افشاء کر دیا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۹ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نقبت: از، نقباً بمعنی پھٹ جانا، زخمی ہو جانا۔

شرح:

غزوہ ذات الرقاع میں ایک دلچسپ معجزہ رونما ہوا۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے پاس غزوہ ذات الرقاع میں ایک اونٹ تھا جس کا گھٹنا ٹوٹا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے پاس سے گزرے مگر اونٹ کی ست روی اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ساتھ دے سکوں مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے سارا ماجرا سنایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عصا لیکر اونٹ پر تین مرتبہ گھسا اور پھر پانی کا چلو بھر کر اس پر چھڑکا اور حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ مجھے قسم ہے اس خدا عز وجل کی جس نے ہم پر ایک سچا رسول مبعوث فرمایا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس قدر تیز چلاتے تھے میرا اونٹ پیچھے نہ رہتا اور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ ہی رہتا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ، کتاب ذکر معجزاتہ فی ضرب الحيوانات، باب قصة الجمل والناقة، ج ۲، ص ۹۷)

عصائے کلیم اثر دہائے غضب تھا گروں کا سہارا عصائے محمد

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بھی صحیح بخاری میں نقل فرمایا ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۵۲۹) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ - بَفَتْحِ التَّاءِ الْمُشْتَاةِ فَوْقَ وَاسْكَانِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِمَالٍ أَوْ سَبِيٍّ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى رِجَالًا، وَتَرَكَ رِجَالًا، فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ تَرَكَ عَتَبُوا، فَحَمِدَ اللَّهُ، ثُمَّ أَتَنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا بَعْدُ، فَوَاللَّهِ إِنِّي لَا أُعْطِي الرَّجُلَ وَادَّعُ الرَّجُلَ، وَالَّذِي أَدَّعَى أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِيَ، وَلَكِنِّي إِنَّمَا أُعْطِيَ أَقْوَامًا لِمَا أَرَى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَأَكُلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ" قَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ: فَوَاللَّهِ مَا أُحِبُّ أَنْ لِي بِكَلِمَةٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"الْهَلَعُ": هُوَ أَشَدُّ الْجَزَعِ، وَقِيلَ: الضُّجْرُ.

◀ حضرت عمرو بن تغلب تاء مشاة کے فتح، غین کے سکون، اور لام کے کسرہ کے ساتھ سے مروی ہے کہ رسول

اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا قیدی لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے لوگوں میں تقسیم فرمادیا اور آپ نے کچھ لوگوں کو مال عطا فرمایا اور کچھ لوگوں کو رہنے دیا۔ آپ ﷺ کو خبر ملی کہ جن لوگوں کو آپ نے چھوڑ دیا ہے وہ ناراض ہیں۔ سو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اما بعد! اللہ کی قسم! میں ایک آدمی کو کچھ دیتا ہوں اور ایک کو ترک کر دیتا ہوں اور میں جس کو ترک کرتا ہوں وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے جس کو میں دیتا ہوں۔ میں کچھ لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ میں ان کے دلوں میں شدید بے صبری اور اضطراب دیکھتا ہوں اور کچھ لوگوں کو میں اس غنا اور نیکی کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے اور انہی میں سے ایک عمرو بن تغلب ہیں۔ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ کے ان کلمات کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی ملیں تو مجھے یہ پسند نہیں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

عمرو ابن تغلب: آپ عبدی ہیں یعنی قبیلہ بنی عبد القیس سے آپ سے خواجہ بصری وغیرہم نے احادیث لیں۔
(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

الہلع: شدید بے صبری، اور بعض نے کہا ہے: اس سے مراد قلبی اضطراب ہے۔

شرح:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ پسند نہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ہم سے ناراض ہوں۔
ایک روایت میں آتا ہے کہ کسی وجہ سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قطع کلام کر لیا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی یہی حکم دیا، تو ان کو سب سے زیادہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا مندی کی فکر تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد تھوڑی دیر تک مسجد میں بیٹھا کرتے تھے، اس حالت میں وہ آتے اور سلام کرتے اور دل میں کہتے کہ لبھائے مبارک کو سلام کے جواب میں حرکت ہوئی یا نہیں؟ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے متصل نماز پڑھتے اور گن انھیوں سے آپ کی طرف دیکھتے جاتے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک..... الخ، الحدیث: ۴۴۱۸، ج ۳، ص ۱۴۷)

(۵۳۰) وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنَى، وَمَنْ يَسْتَغْفِرْ يُعَفِّهِ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ، وَلَفْظُ مُسْلِمٍ أَخْصَرُ.

◀ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نچلے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے اور ابتداء اپنے اہل و عیال سے کرو اور بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد استغناء قائم رہے اور جو سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سوال سے بچا لیتا ہے اور جو استغناء اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں اور مسلم کے الفاظ زیادہ مختصر ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 61 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

"بہتر صدقہ وہ ہے کہ پشتِ غنی سے ہو یعنی اُس کے بعد تو نگری باقی رہے اور ان سے شروع کرو جو تمہاری عیال میں ہیں یعنی پہلے اُن کو دو پھر اوروں کو۔"

ایک صاحب انڈے برابر سونا لے کر حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک کان میں سے پایا میں اسے تصدق کرتا ہوں اس کے سوا میری ملک میں کچھ نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا، انہوں نے پھر عرض کی، پھر اعراض فرمایا۔ پھر عرض کی پھر اعراض فرمایا۔ پھر عرض کی، حضور نے وہ سونا ان سے لے کر ایسا پھینکا کہ اگر ان کے لگتا تو درد پہنچتا یا زخمی کرتا اور فرمایا تم میں ایک شخص اپنا پورا مال لاتا ہے کہ یہ صدقہ ہے پھر بیٹھا لوگوں سے بھیک مانگے گا۔

خیر الصدقة ما كان عن ظهر غنى . بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد آدمی محتاج نہ ہو جائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب الرجل یخرج من مالہ آفتاب عالم پر یس لاہور ۱/۳۶، ۲۳۵)

بعض سخی مسلمان اپنے ہاں طالب علموں کا مستقل کھانا لگا دیتے ہیں یہ ان کی ہمت ہے، سب سے بہتر صدقہ جاریہ یہ ہے کہ کسی کو اپنے خرچہ سے عالم بنایا جاوے جیسے امام اعظم نے امام ابو یوسف کو اپنے خرچہ پر اپنی تعلیم سے جید عالم بلکہ امام مجتہد بنادیا جن کا فیض تا قیامت رہے گا۔

(۵۳۱) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لَمَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا، فَتُخْرِجَ لَهُ مَسْأَلَتُهُ مِنِّي شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارَةٌ، فَيَبَارَكَ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو عبد الرحمن معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوال کرنے میں اصرار نہ کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم میں سے کوئی مجھ سے سوال کرتا ہے تو اس کا سوال مجھ سے

کچھ نکلو لیتا ہے، حالانکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں تو جو کچھ میں اس کو دیتا ہوں اس میں اس کے لئے قطعاً برکت نہیں ہوتی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

آپ کا نام شریف معاویہ ابن ابوسفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف ہے، آپ پانچویں پشت یعنی عبد المناف میں حضور سے مل جاتے ہیں، آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف ہیں۔ آپ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے، مگر فتح مکہ کے دن اسلام ظاہر کیا۔ حضور کے سالے ہیں، کاتب وحی ہیں، عہد فاروقی میں شام کے حاکم بنے، چالیس سال وہاں کے ہی حاکم رہے، امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرما کر صلح فرمائی۔ آپ کی وفات ۴ رجب ۶۰ھ لقوہ کی بیماری سے ہوئی ۸۷ سال عمر پائی، آپ کے پاس حضور کا تہبند، چادر شریف، قمیص مبارک اور کچھ بال و ناخن شریف تھے وصیت کی تھی کہ مجھے اس لباس شریف میں کفن دینا اور میرے منہ اور ناک میں ناخن اور بال شریف رکھ دینا، آپ کے پورے حالات شریف ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ (مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ)

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد اول)

شرح:

حدیث شریف میں ہے: "جس کے پاس بقدر کفایت ہو اور وہ سوال کرے قیامت کے دن اس کے منہ کا گوشت گل کر گر پڑے گا کہ ہڈی کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزکاۃ، باب: من سال عن ظہر غنی، الحدیث: ۱۸۴۰، ج ۲، ص ۴۰۲.....)

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ "وہ جو کچھ لیتا ہے دوزخ کی آگ ہے اب چاہے بہت لے یا تھوڑی"، کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ! کس قدر رکھتا ہو تو سوال نہ کرے؟ فرمایا: "صبح و شام کا کھانا۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب من عطی من الصدقۃ، وحد الغنی، الحدیث: ۱۶۲۹، ج ۲، ص ۱۶۲، بالفاظ متقاربہ..... و"الجامع الصغیر"، حرف المیم، ج ۵۳۲)

سوال بقدر حاجت درست ہے اور حاجت باختلاف اشخاص و اوقات و احوال و امصار مختلف۔ پس غیر خدا سے سوال فی نفسہ قبیح ہے اور اس کی اجازت بوجہ ضرورت، الضرورات تبیح المحظورات (یعنی: ضرورتیں ممنوعہ اشیاء کو مباح یعنی جائز کر دیتی ہیں) جو شخص بقدر سِدِّ رَمَق کے قوت یا بقدر ستر عورت کے لباس یا سونے بیٹھنے کے لائق گھر نہیں رکھتا اور کسب سے بھی نہیں حاصل کر سکتا اسے کئی شرط سے سوال کرنا درست ہے۔

پہلی شرط:

خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے اور ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے۔

دوسری شرط:

حتیٰ الوُسْع (جہاں تک ممکن ہو) اپنے عزیز اور دوست اور نخی عالی ہمت سے مانگے کہ اس پر سوال گراں نہ گزرے گا اور وہ اسے بنظر حقارت نہ دیکھے گا۔

تیسری شرط:

پارسائی کو حیلہ دنیا طلبی و سوال کا نہ کرے؛ کہ دین کو دنیا سے بیچنا کمال نادانی ہے۔

چوتھی شرط:

جماعت میں ایک شخص کو متعین کر کے سوال نہ کرے کہ اگر نہ دے شرمندہ ہو اور جو دے اس کے جی پر گراں گزرے مگر صاحبِ زکوٰۃ سے مستحق کے واسطے اور جو خود مستحق ہو تو اپنے لئے سوال بتعین مضائقہ نہیں رکھتا، اگرچہ اس کو ناگوار ہو اور اسی طرح تعین سوال کہ مجھے ایک روپیہ یا دو روپے دے، نہ چاہیے۔

پانچویں شرط:

قدِ حاجت سے زیادہ نہ مانگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اصل حاجتیں تین ہیں: روٹی، کپڑا، گھر، اور حدیث شریف میں ہے کہ "آدمی کو تین چیزوں کے سوا دنیا میں کچھ حق نہیں، چند لقمے کہ اس کی پیٹھ کو سیدھا کریں اور ایک ٹکڑا کپڑا کہ ستر چھپائے اور چھوٹا گھر جس میں جھک کر داخل ہو سکے" اسی طرح جو چیزیں گھر کیلئے لابدی (یعنی ضروری) ہیں وہ بھی حاجت میں داخل ہیں۔

قال الرضاء: یہ حاجات ضروریہ عامہ ہیں جن کی طرف سب کو احتیاج ہے اور اہل و عیال والے کو ان کے نفقہ کی بھی حاجت ہے، اگر بی بی یا غیر مالدار بچوں یا حاجت مند ماں باپ اور ان کے مثل ان کے لئے جن کا نفقہ شرعاً اس پر واجب ہے قدِ کفایت نہ پاس ہے، نہ وقتِ حاجت تک کسب سے حاصل کر سکتا ہے تو ان کے لئے بھی سوال جائز بلکہ واجب ہے۔

جو شخص واجب کے حصول پر سوال کئے بغیر قدرت نہیں رکھتا اس پر سوال کرنا واجب ہے، اسی کی مثل "رد المحتار" میں "ذخیرہ" سے منقول کہ اگر کما کر ان کا نفقہ جو اس شخص پر واجب ہے، پورا کر سکتا ہے تو کمائی کر کے ان کا نفقہ دے کرے، اور اگر لنجایا پاہنج ہونے کے سبب نہیں کما سکتا تو لوگوں سے مانگ کر ان کا خرچہ پورا کرے جن کا نفقہ اس پر واجب ہے اسی طرح خصاف کے باب النفقہ میں بھی مذکور ہے۔ ("رد المحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج ۵، ص ۳۴۶.....)

غرض اصل گئی وہی ہے کہ جو حاجت و ضرورت واقعی و شرعی ہو اور طریقہ تحصیلِ سوال کے دوسرا نہ ہو (مانگنے

کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ ہو تو) اس کے لیے بقدر حاجت، تاوقت حاجت سوال جائز ہے ورنہ حرام۔
 آج کل اکثر لوگ بیٹی کے بیاہ کے لیے بھیک مانگتے ہیں اور اس سے مقصود رسومِ مَرَوَّجہ ہند کا پورا کرنا ہوتا ہے، حالانکہ وہ رسمیں اصلاً حاجت شرعیہ نہیں تو ان کے لئے سوال حلال نہیں ہو سکتا، ہاں مسلمانوں کو خود مناسب ہے کہ حاجت مند بیٹی والے کی اعانت کریں۔ حدیث میں اس کی مدد کرنے، اسے قرض دینے کی طرف ارشاد ہوا ہے۔
 بعضے بھیک مانگتے ہیں کہ حج کو جائیں گے، یہ بھی حرام اور انہیں دینا بھی حرام،

چھٹی شرط:

اسے تنعم و تجمل نفس و عیال میں صرف نہ کرے بلکہ وسیلہ عبادت و مباح میں خرچ کرے۔
 قال الرضاء: مال غادی و رائج ہے (یعنی: مال، بادل و ہوا کی مانند آنی جانی شے ہے) صبح آتا اور شام جاتا شام جاتا اور صبح آتا ہے۔ نانِ شبینہ کے محتاج (مفلس اور لاچار لوگ) آنکھوں دیکھتے دیکھتے صاحبانِ تخت و تاج ہو گئے اب اگر کسی نے ضرورت کے لئے سوال سے مال حاصل کیا ابھی خرچ نہ ہوا تھا کہ مال حلال کسی دوسری وجہ سے مل گیا تو اسے اگرچہ اس مال سوال کا واپس دینا شرعاً ضرور نہیں کہ اس وقت محتاج ہی تھا مگر اولیٰ یہی ہے کہ واپس کر دے تاکہ ذلتِ سوال کی تلافی اور شکر و اظہارِ نعمتِ الہی ہو پھر بھی اگر صرف کرے تو اسی حاجت و ضرورت ہی کے امور میں کہ جس کے لیے مانگا تھا اس کے خلاف نہ ہو۔

ساتویں شرط:

منعم حقیقی کا شکر بجالائے اور جس نے دیا اس کا بھی شکر ادا کرے کہ واسطہ وصولِ نعمت ہے اور اس کے حق میں دعا کرے۔

حدیث شریف میں ہے: "جو بھلائی کرے اسکو بدلا دو" نہ ہو سکے تو اس کیلئے دعا کرو۔"
 مگر صدقہ دینے والے کو چاہیے کہ اگر فقیر اس کے سامنے اسے دعا دے تو وہی دعا فقیر کو دیدے تاکہ دعا کا عوض دعا ہو جاوے اور صدقہ بے عوض رہے اس کے عوض ثوابِ آخرت ملے۔

آٹھویں شرط:

کسی سے بار بار سوال نہ کرے کہ اس حرکت سے وہ تنگ ہو گا وہ اس کو حریص سمجھے گا۔

نویں شرط:

اگر دینے والا تنگ ہو کر یا لوگوں سے شرمناک یا مالی مُشْتَبَہ یا حرام اس کو دے، قبول نہ کرے کہ اگر خدا کے واسطے ایسے مال سے اجتناب کریگا، خدا اپنے فضل و کرم سے اسے بہتر عنایت فرمائے گا۔

دسویں شرط:

لَوْجِهَ اللہ سوال نہ کرے یعنی یہ کلمہ کہ خدا کے واسطے مجھے کچھ دو، نہ کہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص لَوْجِهَ اللہ سوال کرے، ملعون ہے۔"

ایک بزرگ کوفے کے بازار میں چڑیا ہاتھ پر بٹھائے کہتے تھے: اس چڑیا کے لیے مجھے کچھ دو، کسی نے کہا: یہ کیا کہتے ہو؟ فرمایا: دنیائے دوں (یعنی: بے قیمت و حقیر دنیا) کے لیے خدا کا واسطہ نہیں لاسکتا اس کا شفیع (سفارشی) بھی حقیر چاہیے۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لَا يَسْئَلُ لَوْجَهَ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةَ))۔ "لَوْجِهَ اللہ کہہ کر جنت کے سوا کوئی چیز نہ مانگی جائے۔"

گیارہویں شرط:

جس قدر دیا جائے بطیب خاطر (یعنی: خوش دلی کے ساتھ) قبول کرے زیادہ پر اصرار سے نہایت بازر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو مال، دینے والے کی ناگواری کے ساتھ لیا جاتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی۔"

یہ زیادہ کے لیے اس واسطے اصرار کرتا ہے کہ زیادہ کام آئے گا اور وہاں اس سے برکت اٹھالی گئی کہ اس تھوڑے کی قدر بھی بکا را آمد نہ ہوگا، اگر قناعت کرتا، اللہ جلّ جلالہ خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔

بارہویں شرط:

لازم ہے کہ عیب صدقے کا پوشیدہ رکھے۔

قال الرضاء: جیسے دینے والے کو چاہیے کہ ناقص چیز صدقے میں نہ دے کہ اللہ عز و جل غنی ہے، صدقہ پہلے اس غنی مطلق جَلَّ وَعَلَا کے دستِ قدرت میں پہنچتا اس کے بعد فقیر کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اب آدمی دیکھے کہ غنی کی سرکار میں کیا پیش کش کرتا ہے۔

ایسے ہی صدقے لینے والے پر لازم ہے کہ ناقص پر ناراض نہ ہو اور اس کی مذمت و شکایت نہ کرے کہ آخر اس کی طرف سے نعمت ہے اور نعمت کا معاوضہ شکر ہے نہ کہ (شکایت، اس کا کوئی قرض نہ آتا تھا کہ شکایت کرتا ہے۔

تیرہویں شرط:

جو شخص مالِ ظلم یا مالِ ربا (کسی سے چھینا ہوا، یا سودی مال) دے ہرگز نہ لے کہ خبیث سے سوائجیٹ (برائی) کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

قال الرضاء: اگر معلوم ہو کہ جو کچھ یہ دیتا ہے عین حرام ہے تو ہر طرح لینا حرام ہے خواہ ہدیہ میں، خواہ صدقہ میں، خواہ اجرت میں، خواہ قرض میں، خواہ کسی طرح، ورنہ جائز۔

چودھویں شرط:

صدقے کو تھوڑا اور حقیر نہ جانے، جیسے دینے والے کو چاہیے بہت دے اور تھوڑا سمجھے۔

کثیر بھی اللہ کے حضور قلیل ہے (حدیث صحیحین سے ثابت کہ صدقہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ بکری کا جلا ہوا گھر ہو۔

(فضائل دعا، رئیس المحکمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ اللہ)

(۵۳۲) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: "أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" وَكُنَّا حَدِيثِي عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللَّهِ" فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا، وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: "عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَالصَّلَاةِ الْخَمْسِ وَتُطِيعُوا اللَّهَ" وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيفَةً "وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا" فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أَوْلِيكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو عبد الرحمن بن عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نو، آٹھ یا سات آدمی حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟ حالانکہ ہم نے نئی نئی آپ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے تو آپ کی بیعت کر لی ہے۔ آپ نے پھر فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ آگے کئے اور عرض کی: بیعت تو ہم نے آپ کی کر لی ہے۔ اب کس چیز پر بیعت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ گے، پانچ نمازیں ادا کرو گے، اللہ تعالیٰ کا حکم مانو گے اور ایک بات آپ نے بڑی آہستہ آواز میں فرمائی کہ، لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگو گے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے اس جماعت میں سے بعض لوگوں کو دیکھا کہ اگر ان کے ہاتھ سے عصا وغیرہ بھی گر جاتا تو وہ کسی سے نہ کہتے کہ انہیں پکڑا دے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 457 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یناولہ: از، نولاً و نوالاً، بمعنی عطیہ دینا، ہاتھ دراز کر کے دینا۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے باقی اس میں بیعت کے بارے بیان ہوا اس کے لیے ہماری کتاب ”معجزات نبی کی برسات اور غوثِ جلی کی ذات“ ناشر اکبر بک سیلرز کے باب سوئم کا مطالعہ ضرور فرمائیں (ابوالاحمد غفرلہ)
(۵۳۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مِزْعَةٌ لَحْمٍ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
”الْمِزْعَةُ“ بِضَمِّ الْمِيمِ وَاسْكَانِ الزَّايِ وَبِالْعَيْنِ الْمُهِمْلَةِ: الْقِطْعَةُ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ایک شخص ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا تک نہ ہوگا۔

(متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

المزعة: میم کے ضمہ، زاء کے سکون اور عین مہملہ کے ساتھ: ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

شرح:

اس کی شرح ماقبل احادیث میں گزر چکی ہے،

(۵۳۴) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَقُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ: ”الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

533: بخاری، رقم الحدیث: 1474، مسلم، رقم الحدیث: 103/1040، نسائی، رقم الحدیث: 2484

534: بخاری، رقم الحدیث: 3364، مسلم، رقم الحدیث: 3364، موطا، رقم الحدیث: 3364، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3364، نسائی، رقم الحدیث: 3364، ابن

حبان، رقم الحدیث: 3364، بیہقی، رقم الحدیث: 1974، احمد، رقم الحدیث: 2/4474، دارمی، رقم الحدیث: 1/389، اشباب، رقم الحدیث: 231

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر صدقے اور سوال سے باز رہنے کا ذکر کیا اور فرمایا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والا ہاتھ ہے اور نیچے والے ہاتھ سے مراد مانگنے والا ہاتھ ہے۔ (متفق علیہ)

(۵۳۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكْثُرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا؛ فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگوں سے اس لئے سوال کرے کہ اس کے مال میں اضافہ ہو تو وہ انگاروں کا سوال کر رہا ہے چاہے تو کم طلب کرے چاہے تو زیادہ۔ (مسلم)

(۵۳۶) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْمَسْأَلَةَ كَذًّا يَكْذُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ، إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا أَوْ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".
"الْكَذُّ": الْخَدَشُ وَنَحْوُهُ.

◀ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک سوال کرنا چھیلنا ہے۔ جس سے آدمی اپنے چہرے کو چھیل دیتا ہے سوائے اس کے کہ آدمی بادشاہ سے سوال کرے یا اس کام کے لیے جس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ ہو۔

تعارفِ راوی:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 406 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

الكد: چھیلنا وغیرہ۔

شرح:

لوگوں سے سوال کرنے کی شرائط ہم نے حدیث نمبر: ۵۳۲ میں ذکر کر دیں ہیں وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔
(۵۳۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللَّهِ، فَيُوشِكُ اللَّهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ أَجَلٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".
"يُوشِكُ" بِكَسْرِ الشَّيْنِ: آتَى يُسْرِعُ.

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی فاقے میں مبتلا ہو جائے اور اپنے فاقے کو لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اس کا فاقہ دور نہیں ہوتا اور جو شخص اپنے فاقے کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی خدمت میں پیش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد یا بدیر حکمت خداوندی کے مطابق رزق عطا فرمائے گا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

یوشک: شین کے کسرہ کے ساتھ کا مطلب ہے: جلدی کرتا ہے۔

شرح:

یعنی اپنی غریبی کی شکایت لوگوں سے کرتا پھرے اور بے صبری ظاہر کرے اور لوگوں کو اپنا حاجت رواں جان کر ان سے مانگنا شروع کر دے تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ اسے مانگنے کی عادت پڑ جائے گی جس میں برکت نہ ہوگی اور ہمیشہ فقیر ہی رہے گا۔

مزید فرمایا جو اپنا فاقہ لوگوں سے چھپائے، رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں مانگے اور حلال پیشہ میں کوشش کرے تو رب تعالیٰ اسے مانگنے کی ضرورت ڈالے گا ہی نہیں، اگر اس کے نصیب میں دولت مندی نہیں ہے تو اسے ایمان پر موت نصیب کر کے جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا اور اگر دولت مندی نصیب میں ہے تو وہ جلدی نہ سہی دیر سے ہی عطا فرما دے گا

کہ اس کی کمائی میں برکت دے گا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۷۸)

(۵۳۸) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَكْفَّلَ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَاتَّكْفَلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟" فَقُلْتُ: أَنَا، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگے گا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: میں اسی بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔ ابو داؤد نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۵۳۹) وَعَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: تَحَمَّلْتُ حِمَالَةً فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ فِيهَا، فَقَالَ: "اقُمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا" ثُمَّ قَالَ: "يَا قَبِيصَةُ، إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدٍ ثَلَاثَةً: رَجُلٌ تَحْمِلُ حِمَالَةً، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَا حَتَّ مَالِهِ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ - أَوْ قَالَ: سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ - وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، حَتَّى يَقُولَ ثَلَاثَةً مِنْ ذَوِي الْحِجْلَى مِنْ قَوْمِهِ: لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ. فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ، أَوْ قَالَ: سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتٌ، يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْحِمَالَةُ" بِفَتْحِ الْحَاءِ: أَنْ يَقَعَ قِتَالٌ وَنَحْوُهُ بَيْنَ فَرِيقَيْنِ، فَيُضْلِحُ إِنْسَانٌ بَيْنَهُمْ عَلَى مَالٍ يَتَحَمَّلُهُ وَيَلْتَزِمُهُ عَلَى نَفْسِهِ. وَ"الْجَائِحَةُ" أَلْفَةٌ تُصِيبُ مَالَ الْإِنْسَانِ. وَ"الْقَوَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ وَفَتْحِهَا: هُوَ مَا يَقُومُ بِهِ أَمْرُ الْإِنْسَانِ مِنْ مَالٍ وَنَحْوِهِ. وَ"السِّدَادُ" بِكَسْرِ السِّينِ: مَا يَسُدُّ حَاجَةَ الْمَغْوِزِ وَيَكْفِيهِ، وَ"الْفَاقَةُ": الْفَقْرُ. وَ"الْحِجْلَى": الْعَقْلُ.

◀ حضرت ابی بشر قبصہ بن المخارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے دو لڑے ہوئے گروہوں میں

538: احمد، رقم الحدیث: 8/22448، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1643، احمد، رقم الحدیث: 5/15916، مسلم، رقم الحدیث: 1044، وابوداؤد، رقم الحدیث: 1640، نسائی، رقم الحدیث: 2578، حمیدی، رقم الحدیث: 819، دارمی، رقم الحدیث: 396/1، ابن حبان، رقم الحدیث: 329، ابن حزم، رقم الحدیث: 2359، ابن جادود، رقم الحدیث: 267، طبرانی، رقم الحدیث: 956-947/18، دارقطنی، رقم الحدیث: 119/7، بیہقی، رقم الحدیث: 73/6
539: مسلم، رقم الحدیث: 5/15916، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5/15916، نسائی، رقم الحدیث: 5/15916، احمد، رقم الحدیث: 5/15916، حمیدی، رقم الحدیث: 819، دارمی، رقم الحدیث: 1/396، ابن حبان، رقم الحدیث: 3291، ابن حزم، رقم الحدیث: 2359، ابن جادود، رقم الحدیث: 267، طبرانی، رقم الحدیث: 18، دارقطنی، رقم الحدیث: 2/119، بیہقی، رقم الحدیث: 6/73

صلح کے لئے دیت کا ارادہ کرنے کا ذمہ اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ سے اس سلسلہ میں پوچھوں تو آپ نے فرمایا: ٹھہرو۔ ہمارے پاس صدقہ کا کچھ مال آجائے تو ہم وہ تمہیں دینے کا حکم دیں گے۔ پھر فرمایا: اے قبیصہ! تین آدمیوں کے سوا کسی کا سوال کرنا جائز نہیں۔ ایک تو وہ جو (صلہ کے لئے دیت کا) ذمہ اٹھائے۔ اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس فرض سے سبکدوش ہو جائے اور اس کے بعد سوال نہ کرے۔ دوسرا وہ آدمی جس پر کوئی آفت نازل ہو جائے اور اس کے مال کو تباہ کر دے اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گزران اعتدال پر آجائے۔ یا فرمایا: اسے ضروریات زندگی میسر آنے لگیں۔ اور ایک وہ آدمی جس کو فاقہ درپیش ہو اور اس کی قوم کے تین سمجھدار آدمی بیان دیں کہ یہ آدمی واقعی فاقہ زدہ ہے تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گزران اعتدال پر آجائے۔ یا فرمایا: اسے ضروریات زندگی میسر آنے لگیں۔

اے قبیصہ! ان صورتوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

قبیصہ ابن مخارق: آپ بلالی ہیں حضور انور کی خدمت میں اپنی قوم کے نمائندے بن کر آئے اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف القاف، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

الحمالہ: حاء کے فتح کے ساتھ۔ اس سے مراد ہے دو فریقوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو جائے اور کوئی شخص ان کے درمیان مال کے عوض صلح کر دے اور اس مال کی ادائیگی اپنے ذمے لے لے۔
الجائحہ: وہ آفت جو کسی انسان کے مال پر نازل ہو۔

القوام: قاف کے کسرہ اور فتح دونوں کے ساتھ ہے۔ وہ مال وغیرہ جس سے انسان کا معاملہ اعتدال پر آجائے۔
السداد: سین کے کسرہ کے ساتھ۔ وہ چیز جو محتاج کی حاجت کو دور کرے اور اس کے لئے کافی ہو جائے۔
الفاقہ: فقر۔

الحجی: عقل

شرح:

حمالہ: یعنی اس ضمانت کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دو قومیں دیت یا دوسرے مال قرض کی وجہ سے آپس میں لڑے

لیکن، کوئی ان میں صلح کرانے اور دفع شر کے لیے مقروض کا قرض یا منقول کی دیت اپنے ذمے لے لے یعنی دفع فساد یا صلح کرانے کے لیے مال کا ضامن بن جانا یا اپنے ذمہ لے لینا۔ (مرقات و لمعات وغیرہ)

(کچھ مانگنے کو حاضر خدمت ہوا) تاکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مال عطا فرمادیں جس سے میں وہ قرض چکا دوں یا دیت ادا کر دوں۔

(صدقہ آجاتا ہے) صدقہ سے مراد مال ظاہری جانوروں و پیداوار کی زکوٰۃ ہے جو حکومت اسلامیہ وصول کرتی تھی یا مال باطنی یعنی سونے چاندی وغیرہ کی زکوٰۃ جو غنی صحابہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے تھے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی خیرات کریں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خیرات قبول ہو، یعنی اے قبیسہ اتنا توقف کرو کہ زکوٰۃ وصول ہو جائے تو اس سے تمہارا زرع ضمانت ادا کر دیا جائیگا۔

(جس نے ضمانت اٹھائی) اس سے معلوم ہوا کہ ایسا ضامن اگرچہ مالدار بھی ہو تو صدقہ مانگ سکتا ہے کیونکہ یہ مانگنا اپنے لیے نہیں بلکہ اس مقروض فقیر کے لیے ہے جو فقیر ہے جس کا یہ ضامن ہے، رب تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف میں غارمین (مقروضوں) کا بھی ذکر فرمایا ہے وہ یہی مقروض ہیں۔

(جس کو حادثہ پیش آیا) یعنی یہ شخص غنی تھا آفت ناگہانی نے مال برباد کر کے اسے فقیر کر دیا اگرچہ تندرست ہے کمانے پر قادر ہے مگر کمانے تک کیا کھائے وہ اس وقت تک کے لیے مانگ سکتا ہے جب کچھ گزارہ کے لائق کمائے تو سوال سے باز آ جائے۔

سداؤ یاسد سین کے فتح سے، بمعنی رکاوٹ و آڑ یاسد سین کے کسرہ سے ہے، بمعنی درستی و اصلاح یعنی اتنا مال حاصل کرے جس سے فقر و فاقہ رک کر زندگی درست ہو جائے۔ غرض کہ بھیک مانگنا مردار جانور کی طرح ہے جس کا جائز و حلال ہونا سخت ضرورت پر ہے۔

(اس کی قوم کے تین آدمی گواہی دیں) یہ گواہی کی قید اس کے لیے ہے جس کے متعلق لوگوں کو شبہ ہو کہ یہ غنی ہے اور بلا ضرورت مانگ رہا ہے۔ قوم سے مراد اس کے حالات سے خبردار لوگ ہیں خواہ اس کی برادری کے ہوں یا آس پڑوس کے یعنی کم از کم تین واقف حال لوگ جنہیں غریبی امیری حاجت و غنا کی پہچان ہو وہ بتادیں کہ واقعی یہ فاقہ زدہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے اہل مدینہ قرض لینے اور سوال کرنے میں عار نہیں سمجھتے تھے ان کے وہ عادی تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عادتوں کو بدلنے کے لیے سوال پر تو یہ پابندیاں لگائیں۔ مقروض کی نماز جنازہ خود نہ پڑھی دوسروں سے پڑھوادی تاکہ عبرت پکڑیں اور قرض حتی الامکان نہ لیں۔

(اس کو کھانے والا حرام ہی کھائے گا) خیال رہے کہ تین کا یہ حصر اضافی ہے حقیقی نہیں، ان تین کے علاوہ اور صورتیں بھی ہیں جن میں سوال درست ہوتا ہے جیسے وہ بے دست و پا جو کمانے پر قادر نہ ہو، وہ طالب علم جس نے اپنے کو طلب علم

کے لیے وقف کر دیا ہو اور لوگ توجہ نہ کرتے ہوں بغیر طلب نہ دیتے ہو۔ مرقات نے فرمایا کہ خانقاہوں کے وہ مجاور جنہوں نے اپنے کو ریاضت و مجاہدات کے لیے حقیقی معنی میں وقف کر دیا ہو ان کے لیے اُن ہی میں کا ایک سوال کر سکتا ہے، روٹیاں کپڑے جمع کر سکتا ہے، مگر خیال رہے کہ رب تعالیٰ نیت سے خبردار ہے مانگنے کے لیے صوفی نہ بن جائے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۶۳)

(۵۴۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرْدُهُ اللَّقْمَةُ وَاللَّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يَفْطِنُ لَهُ فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے گرد چکر لگاتا رہے۔ جسے ایک دو لقموں یا ایک دو کھجوروں کا لالچ محو گردش رکھے۔ بلکہ مسکین تو وہ ہے کہ جس کے پاس نہ تو اتنا مال ہے کہ اس کی ضرورت کو پورا کر سکے اور نہ وہ مسکین نظر آتا ہے کہ لوگ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جس مسکینیت پر ثواب ہے اور صابروں کے زمرہ میں داخل ہے وہ یہ بھکاری فقیر نہیں ہے بلکہ یہ تو عام حالات میں اسی سوال پر گنہگار ہے کہ جب وہ بھیک مانگنے کے لئے اتنی دوڑ دھوپ کر سکتا ہے تو وہ کمانے کے لیے بھی کر سکتا ہے، ہاں صابر وہ مسکین ہے جو حاجت مند ہو مگر پھر کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہ کرے، اپنے فقر کو چھپانے کی کوشش کرے، اسی مسکین کی رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی ہے کہ فرمایا: "لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ" (الآیۃ)۔ یہ خیال رہے کہ جس مسکینیت کی دعا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے وہ مسکینیت دل ہے یعنی دل میں عجز و انکسار ہونا، تکبر و غرور نہ ہونا، ایسا شخص اگر مالدار بھی ہو تو مبارک مسکین ہے اور جن احادیث میں فقر و مسکینیت سے پناہ مانگی گئی ہے وہ ایسی تنگدستی ہے جو فتنہ میں مبتلا کر دے لہذا احادیث میں تعارض نہیں اور نہ یہ اعتراض ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسکینیت کی دعا کی مگر رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بادشاہ بنا دیا یہ دعا قبول

نہ ہوئی۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۵۶)

۵۸- بَابُ جَوَازِ الْأَخْذِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا تَطَلُّعٍ إِلَيْهِ

بغیر سوال اور لالچ کے اگر کوئی چیز ملے تو اس کو لے لینے کے جواز کا بیان

(۵۴۱) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ، فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي. فَقَالَ: "خُذْهُ، إِذَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ، فَخُذْهُ فَمَمْلُوكُهُ، فَإِنْ شِئْتَ كُلَّهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا، وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(مُشْرِفٌ): بِالشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ: أَيُّ مُتَطَلِّعٍ إِلَيْهِ.

◀ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مجھے عطیہ عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ حضور! اس کو عطا فرمائیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اگر بغیر لالچ اور بغیر سوال کے تمہیں کوئی چیز ملے تو اس کو لے لو۔ اس کو اپنی ملکیت میں کر لو۔ چاہو تو اس کو کھاؤ اور چاہو تو اس کو صدقہ کر دو اور جو چیز اس طرح نہ ملے اس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ لگاؤ۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ نہ کسی سے کوئی چیز مانگتے اور نہ جو چیز آپ کو دی جاتی اس کو ٹھکراتے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مشرف: شین معجمہ کے ساتھ کسی چیز کی تاک میں رہنے والا لالچی۔

شرح: سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت:

علا فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخا بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہو لئے ایک اعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے یدائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

(ملقطاً، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسر، باب الشجاعة فی الحرب۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۸۲۱، ج ۲، ص ۲۶۰)

۵۹- بَابُ الْحَتِّ عَلَى الْأَكْلِ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَالتَّعَفُّفِ بِهِ

عَنِ السُّؤَالِ وَالتَّعَرُّضِ لِلْإِعْطَاءِ

اپنے ہاتھ کی کمائی کھانے سوال سے باز رہنے اور مستحقین کو دینے کی ترغیب کا بیان

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الجمعة: ۱۰)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

(۵۴۲) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَأْخُذْ أَحَدُكُمْ أَحْبَلَهُ ثُمَّ يَأْتِيَ الْجَبَلَ، فَيَأْتِي بِحُزْمَةٍ مِنْ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعُهَا، فَيَكُفَّ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ حضرت ابو عبد اللہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی رسیاں لے کر پہاڑ پر جائے اور لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لائے اور اسے بیچ دے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو سوال کرنے کی ذلت سے بچالیا تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ وہ چاہیں تو اسے کچھ دیں اور چاہیں تو خالی ہاتھ لوٹا دیں۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 204 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

بحزمية: لکڑی کا گٹھا۔

شرح:

خزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو غنا کے باوجود لوگوں سے سوال کرے وہ جہنم کے دہکتے پتھروں میں اضافہ کرتا ہے۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی "غنا سے کیا مراد ہے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "رات کا کھانا۔"

(کنز العمال، کتاب الزکاة، قسم الاقوال، الفصل الثانی فی ذم السؤال، ۱۶۸۴۵، ج ۶، ص ۲۱۶)

ترک سوال بہر حال اولیٰ ہے (یعنی بہتر ہے) حالانکہ بعض اکابر دین و مشائخ طریقت نے سوال کیا ہے، حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے "مکتوبات" میں لکھتے ہیں: "شیخ ابوسعید خراز فائق کے وقت لوگوں سے سوال کرتے ہیں۔ اور خواجہ ابو حفص حداد مغرب و عشاء کے بیچ میں بقدر ضرورت ایک دو دروازے سے مانگ لیتے۔"

خواجہ سفیان ثوری بھی سفر میں سوال کرتے اور خواجہ ابراہیم ادھم جبکہ جامع بصرہ میں معتکف تھے تین دن بعد افطار فرماتے، اُس روز سوال کرتے۔"

"(توت القلوب"، کتاب حکم المسافر والقاصد فی الاسفار، ج ۲، ص ۹۹۳..... و "البریۃ المحمودیۃ"، الثامن والعشرون حب المال للحرام، ج ۴، ص ۵۔ (شامہ)

(۵۴۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَحْتَطِبُ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ أَحَدًا، فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اگر

لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے کہ وہ چاہے تو اس کو کچھ دے

اور چاہے تو کچھ نہ دے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يَحْتَطِبُ: از، حطباً بمعنی لکڑی چننا، لکڑیاں اکٹھی کرنا۔

شرح:

حضور نبی پاک، صاحبِ لؤلؤ لاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جس نے حلال روزی کی طلب میں تھکاوٹ کی حالت میں شام کی تاکہ وہ خود کو لوگوں سے سوال کرنے سے بچائے تو وہ شام ہی کو بخش دیا جائے گا۔"

مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہوا سے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔ ("الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۷۸۱.....)

(۵۴۴) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ دَاوُدُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کے سوا کچھ نہیں کھاتے تھے۔ (بخاری)

(۵۴۵) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ زَكَرِيَّا - عَلَيْهِ السَّلَامُ - نَجَّارًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نَجَّارٌ: بڑھئی، لکڑی کا کام کرنے والا۔

شرح:

یعنی ہر وہ پیشہ جس سے حلال روزی حاصل کی جائے وہ برا نہیں ہاتھ کی کمائی انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ کی کمائی پر بہت زور دیا چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ "بندے نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے پاکیزہ کبھی کوئی کمائی نہیں کھائی اور سادگی اپنی جان،

گھر والوں، بچوں اور اپنے خادم پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحث علی، رقم ۲۱۳۸، ج ۳، ص ۶)

حضرت سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا، "کون سی کمائی پاکیزہ ہے؟" فرمایا کہ "بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔"

(متدرک، کتاب البیوع، باب لیس منامن غشنا، رقم ۲۲۰۳، ج ۲، ص ۳۰۱)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید المبلغین، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ "کون سی کمائی افضل ہے؟" فرمایا کہ "بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔"

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ای کسب الطیب، رقم ۶۲۱۲، ج ۴، ص ۱۰۲)

(۵۴۶) وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدِيهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلٍ يَدِهِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے ہاتھوں کی کمائی سے زیادہ بہتر کھانا کسی نے کبھی نہیں کھایا اور بے شک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 386 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ہاتھوں سے مراد پوری ذات ہے، ہاتھ سے کمائے یا پاؤں سے یا آنکھ یا زبان سے غرضیکہ اپنی قوت سے حلال روزی کمائے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ" وہاں بھی ایدی یعنی ہاتھوں سے ذات ہی مراد ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دوسروں کی کمائی پر اپنا گزارا نہ کرے خود محنت کرے۔

یعنی باوجود یہ کہ آپ بادشاہ تھے مگر آپ نے کبھی خزانہ سے اپنے پر خرچ نہ کیا بلکہ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے جسے چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے تھے دو ہزار اپنے بال بچوں پر خرچ فرماتے تھے اور چار ہزار فقراء بنی اسرائیل پر خیرات کرتے تھے۔ (مرقات) علماء فرماتے ہیں کہ بقدر ضرورت کمائی فرض ہے اور زیادہ مباح اور فخر و زیادتی مال کے لیے کمائی

مکروہ ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۴، ص ۳۶۸)

۶۰- بَابُ الْكَرَمِ وَالْجُودِ وَالْإِنْفَاقِ فِي وُجُوهِ الْخَيْرِ ثَقَّةً بِاللَّهِ تَعَالَى

اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے سخاوت کرنے اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کا بیان
 کرم کا معنی: بزرگی، ہمت، جوانمردگی، بخشش، دان پن، عنایت، مہربانی۔ (فیروز اللغات)
 جود کا معنی: عیش، سخاوت، فراح دل، کرم، (فیروز اللغات)
 کرم کی تعریف: ہو الاعطاء بالسهولة، (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)
 ترجمہ: بسہولت عطا کرنا۔

جود کی تعریف: الجود: "صفة، هي مبداء افاده ما ينبغي لا بعوض"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: وہ صفت جو مناسب چیز کے ساتھ بغیر عوض کے فائدہ دینے کا مبداء ہو اس کو جود کہتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۖ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝﴾ (سبا: 39)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم فرماؤ: بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَا تُنْفِسْكُمْ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝﴾ (البقرة: 272)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تمہارا دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لئے اور جو مال دو تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیئے جاؤ گے ۝

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝﴾ (البقرة: 273)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے ۝

(۵۴۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكْتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَمَعْنَاهُ: يَنْبَغِي أَنْ لَا يُغْبَطَ أَحَدٌ إِلَّا عَلَى إِحْدَى هَاتَيْنِ الْخَصْلَتَيْنِ .

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) نہیں کرنا چاہیے مگر دو چیزوں میں۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور اس کو راہِ حق میں خرچ کرنے کا جذبہ بھی عطا فرمایا ہو اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی اور وہ اس حکمت کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے اور دوسروں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

اس حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص پر رشک نہیں کرنا چاہیے مگر ان دو خصلتوں پر۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يَقْضِي: اِز، قَضَاءً بِمَعْنَى فَيْصَلَهُ كَرْنًا، اِنْدَاذَهُ كَرْنًا، ضَرْوَرَتِ كَرْ پُورَا كَرْنًا۔

شرح:

کسی نعمت والے پر جلنا اور اس کی نعمت کا زوال، اپنے لیے حصول چاہنا حسد ہے، جو بہت بڑا عیب ہے جس سے شیطان مارا گیا مگر دوسروں کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا غبطہ (رشک) ہے حسد مطلقاً حرام ہے، غبطہ دو جگہ جائز ہے یہاں حسد بمعنی غبطہ ہے۔

مالدار بنی جسے خدا اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے! ایسے ہی بانیض عالم دین جس کے علم سے لوگ فائدہ اٹھائیں قابل رشک ہے۔ سبحان اللہ! بعض علماء کے علم اور بعض بخیوں کے مال سے لوگ تاقیامت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ (آمین)

خیال رہے کہ نیکی کی تمنا کرنے والا ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت میں نیکیوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۲۰۰)

547: احمد، رقم الحدیث: 2/3651، بخاری، رقم الحدیث: 73، مسلم، رقم الحدیث: 816، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4208، ابن حبان، رقم الحدیث: 90، بیہقی، رقم

الحدیث: 88/10

(۵۴۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيُّكُمْ مَالٌ وَارِثُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ. قَالَ: "فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالٌ وَارِثُهُ مَا آخَرَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہم میں سے ہر ایک کو اپنا ہی مال زیادہ پیارا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا مال وہ ہے جس کو وہ آگے بھیج دے (یعنی راہ حق میں صرف کر دے) اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو وہ بچا کر رکھے۔ (بخاری)

(۵۴۹) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگ سے بچنے کی کوشش کرو خواہ نصف کھجور ہی کے ذریعے۔ (متفق علیہ)

(۵۵۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ، فَقَالَ: لَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا گیا تو آپ نے کبھی "نہیں" نہیں فرمایا۔ (یعنی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا)۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی نبی اکرم ﷺ نے کبھی کسی سائل کو بغیر عطا کیے نہیں بھیجا اگر پاس ہوتا تو دے دیتے اور اگر نہ ہوتا تو فرماتے کہ بیٹھ جاؤ ابھی کچھ آجاتا ہے اور کبھی فرماتے کہ فلاں کے پاس جا کر میرے نام پر ادھار لے لو میں اُسے دے دوں گا۔ سبحان اللہ ہمارے نبی ﷺ کی سخاوت کے کیا کہنے؟؟؟

مانگے ہیں مانگے جاتے ہیں منہ مانگی پاتے ہیں سرکار میں نہ "لا" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے

548: بخاری، رقم الحدیث: 6442، نسائی، رقم الحدیث: 3614

549: بخاری، رقم الحدیث: 17/207، مسلم، رقم الحدیث: 17/207، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 17/207، طحاوی، رقم الحدیث: 1036، نسائی، رقم

الحدیث: 2556، ابن حبان، رقم الحدیث: 472، احمد، رقم الحدیث: 6/18274

550: بخاری، رقم الحدیث: 6034، مسلم، رقم الحدیث: 231

(۵۵۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا، وَيَقُولُ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر روز جب لوگ صبح بیدار ہوتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے: اے اللہ (راہ خدا میں) خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! اپنا مال روک کر رکھنے والے کا مال تباہ کر دے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مُنْفِقٌ: خرچ کرنے والا۔

مُمْسِكٌ: روکنے والا (مال کو خرچ نہ کرنے والا)

شرح:

یعنی سخی کے لیے دعاء اور کنجوس کے لیے بددعا روزانہ فرشتوں کے منہ سے نکلتی ہے جو یقیناً قبول ہے۔ خیال رہے کہ خلف مطلقاً عوض کو کہتے ہیں دنیاوی ہو یا اخروی، حسی ہو یا معنوی مگر تلف دنیوی اور حسی بربادی کو کہا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ" کا تجربہ دن رات ہو رہا ہے کہ کنجوس کا مال حکیم ڈاکٹر، وکیل یا نالائق اولاد برباد کرتی ہے۔ (مرآة الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۸۶)

(۵۵۲) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ يُنْفَقَ عَلَيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اولادِ آدم! خرچ کرو۔ تم پر خرچ کیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

(۵۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ

551: احمد، رقم الحدیث: 10505، بخاری، رقم الحدیث: 4684، مسلم، رقم الحدیث: 993، الترمذی، رقم الحدیث: 3045، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 197، ابن

حبان، رقم الحدیث: 725

552: بخاری و مسلم، رقم الحدیث: 725، ترمذی، رقم الحدیث: 725، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 725، ابن حبان، رقم الحدیث: 725، احمد، رقم

الحدیث: 3/10505

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اسلام میں کون سی چیز سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (یہ کہ) تیرا لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو السلام علیکم کہنا خواہ اس کو جانتے ہو یا نہیں۔ (متفق علیہ)

(۵۵۴) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَرْبَعُونَ خَصْلَةً: أَعْلَاهَا مَنِيحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا؛ رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصَدِيقَ مَوْعُودِهَا، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هَذَا الْحَدِيثِ فِي بَابِ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ.

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس خصلتیں جن میں سے سب سے بڑی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی دینی بھائی کو دودھ پینے کے لئے بکری دے دے۔ ایسی ہیں کہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک پر عمل کرتا ہے اور اس پر ثواب کا امیدوار رہتا ہے اور اس نیکی پر جس ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی تصدیق کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ (بخاری)

اس حدیث کا بیان اس سے پہلے ”باب بیان کثرة طرق الخير“ میں گزر چکا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عرب میں دستور تھا کہ جانوروں والے اپنا دودھ کا جانور عاریۃ چند روز کے لیے کسی عزیز مسکین کو دے دیتے تھے، اس زمانہ میں جانور کا خرچہ اس فقیر کے ذمہ ہوتا اور دودھ بھی وہی پیتا تھا، مدت گزرنے پر جانور واپس کر دیا جاتا تھا اسے منہ کہتے تھے یہاں اسی کا ذکر ہو رہا ہے فرمایا جا رہا ہے کہ اس جانور کا ہر وقت کا دودھ صدقہ ہوگا۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۱۲۵)

نوٹ: اس حدیث کی شرح ”باب بیان کثرة طرق الخير“ میں ہو چکی ہے۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

553: احمد، رقم الحدیث: 2/6592، بخاری، رقم الحدیث: 12، مسلم، رقم الحدیث: 39، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5194، والتسائی، رقم الحدیث: 5010، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3235، ابن حبان، رقم الحدیث: 505، وخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 287/1، ابونعیم، رقم الحدیث: 287/1

554: بخاری فی الصلۃ، ابوداؤد فی الزکاة

(۵۵۵) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ صُدِّي بْنِ عَجَلَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ، وَأَنْ تُمَسِّكَهُ شَرٌّ لَكَ، وَلَا تَلَامُ عَلَى كَفَافٍ، وَأَبْدًا بِمَنْ تَعُولُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن آدم! اگر تو ضرورت سے زائد مال خرچ کر دے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو اس کو اپنے پاس روکے رکھے تو یہ تیرے لئے برا ہے اور حسب ضرورت مال اپنے پاس رکھنے پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی اور آغاز اپنے اہل و عیال سے کر اور خرچ کرنے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الفضل: بمعنی بقیہ، زائد، بچا ہوا۔

شرح:

شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے: "خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔" اور پھر رسول انور، صاحبِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عز و جل کے خزانے بھرے ہوئے ہیں دن رات جو دو کرم کے ساتھ خرچ کرنے سے ان میں کمی نہیں ہوتی، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین و آسمان پیدا فرمائے ہیں برابر خرچ کر رہا ہے مگر اس کے خزانے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جبکہ اس کا عرش پانی پر ہے اور میزانِ عدل اس کے دستِ قدرت میں ہے، وہ اسے پست و بلند کرتا ہے۔"

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورہ ہود (علیہ السلام)، باب قولہ وکان عرشہ علی الماء، الحدیث: ۴۲۸۴، ص ۳۸۹)

حضور پاک، صاحبِ لولاک، ستارِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس کھجور کا ایک ڈھیر دیکھ کر دریافت فرمایا: "اے بلال رضی اللہ عنہ! یہ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کے لئے تیار کر رہا ہوں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ کہیں یہ تمہارے لئے جہنم کا دھواں نہ ہو، خرچ کر دو بلال (رضی اللہ عنہ)! عرش والے سے کمی کا خوف نہ رکھو۔" (البحر الزخار، بسند ابوزر، مسند ابن مسعود، الحدیث: ۱۹۷۸، ج ۵، ص ۳۲۸)

(۵۵۶) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سِئَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ، وَلَقَدْ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ، أَسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً مَنْ لَا يَخْشَى الْفَقْرَ، وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيْسَ لَهُ مَا يُرِيدُ إِلَّا الدُّنْيَا، فَمَا يَلْبَثُ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى يَكُونَ الْإِسْلَامُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اسلام لانے پر رسول اللہ ﷺ سے جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ نے وہ چیز عطا فرمائی۔ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان جو بھیڑیں تھیں سب اس کو عطا فرمادیں تو وہ شخص واپس اپنی قوم کے پاس گیا تو ان سے کہا: اے میری قوم! اسلام لے آؤ۔ بے شک محمد (ﷺ) اس شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جو افلاس سے نہیں ڈرتا، اور اگر کوئی شخص صرف دنیا ہی کے لالچ میں اسلام قبول کرتا تو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرتا کہ اس شخص کی نظروں میں اسلام دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يلبث: از، لَبَثًا و لَبَاثًا و لُبَثًا بمعنی ٹھہرنا، رکنا، مقیم ہونا۔

شرح:

یعنی اتنی زیادہ بکریاں مانگیں جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کا سارا جنگل بھرا ہوا تھا یہ سب بکریاں حضور انور کی اپنی تھیں کہ غزوہ حنین میں مال غنیمت کے خمس میں اتنی بکریاں آپ کو ملی تھیں۔

اور نبی اکرم ﷺ نے بغیر دغدغہ بے تامل یہ سب اسے عطا فرمادیں۔ بعض روایات میں ہے کہ سائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بکریاں دیکھ کر عرض کیا تھا یا رسول اللہ حضور تو بڑے مالدار ہو گئے فرمایا کیسے، اس نے عرض کیا کہ اتنی زیادہ بکریاں آپ کی اکیلے کی ملک ہیں، فرمایا جا سب تجھے عطا فرمادیں لے جا، وہ حیرت سے حضور کا منہ تکتا رہ گیا۔

خیال رہے کہ داتا گنجی ہے مگر اس کی دین کے دروازے مختلف ہیں کسی کو جمال دکھا کر ایمان بخش دیا، کسی کو جود و نوال یعنی سخاوت دکھا کر اپنا متوالا بنالیا، کسی کو میدان جہاد میں جلال الہی دکھا کر مؤمن بنا دیا، ہم جیسے دور افتادہ غلاموں کو اپنا نام سنا کر ایمان دے دیا۔ ان کا نام، ان کے کام، ان کی صورت، ان کی سیرت سب ہی ایمان بخشنے کا ذریعہ ہیں اس بدوی نے اسی عطا کو حضور کی نبوت کی دلیل بنایا مع اپنی قوم کے مسلمان ہو گیا وہ بکریاں کیا ملیں کہ انہیں ایمان مل

گیا۔ خیال رہے کہ کسی سے مانگنا عیب ہے اس سے منع فرمایا گیا ہے مگر اللہ رسول سے مانگنا ہم سب کے لیے باعثِ فخر ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۸، ص ۶۵)

(۵۵۷) وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَغَيْرِ هَؤُلَاءِ كَانُوا أَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: "إِنَّهُمْ خَيْرُونِي أَنْ يَسْأَلُونِي بِالْفُحْشِ، أَوْ يُبَخِّلُونِي، وَلَسْتُ بِبَاخِلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم فرمایا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان لوگوں کی نسبت دوسرے لوگ اس کے زیادہ حقدار تھے۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ ان لوگوں نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ یا تو وہ مجھ سے برے طریقے سے مانگیں اور میں ان کو دے دوں اور یا وہ مجھ کو بخیل کہیں اور میں بخیل نہیں ہوں۔ (مسلم)

(۵۵۸) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَةً مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَهُ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ، حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمْرَةٍ، فَخَطِفَتْ رِذَاءُهُ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "أَعْطُونِي رِذَائِي، فَلَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هَذِهِ الْعِضَاهِ نَعْمًا، لَقَسَمْتُه بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بِخِيَلًا وَلَا كَذَابًا وَلَا جَبَانًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں حنین سے واپس آرہے تھے تو کچھ اعرابی آپ ﷺ سے چمٹ گئے۔ وہ آپ سے سوال کر رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو ایک بول کے درخت کا سہارہ لینے پر مجبور کر دیا۔ پس آپ کی چادر مبارک چھین لی۔ سونبی کریم ﷺ رک گئے اور فرمایا: مجھے میری چادر دے دو اگر میرے پاس ان خاردار درختوں کی تعداد میں اونٹ ہوتے تو میں وہ تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے نہ بخیل سمجھتے نہ دروغ گو اور نہ بزدل۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

آپ صحابی ہیں، عبد مناف کی اولاد سے ہیں، فتح خیبر کے بعد فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے، نسب اور تواریخ کے بڑے عالم تھے، حضرت ابو بکر صدیق کے شاگرد ہیں رضی اللہ عنہ۔

(الکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم، فصل فی الصحابة، ائمة المعات)

حل لغات:

مقفله: کا معنی ہے: واپسی پر۔

السمرة: درخت کو کہتے ہیں۔ (یعنی کیکر کا درخت، ابوالاحمد غفرلہ)

العضاة: خاردار درخت کو کہتے ہیں۔

شرح:

حنین ایک جنگل ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے، فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔ غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد واقع ہوا، اسی علاقہ بلکہ اسی قوم کی حضرت حلیمہ دائی تھیں یعنی قبیلہ بنی ہوازن کی اس لیے حضور انور نے تمام قیدیوں کو آزاد فرما دیا جو اس غزوہ میں گرفتار ہوئے تھے۔

اس غزوہ میں مال غنیمت بہت زیادہ مسلمانوں کو ملا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال میں سے زیادہ فتح مکہ میں مسلمان ہونے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت مال عطا فرمایا تھا، گذشتہ حدیث کا بکریوں والا واقعہ بھی اس موقع پر ہوا تھا۔ (اشعة اللمعات) یہ لوگ حضور سے ایسے لپٹ گئے تھے جیسے فقراء و مساکین ایک کریم غنی کو گھیر لیں حضور کسی منگتے کو ہٹایا نہیں کرتے۔ عضاء جمع ہے عضاء کی بمعنی درخت خاردار ببول ہو یا کوئی اور درخت۔

اور نبی اکرم ﷺ نے یہاں شجاعت صدق کا ذکر اپنے فضائل کی تکمیل کے لیے بیان فرمایا یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ان تین عیبوں سے بری کیا بخل، بزدلی، جھوٹ۔ حضور انور نخی نہیں بلکہ جواد ہیں، خود نہ کھائیں زمانہ بھر کو کھلائیں۔ شعر وہ آقا جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو کھلائے نعمتیں دنیا کی کب ایسا کہیں دیکھا

(مرآة السانج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۸، ص ۶۶)

(۵۵۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا نَقَصْتُ صَدَقَةً مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ. عَزَّوَجَلَّ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ اور عفو و درگزر پر اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے اللہ عز و جل اس کو بلند مقام عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

(۵۶۰) وَعَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ الْأَنْمَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "ثَلَاثَةٌ أَقْسَمُ عَلَيْهِنَّ، وَأَحَدُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظَلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - وَأَحَدُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ، قَالَ: "إِنَّمَا الدُّنْيَا لَارِبْعَةٍ نَفَرٍ: عَبْدٌ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا، فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ، وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ، وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا، فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ. وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللَّهُ عِلْمًا، وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ، يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فَلَانٍ، فَهُوَ بَنِيَّتِهِ، فَاجْرُهُمَا سَوَاءٌ. وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا، وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا، فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ، وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا، فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ. وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فَلَانٍ، فَهُوَ بَنِيَّتِهِ، فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تین چیزوں پر میں قسم کھاتا ہوں اور تمہیں ایک بات بتاتا ہوں اس کو یاد کر لو صدقہ کرنے سے کسی بندے کا مال کم نہیں ہوتا۔ جس کسی پر بھی ظلم کیا جائے اور وہ ظلم پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے اور جو بندہ بھی سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ یا آپ نے اسی قسم کا کلمہ ارشاد فرمایا اور میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں اس کو یاد کر لو۔ فرمایا: بے شک دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے: ایک وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال بھی دیا ہے اور علم بھی اور وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے صلہ رحمی کرتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اس کے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ یہ سب سے افضل مرتبہ ہے اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا اور اس کو مال عطا نہیں کیا اور اس کی نیت صاف ہے وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی کی طرح عمل کرتا۔ تو اس کو اس کی نیت کا ثواب ملتا ہے اور وہ دونوں اجر میں برابر ہیں اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے لیکن علم نہیں دیا اور وہ علم کے بغیر اپنے مال میں بے بصیرتی سے تصرف کرتا ہے نہ اس میں خدا سے ڈرتا ہے نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو تسلیم کرتا ہے تو یہ سب سے برا درجہ ہے اور ایک وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہ علم دیا ہے اور نہ مال اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہو تو میں بھی فلاں امیر آدمی کے سے کام کروں اور یہ اس کی نیت ہے (تو اس کو اس کی نیت کا گناہ ہوگا) اور وہ دونوں گناہ میں برابر ہوں گے۔

تعارفِ راوی:

ابو کبشہ: آپ کا نام عمرو ابن سعد انماری ہے شام میں قیام رہا۔ (مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

یخبط: از، خبطاً بمعنی زور سے مارنا،

شرح:

اس حدیث میں صدقہ کی مختلف اقسام بیان ہوئی لیکن یہ سب اس وقت کام آئے گے جب اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ کیے جائے اور اگر اخلاص نہ ہو صرف دکھاوا ہی ہو تو اس بارے میں نبی اکرم کا فرمان سنتے جائے: "قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے تین شخص جہنم میں داخل ہوں گے، ایک شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: "یارب عزوجل! تُو نے مجھے اپنی کتاب سکھائی تو میں دن رات ثواب کی اُمید پر اسے پڑھتا رہا۔" تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹا ہے تو نماز اس لئے پڑھتا تھا کہ تجھے قاری، نمازی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔ پھر دوسرے کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: "یارب عزوجل! تُو نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں تیرے ثواب اور جنت کی اُمید پر اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا، مسکینوں پر خرچ کرتا اور مسافروں کو اس کے ذریعے سواری مہیا کیا کرتا تھا۔" اس سے بھی کہا جائے گا: "تُو جھوٹا ہے کیونکہ تو صدقہ اور صلہ رحمی اس لئے کرتا تھا کہ تجھے رحمت اور نخی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ، پھر تیسرے شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: "یارب عزوجل! میں تیرے ثواب اور جنت کی اُمید پر تیری راہ میں جہاد پر نکلا اور کافروں سے لڑا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگا۔" تو اس سے کہا جائے گا: "تُو جھوٹا ہے، تُو نے جہاد اس لئے کیا تا کہ تجھے بہادر اور جری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔

(الزَّوْجُ عَنْ إِثْرِ ابْنِ الْكَلْبَرِ، مَوْلَى شَيْخِ الْإِسْلَامِ شَهَابِ الدِّينِ إِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَبْرٍ الْهَيْتَمِيِّ الشَّافِعِيِّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ، ص ۱۴۲)

(۵۶۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا

بَقِيَ مِنْهَا؟" قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا. قَالَ: "بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرُ كَتِفِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ:

"حَدِيثٌ صَحِيحٌ" وَمَعْنَاهُ: تَصَدَّقُوا بِهَا إِلَّا كَتِفَهَا. فَقَالَ: بَقِيَ لَنَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا كَتِفُهَا.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بکری میں سے کیا بچ گیا ہے؟ انہوں (حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے) عرض کی: کندھے کے سوا کچھ نہیں بچا۔ فرمایا: سب کچھ بچ گیا ہے سوائے کندھے کے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کندھے کے علاوہ سارا گوشت صدقہ کر دیا تو آپ نے فرمایا: کندھے کے علاوہ سب کچھ آخرت کے لئے ہمارے پاس بچ گیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بکری ذبح کرنے والے بعض صحابہ کرام تھے یا بعض ازواج پاک، دوسرے احتمال کو محدثین نے ترجیح دی ہے، چونکہ ازواج پاک کو اہل بیت بھی کہا جاتا ہے اور یہ لفظ مذکر ہے اس لیے جمع مذکر کا صیغہ ارشاد ہوا، فرشتوں نے بی بی سارا زوجہ ابراہیم علیہا السلام سے عرض کیا تھا "اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکۃ اللہ علیکم اهل البیت"۔ یعنی سارا گوشت خیرات کر دیا گیا صرف شانہ بچا ہے غالباً یہ گھر کے خرچ کے لیے رکھا گیا ہوگا اور یہ بکری صدقہ کے لیے ذبح نہ کی گئی ہوگی کہ صدقہ کا گوشت گھر کے خرچ کے لیے نہیں رکھا جاتا۔

یعنی جو راہِ خدا میں صدقہ دے دیا گیا وہ باقی اور لازوال ہو گیا اور جو اپنے کھانے کے لیے رکھا گیا وہ ہضم ہو کر فنا ہو جائے گا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ"۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۱۳۵)

(۵۶۲) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُؤْكَلِي فَيُؤْكَلِي اللَّهُ عَلَيْكَ"۔

وَفِي رِوَايَةٍ: "أَنْفَقِي أَوْ أَنْفَعِي، أَوْ أَنْضَحِي، وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ، وَلَا تُؤْعِي فَيُؤْعِي اللَّهُ عَلَيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

و"أَنْفَعِي" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَهُوَ بِمَعْنَى "أَنْفَقِي" وَكَذَلِكَ "أَنْضَحِي"۔

◀ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بخل

نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر رزق کے دروازے بند کر دے گا اور ایک روایت میں ہے: خرچ کرو یا فرمایا: عطیہ دو اور

مال کو ذخیرہ نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے رزق کو روک لے گا اور لوگوں سے مال کو روک کر نہ رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے رزق کو روک لے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

اسماء بنت ابی بکر: آپ کا لقب ذات النطاقین ہے، عائشہ صدیقہ کی بڑی بہن، زبیر ابن عوام کی زوجہ، عبد اللہ ابن زبیر کی والدہ، ابو بکر صدیق کی صاحبزادی ہیں، آپ اٹھارہویں مؤمنہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں، عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی تھیں، آپ کے صاحبزادے عبد اللہ ابن زبیر کو حجاج ابن یوسف نے سولی دی تھی۔ چوب سے آپ کی لاش اتارنے کے دس روز بعد حضرت اسماء کا انتقال ہوا مکہ معظمہ میں دفن ہوئیں، یہ واقعہ ۳۷ھ میں ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الالف، فصل فی الصحابیات "مرآۃ المناجیح جلد اول)

حل لغات:

انفحی: حاء مہملہ کے ساتھ اس کا معنی ہے: خرچ کرو اور انفحی: کا بھی یہی مطلب ہے۔

شرح:

یعنی اے اسماء اپنے مال میں سے مطلقاً اور اپنے خاوند کے مال سے بقدر اجازت خرچ کرتی رہو نفلی صدقہ کا حساب نہ لگاؤ ورنہ شیطان دل میں بخل پیدا کر دے گا لہذا یہ حدیث زکوٰۃ کے حساب کے خلاف نہیں، بے حساب اللہ کے نام پر دو تو وہاں سے تمہیں اتنا ملے گا کہ تم حساب نہ کر سکو گی، یہ مطلب نہیں کہ رب تعالیٰ کے حساب سے باہر ہوگا۔ کھیت میں پانی دیتے وقت ایک شخص کنوئیں سے پانی چھوڑتا ہے اور دوسرا کیاریوں میں پھیلاتا ہے جب تک یہ پھیلاتا رہتا ہے وہاں سے پانی آتا رہتا ہے، دینی راستے اللہ کی کیاریاں ہیں مالدار لوگ ان میں پانی پھیلانے والے ہیں اور روزی پہنچانے والے فرشتے پانی چھوڑنے والے۔

اور یہ خیال نہ کرو کہ اتنی تھوڑی اور معمولی چیز اتنی بڑی بارگاہ میں کیا پیش کروں وہاں مال کی مقدار نہیں دیکھی جاتی دل کا اخلاص دیکھا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ" جب تک کہ اپنی پیاری چیز خیرات نہ کرو بھلائی نہیں پاسکتے، اور جہاں حکم دیا گیا کہ جو ہو سکے خیرات کرو ان دونوں میں تعارض نہیں۔ آیت کا منشاء یہ ہے کہ ہمیشہ معمولی چیز ہی خیرات نہ کرو اچھی چیزیں بھی خیرات کرو اور اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ بڑی چیز کی انتظار میں چھوٹی خیراتوں سے باز نہ رہو جو چیز کھانے پینے سے بچ رہی اس کے بگڑ جانے کا خطرہ ہے فوز کسی کو دے دو ورنہ برباد ہو جائے گی۔

(۵۶۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ، كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ تُدَيَّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ إِلَّا سَبَفَتْ - أَوْ وَفَرَتْ - عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُخْفِيَ بَنَانَهُ، وَتَغْفُوَ أَثَرَهُ، وَأَمَّا الْبَخِيلُ، فَلَا يُرِيدُ أَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا، فَهُوَ يُوسِعُهَا فَلَا تَسِيعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

و"الْجُنَّةُ": الدِّرْعُ؛

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی دوزر ہیں ہوں جو ان کے سینوں سے ہنسلوں تک ہوں۔ سو خرچ کرنے والا جب بھی خرچ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھلی اور لمبی ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے پوروں کو چھپا لیتی ہے اور لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے گھسنتی ہے اور اس کے نقوش قدم کو مٹا دیتی ہے اور بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے وہ اس کو کھلا کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلی نہیں ہوتی۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

وَالْجُنَّةُ: زرہ

شرح:

یہ تشبیہ مرکب ہے جس میں دو شخصوں کی پوری حالتوں کو دوسرے دو شخصوں کے پورے حال سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی کنجوس اور مخی کی حالتیں ان دو شخصوں کی سی ہیں جن کے جسم پر دو لوہے کی زرہ ہیں، انسان کی خلقی اور پیدائشی محبت مال اور خرچ کرنے کو دل نہ چاہنے کو زرہ ہوں سے تشبیہ دی گئی کہ جیسے زرہ جسم کو گھیرے اور چمٹی ہوتی ہے ایسی محبت مال انسان کے دل کو چمٹی ہوتی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"۔ بعض لوگوں نے اسے جتان ب سے پڑھا مگر جتان صحیح ہے ن سے۔

تراتی ترقوت کی جمع ہے۔ ترقوت وہ ہڈی ہے جو سینہ سے اوپر اور گردن کے نیچے ہے، چونکہ یہ ہڈیاں گردن کے دو

طرفہ ہوتی ہیں اس لیے دو آدمیوں کی چار ہڈیاں ہوں گی اس لحاظ سے تراقی جمع ارشاد ہوا۔ اضطرث مجہول فرما کر اشارۃً یہ بتایا کہ انسان کا یہ بخل قدرتی ہے اختیاری نہیں۔

سبحان اللہ! کیا نفیس تشبیہ ہے یعنی بخیل بھی کبھی خیرات کرنے کا ارادہ تو کرتا ہے مگر اس کے دل کی ہچکچاہٹ اس کے ارادہ پر غالب آجاتی ہے اور وہ خیرات نہیں کرتا اور سخی کو بھی خیرات کرتے وقت ہچکچاہٹ تو ہوتی ہے مگر اس کا ارادہ اس پر غالب آجاتا ہے اسی غلبہ پر سخی ثواب پاتا ہے پھر سخاوت کرتے کرتے نفس امارہ اتنا دب جاتا ہے کہ اس کو کبھی خیرات پر ہچکچاہٹ پیدا ہی نہیں ہوتی، یہ بہت بلند مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کھلے دل سے صدقہ کرنے لگتا ہے ہر عبادت کا یہی حال ہے کہ پہلے نفس امارہ روکا کرتا ہے مگر جب اس کی نہ مانی جائے تو پھر روکنا چھوڑ دیتا ہے، نفس کی مثال شیر خوار بچے کی سی ہے جو دودھ چھوڑتے وقت ماں کو بہت پریشان کرتا ہے مگر جب ماں اس کی ضد کی پرواہ نہیں کرتی تو وہ پھر دودھ نہیں مانگتا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۹۰)

اس حدیث کی شرح خود امام نووی علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں۔

وَمَعْنَاهُ أَنَّ الْمُنْفِقَ كُلَّمَا انْفَقَ سَبَغَتْ، وَطَالَتْ حَتَّى تَجُرَّ وَرَاءَهُ، وَتُخْفِيَ رِجْلَيْهِ وَائْتَر مَشْيِهِ وَخُطْوَاتِهِ۔

اس کا مطلب ہے خرچ کرنے والا جوں جوں خرچ کرتا جاتا ہے اس کی زرہ کھلی اور لمبی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے پیچھے گھسنے لگتی ہے اور اس کے پاؤں کو چھپا لیتی ہے اور اس کے قدموں کے نشانات کو مٹا دیتی ہے۔ (یعنی وہ خرچ کرنے کی وجہ سے امن اور سلامتی میں آجاتا ہے اور اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں)

(۵۶۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّئُهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّئُ أَحَدُكُمْ فَلَوْهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْفَلَوُ" بِفَتْحِ الْفَاءِ وَضَمِّ اللَّامِ وَتَشْدِيدِ الْوَاوِ، وَيُقَالُ أَيضًا: بِكَسْرِ الْفَاءِ وَاسْكَانِ اللَّامِ وَتَخْفِيفِ الْوَاوِ: وَهُوَ الْمُهْرُ۔

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے ایک کھجور کی مقدار حلال کمائی سے صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال چیز کو ہی قبول کرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس (صدقہ) کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ پھر اس کو اسی طرح بڑھاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے پچھیرے کی پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الفلاوا: فاء کے فتح، لام کے ضمہ اور واؤ کی تشدید کے ساتھ ہے اور فاء کے کسرہ، لام کے سکون، اور واؤ کی تخفیف سے بھی پڑھا گیا ہے۔ پچھیرے کو کہتے ہیں۔

شرح:

یعنی معمولی سے معمولی چیز اللہ کی راہ میں دے، عرب شریف میں کھجور معمولی چیز ہے، پھر اس کی قاش تو بہت ہی معمولی ہوئی۔

یہ بہت ہی اہم قانون ہے کہ خیرات حلال کمائی سے کی جائے تب ہی قبول ہوگی، حتیٰ کہ حج بھی طیب و پاک کمائی سے کرے۔ یہاں دو قاعدے یاد رکھنا چاہئیں: ایک یہ کہ مال مخلوط سے اجرت، صدقہ، دعوت وغیرہ لینا جائز ہے، دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ہاں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے ہاں پرورش پائی جن کا مال مخلوط تھا، اگر اس مال پر حرام کے احکام جاری ہوتے تو رب تعالیٰ اپنے ان محبوبوں کو وہاں پرورش نہ کراتا۔ دوسرا یہ کہ مال حرام دو قسم کا ہے: ایک وہ جو انسان کی ملکیت میں آتا ہی نہیں جیسے زنا کی اجرت، سود کا پیسہ اور بیع باطل کے معاوضے سور شراب وغیرہ کی قیمتیں۔ دوسرا وہ کہ مالک کی ملک میں آجاتا ہے اگرچہ مالک اس کا رو بار پر گنہگار ہوتا ہے جیسے بیع بالشرط وغیرہ تمام فاسد بیعوں کی قیمت اور ناجائز پیشوں) گانے، بجانے، داڑھی مونڈنے وغیرہ (کی اجرت۔ پہلی قسم کا حرام کسی کے قبضہ میں پہنچے حرام ہی رہے گا کیونکہ پہلا شخص ہی اس کا مالک نہ بنا اور دوسری قسم کا حرام دوسرے کی ملک میں پہنچ کر اس کے لیے حلال ہوگا۔ وہ جو فقہاء فرماتے ہیں کہ جس کے پاس حرام یا مشکوک پیسہ ہو وہ دوسرے سے قرض لے کر حج یا صدقہ کرے اور اپنے مال سے وہ قرض ادا کر دے اس سے مراد یہی آخری حرام ہے کیونکہ ملک بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ"۔

اور داہنے ہاتھ میں قبول کرنے سے مراد راضی ہو کر قبول فرماتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ مال و نیت خیر کا صدقہ رضائے الہی کا باعث ہے اور وہ صدقہ کے وقت سے لے کر قیامت تک بھاری ہوتا رہے گا حتیٰ کہ میزان میں سارے گناہوں پر غالب آجائے گا جیسے اچھی زمین میں بوئی ہوئی ادراک آلو وغیرہ۔ اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے

"يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ"۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۹۰)

(۵۶۵) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ،

فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ، اسقى حَديقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشَّرَاحِ قَدْ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَبَعَ الْمَاءُ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَديقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمُسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ لِإِسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَأْوُهُ، يَقُولُ: اسقى حَديقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا، فَقَالَ: أَمَا إِذْ قُلْتُ هَذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَاتَّصَدَّقْتُ بِثُلُثِهِ، وَأَكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرَدْتُ فِيهَا ثُلُثًا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

”الْحَرَّةُ“ الْأَرْضُ الْمُلْبَسَةُ حَجَارَةً سَوْدَاءَ. وَ”الشَّرْجَةُ“ بِفَتْحِ الشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَاسْكَنْ الرِّاءِ وَبِالْجِيمِ: هِيَ مَسِيلُ الْمَاءِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی جنگل میں جا رہا تھا کہ اس نے ایک بادل سے یہ آواز سنی: فلاں شخص کے باغیچہ کو سیراب کرو۔ گو وہ بادل وہاں سے پرے ہٹ گیا اور اس نے اپنا پانی ایک پتھریلی زمین پر برسا دیا تو سارا پانی ایک نالی میں اکٹھا ہو کر بہنے لگا۔ وہ شخص بھی پانی کے بہاؤ کی سمت چل دیا۔ اسے ایک باغیچے میں ایک آدمی کھڑا نظر آیا جو بیچے کے ساتھ پانی کو اپنے باغیچے کی طرف موڑ رہا تھا۔ اس نے اس شخص سے پوچھا: اے بندہ خدا! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: فلاں، وہی نام جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تو نے مجھ سے میرا نام کس لئے پوچھا ہے؟ اس نے کہا: اس بادل سے جس کا یہ پانی ہے، میں نے یہ آواز سنی: فلاں کے باغیچہ کو سیراب کرو، اور فلاں کی جگہ تیرا نام تھا۔ تو اس میں کیا عمل کرتا ہے۔ اس نے کہا: اب جب کہ تو نے یہ بات بتائی ہے تو میں تجھے بتا ہی دیتا ہوں میرے باغ سے جو آمدنی ہوتی ہے میں اس کی پیداوار کا اندازہ لگاتا ہوں۔ سو اس کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں، اور ایک تہائی سے میں اور میرے اہل و عیال گزارا کرتے ہیں اور ایک تہائی میں باغیچہ پر واپس خرچ کر دیتا ہوں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الحرّة: سیاہ پتھروں والی زمین۔

الشرجة: شین معجمہ کے فتح، راء کے سکون اور جیم کے ساتھ: پانی کی نالی کو کہتے ہیں۔

شرح:

شاید یہ شخص اس زمانہ کے اولیاء میں سے ہوگا جس نے فرشتہ کی یہ آواز سنی اور سمجھ بھی لیا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ بادل کی گرج ہی تھی، گرج فرشتہ کی آواز ہی ہوتی ہے جو بادلوں کو احکام دیتا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بادل پر فرشتہ مقرر ہے جس کے حکم سے بادل آتے جاتے برستے اور کھلتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض نیک بندوں کے طفیل بدوں پر بھی بارش ہو جاتی ہے۔

سبحان اللہ! اس نیک بندے کی کیسی عزت افزائی کی گئی کہ پانی ایک پتھر لیے علاقہ پر برسایا گیا، پھر اسے ایک نالی میں جمع کیا گیا، اس نالی کے ذریعہ اس کے باغ میں پانی پہنچایا گیا خود بادل اس باغ پر نہ برسایا گیا جیسے کہ وہ گنہگار جو ایک بستی میں گناہ کر کے دوسری بستی میں کسی عالم کے پاس توبہ کرنے جا رہا تھا رستہ میں مر گیا، رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ جس بستی سے قریب ہو اسی کے احکام اس پر جاری کئے جائیں، ناپا گیا تو بالکل بیچ میں تھا تو گناہ کی بستی پیچھے ہٹائی گئی اور توبہ کی بستی آگے بڑھائی، خود اس کی لاش کو حرکت نہ دی گئی اس کے احترام کی وجہ سے، اس نالہ کے کنارے والے کھیتوں کو بھی اس کے طفیل پانی مل گیا ہوگا۔

(وہی نام جو اس نے بادل میں سنا تھا) غالب یہ ہے کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس کا نام نہ بتایا بلکہ فلاں فرما دیا یہ راوی نہیں بھولے ہیں اور فلاں فرمانا اسی لیے ہے کہ نام لینے کی ضرورت نہ تھی۔ اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے علمی یا کم علمی ثابت نہیں ہوتی۔

(تو اس میں کیا نیکی کرتا ہے) یعنی رب تعالیٰ کے ہاں تیری یہ عزت کہ تیرے نام کی دہائی بادلوں میں ہے اور تیرے لیے دور سے بادل لائے جاتے ہیں، تیری کسی نیکی کی وجہ سے ہے بتاؤ وہ خاص نیکی کون سی تو کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی کی چھپی ہوئی نیکیاں پوچھنا تا کہ خود بھی وہ نیکی کرے جائز بلکہ بہتر ہے، قرآن پاک جو فرماتا ہے: "وَلَا تَجَسَّسُوا" وہاں لوگوں کی عیب جوئی مراد ہے یعنی لوگوں کے خفیہ عیب مت ڈھونڈو، لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔

(اور تہائی اس میں دوبارہ خرچ کر دیتا ہوں) یعنی میرے پاس اور تو کوئی نیکی نہیں صرف یہ ہے کہ اس کی پیداوار گناہ میں خرچ نہیں کرتا، اپنے بچوں سے روکتا نہیں خدا کا حق بھولتا نہیں ساری ایک دم خرچ نہیں کر دیتا اس کا تہائی خیرات کرنا نفلی صدقہ بھی تھا ورنہ بنی اسرائیل کے ہاں ہر مال کی زکوٰۃ چوتھائی حصہ تھی، ہمارے ہاں پیداوار کی زکوٰۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے اور چاندی سونے وغیرہ کی چالیسواں حصہ۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اپنی خفیہ نیکیاں کسی کو بتانا تا کہ وہ بھی اس پر عمل کرے ریا نہیں بلکہ تبلیغ ہے فخر نہیں بلکہ رب تعالیٰ کا شکر ہے۔

۶۱- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُخْلِ وَالشُّحِّ

بخل اور کنجوسی کی ممانعت کا بیان

بخل کا معنی: لالچ، طمع، حرص، کنجوسی، تنگ دلی، (فیروز اللغات)

بخل کی تعریف: البخل: هو المنع من مال نفسه 'والشح' هو بخل الرجل من مال غيره، قال عليه

السلام اتقوا الشح فان الشح اهلك من كان قبلکم

قيل البخل ترك الايثار عند الحاجة

قال حکیم 'البخل محو صفات الانسانيه و اثبات عادات الحيوانيه'

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: اپنے مال کو خرچ کرنے سے رکنا بخل ہے، اور غیر کے مال کو خرچ کرنے سے رکنا شح ہے، نبی اکرم

ﷺ نے فرمایا شح سے بچو کہ شح نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا،

بعض علماء نے فرمایا کہ حاجت کے وقت ایثار کو چھوڑ دینا بخل ہے۔

حکیم نے فرمایا کہ انسانی صفات کو مٹا کر حیوانی عادات کو اپنانا بخل ہے۔ (واللہ اعلم ورسولہ)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۖ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۖ فَسَنِيَرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۖ وَمَا

يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى ۝﴾ (الليل: 8-11)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا ۝ اور سب سے اچھی کو جھٹلایا ۝ تو بہت جلد ہم اسے

دشواری جیسا کر دیں گے ۝ اور اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا ۝

آیت نمبر: ۲

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُؤَقِّ شَحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾ (التغابن: ۱۶)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اپنی جان کی لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں ۝

وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَتَقَدَّمَ جُمْلَةٌ مِنْهَا فِي الْبَابِ السَّابِقِ .

اس عنوان کی بعض حدیثیں پچھلے باب میں گزر چکی ہیں۔

(۵۶۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقُوا الظُّلْمَ؛

فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ . وَاتَّقُوا الشُّحَّ ؛ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل اختیار کرے گا اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے ان لوگوں کو ہلاک کیا جو تم سے پہلے تھے۔ بخل نے انہیں ایک دوسرے کا خون بہانے پر ابھارا اور بخل ہی کی وجہ سے وہ حرام چیزوں کو حلال سمجھنے لگے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

سَفَكُوا: بمعنی خون ریزی کرنا، قتل کرنا۔

شرح:

ظلم کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو بے موقعہ استعمال کرنا اور کسی کا حق مارنا۔ اس کی بہت قسمیں ہیں: گناہ کرنا اپنی جان پر ظلم ہے، قرابت داروں یا قرض خواہوں کا حق نہ دینا ان پر ظلم، کسی کو ستانا ایذا دینا اس پر ظلم، یہ حدیث سب کو شامل ہے اور حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے یعنی ظالم پل صراط پر اندھیروں میں گھرا ہوگا، یہ ظلم اندھیری بن کر اس کے سامنے ہوگا جیسے کہ مؤمن کا ایمان اور اس کی نیک اعمال روشنی بن کر اس کے آگے چلیں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ" چونکہ ظالم دنیا میں حق ناحق میں فرق نہ کر سکا اس لیے اندھیرے میں رہا۔ عربی میں شح بخل سے بدتر ہے، بخل اپنا مال کسی کو نہ دینا ہے اور شح اپنا مال نہ دینا اور دوسرے کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا ہے۔ غرضکہ شح بخل، حرص اور ظلم کا مجموعہ ہے اسی لیے یہ فتنوں فساد، خون ریزی و قطع رحمی کی جڑ ہے، جب کوئی دوسروں کا حق ادا نہ کرے بلکہ ان کے حق اور چھیننا چاہے تو خواہ مخواہ فساد ہوگا۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۹۱)

۶۲- بَابُ الْإِثَارِ وَالْمُوَاسَاةِ

ایثار اور ہمدردی کا بیان

ایثار کا معنی: اپنے سے دوسرے کا فائدہ مقدم جاننا، دوسرے کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا، (فیروز اللغات)

مواسات کا معنی: مدد، غم خواری، صلح، یاری، درگزر، (فیروز اللغات)

ایثار کی تعریف: الاِیثار: ان يقدم غيره على نفسه في نفع له و دفع عنه، وهو النهاية الاخوة

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: غیر کو نفع میں اور اس سے تکلیف دور کرنے میں اپنے آپ سے مقدم رکھنے کا نام ایثار ہے، اور یہ بھائی چارے کی انتہاء ہے۔

مواسات کی تعریف: المواساة ان ينزل غيره منزلة نفسه في النفع له ولدفع عنه

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: نفع دینے میں اور تکلیف دور کرنے میں غیر کو اپنی طرح جاننا مواسات کہلاتا ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: 9)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو ۰

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾ (الدمر: 8)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

(۵۶۷) وَغُنَّ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي مَجْهُودٌ، فَأَرْسَلْ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ، فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِي إِلَّا مَاءٌ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُخْرَى، فَقَالَتْ مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذَلِكَ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِي إِلَّا مَاءٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يُضِيفُ هَذَا اللَّيْلَةَ؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ، فَقَالَ لَامْرَأَتِهِ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ لَامْرَأَتِهِ: هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: لَا، إِلَّا قُوْتُ صَبْيَانِي. قَالَ: فَعَلَّلِيهِمْ بِشَيْءٍ وَإِذَا أَرَادُوا الْعِشَاءَ فَسَوِّمِيهِمْ، وَإِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاطْفِنِي السَّرَاجَ، وَأَرِيهِ أَنَا نَاكُلُ. فَقَعَدُوا وَآكَلِ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِئِينَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَقَدْ عَجَبَ اللَّهُ مِنْ صَنِيعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

اس نے عرض کی: میں شدید بھوک میں مبتلا ہوں۔ سو آپ نے اپنی کسی زوجہ کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے جواب دیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ پھر دوسری زوجہ محترمہ کو پیغام بھیجا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا حتیٰ کہ تمام ازواج مطہرات نے یہی جواب دیا کہ ”نہیں“ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون شخص آج رات کے لئے اس آدمی کو مہمان بنائے گا؟ انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کی: میں یا رسول اللہ! سو وہ انصاری اس مہمان کو لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خوب عزت و تکریم کرو۔

اور ایک روایت میں ہے: اس نے اپنی بیوی سے کہا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: نہیں بچوں کے کھانے کے سوا کچھ نہیں۔ انصاری نے کہا: بچوں کو کسی چیز پر بہلا دو اور جب وہ رات کا کھانا کھانے کا ارادہ کریں تو ان کو سلا دینا اور جب وہ (مہمان) داخل ہو تو چراغ گل کر دینا اور مہمان پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں۔ پس وہ بیٹھے اور مہمان نے کھانا کھایا اور ان دونوں نے رات فاقے میں گزار دی۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: آج رات جو سلوک تم نے اپنے مہمان سے کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ خوش ہوا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مہمان نوازی کی فضیلت:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے طاہر، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ”جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی مہمان نوازی کرے جنت میں داخل ہوگا۔“

(المعجم الکبیر، رقم ۱۲۶۹۲، ج ۱۲، ص ۱۰۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے براء! آدمی جب (اپنے) دینی (بھائی) کی لوجہ اللہ مہمان نوازی کرتا ہے اور اس کی کوئی جزاء اور شکریہ نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں دس فرشتوں کو بھیج دیتا ہے جو ایک سال کامل تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل اور تکبیر پڑھتے اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جب سال پورا ہو جاتا ہے تو ان فرشتوں کی پورے سال کی عبادت کے برابر اس کے نامہ اعمال

میں عبادت لکھ دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ ہے کہ اس کو جنت کی لذیذ غذا میں "جنت الخلد" اور نہ فنا ہونے والی بادشاہی میں کھلائے گا۔ (کنز العمال، کتاب الضیافۃ، الفصل الثانی، الحدیث: ۲۵۸۷۸، ج ۵، الجز ۹، ص ۱۱۰)

اخلاص کے ساتھ کسی مسلمان کی مہمان نوازی کا بہت بڑا اجر عظیم ہے، قرآن مجید کی سورہ دھر میں خاص طور پر خداوند قدوس نے مہمان نواز بندوں کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے جنت اور جنتی لباس حریر کا وعدہ فرمایا ہے، حدیث مذکور بالا میں بھی جو اجر عظیم بیان کیا گیا ہے بھلا اس کی عظمت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ خداوند کریم مسلمانوں کو مہمان نوازی اور اس کی برکتوں اور اجر و ثواب سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

(۵۶۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الْثَلَاثَةِ، وَطَعَامُ الْثَلَاثَةِ كَافِي الْارْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْارْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْارْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ" .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لئے کافی ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ (متفق علیہ)
اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو دو کا کھانا چار کو اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کو کافی ہو جاتا ہے۔

(۵۶۹) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَةٍ لَهُ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصْرَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ ظَهَرَ فَلْيُعْذِبْهُ عَلَى مَنْ لَا ظَهَرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مَنِ زَادَ، فَلْيُعْذِبْهُ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ" فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں سفر کر رہے تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا اور اس نے دائیں بائیں نگاہ دوڑانا شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس فالتو سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس فالتو زادراہ ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس زادراہ نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے مال کی مختلف اقسام کا ذکر فرمایا

568: بخاری، رقم الحدیث: 5/151006، مسلم، رقم الحدیث: 5/151006، احمد و ترمذی، رقم الحدیث: 5/151006، نسائی، رقم الحدیث: 5/151006، احمد، رقم الحدیث: 5/151006، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 5237، ابن حبان، رقم الحدیث: 5237، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 8/326

569: مسلم، رقم الحدیث: 1728، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1663

حتیٰ کہ ہمیں یہ یقین ہو گیا کہ ہم میں سے کسی کا ضرورت سے زائد مال پر کوئی حق ہی نہیں ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

بصرف: از، صرفاً بمعنی واپس کرنا، پھیرنا، ہٹانا۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں، حدیث میں آتا ہے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو کسی مسلمان کی ایک دنیوی پریشانی دور کریگا اللہ عزوجل قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو تنگدست کے لئے آسانی مہیا کریگا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور بندہ جب تک اپنے مسلمان (بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ عزوجل بھی اس کی مدد فرماتا رہتا ہے۔"

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی السترۃ علی المسلم، رقم ۱۹۳۷، ج ۳، ص ۳۷۳)

(۵۷۰) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُذَّةٍ مَنَسُوجَةٍ، فَقَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدَيَّ لَا كُسُوكَهَا، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ، فَقَالَ فَلَانٌ: اكْسِينِيهَا مَا أَحْسَنَهَا! فَقَالَ: "نَعَمْ" فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَّاهَا، ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ: فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنَتْ! لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلَتْهُ وَعَلِمَتْ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا، فَقَالَ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهِ لَا لِبِسَهَا، إِنَّمَا سَأَلْتُهِ لَتَكُونَ كَفِينِي. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے پاس ایک بنی ہوئی چادر تھی۔ عرض کرنے لگی: یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے تاکہ آپ کو پہناؤں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے چادر لے لی اور آپ کو چادر کی ضرورت بھی تھی۔ پس آپ ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے وہ چادر زیب تن کر رکھی تھی۔ سو ایک آدمی کہنے لگا: حضور! مجھے یہ چادر عنایت

فرمادیتے۔ کتنی خوبصورت ہے! آپ نے فرمایا: بہت اچھا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ مجلس میں بیٹھے رہے پھر واپس تشریف لے گئے تو اس چادر کو لپیٹا اور اس کو اس آدمی کی طرف بھیج دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص سے کہا: تو نے اچھا نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے چادر زیب تن کر رکھی تھی اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی، پھر تم نے حضور ﷺ سے چادر مانگ لی حالانکہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر اس لئے نہیں مانگی تھی کہ میں اس کو پہنوں بلکہ میں نے تو یہ چادر اس لئے مانگی تھی کہ اس کو اپنا کفن بناؤں گا۔ حضرت سہل فرماتے ہیں: پس اس آدمی کا کفن اسی چادر کا تھا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۷۷ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

منسوجة: از، نسجاً بمعنی کپڑا بننا۔

شرح:

یہ نبی اکرم و کا ایثار ہے کہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دی۔ ایسے ہی بزرگانِ دین کے اخلاق میں سے ایثار بھی ایک اعلیٰ خصلت ہے۔ وہ اپنے نفس پر غیروں کو ترجیح دیا کرتے تھے، اگرچہ ان کو خود تکلیف ہو مگر وہ دوسروں کو راحت پہنچانے کی سعی کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ ابھی گزرا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک انصاری ایک مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کے گھر میں صرف ایک آدمی کا کھانا تھا۔ اس نے وہ کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا اور اپنی بی بی کو اشارہ کیا کہ وہ چراغ بجھا دے۔ اس نے بجھا دیا مہمان کے ساتھ وہ انصاری آپ بیٹھ گئے اور منہ کے ساتھ چپ چپ کرتے رہے جس سے مہمان نے سمجھا کہ آپ بھی کھا رہے ہیں وہ سب کھانا اسی مہمان کو کھلا دیا خود بمعہ بی بی اور عیال بھوکے سو رہے اسی طرح ایک بکری کی سری ایک صحابی کے پاس صدقہ آئی تو آپ نے فرمایا کہ فلاں صحابی مجھ سے زیادہ غریب ہے اس کو دے دو۔ چنانچہ اس کے پاس لے گئے۔ اس نے دوسرے کے پاس بھیج دی۔ اس دوسرے نے آگے تیسرے کے پاس یہاں تک کہ پھرتے پھرتے پھر پہلے کے پاس آ گئی۔

(المسند رک للحاکم، تفسیر سورۃ الحشر، قصۃ ایثار الصحابہ، الحدیث 3852، ج 3، ص 299)

(۵۷۱) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ

الْأَشْعَرِيَيْنِ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عَنْدهُمْ فِي تَوْبِ

وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِثْنِيْ وَاَنَا مِنْهُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
”اَرْمَلُوْا“: فَرَعَ زَادُهُمْ اَوْ قَارَبَ الْفَرَاغَ .

◀ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اشعر قبیلہ کے لوگوں کا جب سفر جنگ میں زادراہ ختم ہو جائے یا مدینہ منورہ میں ان کے اہل و عیال کے سامان خورد و نوش میں قلت پیدا ہو جائے تو جو کچھ بھی ان کے پاس ہو اس کو ایک کپڑے میں جمع کر دیتے ہیں اور پھر ایک برتن سے اس کو برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ سو وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

ارملوا: کا مطلب ہے: ان کا زادراہ ختم ہو گیا۔ یا ختم ہونے کے قریب ہے۔

شرح:

صحابہ کرام میں تو یہاں تک ایثار تھا کہ انہوں نے اپنے بھائی مہاجرین کو اپنی سب جائیداد نصف نصف تقسیم کر دی۔ بلکہ جس کے پاس دو بیویاں تھیں انہوں نے ایک کو طلاق دے کر اپنے بھائی مہاجر کے نکاح میں دے دی۔ اللہ اکبر! یہ اخوت و ہمدردی جس کی نظیر آج دنیا میں نظر نہیں آتی۔

جنگ یرموک میں ایک زخمی نے پانی مانگا ایک شخص پلانے کو آگے ہوا تو ایک دوسرے زخمی کی آواز آئی کہ ہائے پانی۔ زخمی نے کہا کہ اس بھائی کو پہلے پانی پلا دو۔ وہ شخص آگے لے کر گیا تو ایک اور نے آواز دی کہ پانی! اس نے بھی کہا کہ اس کو پہلے پانی پلاؤ۔ پھر آگے گیا تو ایک اور آواز آئی اس نے کہا کہ اس کو پانی پلاؤ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو گیا تھا۔ پھر دوسرے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو گیا تھا۔ اسی طرح سب کے سب شہید ہو گئے۔ مگر کسی نے پانی

نہ پیا۔ اپنی جان کی پروا نہ کی سب نے دوسرے بھائی کے لئے ایثار کیا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحشر، تحت آیت 9، ج 8، ص 100)۔

اسی طرح چند درویش جاسوسی کی تہمت میں پکڑے گئے سرکاری حکم ہوا کہ ان کو قتل کیا جائے جب قتل کرنے لگے تو ہر ایک نے یہی تقاضا کیا کہ پہلے مجھے قتل کیا جائے تاکہ ایک دوسرا زندگی کے دوسرا بھائی حاصل کرے اور میں اس سے پہلے مارا جاؤں۔ بادشاہ نے یہ ایثار دیکھا، سب کو رہا کر دیا۔

۶۳- بَابُ التَّنَافُسِ فِي أُمُورِ الْآخِرَةِ وَالْإِسْتِغْثَارِ مِمَّا يُتَبَرَّكُ بِهِ

امورِ آخرت میں مسابقت اور متبرک چیزوں کو کثرت سے طلب کرنے کا بیان

تنافس کا معنی: سانس لینا، باہم فخر کرنا، کسی چیز کی رغبت کرنا اور اس کے حصول میں مقابلہ کرنا، اور یہاں یہی معنی مراد ہے (فیروز اللغات)

آیت نمبر: ۱: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ (المطففين: 26)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اسی پر چاہیے کہ للچائیں للچانے والے۔

(۵۷۲) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: "أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أُؤْثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا. فَتَلَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"تَلَّهُ" بِالتَّاءِ الْمُثَنَاءِ فَوْقَ: آيَ وَضَعَهُ. وَهَذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا: اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا بیٹھا تھا اور بائیں جانب بزرگ لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ مشروب ان بزرگوں کو دے دوں؟ لڑکے نے عرض کیا: نہیں: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! آپ کی طرف سے اپنے حصہ پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (مشروب کا برتن) اس لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (متفق علیہ)

تَلَّہ: تاء مشنآة کے ساتھ ہے یعنی اسے رکھ دیا اور یہ لڑکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

تَلَّہ: تاء مشنآة کے ساتھ ہے یعنی اسے رکھ دیا۔

شرح:

یہ لڑکے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ حق عبد ہے اگر بندہ خود اپنا حق دوسرے کو دینے پر راضی ہو جاوے تو فہماور نہ اس کی اجازت کے بغیر دوسرے کو نہ دیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی امور میں ایثار کرنا سخاوت ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" مگر اخروی امور میں ایثار نہ کرنا بخل کرنا محمود ہے، یہ بخل قابل ستائش ہے۔ یہاں پانی کم نہ تھا جس کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہوتا بلکہ بلا واسطہ حضور کا پس خوردہ پینا مطلوب تھا جو کبھی کسی کو خوش نصیبی سے میسر ہوتا ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اسناد جتنی چھوٹی ہو اتنی اعلیٰ اور قوی ہے اور خرقة نبویہ جس قدر زیادہ واسطوں سے پہنچے اتنا اشرف ہوتا ہے کہ اس میں بہت برکتیں شامل ہوتی ہیں لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ چہارم ہونا بہت ہی محبوب ہے کہ آپ کو حضور کی خلافت تین واسطوں سے پہنچی جس میں بہت برکتیں ان واسطوں کی بھی شامل ہو گئیں بہر حال یہ عمل شریف بہت ہی اعلیٰ ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حکم اور مشورہ میں فرق ہے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو حکم نہ دیا تھا بلکہ مشورہ فرمایا تھا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم یہ تمہارا حق دوسرے کو دے دیں، حضرت ابن عباس نے مشورہ قبول نہ کیا بلکہ نہایت ادب و احترام اور اچھی معذرت سے اپنا حق خود لے لیا۔ اس سے بہت سے مسائل شریعت و طریقت کے حل ہوتے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۶، ص ۱۲۲)

(۵۷۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَا أَيُّوبُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - يَغْتَسِلُ عُريَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْنِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ - عَزَّوَجَلَّ - : يَا أَيُّوبُ، أَلَمْ أَكُنْ أَغْنِيْكَ عَمَّا تَرَى؟! قَالَ: بَلَىٰ وَعِزَّتِكَ وَلَكِنْ لَا غِنَىٰ بِي عَنْ بَرَكَتِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل کر رہے تھے کہ ایک سونے کی مکڑی ان کے اوپر آگری۔ سو حضرت ایوب علیہ السلام نے اس مکڑی کو اپنے کپڑے میں بند کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان کے رب عزوجل کی بارگاہ سے ندا آئی: اے ایوب! کیا ہم نے تم کو ان چیزوں سے بے پرواہ نہیں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی: جی ہاں، آپ کی عزت و جلال کی قسم! لیکن (پروردگار!) میں تیری برکت سے تو بے نیاز نہیں نہ ہو سکتا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یبحثی: از، حثواً بمعنی مٹی ڈالنا،

شرح:

یہ واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام کے مرض سے شفا پا جانے کے بعد کا ہے، غسل خانہ میں تنہائی کی حالت میں نہانا جائز ہے اگر وہاں بھی تہبند سے نہایا جائے افضل ہے۔
 جراد اسم جنس ہے مراد بہت ٹڈیاں ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ بارش قدرتی تھی رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج بعض دفعہ بارش کے ساتھ پیر بہوٹی برتی ہے لہذا جانوروں کا برسنا ناممکن نہیں۔
 آپ اسی طرح برہنہ بدن غسل خانہ سے نکل کر اپنے تہبند شریف میں یہ ٹڈیاں جمع فرمانے لگے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ آسمان سے برسی ہوئی چیز جنگل کی خود رو جڑی بوٹیاں وہاں کے شکار کے جانور کسی کی ملکیت نہیں جس کا جی چاہے لے لے حتیٰ کہ اگر قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہ چیز ہم کو دی گئی ہے اسے بھی لے لینا جائز ہے جیسے برادران یوسف علیہ السلام نے اپنے سامان میں واپس کی ہوئی رقم دیکھ کر بولے "هَذِهِ بَضْعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا"۔ دوسرے یہ کہ جائز مال کی حرص بری نہیں بلکہ اچھی ہے جب کہ حلال ذریعہ سے حاصل ہو اور غفلت پیدا نہ کرے، دیکھو مرقات ہی مقام۔

آپ کی بیماری کے بعد رب تعالیٰ نے آپ کی بیوی صاحبہ رحمت کو جوانی، صحت بخشی، اولاد بہت عطا کی مال اندازے سے بھی زیادہ عطا فرمایا اس فرمان عالی میں اس طرف اشارہ ہے۔
 سبحان اللہ! کیسا پیارا جواب ہے یعنی میں بہت مالدار ہو کر بھی تیری عطا سے بے نیاز نہیں، تیری عطا بھاگ کر دوڑ کر قبول کروں گا، اس میں رب کی نعمت کی قدردانی اور اس کا شکر یہ ہے۔ عرض کہ حرص نفسانی اور چیز ہے یہ حرص کچھ اور چیز ہے، یہ حرص نفسانی نہ تھی، ہمیشہ اپنے کو رب کا محتاج جانو۔

۶۴- بَابُ فَضْلِ الْغَنِيِّ الشَّاكِرِ وَهُوَ مَنْ أَخَذَ الْمَالَ

مِنْ وَجْهِهِ وَصَرَفَهُ فِي وَجْهِهِ الْمَأْمُورِ بِهَا

شکر کرنے والے دولت مند کی فضیلت کا بیان وہ شخص جو حلال طریقہ سے مال کمائے
اور جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں خرچ کرے

غنی کا معنی: آسودہ، مطمئن، بے نیاز، دولت مند، (فیروز اللغات)

شاکر کا معنی: شکر گزار، شکر کرنے والا، صابر، قانع، (فیروز اللغات)

شاکر کی تعریف: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثناء کرنے والا۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنِيَرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝﴾ (اللیل: 5-7)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے
آسانی مہیا کر دیں گے ۝

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی جس نے اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کیا، اور ممنوعات و محرمات سے
بچا۔ اور ملتِ اسلام کی تصدیق کی۔ تو ہم جنت کے لئے اس کی راہ آسان کر دیں گے، اور اسے ایسی خصلت
کی توفیق دیں گے جو اس کے لئے سببِ آسانی و راحت ہو اور وہ ایسے عمل کرے جن سے اس کا رب راضی

ہو۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتَقَىٰ ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ

تُجْزَىٰ ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝﴾ (اللیل: 17-21)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے ۝ جو اپنا مال دیتا ہے کہ
ستھرا ہو ۝ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ۝ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے
بلند ہے ۝ اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا ۝

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ تُبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ (البقرة: 271)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ (آل عمران: 92)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔

تشریح:

بر سے تقویٰ و طاعت مراد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الہی کے لئے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو (خازن) عمر بن عبدالعزیز شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے ان سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کر دیتے فرمایا شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ راہ خدا میں پیاری چیز خرچ کروں (مدارک) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاری مدینے میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے اموال میں بیرحہ (باغ) بہت پیارا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا مجھے اپنے اموال میں بیرحہ سب سے پیارا ہے میں اس کو راہ خدا میں صدقہ کرتا ہوں حضور نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابو طلحہ نے بائیمائے حضور اپنے اقارب اور بنی عم میں اس کو تقسیم کر دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ میرے لئے ایک باندی خرید کر بھیج دو جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لئے اس کو آزاد کر دیا (تفسیر خزائن العرفان)

وَالْآيَاتُ فِي فَضْلِ الْإِنْفَاقِ فِي الطَّاعَاتِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

نیکی کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت کے بیان میں اور بھی بے شمار آیات موجود ہیں۔

(۵۷۴) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكْتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ قَرِيبًا.

◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو خصلتوں میں: ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور مال کو راہ حق میں بے دریغ خرچ کرنے کا اسے ملکہ بھی عطا فرمایا ہو اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی ہو اور وہ اس حکمت کے ذریعے فیصلے کرتا ہو اور لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔ (متفق علیہ)

اس کی تشریح ابھی قریب ہی گزری۔

(۵۷۵) وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آثَاءَ اللَّيْلِ وَآثَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ آثَاءَ اللَّيْلِ وَآثَاءَ النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"الْآثَاءُ": السَّاعَاتُ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو خصلتوں میں: ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم عطا فرمایا ہو اور اس کے دن رات قرآن کی تعلیمات کے مطابق بسر ہوتے ہوں اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ اپنے مال کو دن رات (راہ خدا میں) خرچ کرتا رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الآثَاءُ: ساعات۔ (گھڑیاں)۔

شرح:

یہاں حسد بمعنی غبطہ، رشک ہے حسد تو کسی پر جائز نہیں نہ دنیا دار پر نہ دین دار پر شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام پر حسد ان کی دینی عظمت پر ہوا تھا نہ کہ دنیاوی مال و دولت پر مگر مارا گیا حسد کے معنی ہیں دوسرے کی نعمت پر جلنا اور اس کا زوال چاہنا، رشک کے معنی ہیں دوسرے کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا دینی چیزوں میں رشک جائز ہے۔

ایک آدمی عالم دین ہے جو دن رات نمازیں پڑھتا ہو قرآن پر عمل کرتا ہو ہر وقت اس کے مسائل سوچتا ہو، اس میں

غور و تامل کرتا ہو، یقوم میں یہ سب کچھ داخل ہے۔ مبارک ہے وہ زندگی جو قرآن و حدیث میں تامل و غور کرنے میں گزر جائے اور مبارک ہے وہ موت جو قرآن و حدیث کی خدمت میں آئے اللہ نصیب کرے۔ شعر

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

انسان جس شغل میں جئے گا اسی میں مرے گا اور ان شاناً اللہ اسی میں اٹھے گا بعض صحابہ کرام قبر میں بھی سورہ ملک پڑھتے سنے گئے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں آئے گا۔

چونکہ خفیہ خیرات علانیہ خیرات سے افضل ہے، اس لیے یہاں رات کا ذکر دن سے پہلے ہوا یعنی وہ مالدار خفیہ بھی خیرات کرے اور علانیہ بھی، خیال رہے کہ سنت کی نیت سے اپنے اور اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۳، ص ۳۳۹)

(۵۷۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ اتَّوَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالذَّرَجَاتِ الْعُلَى، وَالتَّعِيمِ الْمُقِيمِ، فَقَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟" فَقَالُوا: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَيَعْتَقُونَ وَلَا نَعْتَقُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَفَلَا أَعَلِمُكُمْ شَيْئًا تُذَرُّ كُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتُحَمِّدُونَ، ذُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً" فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلَ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوا مِثْلَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ.

"الدُّثُورُ": الْأَمْوَالُ الْكَثِيرَةُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے فقیر لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی: دولت مند لوگ تو بلند مراتب اور ابدی نعمتیں لے گئے۔ آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کی: وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہم صدقہ نہیں کرتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم غلام آزاد نہیں کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم ان لوگوں کے ساتھ مل جاؤ جو تم سے آگے ہیں اور تم ان لوگوں پر سبقت لے جاؤ جو تمہارے بعد ہیں اور کوئی بھی تم سے افضل نہیں ہوگا مگر وہ جو تمہاری طرح یہ عمل کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ضرور فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ فقیر مہاجرین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی اس عمل کے متعلق سن لیا ہے جو ہم کرتے ہیں اب وہ بھی یہ عمل کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الدثور: کا معنی ہے: زیادہ مال۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

بلند درجات اور باقی رہنے والی نعمتیں لے گئے) یعنی ہمارے مقابل درجات میں بڑھ گئے اور جنت کی اعلیٰ نعمتوں کے مستحق ہو گئے اس میں نہ تورب کی شکایت ہے اور نہ مالداروں پر حسد بلکہ ان پر رشک ہے دینی چیزوں میں رشک جائز ہے یعنی دوسروں کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا، حسد حرام ہے یعنی دوسروں کی نعمت کے زوال کی خواہش۔ یعنی بدنی عبادتوں میں وہ ہمارے برابر ہیں اور مالی عبادتوں میں ہم سے بڑھ کر۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ شاکر غنی صابر فقیر سے افضل ہے مگر صحیح یہ ہے کہ فقیر صابر غنی شاکر سے افضل کیونکہ رب نے فرمایا اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ نعمتیں دیں گے، اور فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے یعنی شکر سے نعمتیں ملتی ہیں اور صبر سے اللہ تعالیٰ۔

(تم اپنے سے آگے والوں کو پالو گے) یہاں آگے اور پیچھے سے درجوں میں آگے پیچھے ہونا مراد ہے نہ کہ زمانہ میں یعنی جو صحابہ تم سے درجہ میں بڑھ گئے ہیں ان کلمات کی وجہ سے تم ان کے برابر ہو جاؤ گے اور جو تمہارے برابر ہیں اور یہ کلمات نہیں پڑھتے ان سے تم بڑھ جاؤ گے ورنہ غیر صحابی کتنی ہی نیکیاں کرے صحابی کی گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ وہ صحبت یافتہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت جبریل علیہ السلام سارے فرشتوں سے افضل کیونکہ وہ خادم انبیاء ہیں تو صحابہ بعد انبیاء ساری مخلوق سے افضل کیونکہ وہ خادم جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یک زمانہ صحبتے با مصطفیٰ بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

۶۵- بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَقَصْرِ الْأَمَلِ

موت کی یاد اور آرزوئیں کم کرنے کا بیان

موت کا معنی: اجل، مرگ، قضاء، وفات، انتقال، خرابی، شامت، تباہی، بربادی، نیستی، نابودی، زوال (فیروز اللغات)
موت کی تعریف: وہ وجودی صفت جو زندگی کی ضد کے طور پر پیدا کی گئی ہے۔

(خزائن العریقات، ص ۳۷۷، بحوالہ النامی، ص ۳۰۳، دانشی پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝﴾ (آل عمران: ۱۸۵)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے ۝

تشریح:

دنیا کی حقیقت اس مبارک جملہ نے بے حجاب کر دی آدمی زندگی پر مفتون ہوتا ہے اسی کو سرمایہ سمجھتا ہے اور اس فرصت کو بے کار ضائع کر دیتا ہے۔ وقت اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بقانہ تھی اس کے ساتھ دل لگانا حیات باقی اور اخروی زندگی کے لئے سخت مضرت رساں ہوا حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ دنیا طالب دنیا کے لئے متاع غرور اور دھوکے کا سرمایہ ہے لیکن آخرت کے طلب گار کے لئے دولت باقی کے حصول کا ذریعہ اور نفع دینے والا سرمایہ ہے یہ مضمون اس آیت کے اوپر کے جملوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: ۲

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ بَاقِيَ أَرْضٍ تَمُوتُ ۝﴾

(انعام: ۳۴)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔

آیت نمبر: ۳

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝﴾ (الحل: ۶۱)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب ان کا وعدہ آئے گا نہ ایک گھڑی پیچھے نہیں نہ آگے بڑھیں ۝

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَنْ يُؤَخَّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝﴾ (المنافقون: 9-11)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تمہارے نہ مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں ۝ اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کر و قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے: اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکیوں میں سے ہوتا ۝ اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۝

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ۝ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ۝ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وَجُوهُهُمْ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ أَتَىٰ عَلَىٰ عَالِيكُمْ فَاكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے واپس پھیر دیجئے ۝ شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے ۝ تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں ۝ تو جن کی تولیں بھاری ہوں وہی مراد کو پہنچے ۝ اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھائے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ۝ ان کے منہ پر آگ لپیٹ مارے گی اور وہ اس میں منہ چڑاے ہوں گے ۝ کیا تم پر میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں تو تم انہیں جھٹلاتے تھے ۝

إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِيْنَ ۝ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ

إِنَّمَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿۱۱۵﴾ (المؤمنون: ۹۹-۱۱۵)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: تم زمین میں کتنا ٹھہرے برسوں کی گنتی سے وہ بولے: ہم ایک دن رہے یا دن کا بعض حصہ تو گننے والوں سے دریافت فرما۔ فرمایا تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا اگر تمہیں علم ہوتا تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔
آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿۱۱۶﴾ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿۱۱۷﴾ (الحديد: ۱۶)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جوا تر اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

تشریح:

شان نزول: حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا تم ہنستے ہو ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا اتنا ہی رونا۔ اور اترنے والے حق سے مراد قرآن مجید ہے۔

پھر فرمایا کہ ان جیسے نہ ہوں جن کو کتاب دی گئی یعنی یہود و نصاریٰ کے طریقے اختیار نہ کریں۔ (تفسیر خزان العرفان)
وَالآيَاتُ فِي الْكِتَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ .
اور اس موضوع کی آیات بکثرت ہیں۔

(۵۷۷) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنْكَبِي، فَقَالَ: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ".

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھوں کو پکڑا اور فرمایا: دنیا میں اس طرح رہو گویا تم پردیسی یا مسافر ہو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کیا کر اور جب تجھے صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کر اور صحت کی حالت میں مرض کے لئے کچھ حاصل کر اور زندگی میں موت کے لئے کچھ سامان جمع کر۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جیسے مسافر منزل اور وہاں کی زیب و زینت سے دل نہیں لگاتا کیونکہ اسے آگے جانا ہوتا ہے ایسے ہی تم یہاں کے انسان اور سامان سے دل نہ لگاؤ، ورنہ مرتے وقت ان کے چھوٹنے سے بہت تکلیف ہوگی۔ صوفیاء جو فرماتے ہیں کہ "حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ" یعنی وطن کی محبت ایمان کا رکن ہے وہاں وطن سے مراد جنت ہے یعنی اصلی وطن یا مدینہ منورہ کہ وہ مؤمن کا روحانی وطن ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اپنے نفس سے خطاب کرتے تھے کہ زندگی کی لمبی امیدیں نہ باندھو ہر نماز آخری نماز سمجھ کر پڑھو، تندرستی اور زندگی کو غنیمت جانو جس قدر ہو سکے اس میں نیکیاں کمالو، ورنہ بیماری میں اور موت کے بعد کچھ بن نہ پڑے گا۔ شعر

کر جوانی میں عبادت کا بلی اچھی نہیں جب بڑھاپا آ گیا پھر بات بن پڑتی نہیں

ہے بڑھاپا بھی غنیمت جب جوانی ہو چکی یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آ گئی

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۲۸)

(۵۷۸) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ

يُوصِي فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "يَبِيتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ" قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا مَرَّثَ عَلَى لَيْلَةٍ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ إِلَّا وَعِنْدَهُ وَصِيَّتِي .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان شخص کے لائق نہیں

کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور اس پر دو راتیں گزر جائیں مگر یہ کہ اس کی

وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہو۔ (متفق علیہ)
یہ عبارت بخاری کی ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس پر تین راتیں گزر جائیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا تو مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری جب کہ میرے پاس وصیت موجود نہ ہو۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یوصی: از ایصاء بمعنی وصیت کرنا، حکم دینا،

شرح:

یوصی معروف بھی ہو سکتا ہے مجہول بھی، شیخ نے مجہول پڑھا ہے اور مرقات نے دونوں طرح لائق وصیت کی قید اس لیے لگائی کہ جس مال کی وصیت ہی نہیں ہو سکتی اس کا حکم یہ نہیں، قابل میراث مال کی وصیت ہو سکتی ہے دوسرے کی نہیں، قرض، امانت، وقف مالوں میں میراث جاری نہیں ہوتی لہذا ان کی وصیت بھی نہیں ہوتی، نبی کا مال قابل میراث نہیں تو قابل وصیت بھی نہیں۔ جو لوگ حضرت علی کو وصی رسول مانتے ہیں بایں معنی کہ حضور انور نے آپ کو اپنے مال یا خلافت کی وصیت فرمائی وہ بہت ہی نادان ہیں، ہر مسلمان وصی رسول ہے، سرکار نے ہر شخص کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت فرمائی ہے کہ فرمایا: "أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ"۔

اگر یہ حکم وجوبی ہے تو منسوخ ہے کہ اب میراث کے احکام آچکے اور اگر استحبابی ہے تو اب بھی باقی ہے، واقعی جو وصیت کرنا چاہے وہ بغیر وصیت کیے ایک رات بھی نہ گزارے، کیا خبر موت کہاں اور کب آئے، نیز وصیت لکھ کر کرے بلکہ آج کل رجسٹری کرادے کہ زبانی وصیتیں بدل جاتی ہیں، ہاں ادائے قرض اور ادائے امانت کی وصیت اب بھی واجب ہے جب کہ ان قرضوں اور امانتوں کی کسی کو خبر نہ ہو۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۴، ص ۶۶۴)

(۵۷۹) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوطًا، فَقَالَ:

579: والنسائی، رقم الحدیث: 3618، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 26599، والبیہقی، رقم الحدیث: 1841، ابن حبان، رقم الحدیث: 6024، والبیہقی، رقم الحدیث: 271/6، والبیہقی، رقم الحدیث: 272، بخاری، رقم الحدیث: 6418، احمد، رقم الحدیث: 12240، الترمذی، رقم الحدیث: 2334، ابن حبان، رقم الحدیث: 2998

”هَذَا الْإِنْسَانُ، وَهَذَا أَجَلُهُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت۔ انسان اسی طرح زندگی گزار رہا ہوتا ہے کہ قریبی لکیر (یعنی موت) آ جاتی ہے۔ (بخاری)

(۵۸۰) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطًّا خَطًّا فِي الْوَسْطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطًّا خَطًّا صِغَارًا إِلَى هَذَا الَّذِي فِي الْوَسْطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسْطِ، فَقَالَ: ”هَذَا الْإِنْسَانُ، وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطًا بِهِ - أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ - وَهَذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمْلُهُ، وَهَذِهِ الْخُطُوطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَاهُ هَذَا، نَهَشَهُ هَذَا، وَإِنْ أَخْطَاهُ هَذَا، نَهَشَهُ هَذَا“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ . وَهَذِهِ صُورَتُهُ:

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مربع خط کھینچا اور ایک خط اس کے درمیان میں جو اس سے باہر نکل رہا تھا اور درمیان والے خط کے ساتھ اس سمت میں جو وسط میں تھی، چھوٹے چھوٹے خط کھینچے پھر فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اس کو گھیرے ہوئے ہے۔ یا فرمایا: اس نے اسے گھیر رکھا ہے اور یہ جو لکیر باہر نکل رہی ہے یہ اس کی آرزوئیں ہیں اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط ہیں حادثات ہیں۔ سوا گروہ ایک حادثے سے بچ نکلتا ہے تو دوسرا حادثہ اس کو دبوچ لیتا ہے اور اگر اس سے بچ نکلتا ہے تو ایک اور اس کو دبوچ لیتا ہے۔ (بخاری)

اور اس کی شکل یہ ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الاعراض: مفرد العرض، بمعنى سامان، متاع، غير دائمی چیز۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ حضور انور نے یہ خط اپنے دستِ اقدس سے کھینچے اس کی شکل یہ تھی مثالی خط میں غور کرو (انظر فی الكتاب)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے اہم مسائل اشاروں میں سمجھا دیئے۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوئے اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوئے وہ راز اک کملی والے نے سمجھا دیے چند اشاروں میں

یعنی بیچ والی لکیر میں سے دو طرفہ چھوٹی چھوٹی لکیریں چمٹی ہوئی تھیں جو مربع خط کی طرف تھیں جیسا کہ ہمارے کھینچے ہوئے خط سے ظاہر ہو رہا ہے۔

(چھوٹے خط آفتیں ہیں) یعنی اس شکل میں چار چیزیں ہیں، بیچ والا جو مربع خط سے گھرا ہوا ہے اور جسے چھوٹی لکیریں چمٹی ہوئی ہیں یہ تو انسان ہے اور اس کے ارد گرد جو کھوٹا خط اس کی موت ہے جو ہر طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے اور آس پاس کی چمٹی ہوئی لکیریں یہ دنیاوی آفتیں، بلائیں ہیں، بیماریاں، آپس کی دشمنیاں، دنیاوی جھگڑے اور فکریں جو دو طرفہ چمٹی ہوئی ہیں اور اس مربع خط سے اوپر نکلا ہوا حصہ یہ انسان کی دنیاوی امیدیں ہیں یعنی انسان اس قدر آفتوں اور چو طرفہ سے موت میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود اتنی دراز امیدیں رکھتا ہے جو اس موت سے بھی آگے نکلی ہوئی ہیں۔ شعر

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے بل کی خبر نہیں

(اگر اس سے بچا تو اس نے آلیا) یعنی انسان عمر میں کبھی بھی آفتوں سے چھٹکارا نہیں پاتا، ایک آفت جاتی ہے تو دو آتی ہیں اور جب دو جاتی ہیں تو اور طرف سے تین چار آتی ہیں یہ آفتیں بلائیں یوں ہی آتی رہتی ہیں حتیٰ کہ اسے موت آ جاتی ہے، زیادہ امیدیں باندھنے والے کو موت کی تکلیف بہت ہوتی ہے نزع کی شدت، دنیا چھوٹنے پر حسرت، امیدیں پوری نہ ہونے کا غم لہذا یہ ہی بہتر ہے کہ لمبی امیدیں رکھی ہی نہ جائیں۔ غافل مر کر دنیا اور محبوب چیزوں سے چھوٹتا ہے مگر مؤمن کامل مر کر محبوب سے ملتا ہے، کافر کی موت کا دن چھوٹنے کا دن ہے، مؤمن کی موت کا دن ملنے کا دن ہے اس لیے مقبولوں کی موت عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ قبر میں کامیاب ہونے پر فرشتے کہتے ہیں نم کنوۃ العروس سوجاد ولہن کی طرح۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۱۱۰)

(۵۸۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُونَ إِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا، أَوْ غِنًى مُطْفِئًا، أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا، أَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا، أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا، أَوْ الدَّجَالَ، فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ، أَوْ السَّاعَةُ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ؟" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات چیزوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو۔ کیا تم اس تنگدستی کا انتظار کر رہے ہو جو سب کچھ بھلا دے یا اس امارت کا جو سرکش بنادے یا اس مرض کا جو بگاڑ پیدا کر دے یا اس بڑھاپے کا جو قوائے عقلیہ کو مضحل کر دے یا اچانک آ جانے والی موت کا یا دجال کا اور دجال ان غائب چیزوں میں سب سے برا ہے جن کا انتظار کیا جاتا ہے یا قیامت کا اور قیامت تو بڑی

مہیب اور سخت چیز ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

مُطْفِئًا: از، اطغاء، بمعنی سرکش بنانا، سرکشی پر ابھارنا۔

شرح:

انسان کے دل میں خوفِ خدا عز و جل بیدار ہوتا ہے، جس کی وجہ سے نیک اعمال کی زبردست رغبت پیدا ہوتی ہے نیز گناہوں سے وحشت محسوس ہوتی ہے اور سابقہ زندگی میں ہو جانے والے گناہوں پر توبہ کی توفیق بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ خود ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمیں فکرِ مدینہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "پانچ سے قبل، پانچ کو غنیمت جانو۔"

(1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ (2) صحت کو بیماری سے پہلے۔

(3) مالداری کو تنگدستی سے پہلے۔

(4) زندگی کو موت سے پہلے..... اور.....

(5) فراغت کو مصروفیت سے پہلے۔ " (المنہجات علی الاستعداد لیوم المعاد، ص ۵۷)

(۵۸۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَكْثَرُ مَا ذُكِرَ هَازِمُ اللَّذَاتِ"

يَعْنِي: الْمَوْتُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لذات کو توڑ دینے والی (یعنی موت) کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۸۳) وَعَنْ أَبِي بَنِي كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ

582: احمد، رقم الحدیث: 3/7930، والترمذی، رقم الحدیث: 2314، والنسائی، رقم الحدیث: 1823، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4258، ابن حبان، رقم

الحدیث: 2992، ابن حبان، رقم الحدیث: 2994، والحاکم فی الرقاق، رقم الحدیث: 4/7909

583: احمد، رقم الحدیث: 8/21300، والترمذی، رقم الحدیث: 2465

ثُلُثُ اللَّيْلِ قَامَ، فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ، اذْكُرُوا اللَّهَ، جَاءَتْ الرَّاحِفَةُ، تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ" قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَيْكَ. فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ فَقَالَ: "مَا شِئْتَ" قُلْتُ: الرَّبْعُ، قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" قُلْتُ: فَالنِّصْفُ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" قُلْتُ: فَالثَّلَاثِينَ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا؟ قَالَ: "إِذَا تُكْفَى هَمَّكَ، وَيُغْفَرَ لَكَ ذَنْبُكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو پہلا نغمہ آچکا ہے اور دوسرا نغمہ اس کے پیچھے آنے والا ہے۔ موت اپنی تمام تر ہولناکیوں کے ساتھ آگئی ہے۔ موت اپنی تمام تر ہولناکیوں کے ساتھ آگئی ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بکثرت آپ پر درود بھیجتا ہوں تو میں آپ پر کتنے وقت تک درود بھیجا کروں؟ آپ نے فرمایا: جتنا تمہارا جی چاہے۔ میں نے عرض کی: ایک چوتھائی۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ پڑھے تو اس میں تیرے لئے بہتری ہے۔ میں نے عرض کی: نصف۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: دو تہائی۔ فرمایا: جیسا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: میں سارا وقت آپ پر درود بھیجتا رہوں گا۔ فرمایا: تب تو تیرے سارے غم دور ہو جائیں گے اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

تعارفِ راوی:

ابی بن کعب: آپ کا نام ابو عبد اللہ یا ابو عبد الرحمن ہے، ابن فیروز دیلمی حمیری فارسی النسل ہیں، آپ کے والد فیروز نے اسود غنسی کو قتل کیا جو مدعی نبوت تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرضِ وفات شریف میں جب اس قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ اسے نیک بندے نے قتل کیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۰ھ میں انتقال ہوا، دیلمی صحابی ہیں اور ان کے بیٹے ابو عبد الرحمن تابعی ہیں۔ (مرآۃ الناجح جلد اول)

حکمِ حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

الراحفہ: قیامت کے دن صور پھونکنے کا پہلا نغمہ۔

المرادفة: قیامت کے دن صور پھونکنے کا دوسرا فحہ۔

شرح:

درود شریف کی فوائد:

1. موافقته سبحانه فی الصلاة علیه حضور ﷺ پر درود پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی موافقت ہے۔
2. موافقة ملائکته فیها اور صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں اللہ کے فرشتوں کی ملائکہ کی موافقت ہے۔
3. حصول عشر صلوات من الله علی المصلی مرة ایک مرتبہ درود پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ سے دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔
4. انه یرفع له عشر درجات درود پڑھنے والے کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں
5. انه یکتب له عشر حسنات درود پڑھنے والے کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔
6. انه یمحی عنه عشر سیئات درود پڑھنے والے کے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔
7. انها سبب لکفاية الله العبد ما اهتمہ صلوٰۃ و سلام بندے کے مصائب میں اللہ تعالیٰ کی کفایت کا سبب ہے۔
8. انها تقوم مقام الصدقة لذی العسرة صلوٰۃ و سلام تنگ دست کے لیے صدقے کے قائم مقام ہے۔
9. انها سبب لقضاء الحوائج بیشک صلوٰۃ و سلام حاجات کے پورے ہونے کا سبب ہے
10. انها زکاة لمصلی و طهارة له صلوٰۃ و سلام پڑھنا صلوٰۃ و سلام پڑھنے والے کے لیے صفائی اور طہارت ہے
11. انها سبب لتبشير العبد بالجنة قبل موته صلوٰۃ و سلام بندے کی موت سے پہلے اس کو جنت کی بشارت کا سبب ہے۔

12. انہا سبب للنجاة من احوال يوم القيامة

اور صلوٰۃ وسلام قیامت کے دن کی خولنا کیوں سے نجات کا سبب ہے۔

13. انہا سبب لتذكر العبد ما نسيه

صلوٰۃ وسلام بندے کے لیے اس چیز کی یاد کا سبب ہے جس کو وہ بول گیا ہے۔

14. انہا سبب لنفي الفقر

بیشک صلوٰۃ وسلام فقر کی نفی کا سبب ہے۔

15. انہا ترمي صاحبها على طريق الجنة

صلوٰۃ وسلام آدمی کو جنت کی راہ پر چلاتا ہے

16. انہا سبب لهداية العبد و حياة قلبه

صلوٰۃ وسلام آدمی کی ہدایت اور دل کی جلاء کا سبب ہے۔

17. انہا سبب لتثبيت القدم على الصراط

بیشک صلوٰۃ وسلام پڑھنا پل صراط پر ثابت قدم رہنے کا سبب ہے۔

(الامام شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن ابی بکر الزرعی الدمشقی المعروف بہ ابن قیم جوزی علیہ الرحمۃ ۷۵۱ھ، جلاء الافہام، مکتبہ حقانیہ، پشاور، ص ۳۸۹)

۶۶- بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلرِّجَالِ وَمَا يَقُولُهُ الزَّائِرُ

مردوں کے۔ اے زیارت قبور کے مستحب ہونے کا بیان اور زیارت کرنے والا کیا کہے؟

نوٹ: زیارت کا معنی باب نمبر ۴۵ میں بیان ہو چکا ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۵۸۴) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ

عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِي رِوَايَةٍ: "فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَزُورَ الْقُبُورَ فَلْيَزُرْ؛ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُنَا الْآخِرَةَ" .

◀ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی

زیارت سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے: جو قبروں کی زیارت کرنا چاہے وہ قبروں کی زیارت کرے، کیونکہ وہ ہمیں آخرت کی

یاد دلاتی ہیں۔

(۵۸۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَيَقُولُ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ، غَدًا تَوَجَّلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَآحِقُونَ، اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لَاهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فخریہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جس رات ان کی باری ہوتی رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے گروہِ مؤمنین! تم پر سلامتی ہو تمہارے پاس آچکی ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ مقررہ مدت تک تم ذہیل دیئے گئے اور ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقہ والوں کو معاف فرمادے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مُوجِلُونَ: از، تاجیلاً، بمعنی مدت مقرر کرنا، مہلت، اجل موت کو بھی کہتے ہیں اس کی جمع آجال آتی ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ آخری شب میں بقیع یعنی قبرستانِ مدینہ کی زیارت فرماتے تھے، اپنی باری کا ذکر اس لیے فرماتی ہیں کہ آپ کے علم میں یہ ہی آیا۔ عربی میں بقیع درخت والے میدان کو کہتے ہیں۔ غرقہ ایک خاص درخت کا نام ہے چونکہ اس میدان میں پہلے غرقہ کے درخت تھے اسی لیے اس جگہ کا نام بقیع الغرقہ ہو گیا۔

(تمہارے پاس آگیا) یعنی تمہارا وعدہ موت پورا ہو چکا اور تم کو موت آچکی، اعمال کا ثواب کل قیامت میں ملے گا، ہماری ابھی موت بھی باقی ہے اور اجر و ثواب بھی۔ اس صورت میں یہ دو جملے ہیں یا معنی یہ ہیں کہ جس اجر و ثواب کا تم سے وعدہ تھا وہ عنقریب یعنی کل قیامت میں تمہیں ملنے والا ہے، اس صورت میں یہ ایک جملہ ہے اَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ بمعنی مستقبل ہے، پہلے معنی زیادہ موزوں ہیں۔

(ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں) یعنی وفات پا کر تم تک پہنچنے والے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم بقیع میں

دفن ہونے والے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور بقیع میں نہیں اپنے گھر شریف میں واقع ہوئی۔
(اے اللہ بقیع غرقہ والوں کو بخش دے) اس دعا کی وجہ سے بعض مؤمن بقیع میں دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اس خصوصی دعا میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔ دعا یہ ہے کہ الہی تمام بقیع والے مدفونوں کی مغفرت فرما۔ رب تعالیٰ اس پاک سرزمین میں دفن ہونا نصیب کرے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۹۸۸)

(۵۸۶) وَعَنْ بَرِيدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ أَنْ يَقُولَ قَائِلُهُمْ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب وہ قبروں پر جائیں تو یہ کہیں: اے ان گھروں (قبروں) کے ساکن مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

(مسلم)

(۵۸۷) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورٍ بِالْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ، يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآثِرِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں قبروں کے پاس سے گزرے۔ تو آپ نے رخ انور ان کی طرف پھیرا اور فرمایا: اے اہلیان قبور! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں معاف فرمائے۔ تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم پیچھے آ رہے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

سلف: گزشتہ آباء و اجداد، پہلے،

شرح:

یعنی قبور کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کو پشت کر کے کھڑے ہوئے، زیارت قبر کے وقت اسی طرح کھڑا ہونا چاہیے۔ (مرقاۃ) قبر کو چومنا ممنوع ہے، البتہ عالمگیری و مرقات میں اس جگہ ہے کہ والدین کی قبریں چومنا جائز ہے۔ (ہم تمہارے خلف ہیں) یعنی ہم سے آگے تم چلے گئے، تمہارے پیچھے ہم بھی آرہے ہیں۔ متقدمین کو سلف کہتے ہیں متاخرین کو خلف۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۹۸۸)

۶۷- بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ بِسَبَبٍ ضَرَّ نَزَلَ بِهِ

وَلَا بَأْسَ بِهِ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ فِي الدِّينِ

کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا کی کراہت کا بیان اور یہ کہ دین میں فتنہ پیدا ہونے کے خوف سے موت کی آرزو کرنے میں حرج نہیں

(۵۸۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ، إِلَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزِدَّادُ، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتَبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ، وَلَا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ؛ إِنَّهُ إِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ، وَإِنَّهُ لَا يَزِيدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهُ إِلَّا خَيْرًا".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی ہرگز تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے کہ وہ مزید نیکیاں کرے اور اگر وہ گنہگار ہے تو ممکن ہے توبہ کرے۔ (متفق علیہ)

یہ عبارت بخاری کی ہے اور مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے موت کی دعا کرے، کیونکہ آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اور مومن کی زندگی اس کے لئے بھلائی

میں اضافہ کرتی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یستعتب: از، استعتاباً، معنی رضا مند کرنا، رضا مندی طلب کرنا،

شرح:

موت کی آرزو اچھی بھی ہے اور بری بھی، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لیے یا دنیاوی فتنوں سے بچنے کے لیے موت کی تمنا کرنا ہے تو اچھا ہے اور اگر دنیوی تکالیف سے گھبرا کر تمنائے موت کرے تو بُرا۔ موت کی یاد بہترین عبادت ہے خصوصاً جب اس کے ساتھ تیاری موت ہو۔ اور اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یعنی مؤمن کی زندگی بہر حال اچھی ہے کیونکہ اعمال اسی میں ہو سکتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکاة المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۲۳)

(۵۸۹) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لِيُضْرَّ أَصَابُهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَأَعْلًا، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر اسے ضرور کچھ کہنا ہی ہے تو یوں کہے: اے اللہ! جب تک میری زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

لِضَرٍّ: تنگی، سختی بد حالی،۔

شرح:

یہ حدیث گزشتہ احادیث کی شرح ہے کہ بیماری و آزاری سے گھبرا کر موت نہ مانگے اور جس طریقہ سے دعا کی اجازت دی گئی ہے نہایت ہی پیارا طریقہ ہے کیونکہ اس خیر و شر میں دین و دنیا کی خیر و شر شامل ہے گویا موت کی تمنا کہہ بھی لی مگر قاعدے سے۔ خیال رہے کہ یہ کہنا جائز ہے خدایا مجھے شہادت کی موت دے، خدایا مجھے مدینہ پاک میں موت نصیب کر۔ چنانچہ عمر فاروق نے دعا کی تھی کی مولا مجھے اپنے حبیب کے شہر میں شہادت نصیب کر، حضرت حفصہ نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا ان شاء اللہ ایسے ہی ہوگا۔ چنانچہ مسجد نبوی محراب النبی نماز کی حالت میں مصلائے مصطفیٰ پر آپ رضی اللہ عنہ کو کافر مجوسی ابولولو نے شہید کیا۔ دعاء کیا تھی کمان سے نکلا ہوا تیر تھا کہ جو کہا تھا وہی ہوا، کیوں نہ ہو رب کی یہ مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۲۵)

(۵۹۰) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى خُبَّابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعُوذُهُ وَقَدْ اُكْتُوِي سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ سَلَفُوا مَضَوْا، وَلَمْ تَنْقُصْهُمْ الدُّنْيَا، وَأَنَا أَصْبَنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُو بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ. ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُوجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهُ إِلَّا فِي شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِي هَذَا التُّرَابِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ.

◀ حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی تیمارداری کے لیے گئے اور انہوں نے سات داغ لگوار کھے تھے فرمایا: ہمارے ساتھی جو ہم سے پہلے تھے وہ جا چکے ہیں اور دنیا نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اس کے لئے ہمارے پاس مٹی کے سوا کوئی جگہ نہیں اور اگر ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔ پھر ہم دوبارہ ان کے پاس گئے تو وہ اپنی ایک دیوار تعمیر کر رہے تھے۔ فرمایا: انسان کو ہر چیز پر اجر ملتا ہے جو وہ خرچ کرتا ہے مگر جو اس مٹی میں ڈال دیتا ہے اس پر نہیں۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 43 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اکتوی: از، اکتواء، بمعنی آدمی کا اپنے آپ کو داغ دینا، داغ لگنا۔

شرح:

یعنی میں اتنا سخت بیمار ہوں کہ جسم زخموں سے چھلنی ہے، سات جگہ گرم لوہے سے داغا جا چکا ہے، تمنائے موت کو دل چاہتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مانع ہے۔ خیال رہے کہ داغ زخم کا آخری علاج ہے، جب کوئی دوا کارگر نہ ہو تو گرم لوہے سے داغ دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اکثر صحابہ فقر و فاقہ میں تھے، خلافت فاروقی و عثمانی میں صحابی پر دنیا خدا کے فضل سے پھٹ پڑی تب ان کی مالداری حساب سے ورائہو گئی کیونکہ سارے ممالک انہی خلافتوں میں فتح ہوئے، آپ اسی جانب اشارہ فرماتے ہیں یعنی مجھے یہ خوف ہے کہ یہ مالداری ہمارے اعمال کا بدلہ نہ ہوگئی ہو۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۳۹)

۶۸- بَابُ الْوَرَعِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ

پرہیز گار بننے اور شبہات کو ترک کرنے کا بیان

ورع کا معنی: پرہیز گاری، تقویٰ، پارسائی، (فیروز اللغات)

شبہ کا معنی: شک، گمان، وہم، جمع شبہات، (فیروز اللغات)

ورع کی تعریف: الورع: هو اجتناب الشبهات خوفاً من الوقوع في المحرمات، وقيل هي ملازمة الاعمال الجميلة (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: حرام کاموں میں پڑنے کے خوف سے شبہات سے بھی بچنا۔ اور ہی بھی کہا گیا ہے کہ اچھے اعمال پر ہمیشگی اختیار کرنے کا نام ورع ہے۔

شبہ کی تعریف: الشبهة هو ما لم يتيقن كونه حراماً او حلالاً

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: وہ جس کا حلال یا حرام ہونا یقینی نہ ہو۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝﴾ (النور: ۱۵)،

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اسے پہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے ۵

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (الفجر: 14)۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں ۵

(۵۹۱) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ، اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعَرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمَهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَرَوَاهُ مِنْ طُرُقٍ بِالْفَاظِ مُتَقَارِبَةٍ .

◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بلاشبہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں۔ جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص ان مشتبہات سے بچا رہا اس نے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں داخل ہو گیا جس طرح وہ چرواہا جو چراگاہ (ممنوعہ) کے ارد گرد ریوڑ چراتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس کا ریوڑ چراگاہ میں داخل ہو جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی محرمات ہیں۔ خبردار! بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ دل ہے۔ (متفق علیہ)

دونوں حضرات نے اس حدیث کو مختلف طرق سے ملتے جلتے الفاظ میں روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مشتبہات: از، اشتباہاً، بمعنی کسی کا پوشیدہ اور مشتبہ ہونا۔

شرح:

یہ حدیث اصل اصول دین ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہیں: بالکل حلال جن کی حلت منصوص

ہے، بالکل حرام جن کی حرمت منصوص ہے جیسے محرمات و فواحش اور مشتبہات جن میں حلت و حرمت کے دلائل متعارض ہیں یا حلت و حرمت کی دلیل نہیں، اصل حلال پر عمل کرو، اصل حرام سے ضرور بچو اور مشتبہات سے احتیاطاً پرہیز کرو کہ شاید حرام ہوں مگر جن میں حلت کی اصل موجود ہو وہ مشتبہ نہیں، انہیں حرام سمجھنا محض باطل وہم ہے لہذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ میلاد شریف عرس بزرگانِ دین کو بعض علماء حرام بھی کہتے ہیں لہذا یہ مشتبہات سے ہے۔

اور جو شخص مشتبہات سے پرہیز نہ کریگا وہ آخر کار محرمات میں بھی پھنس جائیگا اس لئے مشتبہات سے بچو۔ شاہی چراگاہ میں جانور چرا انا سخت جرم ہوتا ہے ہوشیار چراگاہ سے دور ہی رہتے ہیں تاکہ کوئی جانور بے قابو ہو کر اس چراگاہ میں نہ گھس جائے اور ہم مجرم ہو جائیں مگر بے احتیاط چراگاہ وہاں قریب پہنچ جاتے ہیں اور آخر کار ان کا جانور وہاں گھس جاتا ہے اور یہ مجرم ہو کر پکڑے جاتے ہیں، ایسے ہی مشتبہات میں واقع ہونے والا کبھی حرام میں بھی گرفتار ہو جائے گا تم چراگاہ ہے ہو، نفس بے سمجھ جانور، محرمات شرعیہ شاہی چراگاہ ہے، مشتبہات اس چراگاہ کے متصل زمین۔

مطلب یہ کہ دل بادشاہ ہے جسم اس کی رعایا جیسے بادشاہ کے درست ہو جانے سے تمام ملک ٹھیک ہو جاتا ہے ایسے ہی دل سنبھل جانے سے تمام جسم ٹھیک ہو جاتا ہے، دل ارادہ کرتا ہے جسم اس پر عمل کی کوشش کہ دل میں برے ارادے نہ پیدا ہوں اس لیے صوفیاء کرام دل کی اصلاح پر بہت زور دیتے ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دل کو اپنی منزلوں میں رکھو، اس کی منزل فرض، واجب، سنت، مستحب، آداب مباح ہیں ان حدود میں رہا تو خیر ہے اگلی منزلیں خطرناک ہیں ادھر نہ جانے دو، اگلی منزلیں مکروہ تنزیہی، مکروہ تحریمی، حرام و کفر ہیں، مکروہ تنزیہی سے بچاؤ تاکہ آگے بڑھنے کی ہمت نہ کرے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۳۷۱)

ایک جگہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے البتہ ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳/۱)

(۵۹۲) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ: "لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَا كَلْتُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو راستے میں ایک کھجور پڑی ملی تو آپ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ کہیں یہ کھجور صدقہ کی نہ ہو تو میں اس کو کھا لیتا۔ (متفق علیہ)

(۵۹۳) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْبِرُّ: حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ: مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. "حَاكَ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْكَافِ: أَيْ تَرَدَّدَ فِيهِ.

◀ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو یہ ناپسند کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

نواس ابن سمعان: آپ کلابی ہیں، شام میں رہے ایک جماعت نے آپ سے روایات لیں۔
(اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف النون، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

حَاكَ: حاء مہملہ اور کاف کے ساتھ اس کا معنی ہے: تجھے اس میں تردد ہو۔

شرح:

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، "کامل ترین مؤمن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور جو اپنے گھروالوں پر سب سے زیادہ نرمی کرنے والا ہو۔" (ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی اکمال الایمان، رقم ۲۶۲۱، ج ۳، ص ۲۷۸)
حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، "کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے بہترین شخص کون ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، "کیوں نہیں یا رسول اللہ!" فرمایا، "تم میں سے عمر رسیدہ اور زیادہ حسن اخلاق والا۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حسن الخلق، رقم ۴۸۴، ج ۱، ص ۳۲۵)

(۵۹۴) وَعَنْ أَبِيصَةَ بْنِ مَعْبِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: "اسْتَفْتِ قَلْبَكَ، الْبِرُّ: مَا أَطْمَأْنَنْتَ إِلَيْهِ النَّفْسُ، وَأَطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالْإِثْمُ: مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ، وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ

593: مسلم، رقم الحديث: 397، ترمذی، رقم الحديث: 397، بخاری، رقم الحديث: 397، ابن حبان، رقم الحديث: 397، دارمی، رقم الحديث: 2789، احمد، رقم

الحديث: 6/1760، حاکم، رقم الحديث: 2172، بیہقی، رقم الحديث: 192/10

594: احمد، رقم الحديث: 18021، دارمی، رقم الحديث: 2533، احمد، رقم الحديث: 17757

وَأَفْتَوْكَ“ حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالذَّارِمِيُّ فِي مُسْنَدَيْهِمَا .

◀ حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم نیکی کے متعلق پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں: آپ نے فرمایا: اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو نیکی وہ ہے جس پر تیرا نفس اور دل مطمئن ہو جائے اور گناہ وہ ہے جو نفس میں شبہ پیدا کرے اور سینے میں کھٹکے۔ خواہ لوگ تجھے کچھ ہی فتویٰ دیں۔

یہ حدیث حسن ہے۔ امام احمد اور دارمی نے اس کو اپنی مسانید میں روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

وابصہ ابن معبد: آپ کی کنیت ابو شداد ہے اوسی ہیں، کوفہ میں رہے پھر جزیرہ میں رہے مقام رقة میں وفات ہوئی۔

(آمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواو، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

استفت: از، استفتاء، بمعنی فتویٰ طلب کرنا، پوچھنا، معلوم کرنا۔

شرح:

یہ غیبی خبر ہے کہ حضرت وابصہ جو سوال دل میں لے کر آئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بغیر عرض کئے ہوئے ارشاد فرما دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دلوں کے حال پر مطلع فرمایا ہے کیوں نہ ہوا انہیں تو پتھروں کے دلوں پر اطلاع ہے کہ فرماتے ہیں احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ شعر

اے کہ ذات پاک تو صبح دھور چشم تو بیندہ مانی الصدور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وابصہ کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ان کے قلب کو فیض دیا جس سے ان کا نفس بجائے امارہ کے مطمئن ہو گیا اور دل خطرات شیطانی و سوسوں سے پاک و صاف ہو گیا۔ صوفیاء کرام جو مریدوں کے سینے پر ہاتھ مار کر یا توجہ ڈال کر انہیں فیض دیتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث بھی ہے۔

یعنی آج سے اے وابصہ گنہگار اور نیکی کی پہچان یہ ہے کہ جس پر تمہارا دل و نفس مطمئن جمے وہ نیکی ہوگی اور جسے تمہارا دل و نفس مطمئن قبول نہ کرے وہ گناہ ہوگا، یہ حکم حضرت وابصہ کے لیے آج سے ہو گیا یہ حضور کے ہاتھ شریف کا اثر ہوا، ہم جیسے لوگوں کو یہ حکم نہیں۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ غیر مجتہد یعنی مقلد تو اپنے امام سے فتویٰ لے اور مجتہد اپنے دل سے۔

یعنی عام لوگوں کے فتویٰ کا تم اعتبار نہ کرنا کیونکہ ان کے دلوں پر ہمارا ہاتھ نہیں پہنچا، اپنے دل و نفس کا فتویٰ قبول

کرنا کہ تمہارے دل کا فتویٰ ہمارا فیصلہ ہوگا کہ ہمارا ہاتھ تمہارے دل پر ہے۔ شعر

دل کرو ٹھنڈا مرا دو کف پا چاند سا
سینہ پر رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود
آنکھ عطا کیجئے اس میں جلا دیجئے
جلوہ قریب آ گیا تم پہ کروڑوں درود

خیال رہے کہ فتویٰ فتوے سے بنا بمعنی پیش آنا، حادث ہونا یا قوت، چونکہ شرعی مسئلہ حادثات کے پیش آنے پر معلوم کیا جاتا ہے اور عالم کے حکم حاصل ہو جانے سے سائل کو قوت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے مسئلہ شرعی کو فتویٰ کہا جاتا ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۴، ص ۳۸۳)

(۵۹۵) وَعَنْ أَبِي سُرُوعَةَ - بِكَسْرِ السِّينِ الْمُهِمْلَةِ وَفَتْحِهَا - عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةَ لَيْبَى إِيَّاهُ ابْنِ عَزِيزٍ، فَاتَتْهُ امْرَأَةً، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالتَّتِي قَدْ تَزَوَّجَ بِهَا. فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكَ أَرْضَعْتَنِي وَلَا أَخْبَرْتَنِي، فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ، فَسَأَلَهُ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ؟ وَقَدْ قِيلَ" فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"إِيَّاهُ" بِكَسْرِ الهمزة و"عَزِيزٍ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَبَزَايٍ مُكَرَّرَةٍ.

◀ حضرت ابوسروعہ سین مہملہ کے فتح اور کسرہ دونوں سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی تو ایک عورت ان کے پاس آئی اور اس نے کہا: میں نے عقبہ اور اس عورت کو جس کے ساتھ اس نے شادی کی ہے دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھے پہلے یہ بتایا ہے۔ سو وہ مدینہ میں گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب جب یہ بات کی جا چکی ہے تو تمہارا نکاح کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ یہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس عورت نے کسی اور آدمی سے نکاح کر لیا۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابوسروعہ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 88 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

اہاب: ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ۔ اسم،

عزیز: عین کے فتح اور زاء مکررہ کے ساتھ۔ اسم،

شرح:

عقبہ اور ان کی منکوحہ دودھ کے بھائی بہن ہیں ان کا یہ نکاح درست نہ ہوا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ کوئی عورت بلا وجہ ہر بچہ کو دودھ نہ پلائے اور جس کو پلائے اسے مشہور کر دے تا کہ آئندہ نکاح میں احتیاط رہے۔
(میں تو نہیں جانتا کہ م نے مجھے دودھ پلایا ہے) یعنی مجھے نہ تو میرے گھر والوں نے یہ بتایا نہ دوسرے کسی سے مجھے یہ معلوم ہوا۔

(اور نہ تم نے اس سے پہلے مجھے بتایا) یعنی نہ تو عقبہ کے گھر والوں کو اس واقعہ کا علم تھا نہ ان کی منکوحہ کے گھر والوں کو اگر ان میں سے کسی کو اس کی خبر ہوتی تو نکاح ہی نہ ہوتا۔

(یہ نکاح کیوں کر حلال رہ سکتا ہے) یعنی اے عقبہ تم جیسے متقی کی احتیاط سے یہ بات بہت بعید ہے کہ جس عورت کے متعلق رضاعی بہن ہونے کا وہم بھی ہو جائے اسے اپنے نکاح میں رکھو بہتر یہ ہی ہے کہ اسے علیحدہ کرو، اس حدیث کی بنا پر احناف بھی کہتے ہیں کہ صرف ایک عورت کی خبر پر عورت کو علیحدہ کر دینا افضل ہے، مگر رضاعت کا ثبوت دو مرد یا ایک مرد و دو عورتوں کی گواہی سے ہوگا، امام شافعی کے ہاں چار عورتوں کی گواہی سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، امام مالک کے ہاں دو عورتوں کی گواہی سے بھی رضاعت کا ثبوت ہو جاتا ہے، سیدنا عبداللہ ابن عباس کا فرمان تھا کہ ایک دائی کی خبر و قسم سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، مذہب احناف بہت قوی ہے، اس حدیث میں حرمت کا فتویٰ نہیں بلکہ تقویٰ و احتیاط کا مشورہ ہے، اسی لیے سرکار عالی نے دائی کو نہ بلایا نہ اس کے بیان لیے نہ کوئی اور ثبوت مانگا دائی کی خبر پر خبر سن کر یہ ارشاد فرمایا۔

(پھر کسی اور سے نکاح کیا) یعنی عقبہ نے طلاق دے دی، بعد عدت اس عورت نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔ مرقات نے فرمایا کہ عقبہ ابن حارث نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے نکاح کیا ایک حبشی لونڈی نے کہا میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے پھر خود اس لونڈی نے بارگاہ رسالت میں یہ عرض کیا اس پر یہ ارشاد عالی ہوا۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۵، ص ۹۰)

(۵۹۶) وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْ مَا يَرِيكَ إِلَى مَا لَا يَرِيكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".
مَعْنَاهُ: اَتْرُكْ مَا تَشْكُ فِيهِ، وَخُذْ مَا لَا تَشْكُ فِيهِ.

◀ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد کی:

596: ترمذی، رقم الحدیث: 1723/1، احمد، رقم الحدیث: 1723/1، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 2711، ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 6762، ابن حبان، رقم

الحدیث: 722، نسائی، رقم الحدیث: 5727، طیالسی، رقم الحدیث: 1178۔ حاکم، رقم الحدیث: 2169/2، دارمی، رقم الحدیث: 2532

مشکوٰۃ چیز کو چھوڑ کر وہ چیز اپنا جس میں تجھے شک نہ ہو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث کا معنی ہے: جس چیز میں تمہیں شک ہے اس کو چھوڑ دو اور جس میں شک نہیں اسے اپنالو۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ آپ نے بلا واسطہ حضور سے یہ سنا اور یاد کیا کیونکہ حضور انور کی زندگی شریف میں امام حسن علیہ السلام قدرے سمجھدار تھے، بچوں کا حدیث سننا معتبر ہے جب کہ کچھ سمجھدار ہوں اور ہو سکتا ہے کہ آپ نے کسی صحابی سے سنا ہو، چونکہ یہ قول رسول تھا اس لیے اسے حضور کی طرف نسبت فرما دیا جیسے ہم کہہ دیتے ہیں کہ حضور نے یہ فرمایا یا ہمیں حضور کا یہ فرمان یاد ہے۔

یعنی جو کام یا کلام تمہارے دل میں کھٹکے کہ نہ معلوم حرام ہے یا حلال اسے چھوڑ دو اور جس پر دل گواہی دے کہ یہ ٹھیک ہے اسے اختیار کرو مگر یہ ان حضرات کے لیے ہے جو حضرت حسن جیسی قوت قدسیہ و علم لدنی والے ہوں جن کا فیصلہ قلب کتاب و سنت کے مطابق ہو، عام لوگ یا جو نفسانی و شیطانی وہمیات میں پھنسے ہوں ان کے لیے یہ قاعدہ نہیں۔ (مرقات و اشعہ) بعض لاپرواہ لوگ قطعی حراموں میں کوئی تردد نہیں کرتے اور بعض وہم پرست جائز چیزوں کو بلا وجہ حرام و مشکوک سمجھ لیتے ہیں ان کے لیے یہ قاعدہ نہیں ہے، لہذا حدیثیں واضح ہے۔

یعنی مؤمن کامل کا دل سچے کام و سچے کلام سے مطمئن ہوتا ہے اور مشکوک اشیاء سے قدرتی طور پر متردد ہوتا ہے۔ یہاں لمعات میں فرمایا گیا کہ جب آیتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہو تو حدیث کی طرف رجوع کرو اور حدیثیں بھی متعارض نظر آئیں تو اقوال علماء کو تلاش کرو اور اگر ان میں بھی تعارض نظر آئے تو اپنے دل سے فتویٰ لو اور احتیاط پر عمل کرو، یہ سارے احکام صاف دل اور پاکیزہ نفوس کے لیے ہیں۔ (لمعات مختصر) اگر کسی کو جھوٹ سے اطمینان ہو اور گناہ سے خوشی ہو، نیکیوں سے دل گھبرائے تو وہ دل کی آواز نہیں بلکہ نفس امارہ کی شرارت ہے، نفس اگر دل پر غالب آ جائے تو بہت پریشان کرتا ہے اور اگر دل نفس پر غالب ہو تو سبحان اللہ یہ ہی حال عقل کا ہے۔

جو زدل آزاد شد شیطانی است

عقل زیر حکم دل یزدانی است

اللہ تعالیٰ دل کو نفس و عقل پر غالب رکھے۔ آمین!

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۴، ص ۳۸۲)

(۵۹۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ غُلَامٌ

يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ، فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ،

فَقَالَ لَهُ الْغَلَامُ: تَذَرِي مَا هَذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كُنْتُ تَكْهَنُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أَحْسَنُ الْكَهَانَةَ، إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ، فَلَقِينِي، فَأَعْطَانِي لِذَلِكَ، هَذَا الَّذِي أَكَلْتُ مِنْهُ، فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ .
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

”الْخَرَجُ“: شَيْءٌ يَجْعَلُهُ السَّيِّدُ عَلَى عَبْدِهِ يُؤَدِّيهِ كُلَّ يَوْمٍ، وَبَاقِي كَسْبِهِ يَكُونُ لِلْعَبْدِ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ اپنی کمائی کی ایک مقررہ مقدار آپ کو ادا کرتا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لے آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے کھا لیا۔ غلام نے آپ سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہے؟ غلام نے کہا: زمانہ جاہلیت میں میں ایک شخص کے لئے کہانت کیا کرتا تھا اور میں اچھا کاہن نہیں تھا میں نے صرف اس شخص کو دھوکہ دیا تھا۔ پس وہ شخص مجھے ملا اور اس نے مجھے اس کہانت کی وجہ سے یہ چیز دی ہے جو آپ نے کھائی ہے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈالا اور پیٹ میں جو کچھ تھاقے کر کے نکال دیا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الخراج: وہ مقررہ کمائی جو غلام روزانہ اپنے مالک کو ادا کرتا ہے اور باقی کمائی اس کی اپنی ملکیت ہوتی ہے۔

شرح:

اہل عرب اپنے غلاموں کو کاروبار کی اجازت دے دیتے تھے اور ماہوار یا روزانہ کچھ پیسے مقرر کر دیتے تھے جو غلام مولیٰ کو ادا کرتا رہتا تھا خواہ وہ کمائی کرتا یا نہ کرتا، زیادہ کرتا یا کم جیسا کہ آج کل لوگ تانگہ و گاڑیاں ٹھیکے پر دے دیتے ہیں اسے خراج کہتے تھے یہاں اسی کا ذکر ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ کھا لیا اور غلام سے پوچھا نہیں کہ کہاں سے لایا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ ہی لاتا تھا اور آپ کھاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تحقیق ضروری نہیں جس چیز کی حلت کا گمان غالب ہوا اسے کھالے، صحابہ کرام جنگوں میں کفار کے مال و اسباب بلکہ پہنے ہوئے کپڑوں پر قبضہ کر لیتے تھے اور ان کی تحقیق نہ فرماتے تھے، یہ عمل خلاف تقویٰ نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ مٹھائی دو طرح سے حرام تھی: ایک یہ کہ کہانت یعنی فال کھولنے کی اجرت ہے اور فال کھولنا بھی حرام ہے، اس کی اجرت بھی حرام۔ دوسرے یہ کہ دھوکا کی شیرنی ہے جیسے کوئی غیر طبیب کسی کو دھوکا دے کر طبیب بنے اس کی اجرت لے یہ حرام ہے۔ غالب یہ ہے کہ غلام نے دیدہ دانستہ یہاں جرم کی نیت نہ کی تھی بلکہ اسے دھوکا یہ لگا کہ میں نے یہ کہانت اسلام سے پہلے کی تھی جب مجھ پر احکام شرعی جاری نہ تھے کیونکہ یہ اسی کا معاوضہ ہے اس لیے حلال ہے، اب مسلمان ہو کر نہ کہانت کروں گا، نہ اجرت لوں گا، اسی خیال پر اس نے جناب صدیق اکبر کو پہلے بتایا بھی نہیں، کھلا دینے کے بعد اسے کچھ خیال آیا، مسئلہ پوچھنے کے لیے یہ عرض کیا لہذا نہ تو غلام پر یہ اعتراض ہے کہ اس نے یہ شیرنی لی کیوں اور حضرت صدیق کو دھوکا دیا کیوں اور نہ جناب صدیق پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ آپ نے بغیر تحقیق کھا کیوں لی۔ (پیٹ میں موجود ہر چیز کو قے کر دیا) یہ حضرت صدیق اکبر کا انتہائی تقویٰ ہے کہ جو شے واقعی حرام تھی اور بے علمی میں کھالی گئی اسے قے کے ذریعہ پیٹ سے نکال دیا۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو جناب صدیق کی خلافت کو غلط اور آپ کو خائن و غاصب کہتے ہیں جو ہستی ناجائز مٹھائی اپنے پیٹ میں نہ رہنے دے وہ ناجائز طور پر خلافت پر کیوں کر قابض ہو سکتی ہے۔ اس حدیث کی بناء پر بعض شوافع فرماتے ہیں کہ جو بے خبری میں بھی ناجائز چیز کھالے وہ قے کر دے مگر ہمارے ہاں یہ خصوصی تقویٰ تھا نہ کہ عمومی فتویٰ۔) از مرقات (حرام چیز کھانا حرام ہے، قے کرنا واجب نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام بعینہ قبضہ کے بعد بھی ملکیت میں نہیں آتا اور نہ وہاں تبدل ملک کے احکام جاری ہوں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۴، ص ۳۹۴)

(۵۹۸) وَعَنْ نَّافِعٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَرْبَعَةَ أَلْفٍ وَفَرَضَ لِابْنِهِ ثَلَاثَةَ أَلْفٍ وَخَمْسَمِئَةٍ، فَقِيلَ لَهُ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ أَبُوهُ. يَقُولُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کا وظیفہ چار ہزار مقرر فرمایا اور اپنے بیٹے کا ساڑھے تین ہزار۔ آپ سے عرض کیا گیا: یہ بھی مہاجرین میں سے ہیں ان کا وظیفہ آپ نے کم کیوں کیا ہے؟ فرمایا: اس کے ساتھ اس کے باپ نے بھی ہجرت کی ہے۔ آپ فرماتے کہ یہ ان لوگوں کی مثل نہیں ہو سکتا جنہوں نے از خود ہجرت کی ہے۔ (بخاری)

(۵۹۹) وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ، حَذَرًا مِمَّا بِهِ

بَاسٌ“

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: ”حَدِيثٌ حَسَنٌ“ .

◀ حضرت عطیہ بن عروہ السعدی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ متقین کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ وہ حرج کے خوف سے اس چیز کو بھی ترک کر دے جس میں کوئی حرج نہ ہو۔

تعارفِ راوی:

آپ صحابی ہیں، قبیلہ بنی سعد سے ہیں مگر آپ کے حالات قطعاً معلوم نہ ہو سکے۔

حکمِ حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

حَذَرًا: بمعنی بچنا، پرہیز کرنا، چوکھا رہنا۔

شرح:

یہ فرمانِ عالی بہت جامع ہے جس میں صدہا احکام آگئے، حرام سے بچنے کے لیے مکروہات سے پرہیز کرو، گناہوں سے بچنے کے لیے مشکوک و مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرو، برے لوگوں سے بچنے کے لیے مشتبہ لوگوں سے الگ رہو۔ شعر

نگہ دارد آں شوخ در کیہ در داند ہمہ خلق را کیہ برد

(مرآۃ النایج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۳۸۴)

۶۹- بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعُزْلَةِ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ وَالزَّمَانِ أَوْ الْخَوْفِ

مِنْ فِتْنَةٍ فِي الدِّينِ وَوُقُوعِ فِي حَرَامٍ وَشُبُهَاتٍ وَنَحْوِهَا

لوگوں اور زمانے کے بگڑ جانے کے وقت گوشہ نشینی کے مستحب ہونے کا بیان یا اس خوف سے کہ دین میں فتنہ پیدا ہو گا یا حرام اور شبہات وغیرہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو

عزالت کا معنی: خلوت، تنہائی، اعتکاف، (فیروز اللغات)

عزالت کی تعریف: ہی الخروج عن مخالطة الخلق بالانزواء والانقطاع“

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: گوشہ نشینی اور قطع تعلق کے ذریعے مخلوق سے باہم میل جول سے نکلنا۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ (الذاریات: 50)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اللہ کی طرف بھاگو بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا

ہوں ○

(۶۰۰) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقَى الْغَنَى الْخَفَى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
وَالْمُرَادُ "بِالْغَنَى" غِنَى النَّفْسِ، كَمَا سَبَقَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ .

◀ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ متقی اور غنی بندے سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

غنی: سے مراد دل کا غنی ہے۔ جیسے کہ حدیث صحیح میں گزر چکا ہے۔

(۶۰۱) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ مُّجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ رَجُلٌ مُّعْتَزِلٌ فِي شُعْبٍ مِّنَ الشَّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ" .

وَفِي رِوَايَةٍ: "يَتَّقِي اللَّهَ، وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں میں کون سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا ہے۔ اس شخص نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر وہ شخص جو کسی گھائی میں گوشہ نشین ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

600: مسلم، رقم الحدیث: 2965، احمد، رقم الحدیث: 1/1441، ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 734، بیہقی، رقم الحدیث: 10370، ابویعم، رقم الحدیث: 24/1،
601: احمد، رقم الحدیث: 4/1322، بخاری، رقم الحدیث: 2786، مسلم، رقم الحدیث: 1888، ترمذی، رقم الحدیث: 2600، نسائی، رقم الحدیث: 3105،
داؤد، رقم الحدیث: 2485، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3978، ابن حبان، رقم الحدیث: 4599، بیہقی، رقم الحدیث: 159/9

حل لغات:

معتزل: از، اعتزالاً، جدا ہونا، علیحدہ ہونا۔

شرح: افضل السلام پر چند دیگر احادیث:

حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل مسلمان کون ہے؟" فرمایا، "جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

"(بخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل، رقم ۱۱، ج ۱، ص ۶۱، بتقریل)

حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ "سب سے افضل ایمان کونسا ہے؟" ارشاد فرمایا، "تم اللہ عزوجل کے لئے کسی سے محبت کرو اور اللہ عزوجل کے لئے کسی سے بغض رکھو اور اپنی زبان کو ذکر اللہ میں مصروف رکھو۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسکے علاوہ کون سا؟" فرمایا کہ "تم لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جسے اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جسے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو اسے لوگوں کیلئے ناپسند کرو۔"

(مسند احمد، حدیث معاذ بن جبل، رقم ۲۲۱۹۱، ج ۸، ص ۲۶۶)

(۶۰۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَا لِلْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفْرُ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .
و "شَعَفُ الْجِبَالِ": أَغْلَاهَا .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ چند بکریاں ہوں جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی بلندیوں اور بارش والے مقامات کی تلاش میں نکلے اور فتنوں سے اپنے دین کو بچانے کے لئے ادھر بھاگ جائے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

شعف الجبال: کا مطلب ہے: پہاڑوں کی بلندیاں۔

شرح:

شعب جمع ہے شعبۂ کی بمعنی بلند چوٹی۔ اہل عرب پہاڑ کی چوٹیوں میں بھی اپنے مال مویشی رکھتے ہیں اور وہاں خود بھی رہتے ہیں، یہ جگہ زمین سے بہت بلند ہونے کی وجہ سے بڑے امن عافیت کی ہوتی ہے۔ مواقع قطر سے مراد ہے وہ جنگل جہاں پانی کے چشمے، سبزہ زار، چراگاہ وغیرہ ہو، یہ تعلیم بعد تخصیص ہے یا اس کے برعکس۔ اس علیحدگی کی وجہ اپنے دین کی حفاظت ہونہ کہ مسلمانوں سے نفرت کہ ایسے موقعہ پر لوگوں سے خلط ملط اپنے لیے دینی خرابی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی مایہ الرحم، ۷، ص ۲۳۲)

(۶۰۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لَاهِلٍ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا۔ اس نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی چند قیراط مزدوری پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

(۶۰۳) وَعَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَرْعَةً، طَارَ عَلَيْهِ يَتَّبِعِي الْقَتْلَ، أَوْ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ، أَوْ رَجُلٌ فِي غَنِيمَةٍ فِي رَأْسِ شَعْفَةٍ مِنْ هَذِهِ الشَّعَفِ، أَوْ بَطْنٍ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ، يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ، لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"يَطِيرُ": اَيُّ يُسْرِعُ. وَ"مَتْنُهُ": ظَهْرُهُ. وَ"الْهَيْعَةُ": الصَّوْتُ لِلْحَرْبِ. وَ"الْفَرْعَةُ": نَحْوُهُ. وَ"مَظَانُّ الشَّيْءِ": الْمَوَاضِعُ الَّتِي يُظَنُّ وَجُودُهُ فِيهَا. وَ"الْغَنِيمَةُ": بَضْمُ الْغَنِيِّ: تَصْغِيرُ الْغَنَمِ. وَ"الشَّعْفَةُ": بَفَتْحِ الشَّيْنِ وَالْعَيْنِ: هِيَ أَعْلَى الْجَبَلِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بہترین زندگی اس آدمی کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے اور جب بھی جنگ و حرب کا غلغلہ سنتا ہے وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر تیزی سے اس جگہ کی تلاش میں نکل جاتا ہے جہاں اس کے گمان میں قتل یا

موت (اس کا انتظار کر رہی) ہوتی ہے یا وہ آدمی جو اپنی بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ کسی پہاڑی کی چوٹی پر یا کسی وادی میں مقیم ہے۔ نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے موت آ جاتی ہے۔ وہ لوگوں میں صرف بھلائی پر ہی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یطیر: کا مطلب ہے: جلدی سے جاتا ہے۔

متنہ: اس کی پیٹھ۔

اہیعة: جنگ کی آواز۔

الفرعہ: اسی کی مثل۔

مظان الشیء: وہ جگہیں جہاں کسی چیز کی موجودگی کا گمان ہو۔

الغنیمة: غنیمت کے ضمہ کے ساتھ غنم کی تصغیر ہے۔

الشعفة: شہین اور عین کے فتح کے ساتھ۔ پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔

شرح:

لفظ معاش عیش بمعنی زندگی سے بنا ہے زندگی گزارنے کا ذریعہ یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں مسلمان کی بہترین زندگی یہ ہے اور بہترین ذریعہ زندگانی یہاں دونوں معنی درست ہیں۔

یعنی ویسے تو لوگوں سے بے نیاز رہتا ہے مگر جب مسلمانوں کو اس کی جانی مدد کی ضرورت ہوتی ہے یا مسلمانوں پر کفار ٹوٹ پڑیں یا ڈاکو حملہ کریں اسے خبر لگے کہ فلاں جگہ مسلمان کمزور ہیں مصیبت میں ہیں تو فوراً وہاں پہنچ جائے پرندہ کی طرح یا اڑ کر وہاں پہنچ جائے، پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ جب کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں تو یہ وہاں پہنچ جائے اسلام کی خدمت مسلمانوں کی مدد کے لیے۔

وہ اسلام کا ایسا فدائی ہو مسلمانوں کا ایسا مددگار ہو کہ خدمت اسلام و مسلمین میں قتل ہو جانا یا مرجنا جینے سے بہتر سمجھے، خطرناک موقعوں کی تلاش میں رہتا ہو جہاں لوگ جاتے ہوئے گھبراتے ہوں یہ وہاں شوق سے پہنچتا ہو بہادر جانباز ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اول نمبر کامیاب زندگی والا تو وہ پہلا شخص ہے اس کے بعد نمبر دوم کا اعلیٰ زندگی والا وہ ہے۔ خیال

رہے کہ عرب میں بکریاں بہترین ذریعہ معاش تھیں اور بعض متقی حضرات دنیا کے جھگڑے سے بچنے کے لیے شہر سے دور جنگل میں ڈیڑھ ڈال لیتے تھے کسی پانی والے سرسبز مقام پر رہنے سہنے لگتے تھے، بکریوں کے دودھ پر گزارا کرتے، فتنوں سے الگ رہتے، اب بھی بعض جگہ ایسے بدودیکھے جاتے ہیں اس لیے بکریوں کا ذکر فرمایا ورنہ جو شخص فتنوں سے بچنے کے لیے آبادی سے دور رہے گزارہ کے لیے کوئی چیز پنشن جانور زمین وغیرہ اختیار کرے وہ بھی اس فرمان عالی میں داخل ہے۔

اگرچہ عبادات میں نماز و زکوٰۃ بھی داخل تھیں مگر چونکہ نماز و زکوٰۃ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا۔

یقین سے مراد موت ہے کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے یا چونکہ موت کے بعد ہر شخص کو توحید، رسالت، فرشتوں، جنت و دوزخ وغیرہ کا یقین ہو جاتا ہے اس لیے موت کو یقین فرمایا یعنی ذریعہ یقین رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ"۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی دنیا دار فتنوں میں مبتلا آخرت سے غافل آدمی بھلائی میں نہیں بلکہ بھلائی میں صرف یہ ہیں لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں اس حدیث کی بنا پر بعض زاہدین نے فرمایا کہ گوشہ نشینی افضل ہے، جلوت سے خلوت بہتر مگر حق یہ ہے کہ خلوت سے جلوت افضل، حضرات انبیاء کرام لوگوں میں رہے، تبلیغ کرتے رہے، نیز جس رہنے سے جمعہ عیدین نماز باجماعت نصیب ہوتی ہے، جنگل میں یہ نعمتیں کہاں، شہر میں علم ہے، ذکر کے حلقے ہیں، اچھوں کی صحبتیں ہیں۔ حدیث فتنوں کے ظہور کے زمانہ کے متعلق ہے جب شہروں میں امن نہ رہے یا اس کمزور آدمی کے لیے ہے جو بستی اور اختلاط کی تکالیف پر صبر نہ کر سکے۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۵، ص ۶۹۲)

۷۰۔ بابُ فَضْلِ الْإِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وَحُضُورِ جَمْعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ، وَمَشَاهِدِ الْخَيْرِ، وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ، وَعِيَادَةِ مَرِيضِهِمْ، وَحُضُورِ جَنَائِزِهِمْ، وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ، وَإِرْشَادِ جَاهِلِهِمْ، وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ لِمَنْ قَدَرَ عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَقَمَعَ نَفْسَهُ عَنِ الْإِثْدَاءِ وَصَبَرَ عَلَى الْأَذَى

لوگوں سے ملنے جلنے ان کے اجتماعات میں شریک ہونے، بھلائی کی جگہوں اور ذکر کی مجلس والوں کے ساتھ اور مریض کی عیادت کرنے، جنازوں میں شریک ہونے، محتاج سے ہمدردی کرنے، جاہل کی رہنمائی کرنے، وغیرہ اور اجتماعی بہتری کے کاموں کی فضیلت کا بیان، اس شخص کے لئے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو اور لوگوں کو تکلیف دینے سے اپنے آپ کو روک سکے اور

تکلیف پر صبر کر سکے

عیادت کا معنی: بیمار پرسی، بیمار کی خبر پوچھنا، (فیروز اللغات)

مواسات کا معنی: اس کا معنی باب نمبر ۶۲ میں بیان ہو چکا ہے۔

ارشاد کا معنی: ہدایت، حکم، (فیروز اللغات)

إِغْلَمَ أَنَّ الْأَخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي ذَكَرْتُهُ هُوَ الْمُخْتَارُ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، وَكَذَلِكَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، وَمِنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَأَخْيَارِهِمْ وَهُوَ مَذْهَبُ أَكْثَرِ التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ .

جان لیجئے کہ لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا اس طرح جس طرح میں نے ذکر کیا ہے یہی مختار ہے۔ اسی پر رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور ان کے بعد آنے والے علماء کرام کا رہنما ہے۔ یہی اکثر تابعین کے بعد آنے والوں کا مذہب ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور اکثر فقہائے کرام نے بھی یہی فرمایا ہے۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ (المائدة: 20)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

تشریح:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دے رہا ہے معلوم ہوا کہ غیر خدا سے مدد مانگنا، اور غیر اللہ کا مدد کرنا دونوں جائز ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم کو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہیے اس میں ہمارا، ہمارے مسلمان بھائیوں کا اور اسلام کا فائدہ ہے۔

وَالْآيَاتُ فِي مَعْنَى مَا ذَكَرْتُهُ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ .

اور اس معنی میں جس کا میں نے ذکر کیا آیات بہت زیادہ ہیں۔

۱- بابُ التَّوَاضُّعِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِينَ انکساری اور مومنوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا بیان

تواضع کا معنی: خاطر و مدارت، آؤ بھگت، مہمان نوازی، مہمان داری، عاجزی، انکساری، (فیروز اللغات)
تواضع کی تعریف: اپنے آپ کو غیر سے صفت کمال میں کم جاننا، یہ تکبر کی ضد ہے،

(خزانة التعریفات، ص ۱۰۵، بحوالہ قواعد الفقہ، ص ۲۳۹)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۵)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے ۰

آیت نمبر: ۲

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ

وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ (المائدة: ۵۴)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ

وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔

آیت نمبر: ۳: وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا

وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ

آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ ”اس نے تمام انسانوں کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے“۔ یعنی آدم علیہ السلام ہی سے

ان کی بیوی صاحبہ حواء علیہا السلام کو پیدا کیا تھا اور پھر ان دونوں سے نسل انسانی پھیلی۔

» شعوب « قبائل سے عام ہے مثال کے طور پر عرب تو » شعوب « میں داخل ہے پھر قریش غیر قریش پھر ان کی

تقسیم میں یہ سب قبائل داخل ہے۔

بعض کہتے ہیں » شعوب « سے مراد عجمی لوگ اور قبائل سے مراد عرب جماعتیں۔ جیسے کہ بنی اسرائیل کو » اسباط «

کہا گیا ہے میں نے ان تمام باتوں کو ایک علیحدہ مقدمہ میں لکھ دیا ہے جسے میں (ابن کثیر) نے ابو عمر بن عبد البر کی کتاب

«الاشباه» اور کتاب «القصد والامم فی معرفة انساب العرب والعجم» سے جمع کیا ہے۔

(عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

پھر فرمایا "حسب نسب اللہ کے ہاں نہیں چلتا وہاں تو فضیلت، تقویٰ اور پرہیزگاری سے ملتی ہے۔" صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔" لوگوں نے کہا: ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے۔ فرمایا: "پھر سب سے زیادہ بزرگ یوسف علیہ السلام ہیں جو خود نبی تھے نبی زادے تھے دادا بھی نبی تھے پردادا تو خلیل اللہ علیہ السلام تھے، انہوں نے کہا: ہم یہ بھی نہیں پوچھتے۔ فرمایا: "پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو؟ سنو! ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے وہی اب اسلام میں بھی پسندیدہ ہیں جب کہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔" (صحیح مسلم: 2378)

صحیح مسلم میں ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

(صحیح مسلم: 2564)

مسند احمد میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "خیال رکھ کہ تو کسی سرخ و سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں رکھتا ہاں تقویٰ میں بڑھ جا تو فضیلت ہے۔" (مسند احمد: 5/158)

طبرانی میں ہے مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔

(طبرانی کبیر: 3547)

ابن ابی حاتم میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہو کر طواف کیا اور ارکان کو آپ اپنی چھتری سے چھو لیتے تھے۔ پھر چونکہ مسجد میں اس کے بٹھانے کو جگہ نہ ملی تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھوں ہاتھ اتارا اور اونٹنی کو بطن میل میں لے جا کر بٹھایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمد و ثناء بیان کر کے فرمایا: "لوگو اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے اسباب اور جاہلیت کے باپ دادوں پر فخر کرنے کی رسم اب دور کر دی ہے پس انسان دو ہی قسم کے ہیں یا تو نیک پرہیزگار جو اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں یا بدکار غیر متقی جو اللہ کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہیں"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا: "میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔"

(مسند عبد بن حمید: 793، عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

مسند احمد میں ہے کہ تمہارے نسب نامے دراصل کوئی کام دینے والے نہیں تم سب بالکل برابر کے آدم کے لڑکے ہو کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہاں فضیلت دین و تقویٰ سے ہے، انسان کو یہی برائی کافی ہے کہ وہ بدگو، بخیل، اور فحش کلام ہو۔

(مسند احمد: 4/145)

ابن جریر کی اس روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حسب نسب کو قیامت کے دن نہ پوچھے گا، تم سب میں زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔

مسند احمد میں ہے کہ نبی علیہ السلام منبر پر تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے بہتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو سب سے زیادہ مہمان نواز، سب سے زیادہ پرہیزگار، سب سے زیادہ اچھی بات کا حکم دینے والا، سب سے زیادہ بری بات سے روکنے والا، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے۔“ (مسند احمد: 6/432)

اللہ تمہیں جانتا ہے اور تمہارے کاموں سے بھی خبردار ہے، ہدایت کے لائق جو ہیں انہیں راہ راست دکھاتا ہے اور جو اس لائق نہیں وہ بے راہ ہو رہے ہیں۔ رحم اور عذاب اس کی مشیت پر موقوف ہیں، فضیلت اس کے ہاتھ ہے جسے چاہے جس پر چاہے بزرگی عطا فرمائے یہ تمام امور اس کے علم اور اس کی خبر پر مبنی ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابن کثیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَزْكُوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾ (النجم: 32)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو آپ اپنی جانوں کو سحرانہ بتاؤ، وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں ○

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَنَادَى أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تُسْتَكْبِرُونَ أَهْلُ الْأَذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ﴾ (الأعراف: 48-49)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اعراف والے کچھ مردوں کو پکاریں گے جنہیں ان کی پیشانی سے پہچانتے ہیں کہیں گے تمہیں کیا کام آیا تمہارا جتھا اور وہ جو تم غرور کرتے تھے ○ کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ نہ کرے گا ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں جاؤ تو تم کو اندیشہ کچھ غم ○

(۶۰۵) وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ نہ ایک شخص دوسرے کے سامنے فخر کرے اور نہ ایک دوسرے پر

زیادتی کرے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

عیاض ابن حمار: آپ تیمی مجاشعی ہیں، اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے حضور انور کا ان پر بہت کرم تھا۔

(مرآة المناجیح جلد ہشتم)

مجاشع ایک قبیلہ ہے جو مجاشع ابن دارم کی طرف منسوب ہے، حضرت عیاض اسی قبیلہ سے ہیں، حضور انور کو ان سے بہت ہی محبت تھی، انہوں نے ایک بار بحالت کفر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا حضور نے قبول نہ فرمایا پھر بعد اسلام ہدیہ بھیجا تو قبول فرمالیا، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے، آخر میں بصرہ میں قیام رہا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، اشعہ)

شرح:

اس حدیث میں حتی بمعنی کے ہے یعنی عجز و انکسار اختیار کرو تا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر تکبر نہ کرے نہ مال میں نہ نسب و خاندان میں نہ عزت یا جتھہ میں اور کوئی مسلمان کسی بندے پر ظلم نہ کرے نہ مؤمن پر نہ کافر پر ظلم سب پر حرام ہے مگر کبر و فخر مسلمان پر حرام ہے کفار پر فخر کرنا عبادت ہے کہ یہ نعمت ایمان کا شکر ہے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۶، ص ۷۲۸)

(۶۰۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا نَقَصْتُ صَدَقَةً مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقے کی وجہ سے کسی کے مال میں کمی نہیں ہوتی، اور عفو و درگزر پر اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو بھی تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مقام رفیع عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

(۶۰۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صَبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

606: مسلم، رقم الحدیث: 2588، احمد، رقم الحدیث: 3/9018، الترمذی، رقم الحدیث: 2036، ابن حبان، رقم الحدیث: 3248، والبیہقی، رقم الحدیث: 4-87، دارمی، رقم الحدیث: 396/1، والبخاری فی المغلوۃ، رقم الحدیث: 1889، 607: بخاری، رقم الحدیث: 4247، مسلم، رقم الحدیث: 2168، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5202، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5203، الترمذی، رقم الحدیث: 2705، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3700، دارمی، رقم الحدیث: 276/2، رقم الحدیث: 291/6

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا: نبی کریم ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۶۰۸) وَعَنْهُ، قَالَ: إِنْ كَانَتْ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتُطْلَقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی نبی کریم ﷺ کا دست اقدس پکڑتی اور جدھر چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ہاتھ پکڑنے سے مراد ہے اپنی حاجت براری کے لیے عرض کرنا یا کہیں لے جانا اور اگر ظاہری معنی مراد ہوں تب بھی مضائقہ نہیں کہ ساری امت حضور کی اولاد ہے، حضور انور امت کے باپ ہیں مہربان باپ کا ہاتھ اولاد پکڑ لیتی ہے۔ یعنی اگر معمولی سے معمولی آدمی حتیٰ کہ مدینہ کی لونڈی بھی کچھ التجا کے لیے حضور کا ہاتھ پکڑ لیتی تو حضور اس سے ہاتھ چھڑاتے نہ تھے بلکہ اس کی حاجت روائی کر دیتے تھے۔ باندی آپ ﷺ کو خواہ اپنے گھر لے جاتی یا کسی اور جگہ حضور انور منع نہ فرماتے تھے۔ (مرآۃ الساجج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۸، ۶۸)

(۶۰۹) وَعَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ - يَعْنِي: خِدْمَةَ أَهْلِهِ - فَإِذَا خَضَعَتِ الصَّلَاةُ، خَوَّجَ إِلَى الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ فخریہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: اہل خانہ کی مدد یعنی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ (بخاری)

(۶۱۰) وَعَنْ أَبِي رِفَاعَةَ تَمِيمِ بْنِ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِينِهِ لَا يَدْرِي مَا

دِينُهُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ، فَأَتَى بِكُرْسِيِّ، فَقَعَدَ عَلَيْهِ، وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ، ثُمَّ أَتَى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ اخِرَهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک مسافر آیا ہے اپنے دین کے متعلق پوچھتا ہے اسے پتہ نہیں کہ اس کا دین کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے خطبہ ترک کر دیا حتیٰ کہ میرے پاس تشریف لے آئے پس آپ کے لئے ایک کرسی لائی گئی آپ اس پر بیٹھے اور مجھے اس کی تعلیم دینے لگے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا تھا۔ پھر آپ نے خطبہ دیا، تو اسے مکمل کیا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

تمیم ابن اسید: بعض نے کہا ان کا نام اسد بن عبد العزی بن جعونہ بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی ہے ابن سعد فرماتے ہیں کہ وہ اسلام لائے اور فتح مکہ سے پہلے صحابی ہونے کا شرف پایا، آپ کو ہی نبی اکرم ﷺ نے نشاناتِ حرم کی تجدید کے لیے بھیجا تھا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۱، حرف التاء، ص ۳۶۲)

حل لغات:

انتہی: پہنچنا، آنا۔

شرح: علم کو سکھانا:

علم چھپانا کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی اس کا اظہار واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب، مثلاً طالب علم کی عقل جس بات کی متحمل نہ ہو اور کسی عالم کو اس بات کا خوف ہو کہ اگر اسے یہ بات بتائی گئی تو یہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسی صورت میں علم چھپانا واجب ہے اور بصورت دیگر یعنی اس کے علاوہ دوسرے افراد ہوں تو اب اگر وہ بات فرض عین ہو یا اس کے حکم کا تعلق ان سے ہو تو اس کو ظاہر کرنا واجب ہے وگرنہ اس کا اظہار مستحب ہے جب تک کہ اس کا حصول کسی ناجائز ذریعہ سے نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علم سکھانا چونکہ علم کا وسیلہ ہے پس واجب کے معاملہ میں علم کا اظہار واجب، فرض عین کے معاملہ میں فرض عین، فرض کفایہ کا علم سکھانا فرض کفایہ، مستحب کا علم سکھانا مستحب ہے جیسے عروض وغیرہ کا علم اور اسی طرح حرام چیز کا علم سکھانا بھی حرام ہے جیسے جادو اور شعبدہ بازی وغیرہ۔

بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "کافر کو قرآن پاک سکھانا جائز نہیں اور نہ ہی کوئی دینی علم سکھانا جائز ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے، اسی طرح اہل حق سے مناظرہ کرنے کے لئے بدعتی کو مناظرہ یا دلائل

سکھانا بھی جائز نہیں، نہ ہی فریقین میں سے ایک کو دوسرے کا مال دبا لینے کے لئے حیلہ سکھانا جائز ہے اور اسی طرح جاہلوں کو گناہوں کے ارتکاب اور واجبات چھوڑنے کے طریقوں میں رخصتیں بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

(الزَّوْاجِرُ عَنْ اقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ)

(۶۱۱) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا، لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ. قَالَ: وَقَالَ: "إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى، وَلْيَاكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ" وَأَمَرَ أَنْ تُسَلَّتِ الْقُصْعَةُ، قَالَ: "فَإِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے مٹی وغیرہ جھاڑے اور اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور آپ نے حکم فرمایا کہ کھانے کے پیالے کو صاف کر لیا جائے۔ فرمایا: تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

لَعِقَ: از، لعقا بمعنی چاٹنا، شہد کو زبان یا انگلی سے چاٹنا۔

فَلْيُمِطْ: از، اماطة، بمعنی جدا کرنا، دور کرنا۔

الْقُصْعَةُ: پیالہ، یہاں مراد ہر وہ برتن جس میں کوئی چیز کھائی جائے۔

شرح:

کھانا کھانے کے آداب:

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹھن تک دھوئے صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں ہی نہ دھوئے کہ اس سے سنت ادا نہ ہوگی لیکن اس کا دھیان رہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھنا نہ چاہیے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تو لیا یا رومال سے پونچھ لینا چاہیے تاکہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراہیۃ۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۳۳۷)

611: احمد، رقم الحدیث: 4/12815، مسلم، رقم الحدیث: 2034، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3845، الترمذی، رقم الحدیث: 1803، نسائی فی الکبریٰ، رقم

الحدیث: 4/6865

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھیں تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی یاد آ جائے اور سب بسم اللہ پڑھ لیں۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراہیۃ فی الاکل وما یتصل بہ۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۳۲)

اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا ہو تو جب یاد آ جائے یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ

(جامع الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی التسمیۃ۔۔۔ الخ، رقم ۱۸۶۵، ج ۳، ص ۳۳۹)

روٹی کے اوپر کوئی چیز نہ رکھی جائے اور ہاتھ کو روٹی سے نہ پونچھیں۔ (رد المحتار، کتاب الاطعمۃ، ج ۹، ص ۵۶۲)

کھانا ہمیشہ داہنے ہاتھ سے کھائیں بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی النہی۔۔۔ الخ، رقم ۱۸۰۶، ج ۳، ص ۳۱۳)

مسئلہ: کھانا کھاتے وقت بایاں پاؤں بچھا دے یا دہنا پاؤں کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے

رکھے۔ (امعة الممعات، کتاب الاطعمۃ، فصل ۱، ج ۳، ص ۸۱۵)

اور اگر بھاری بدن یا کمزور ہونے کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو پالتی مار کر کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

کھانا کھانے کے درمیان میں کچھ باتیں بھی کرتا رہے بالکل چپ رہنا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر کوئی بے ہودہ یا پھوڑ بات ہرگز نہ کہے بلکہ اچھی اچھی باتیں کرتا رہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الثانی عشر فی الہدایا والاضیافات، ج ۵، ص ۵۳۳)

کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لے اور برتن کو بھی انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراہیۃ فی الاکل وما یتصل بہ، ج ۵، ص ۷۳۳)

کھانے کی ابتداء نمک سے کریں اور نمک ہی پر ختم کریں کہ اس میں بہت سی بیماریوں سے شفاء ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الاطعمۃ، ج ۹، ص ۲۶۵)

کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَّلَنَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ“

کھانے کے بعد صابن لگا کر ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں کھانے سے قبل عوام اور جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد علماء

و مشائخ اور بوڑھوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں کھانا کھا لینے کے بعد دسترخوان پر صاحب خانہ اور حاضرین کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگنی بھی سنت ہے۔ (بہار شریعت، ج ۳، ص ۸۱)

مسئلہ: پاؤں پھیلا کر اور لیٹ کر اور چلتے پھرتے کچھ کھانا پینا خلاف ادب اور طریقہ سنت کے خلاف ہے مسلمانوں کو ہر بات اور ہر کام میں اسلامی طریقوں کی پابندی اور آداب سنت کی تابعداری کرنی چاہیے۔

مسئلہ:- چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں جیسے سونے چاندی کا چمچہ استعمال کرنا یا اس کے بنے ہوئے خلال سے دانت صاف کرنا اسی طرح چاندی سونے کے بنے ہوئے گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا یا خاصدان میں پان رکھنا یا چاندی کی سلائی سے سرمہ لگانا یا چاندی کی پیالی میں تیل رکھ کر تیل لگانا یہ سب حرام ہے۔ (الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۹، ص ۲۶۵)

آداب:- کسی کے یہاں دعوت میں جاؤ تو کھانے کے لئے بہت بے صبری نہ ظاہر کرو کہ ایسا کرنے میں تم لوگوں کی نظروں میں ہلکے ہو جاؤ گے کھانا سامنے آئے تو اطمینان کے ساتھ کھاؤ بہت جلدی جلدی مت کھاؤ دوسروں کی طرف مت دیکھو اور دوسرے کے برتنوں کی جانب نگاہ مت ڈالو خبردار کسی کھانے میں عیب نہ نکالو کہ اس سے گھر والوں کی دل شکنی ہوگی اور سنت کی مخالفت بھی ہوگی کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس طریقہ یہی تھا کہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا بلکہ دسترخوان پر جو کھانا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مرغوب ہوتا اس کو تناول فرماتے اور جو نا پسند ہوتا اس کو نہ کھاتے بعض مردوں اور عورتوں کی عادت ہے کہ دعوت سے لوٹ کر صاحب خانہ پر طرح طرح کے طعنے مارا کرتے ہیں کبھی کھانوں میں عیب نکالتے ہیں کبھی منتظمین کو کوٹنے دیتے ہیں میرا تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں لہذا ان بری باتوں کو چھوڑ دو بلکہ یہ طریقہ اختیار کرو کہ اگر دعوتوں میں تمہارے مزاج کے خلاف بھی کوئی بات ہو تو اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو اور صاحب خانہ کی دلجوئی کے لئے چند تعریف کے کلمات کہہ کر اس کا حوصلہ بڑھا دو ایسا کرنے سے صاحب خانہ کے دل میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا۔

مسئلہ:- ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جائے تو اس کو اٹھا کر کھا لو شیخی مت بگھا رو کہ اس کو ضائع کر دینا اسراف ہے جو گناہ ہے بہت زیادہ گرم کھانا مت کھاؤ نہ کھانے کو سونگھو نہ کھانے پر پھونک مار مار کر اس کو ٹھنڈا کرو کہ یہ سب باتیں خلاف ادب بھی ہیں اور مضر بھی۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۹، ص ۲۶۵)

(۶۱۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" قَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لَاهِلٍ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی چند قیراط مزدوری پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

(۶۱۳) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ لَأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے کسی جانور کے پائے یا ہاتھ کے گوشت کی دعوت دی جائے تو میں اس دعوت کو قبول کروں گا اور اگر میری طرف کسی جانور کے پائے یا ہاتھ کا گوشت ہدیہ بھیجا گیا تو میں اس کو قبول کروں گا۔ (بخاری)

(۶۱۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ نَاقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءُ لَا تُسَبِّقُ، أَوْ لَا تَكْأَدُ تُسَبِّقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ، فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ، فَقَالَ: "حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَرْتَفَعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی "عضباء نامی اونٹنی تھی، جس سے کوئی اونٹ آگے نہیں نکل سکتا تھا۔ ایک دن ایک اعرابی اپنے نوجوان اونٹ پر آیا اور وہ عضباء سے آگے نکل گیا۔ سو یہ بات مسلمانوں کو ناگوار گزری حتیٰ کہ آپ ﷺ نے اس بات کو بھانپ لیا تو ارشاد فرمایا: یہ بات اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا کی جو چیز بھی بلند ہوتی ہے وہ اس کو پست کر دیتا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عضباء عین کے فتح ضاد کے سکون سے بمعنی کان کٹی یا کان چری اس اونٹنی کے کان کاٹے یا چیرے نہ گئے تھے بلکہ وہ پیدائشی ایسی ہی تھی یا تو یہ وہ ہی اونٹنی تھی جس کا نام قصواء تھا تو اس کا نام قصواء اور لقب عضباء تھا یا یہ دوسری اونٹنی ہے قصواء اور تھی۔ واللہ اعلم!

یہ اونٹنی ایسی تیز رفتار تھی کہ دوڑ میں کسی اونٹ سے کبھی پیچھے نہ رہی تھی۔ قعود کے معنی ہیں بیٹھنا، اصطلاحاً قعود اس اونٹ کو کہتے ہیں جو سواری کے لائق ہو جائے کہ اس پر سوار بیٹھ سکے دو سال کی عمر سے لے کر چھ سال کی عمر تک اونٹ قعود کہلاتا ہے پھر اسے جمل کہا جاتا ہے اونٹ کی عمروں کے بہت نام ہیں۔

(مسلمانوں پر ناگوار گزرا) یہ ناگواری اور طبیعت پر گرانی طبعی تھی کہ صحابہ کرام کو یہ پسند نہ تھا کہ کوئی اونٹ ہمارے نبی کے اونٹ سے آگے نکل جائے۔

(اللہ پر حق ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ یہ ہے کہ جو چیز دنیا میں ہمیشہ سب سے اونچی رہتی ہو اسے کبھی کسی سے نیچا بھی کرادے تاکہ فخر ٹوٹ جائے رب تعالیٰ کی کبریائی پر نظر رہے اسی قانون کے مطابق یہ اونٹنی آج پیچھے رہ گئی اس پر رنج نہ کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۵، ص ۷۵)

۷۲- بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبَرِ وَالْاَعْجَابِ

تکبر اور خود پسندی کی حرمت کا بیان

تکبر کا معنی: تکبر بنا ہے کبر سے اور کبر کا معنی ہے بزرگی، برائی، عظمت، غرور، گھمنڈ (فیروز اللغات)

تکبر کی تعریف: (۱) نفس کی بلندی و عظمت کے خیال کو کبر کہتے ہیں، (منہاج العابدین، ص ۱۳۴)

(۲) انسان کا خود پسندی کے طور پر صفت کمال میں اپنے آپ کو غیر سے بلند خیال کرنا۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝﴾ (القصر: 83)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پر ہیزگاروں کی ہے ۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَمْسِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾ (ہنسی اسرائیل: 37)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور زمین میں اترانا نہ چل۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تُصْعِقْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ

مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝﴾ (القصص: 18)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کسی سے بات کرنے میں اپنا خسارہ کج نہ کر اور زمین میں اترانا نہ چل بے شک اللہ کو

نہیں بھاتا کوئی اترانا فخر کرتا ۝

تشریح:

حدیث شریف میں ہے کہ کسی مسلمان بھائی سے تو کشادہ پیشانی سے ہنس مکھ ہو کر ملے یہ بھی تیری بڑی نیکی ہے۔

تہبند اور پا جائے کو ٹخنے سے نیچا نہ کر یہ تکبر و غرور ہے اور تکبر اور غرور اللہ کو ناپسند ہے۔ (سنن ابوداؤد: 4084)

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو تکبر نہ کرنے کی وصیت کی ہے کہ ”ایسا نہ ہو کہ اللہ کے بندوں کو حقیر سمجھ کر تو ان سے منہ موڑ لے اور مسکنیوں سے بات کرنے سے بھی شرمائے۔“ منہ موڑے ہوئے باتیں کرنا بھی غرور میں داخل ہے۔ باچھیں پھاڑ کر لہجہ بدل کر حاکمانہ انداز کے ساتھ گھمنڈ بھرے الفاظ سے بات چیت بھی ممنوع ہے۔

”صعر“ ایک بیماری ہے جو اونٹوں کی گردن میں ظاہر ہوتی ہے یا سر میں اور اس سے گردن ٹیڑھی ہو جاتی ہے، پس متکبر شخص کو اسی ٹیڑھے منہ والے شخص سے ملا دیا گیا۔ عرب عموماً تکبر کے موقع پر صعر کا استعمال کرتے ہیں اور یہ استعمال ان کے شعروں میں بھی موجود ہے۔ زمین پر تن کر، اکڑ کر، اتر کر، غرور و تکبر سے نہ چلو یہ چال اللہ کو ناپسند ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند رکھتا ہے جو خود بین متکبر سرکش اور فخر و غرور کرنے والے ہوں اور آیت میں ہے۔

«وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا» (الاسراء: 17: 37)

ترجمہ: اور زمین میں اتر کر نہ چل بے شک تو ہر گز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہر گز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مرتبہ تکبر کا ذکر آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی مذمت فرمائی اور فرمایا کہ ایسے خود پسند مغرور لوگوں سے اللہ غصہ ہوتا ہے۔ اس پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جب کپڑے دھوتا ہوں اور خوب سفید ہو جاتے ہیں تو مجھے بہت اچھے لگتے ہیں میں ان سے خوش ہوتا ہوں۔ اسی طرح جوتے میں تسمہ بھلا لگتا ہے۔ کوڑے کا خوبصورت غلاف بھلا معلوم ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکبر نہیں ہے تکبر اس کا نام ہے کہ تو حق کو حقیر سمجھے اور لوگوں کو ذلیل خیال کرے۔ (طبرانی کبیر: 1317 عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

وَمَعْنَى ”لَا تُصَغِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ“: أَيْ تُمِيلُهُ وَتُعْرِضُ بِهِ عَنِ النَّاسِ تَكْبَرًا عَلَيْهِمْ. وَ”الْمَرَحُ“: التَّبَخُّرُ.

”لَا تُصَغِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ“ کا معنی ہے: تکبر کرتے ہوئے لوگوں سے اپنے چہرہ کو نہ پھیر۔

المرح: کا مطلب ہے اکڑ کر چلنا۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝﴾ (القصص: 76-81)، إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ﴾ الْآيَاتِ.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا: اتر انہیں بے

شک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تک۔

(۶۱۵) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ!" فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً؟ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبَرُ: بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمَطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"بَطَرُ الْحَقِّ": دَفْعُهُ وَرَدُّهُ عَلَى قَائِلِهِ، وَ"غَمَطُ النَّاسِ": اخْتِقَارُهُمْ .

◀ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں (تو اس کا کیا حکم ہے) فرمایا: بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر حق کے انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

بطر الحق: حق کا انکار کر دینا اور کہنے والے کی طرف اسے لوٹا دینا۔

غمط الناس: لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

شرح:

خیال رہے کہ آگ میں کبر و غرور ہے خاک میں عجز و انکساری، دیکھ لو باغ کھیت خاک میں لگتے ہیں آگ میں نہیں لگتے، ایسے ہی ایمان و عرفان کا باغ خاک جیسے عاجز و منکسر دل میں لگتے ہیں آگ جیسے متکبر دل میں نہیں لگتے ہیں۔

(اس کے کپڑے اور جوتا اچھا ہو تو؟) سائل سمجھا کہ شاید اچھا لباس پہننا بھی غرور میں داخل ہے کہ اس میں اپنی مالدار ی یا بڑائی کا اظہار ہے اس لیے اس نے یہ سوال کیا، نیز اکثر متکبرین اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے ہیں تو یہ عمدگی لباس متکبرین کی علامت ہے بہر حال سوال بالکل درست ہے۔

اللہ جمیل ہے) یعنی رب تعالیٰ ذات و صفات میں اچھا ہے، جمیل ہے مخلوق اس کی صفات کی مظہر ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ اپنی عادات، صورت، لباس، اعمال اچھے رکھے تاکہ رب تعالیٰ کی صفت جمیل کا مظہر بنے، نیز اس لباس میں رب تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے جو محبوب ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اسے تکبر سے کوئی تعلق نہیں۔

یعنی متکبر وہ ہے جو کسی معمولی انسان کی حق بات کو اس لیے جھٹلائے کہ یہ اس آدمی کے منہ سے نکلی ہے اور مساکین کو ذلیل سمجھے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۶، ۹۲۹)

(۶۱۶) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: "كُلْ بِيَمِينِكَ" قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ أَقَالَ: "لَا اسْتَطَعْتُ" مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ. قَالَ: لَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا: میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا: (خدا کرے) نہ کھا سکو۔ اس شخص کے لئے آپ کی بات ماننے میں صرف تکبر ہی رکاوٹ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص اپنا دایاں ہاتھ کبھی منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

(۶۱۷) وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عَتَلٍ جَوَاطِئُ مُتَكَبِّرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ فِي بَابِ ضَعْفَةِ الْمُسْلِمِينَ.

◀ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: کیا میں تمہیں دوزخیوں کے متعلق نہ بتاؤں! (پھر خود ہی فرمایا:) ہر درشت خو، خریلا اور متکبر شخص۔ (متفق علیہ) اس کی تشریح اس سے پہلے "کمزور مسلمانوں کے باب" میں گزر چکی ہے۔

(۶۱۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اُخْتَجِبَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: فِي الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ. وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِي ضَعَفَاءُ"

615: مسلم، رقم الحدیث: 3789/2، داؤد، رقم الحدیث: 3789/2، ترمذی، رقم الحدیث: 3789/2، نسائی، رقم الحدیث: 3789/2، احمد، رقم الحدیث: 3789/2، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4091، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4173

616: مسلم، رقم الحدیث: 5/16499، احمد، رقم الحدیث: 5/16499، ابن حبان، رقم الحدیث: 6516، طبرانی، رقم الحدیث: 6235، اصابع، رقم الحدیث: 153/1، دارمی، رقم الحدیث: 97/2، بیہقی، رقم الحدیث: 277/7

617: بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ

618: مسلم، رقم الحدیث: 11740/4، احمد، رقم الحدیث: 11740/4

النَّاسِ وَمَسَاكِينُهُمْ، فَقَضَى اللَّهُ بَيْنَهُمَا: إِنَّكَ الْجَنَّةُ رَحِمَتِي أَرْحَمُ بِكَ مِنْ أَشَاءَ، وَإِنَّكَ النَّارُ عَذَابِي أَعَذِبُ بِكَ مِنْ أَشَاءَ، وَلِكُلِّكُمَا عَلَى مِلْؤُهَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جنت اور دوزخ نے آپس میں بحث کی۔ دوزخ نے کہا: میرے اندر جابر اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمایا: اے جنت! تو میری رحمت ہے میں جس پر چاہتا ہوں تیرے ذریعہ رحمت کرتا ہوں اور اے دوزخ! تو میرا عذاب ہے میں جسے چاہتا ہوں تیرے ذریعہ عذاب دیتا ہوں اور تم دونوں کو بھرنا میرے ذمہ ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

الْجَبَّارُونَ: جابر لوگ۔

الْمُتَكَبِّرُونَ: متکبر لوگ۔

ضُعَفَاءُ: کمزور۔

مِلْؤُهَا: بھرنا۔

شرح:

(دوزخ نے کہا) اے جنت میں تجھ سے اعلیٰ ہوں کہ مجھ میں اعلیٰ شاندار لوگ آ کر رہیں گے بادشاہ، وزراء، متکبرین مالدار کفار اور تو مجھ سے کمتر ہے کہ کمترین لوگ ضعیفاء تجھ میں رہیں گے۔ دوزخ کے کہنے پر جنت نے بارگاہ الہی میں یہ عرض کیا کہ مجھے کمزوروں کی جگہ کیوں بنایا گیا میں نے کیا قصور کیا تھا۔ خیال رہے کہ ضعیفاء

سے مراد بدن اور مال کے لحاظ سے کمزور لوگ ہیں۔ سقط اور غرقہ سے مراد ہے احوال و صفات کے لحاظ سے کمزور۔ سقط وہ جنہیں لوگ معتبر نہ سمجھیں ان کی طرف التفات نہ کریں۔ غرہ وہ جو دین میں مشغلہ رکھنے والے لوگ جنہیں دنیا کا تجربہ کم ہو کسی کو دھوکہ نہ دے سکیں بلکہ چالاک انہیں دھوکہ دے دیں، حدیث شریف میں ہے المؤمن غرہ کفریم الکافر خب لنیم۔

چونکہ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اس لیے پہلے

تعالیٰ اس سے خطاب فرمایا گیا یعنی جنہیں تو ضعیف سمجھتی ہے وہ درحقیقت کمزور نہیں وہ تو میرے رحم و کرم کا مرکز ہیں بڑے درجے والے ہیں۔

اور اے دوزخ تو میرا غضب و قہر کا مظہر ہے تجھ میں وہ لوگ رکھے جائیں گے جو اپنے شامت اعمال کی وجہ سے میرے غضب و قہر کے مستحق ہو گئے، تم دونوں ہی اچھی ہو کہ میرے معفات کا مظہر ہو۔ عذابی سے مراد ہے عذاب کی جگہ محل عذاب، عدل بھی میری صفت ہے فضل بھی۔

(میں تم دونوں کو بھر دوں گا) یعنی تم دونوں کا کمال اسی میں ہے کہ تم دونوں ہی بھردی جاؤ، چنانچہ ہم تم میں سے کسی میں جگہ خالی نہیں چھوڑیں گے دونوں کو بھر دیں گے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۷، ص ۵۲۶)

(۶۱۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنی چادر گھیٹ کر چلتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۶۲۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، وَلَا يَزَكِّيهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخُ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الْعَائِلُ": الْفَقِيرُ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہ فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

العائل: فقیر کو کہتے ہیں۔

619: احمد، رقم الحدیث: 4/9014، بخاری، رقم الحدیث: 5791، مسلم، رقم الحدیث: 2087، موطا، رقم الحدیث: 1697

620: مسلم، رقم الحدیث: 184/17، نسائی، رقم الحدیث: 184/17، طبرانی، رقم الحدیث: 184/17، والقیمر، رقم الحدیث: 21/2، احمد، رقم

الحدیث: 9600/3

شرح:

یعنی ان تین قسم کے لوگوں سے کرم و محبت کا کلام نہ کرے گا غضب و قہر کا کلام کرے گا لہذا حدیث واضح ہے یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے اول وقت جب عدل الہی کا ظہور ہوگا تب ان سے کلام نہ کرے گا یا مطلقاً بلا واسطہ کلام نہ کرے گا بواسطہ فرشتوں کے کرے گا۔

ان کو پاک نہ فرمائے گا یعنی ان کے گناہ معاف نہ کرے گا یا ان کی صفائی لوگوں پر ظاہر نہ کرے گا، تزکیہ کے یہ دونوں معنی ہی آتے ہیں۔ اور ان پر نظر رحمت نہ کرے گا نظر قہر کرے گا۔

پہلا آدمی بوڑھا زنا کرنے والا اس لیے کہ زنا اگرچہ بہر حال برا ہے سخت گناہ ہے مگر بڑھا آدمی کرے تو بدترین گناہ ہے کہ اس کی شہوت قریباً ختم ہو چکی ہے وہ مغلوب و مجبور نہیں جو ان آدمی گویا معذور ہے۔

دوسرا آدمی چھوٹا بادشاہ کیونکہ بعض لوگ مجبوراً جھوٹ بولتے ہیں، بعض لوگ حاکم کے ڈر یا بادشاہ کے خوف سے جھوٹ بول دیتے ہیں، بعض لوگ تنگدستی سے تنگ آ کر جھوٹ کے ذریعے روزی کماتے ہیں بادشاہ کو ان میں سے کوئی مجبوری نہیں وہ جھوٹ بولتا ہے تو بلا وجہ ہی بولتا ہے۔

اور تیسرا آدمی متکبر فقیر ہے کیونکہ حکومت والوں، مال والوں کے پاس غرور تکبر کے اسباب موجود ہیں۔ اگر فقیر غرور کرے تو محض دلی خباثت کی وجہ سے ہی کرے گا اس لیے اس کا تکبر بدترین جرم ہے، بعض لوگ غریب ہوتے ہوئے معمولی نوکری معمولی کام نہیں کرتے زکوٰۃ و خیرات قبول نہیں کرتے، خود بھی بھوکے رہتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو بھی بھوکا مارتے ہیں وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں، بعض لوگ بہت غریب ہوتے ہیں مگر اپنی لڑکیوں لڑکوں کے لیے بڑے مالدار رشتے تلاش کرتے ہیں اس تلاش میں اولاد بوڑھی ہو جاتی ہے مگر شادی نہیں کرتے جس کے نتیجے بہت برے ظاہر ہوتے ہیں یہ سب اس فرمان عالی میں داخل ہیں۔ درود ہو اس حکیم مطلق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہم پر ہمارے ماں باپ بلکہ خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، اس ایک کلمہ میں کیسی ہدایتیں ہیں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ص ۶، ۹۳۰)

(۶۲۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ اللَّهُ - عَزَّوَجَلَّ -: الْغُرُّ

إِزَارِي، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، فَمَنْ يَنَازِعُنِي فِي وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَقَدْ عَذَّبْتُهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ارشاد

فرمایا ہے: عزت میرا لباس ہے اور کبریائی میری چادر ہے سو جو ان میں سے کسی ایک میں میرے ساتھ

جھگڑا (شرکت کا دعویٰ) کرے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔ (مسلم)

(۶۲۲) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ رَأْسَهُ، يَخْتَالُ فِي مَشْيِهِ، إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلَجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"مُرَجِّلٌ رَأْسَهُ": اِنی مُمَشِطُهُ، "يَتَجَلَجَلُ" بِالْجِيمِینِ: اِنی یَغُوصُ وَيَنْزِلُ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص قیمتی لباس (حلی) میں ملبوس، سر میں کنگھی کئے اتر کر بڑے ناز و ادا سے چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا اور اب وہ قیامت تک زمین میں نیچے ہی نیچے دھنستا چلتا جائے گا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

مرجل رأسه: کا مطلب ہے: سر میں کنگھی کئے ہوئے۔

یتجلجل: دو جیموں کے ساتھ۔ غوطہ لگاتا رہے گا۔

وینزل: اترتا رہے گا۔

شرح:

مسئلہ:- چلنے میں اتر اتر کر چلنا یا اکڑ کر چلنا یا دائیں بائیں ہلتے اور جھومتے ہوئے

چلنا یا زمین پر پاؤں پٹک پٹک کر چلنا یا بلا ضرورت دوڑتے ہوئے چلنا یا بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلنا یا لوگوں کو دھکا دیتے ہوئے چلنا یہ سب اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے اس لئے شریعت میں اس قسم کی چال چلنا منع اور ناجائز ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اتر اتر کر چل رہا تھا اور بہت گھمنڈ میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائیگا۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزمین، باب تحریم التبحر فی المشی، الخ، رقم: ۲۰۸۸، ص ۱۱۵۶)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ چلنے میں جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو تم ان کے درمیان میں سے

مت گزرو دھنسنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔ (شعب الایمان، باب فی تحریم الفروج، رقم: ۵۴۴۷، ج ۴، ص ۳۷۱)

مسئلہ:- راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں ہاں اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے مگر جب کہ زمین کا

622: احمد، رقم الحدیث: 3/9075، بخاری، رقم الحدیث: 5798، مسلم، رقم الحدیث: 2088، مسلم، رقم الحدیث: 50/2088، ابن حبان، رقم

الحدیث: 5684

مالک منع کرے تو اب نہیں چل سکتا یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جب بہت سے لوگ ہوں تو جب زمین کا مالک راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہے لیکن اگر راستہ میں پانی ہے اور اس کے کنارے کسی کی زمین ہے ایسی صورت میں اس زمین پر چل سکتا ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکرہیۃ، الباب الثاٹون فی المحرمات، ج ۵، ص ۳۷۲)

بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشت کار کے نقصان کا سبب ہے ایسی صورت میں ہرگز اس میں نہ چلنا چاہے بلکہ بعض مرتبہ کاشت کار کھیت کے کنارے پر کانٹے رکھ دیتے ہیں یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے ان لوگوں کو جان لینا چاہے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔ (بہار شریعت، ج ۳، ص ۱۶۷، ۷۱)

(۶۲۳) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتَّى يُكْتَبَ فِي الْجَبَارِينِ، فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

"يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ" أَيْ: يَرْتَفِعُ وَيَتَكَبَّرُ.

◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا شمار جباروں میں ہو جاتا ہے اور اسے وہی عذاب ہوگا جو جباروں کو ہوگا۔

تعارف راوی:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 160 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلی لغات:

یذہب بنفسہ: یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے۔

شرح:

یعنی اس کا نام متکبرین و جبارین کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ رب کے دفتر الگ الگ ہیں۔ نیکوں کے صد ہا دفتر بدوں کے ہزار ہا دفتر۔

اور جو دنیاوی اور اخروی عذاب و ذلت و رسوائی، فرعون، ہامان، قارون کو پہنچی ہے یا پہنچے گی وہ اسے بھی ملے گی

انہیں قیامت والے اپنے پاؤں تلے روند دیں گے۔ (مرآة السانج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۶، ص ۹۳۲)

۷۳- بَابُ حُسْنِ الْخَلْقِ

حسنِ خلق کا بیان

حسنِ خلق کا معنی: خوش خلق ملنساری، تواضع، (فیروز اللغات)

خلق کی تعریف: الخلق عبارة عن هيئة للنفس راسخة تصدر عنها الافعال بسهولة ويسر من غير حاجة الى فكر و روية“

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: نفس کی وہ ہیئت راسخہ جو سے افعال بسہولت بغیر فکر و نظر کی حاجت کے صادر ہوں۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝﴾ (القلم: 4)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے ۝

تشریح:

بنو سواد کے ایک شخص نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے خلق کے بارے سوال کیا تو آپ نے یہی آیت:

«وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ» (القلم: 68: 4)

پڑھی اس نے کہا: کوئی ایک آدھ واقعہ تو بیان کیجئے، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”سنو! ایک مرتبہ میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا پکایا اور حصہ نہ بھی، میں نے اپنی لونڈی سے کہا: دیکھ اگر میرے کھانے سے پہلے حصہ کے ہاں کا کھانا آ جائے تو برتن گرا دینا چنانچہ اس نے یہی کیا اور برتن بھی ٹوٹ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکھرے ہوئے کھانے کو سمیٹنے لگے اور فرمایا: ”اس برتن کے بدلے ثابت برتن تم دو“ واللہ! اور کچھ ڈانٹا ڈپٹا نہیں۔

(مسند احمد: 111/6)

مطلب اس حدیث کا جو کئی طریق سے مختلف الفاظ میں کئی کتابوں میں ہے، یہ ہے کہ ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبلت اور پیدائش میں ہی اللہ نے پسندیدہ اخلاق، بہترین خصلتیں اور پاکیزہ عادتیں رکھی تھیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قرآن کریم پر ایسا تھا کہ گویا احکام قرآن کا مجسم عملی نمونہ ہیں، ہر حکم کو بجالانے اور ہر نہی سے رک جانے میں آپ کی حالت یہ تھی کہ گویا قرآن میں جو کچھ ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتوں اور آپ کے کریمانہ اخلاق کا

بیان ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی لیکن کسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اف تک نہیں کہا، کسی کرنے کے کام کو نہ کروں یا نہ کرنے کے کام کر گزروں تو بھی ڈانٹ ڈپٹ تو کجا اتنا بھی نہ فرماتے کہ ایسا کیوں ہوا؟ (صحیح بخاری: 6038)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوش خلق تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم، نہ تو ریشم ہے، نہ کوئی اور چیز۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبو والی چیز میں نے تو کوئی نہیں سونگھی نہ مشک اور نہ عطر۔

(صحیح بخاری: 1973۔ تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابن کثیر، تحت آیت مذکورہ)

نوٹ: نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو پر ہماری کتاب: الانبیاء المعطرین ﷺ کا مطالعہ فرمائیں جس میں ہم نے خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ پر 63 احادیث جمع کی ہیں (ابوالاحمد غفرلہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ﴾ (آل عمران: 134)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے۔

(۶۲۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ (متفق علیہ)

(۶۲۵) وَعَنْهُ، قَالَ: مَا مَسَسْتُ دِيْبَاجًا وَلَا خَرِيرًا أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا شَمَمْتُ رَائِحَةً قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَلْبِي بِلِي قَطُّ: أَفٍّ، وَلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتُهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَفْعَلْهُ: أَلَا فَعَلْتُ كَذَا؟ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم و دیباج کو نہیں چھوا جو رسول اللہ

ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ ملائم ہو اور نہ میں نے ایسی خوشبو سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ

624: احمد، رقم الحدیث: 4/12200، بخاری، رقم الحدیث: 6129، مسلم، رقم الحدیث: 2144، الترمذی، رقم الحدیث: 333، ابن حبان، رقم

الحدیث: 2308، بیہقی، رقم الحدیث: 2035

625: بخاری، رقم الحدیث: 3561، مسلم، رقم الحدیث: 2330، احمد، رقم الحدیث: 4/13676، بخاری، رقم الحدیث: 2768، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4773،

الترمذی، رقم الحدیث: 201، ابن حبان، رقم الحدیث: 2893

پیاری ہو۔ میں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور آپ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا، جو کام میں نے نہ کیا آپ نے کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور نہ جو میں نے کیا ہوتا فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہیں کیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

دیبا جائاً: دوسوتی کپڑا،
حریراً: ریشم، ریشم کا کپڑا۔
الین: زیادہ نرم،

شرح:

سبحان اللہ! خوش خلقی کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے کہ اس سے جنت الفردوس نصیب ہوتی ہے مگر حسن خلق کے لیے کوشش بھی کرے رب سے دعا بھی۔

نوٹ: نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو کے متعلق ہماری کتاب ”النبی المصطر“ ناشر اکبر بک سیلرز“ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۶۲۶) وَعَنِ الصَّغْبِ بْنِ جَثَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَهْدَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَخَشِيًّا، فَرَدَّهٗ عَلَيَّ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ، قَالَ: ”إِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ إِلَّا لَأَنَّا حُرْمٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک وحشی گدھا ہدیہ پیش کیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ پھر جب آپ نے میرے چہرے کے تاثرات دیکھے تو فرمایا: ہم نے یہ تمہیں (گدھا) صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم نے احرام باندھا ہوا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

صعب ابن جثامہ: آپ لیشی ہیں، ودان اور ابواء میں قیام پذیر رہے تھے، خلافت صدیقی میں وفات ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المغلوۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخلیل رحمۃ اللہ علیہ حرف الصاد، فصل فی الصحابہ ”مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

626: بخاری، رقم الحدیث: 136، مسلم، رقم الحدیث: 136، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 136، ابن حبان، رقم الحدیث: 136، نسائی، رقم الحدیث: 136، ترمذی، رقم الحدیث: 136، ابوداؤد، رقم الحدیث: 136، ابن مبارک، رقم الحدیث: 616، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 7438، احمد، رقم الحدیث: 16687/5

حل لغات:

حَمَارًا وَخَشِيًّا: جنگلی گدھا۔

شرح:

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سبزی سے سحری اور افطاری کرتے۔ اکثر اوقات روٹی کو نمک سے ملا کر تناول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک پلیٹ بطور ہدیہ پیش کی، اس میں سیب اور مختلف پھل رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کھائے بغیر واپس لوٹا دیا تو آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: "کیا نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے؟" آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "کیوں نہیں، لیکن رسول اکرم، نور مجسم، شاو بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا ہوا ہدیہ، ہدیہ تھا جبکہ ہمارے اور ہمارے بعد والوں کے لئے رشوت ہے۔" (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۲۷، ج ۵، ص ۳۲۷)

(یعنی اب لوگ محبت سے نہیں بلکہ کسی کام کے لیے ہدیہ دیتے ہیں جو رشوت کے زمرہ میں آتا ہے لیکن اگر کوئی صدق دل اور اخلاص سے دے تو قبول کرنا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کی سبت مبارک ہے)

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھتے اور لوگوں کو عطیات سے نہ اڑتے تھے۔ حضرت سیدنا خزیمہ ابو محمد عابد علیہ رحمۃ اللہ الواحد کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "میں کسی کو مال دیتا ہوں تو اسے کم خیال کرتا ہوں کیونکہ مجھے حیا آتی ہے کہ اللہ عز و جل سے اپنے بھائی کے لئے جنت مانگوں اور خود اس پر مال (دنیا میں بخل کروں۔"

(موسوۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، باب فی سخاء۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۱۶۰، ج ۸، ص ۱۸۱)

(۶۲۷) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِيمِ، فَقَالَ: "الْبِرُّ: حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِيمُ: مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يُطْلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو یہ پسند نہ کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 593 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ماقبل گزر چکی ہے۔

(۶۲۸) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُولُ: "إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو طبعاً فحش کلامی کرتے نہ ہی تکلف سے اور آپ فرمایا کرتے: تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (متفق علیہ)

(۶۲۹) وَعَنْ أَبِي الْمُرَّةِ آءٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلَ فِي مِيزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَإِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ" هُوَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِالْفُحْشِ وَرَدَى الْكَلَامِ

◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مومن بندے کے میزان میں حسن خلق سے زیادہ بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ فحش گو اور بیہودہ بکنے والے سے دشمنی (نفرت) کرتا ہے۔ (ترمذی)

تعارف راوی:

آپ کا نام شریف عویمیر ابن عامر ہے، انصاری ہیں، خزر جی ہیں۔ درداء ان کی بیٹی کا نام ہے یہ اپنے گھر والوں میں سب سے پیچھے ایمان لائے، فقیہ، عابد صحابی ہیں، شام میں قیام فرمایا، ۳۲ھ میں دمشق میں وفات پائی، وہیں مدفون ہیں۔ (مرآۃ الناجح جلد اول)

حکم حدیث:

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"

حل لغات:

البذی: وہ شخص جو فحش گو۔ یہودہ بکواس کرنے والا ہو۔

شرح:

(ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی وزنی عمل نہ ہوگا) یا تو بعینہ اچھی عادت نیکوں کے پلے میں رکھی جائے گی کیونکہ قیامت میں ہر چیز کی شکل بھی ہوگی اس میں وزن وغیرہ بھی ہوگا، اچھی عادت کا ثواب، چونکہ اچھی عادت رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے اس میں وزن زیادہ ہے، وہاں وزن رضاء الہی سے ہوگا اخلاص کی عبادات وزنی ہوں گی ریا کی عبادات ہلکی کہ ریا کی عبادت سے رب ناراض ہے، اخلاص کی عبادت سے رب راضی، کافر کی عبادات میں کوئی وزن نہ ہوگا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزْنًا" گناہوں میں وزن رب تعالیٰ کی ناراضی سے ہوگا جس قدر رب تعالیٰ کی ناراضی زیادہ اس قدر گناہ میں وزن زیادہ اللہ محفوظ رکھے۔

اور چونکہ رب تعالیٰ بدخلقی بدزبانی سے ناراض ہے لہذا وہ گناہوں کے پلے میں ہوں گے اور اس گناہ میں بہت بوجھ ہوگا۔ خیال رہے کہ حضور کے نیک اعمال میں اتنا وزن ہے کہ اسے کوئی ترازو تول سکتی ہی نہیں اسی لیے حضور کی نیکیاں تولی نہ جائیں گی جیسے ہماری ترازو سمندر کا پانی ہوا نہیں تول سکتی ایسے ہی قیامت کی ترازو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکیاں نہ تول سکے گی، جب ان کے نام میں اتنا وزن ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے کروڑوں من کے گناہ ایک کلمہ محمدی سے ہلکے ہو جاویں گے کہ ہمارے کام ہلکے ہیں حضور کا نام بھاری ہے تو ان کے اعمال کیسے ہوں گے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شعر

دل عبث خوف سے پند سا اڑا جاتا ہے پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۹۰۷)

(۶۳۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سِئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ"، وَسِئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: "الْفَمُ وَالْمَفْرَجُ"

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا چیز ہے جو زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ تو آپ نے فرمایا: خوف خدا اور حسن خلق اور آپ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا جو زیادہ لوگوں کو دوزخ میں داخل کرے گی تو آپ نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم حدیث:

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

(۶۳۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ

خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کریں۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

خلق حسن وہ عادت ہے جس سے اللہ رسول بھی راضی رہیں اور مخلوق بھی، یہ ہے بہت مشکل مگر جسے یہ نصیب ہو جائے اس کے دونوں جہان سنبھل جاتے ہیں۔

اور تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہے کیونکہ بیوی صرف خاوند کی خاطر اپنے سارے میکے والوں کو چھوڑ دیتی ہے اگر خاوند بھی اس پر ظلم کرے تو وہ کس کی ہو کر رہے، کمزور پر مہربانی سنت الہیہ بھی ہے سنت رسول بھی۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۵، ص ۱۸۴)

(۶۳۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

يَقُولُ: "إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَذُرُكَ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةً الصَّائِمِ الْقَائِمِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: مومن

اپنے اچھے اخلاق سے رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۶۳۳) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

"أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رِبْضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبَيْتٍ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ

631: ترمذی، رقم الحدیث: 7406/3، مستدرک، رقم الحدیث: 7406/3، احمد، رقم الحدیث: 7406/3، ابوداؤد، رقم الحدیث: 479، ابن حبان، رقم

الحدیث: 479

632: ابوداؤد، رقم الحدیث: 480، ابن حبان، رقم الحدیث: 480، احمد، رقم الحدیث: 24649/9، حاکم، رقم الحدیث: 199/1

لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ، وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبَيَّتَ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ“۔ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ
”الرَّعِيْمُ“: الضَّامِنُ۔

◀ حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے بیرونی حصے میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹا فساد ترک کر دے۔ خواہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو اور میں اس شخص کے لئے جنت کے وسط میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹ ترک کر دے خواہ وہ مزاحاً ہی جھوٹ بولتا ہو اور اس شخص کے لئے جنت کی اعلیٰ مقام پر ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔ ابو داؤد نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

الرَّعِيْمُ: ضامن کو کہتے ہیں۔

شرح:

بعض حسن اخلاق احادیث مبارکہ کا مفہوم:

☆۔۔۔۔۔ بندہ اچھے اخلاق سے روزہ دار اور عبادت گزار کا درجہ پالیتا ہے، نیز آخرت کے درجات اور جنت کے بالا خانوں کو پالیتا ہے۔

☆۔۔۔۔۔ بد اخلاقی ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں۔

☆۔۔۔۔۔ بندہ اس کی وجہ سے جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔

☆۔۔۔۔۔ اچھا اخلاق خطاؤں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔

☆۔۔۔۔۔ خوش خلقی (باعث) برکت ہے۔

☆۔۔۔۔۔ قیامت کے دن لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب وہی ہوگا جس

کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا۔

☆-----سب سے اچھا اخلاق شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق ہے۔

☆-----سب سے افضل مؤمن وہی ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

☆-----میزان میں رکھے جانے والے اعمال میں حسن اخلاق سب سے افضل اور وزنی ہوگا۔

(الزَّوَاهِرُ عَنْ ابْنِ الْكَلْبِ، ص ۲۶۸)

(۶۳۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ، أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَمَةِ، الثَّرَثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيِّهُونَ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ عَلِمْنَا "الثَّرَثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ"، فَمَا الْمُتَفَيِّهُونَ؟ قَالَ: "الْمُتَكَبِّرُونَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

"الثَّرَثَارُ": هُوَ كَثِيرُ الْكَلَامِ تَكَلُّفًا. وَ"الْمُتَشَدِّقُ": الْمُتَطَاوِلُ عَلَى النَّاسِ بِكَلَامِهِ، وَيَتَكَلَّمُ بِمَلَأٍ فِيهِ تَفَاضُحًا وَتَعْظِيمًا لِكَلَامِهِ، وَ"الْمُتَفَيِّهُ": أَصْلُهُ مِنَ الْفَهْقِ وَهُوَ الْأَمْتَلَاءُ، وَهُوَ الَّذِي يَمْلَأُ فَمَهُ بِالْكَلَامِ وَيَتَوَسَّعُ فِيهِ، وَيُغْرِبُ بِهِ تَكَبُّرًا وَارْتِفَاعًا، وَإِظْهَارًا لِلْفَضِيلَةِ عَلَى غَيْرِهِ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہیں اور قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ بولنے والے، باچھیں پھاڑ پھاڑ کر باتیں کرنے والے متکبر ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ثرثارون اور متشدقون کا مطلب تو سمجھ گئے ہیں۔ یہ متفہقون کون ہیں؟ فرمایا: تکبر کرنے والے۔

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

الثرثار: جو تکلفاً زیادہ باتیں کرنے والا ہو۔
 المتشدد: اپنے کلام کے ذریعے لوگوں پر فخر کرنے والا اور اپنے کلام کا لوگوں پر رعب طاری کرنے کے لئے منہ بھر کر بولنے والا فصاحت کا رعب جتانے والا۔
 المتفہق: اس کی اصل ”الفہق“ ہے اور اس کا معنی ہے: بھرنا۔ وہ جو کلام کے وقت منہ کو بھرے اپنے کلام کو پھیلانے اور دوسرے پر اپنی فضیلت جتانے کے لئے خود پسندی، تکبر اور بڑائی سے گفتگو کرے۔

شرح:

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي تَفْسِيرِ حُسْنِ الْخُلُقِ، قَالَ: ”هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوفِ، وَكَفُّ الْأَذَى“
 امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے حسن خلق کی تفسیر یوں نقل کی ہے: فرمایا کہ حسن خلق، خندہ پیشانی، نیکی کو پھیلانے اور بدی کو روکنے کا نام ہے۔

۷۴۔ بابُ الْحِلْمِ وَالْأَنَانَةِ وَالرِّفْقِ بردباری، تحمل اور نرمی کے متعلق بیان

حلم کا معنی: بردباری، برداشت، نرمی، نرم دلی، (فیروز اللغات)

رفق کا معنی: نرمی، مہربانی، (فیروز اللغات)

حلم کی تعریف: الْحِلْمُ هُوَ الطَّمَانِيَةُ عِنْدَ سُورَةٍ، وَقِيلَ تَأْخِيرُ مَكَاافَةِ الظَّالِمِ

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ (۱) غضب کے وقت اطمینان ہونا، (۲) ظالم سے بدلہ لینے میں تاخیر کرنا۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آل عمران: ۱۳۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

آیت نمبر: ۲

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ (الاعراف: ۱۹۹)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو ○
آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَسْتَوِ الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾ ○

خم السجدة (34-35)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے! برائی کو بھلائی سے ٹال جیسی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمن بھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا ○

تشریح:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ "تیرے بارے میں جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے تو تو اس کے بارے میں اللہ کی فرما برداری کر اس سے بڑی کو کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ایسا کرنے سے تیرا جانی دشمن دلی دوست بن جائے گا"، اس وصیت پر عمل اسی سے ہوگا جو صابر ہو نفس پر اختیار رکھتا ہو اور ہو بھی نصیب دار کہ دین و دنیا کی بہتری اس کی تقدیر میں ہو۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "ایمان والوں کو اللہ کا حکم ہے کہ وہ غصے کے وقت صبر کریں اور دوسرے کی جہالت پر اپنی بردباری کا ثبوت دیں اور دوسرے کی برائی سے درگزر کر لیں ایسے لوگ شیطانی داؤ سے محفوظ رہتے ہیں اور ان کے دشمن بھی پھر تو ان کے دوست بن جاتے ہیں۔"

(عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ ○ (الشوری: 43)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں ○

(۶۳۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَجَّ عَبْدُ الْقَيْسِ: "إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ: الْحِلْمُ وَالْإِنَانَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالقیس سے فرمایا: تیرے اندر دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور تحمل۔ (مسلم)

(۶۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فخریہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ خرمی کرنے والا ہے اور ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر ۲۰ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الرِّفْقُ: نرمی۔

شرح:

اللہ تعالیٰ رفیق یعنی کریم و رحیم ہے کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا گناہ بخشتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ میرے بندے بھی اپنے ماتحتوں اپنے ساتھیوں پر رحیم و کریم ہوں۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کو عام محاورہ میں رفیق کہنا جائز نہیں یہ لفظ اسماء الہیہ سے نہیں ہے، یہاں لغوی معنی سے استعمال ہوا۔

دنیا و آخرت کے نرمی سے وہ کام بن جاتے ہیں جو سختی سے نہیں بنتے، اکثر سختی سے دوست دشمن بن جاتے ہیں بنتے ہوئے کام بگڑ جاتے ہیں، نرمی سے دشمن دوست ہو جاتے ہیں اور بگڑتے ہوئے کام بن جاتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا

ھیہات انت بباطل مشغوف

یا طالب الرزق الهینی بقوة

درعی الذباب الشہد وهو ضعیف

اکل العقاب بقوة جیف القلا

یعنی سختی سے روزی نہ کماؤ نرمی سے کماؤ، عقاب سختی کی وجہ سے مردار ہی کھاتا ہے، شہد کی مکھی نرمی کی وجہ سے

پھول چوستی ہے۔ (مرقات)

بدگوئی نتیجہ ہے سختی کا اولاً دل میں سختی آتی ہے، پھر بدگوئی، زبان درازی، پھر ہاتھ پائی یعنی مار پیٹ، پھر قتل و خون خدا محفوظ رکھے، شیطان پر سخت رہو بھائی مسلمان پر نرم۔

یعنی اگر حقیر آدمی کے دل میں نرمی ہو تو وہ عزیز بن جاوے گا، عظیم الشان آدمی کے دل میں سختی ہو تو وہ حقیر

ہو جاوے گا۔ مولانا فرماتے ہیں شعر

636: مسلم، رقم الحدیث: 241145، احمد، رقم الحدیث: 241145، بخاری، رقم الحدیث: 323/2، ترمذی، رقم الحدیث: 323/2، ابن ماجہ، رقم

الحدیث: 323/2، دارمی، رقم الحدیث: 323/2، ابن حبان، رقم الحدیث: 6441

در بہاراں کے شود سرسبز سنگ خاک شوتا گل بروید رنگ رنگ

لوہا نرم ہو کر اوزار بنتا ہے، سونا نرم ہو کر زیور، زمین نرم ہو کر قابل کاشت ہوتی ہے، انسان نرم ہو کر ولی بن جاتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۸۹۵)

(۶۳۷) وَ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ، مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نرمی پر وہ اجر عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے سوا کسی چیز پر بھی عطا نہیں فرماتا۔ (مسلم)

(۶۳۸) وَ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک نرمی (کی خصلت) جس چیز کے اندر بھی ہو اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور نرمی کو جس چیز سے چھین لیا جائے وہ چیز معیوب ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

زَانَهُ: از زینۃ، خوب صورتی۔

شرح:

نرم خوئی، مہربانی اور رحم و کرم کی عادت خداوند کریم کی بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کو رفق اور نرم دلی کی عادت خداوند کریم کی طرف سے عطا کر دی گئی اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا بہت بڑا حصہ مل گیا۔ اور جو نرم دلی اور رحم و مہربانی کی خصلت سے محروم کر دیا گیا۔ وہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔

(شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب الرفق، رقم الحدیث: ۳۲۸۵، ج ۶، ص ۴۷۲)

637: مسلم، رقم الحدیث: 241145، احمد، رقم الحدیث: 241145، بخاری و ترمذی، رقم الحدیث: 523/2، الادب المفرد، رقم الحدیث: 311، بیہقی، رقم الحدیث: 203/9

638: مسلم، رقم الحدیث: 2594، بخاری، رقم الحدیث: 469

(۶۳۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَالَ أَعْرَابِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَامَ النَّاسُ إِلَيْهِ لِيَقْعُوا فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُوهُ وَارْتَقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجَلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ ذُنُوبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُبْتَلَيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"السَّجَلُ" بِفَتْحِ السِّينِ الْمُهِمْلَةِ وَاسْكَانِ الْجِيمِ: وَهِيَ الدَّلْوُ الْمُمْتَلِئَةُ مَاءً، وَكَذَلِكَ الذُّنُوبُ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ کھڑے ہو گئے تاکہ اس سے باز پرس کریں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو (یا سجل کی جگہ ذنوب کا لفظ فرمایا) کیونکہ تم لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہو اور تمہیں تنگی پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

السجل: سین مہملہ کے فتح اور جیم کے سکون کے ساتھ۔ پانی سے بھرا ہوا ڈول اور ذنوب کا معنی بھی یہی ہے۔

شرح:

یعنی اسے نہ مارو پیڑ کیونکہ یہ شرعی احکام سے ناواقف ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سب کے سامنے ننگے ہونے کو عیب نہ جانتے تھے، نیز وہ مسجد کے آداب وغیرہ سے بے علم تھے۔ معلوم ہوا کہ ناواقف پر سختی نہ کی جائے اسے نرمی سے سمجھایا جائے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ سجل اور ذنوب کے ایک ہی معنی ہیں یعنی ڈول بڑا ہوا چھوٹا۔ بعض نے کہا ہے کہ سجل بڑے ڈول کو کہتے ہیں، اور ذنوب مطلقاً ڈول کو۔ خیال رہے کہ یہ سجل س کے زبر، ج اور ل کے سکون سے ہے، س اور ج کے زیر اور ل کے حذ سے سجل، بمعنی کاتب و منشی، یونہی ذنوب ذ کے زبر سے بمعنی ڈول اور ذ کے پیش سے ذنب کی جمع، بمعنی گناہ۔

خیال رہے کہ زمین اگر چہ سوکھ کر پاک ہو جاتی ہے لیکن زمین کا دھونا بہت ہی بہتر ہے کہ اس سے گندگی کا رنگ و بو بھی جلدی جاتا رہتا ہے اور اس سے تیمم بھی جائز ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ ناپاک زمین بغیر دھوئے پاک نہیں ہو سکتی جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد دھلوانا اس لئے تھا کہ وقت نماز قریب تھا، زمین جلدی سوکھ کر پاک نہ ہو سکتی تھی، نیز مسجد میں پاکی کے علاوہ صفائی بھی چاہیے اور یہ دھلنے سے ہی

حاصل ہوتی ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۴۶۳)

(۶۳۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَسْرُوْا وَلَا تَعْسِرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تَنْفِرُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔ اور (لوگوں) کو خوشخبری دو اور (انہیں) متفر نہ کرو۔ (متفق علیہ)

(۶۳۱) وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَنْ يُحْرِمِ الرَّفْقَ، يُحْرِمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ ہر بھلائی سے محروم ہے۔ (مسلم)

(۶۳۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِي . قَالَ: "لَا تَغْضَبْ"، فَرَدَّدَ مَرَارًا، قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر، اس شخص نے کئی بار سوال دہرایا تو آپ نے ہر بار فرمایا: غصہ نہ کیا کر۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

لَا تَغْضَبْ: غصہ نہ کرو، از غضباً، بمعنی غصہ

شرح:

شاید یہ سائل غصہ بہت کرتا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکیم مطلق ہیں ہر شخص کو وہ ہی دوا بتاتے ہیں جو اس کے لائق ہیں۔ نفسانی غضب و غصہ شیطانی اثر ہے اس میں انسان عقل کھو بیٹھتا ہے، غصہ کی حالت میں اس سے باطل کام و کلام سرزد ہونے لگتے ہیں۔ غصہ کا علاج اعوذ باللہ پڑھنا ہے یا وضو کر لینا یا یہ خیال کر لینا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہے۔ رحمانی

640: بخاری، رقم الحدیث: 69، مسلم، رقم الحدیث: 1732

641: احمد، رقم الحدیث: 7/19372، مسلم، رقم الحدیث: 2582، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4809، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3687، ابن حبان، رقم

الحدیث: 548، طبرانی الکبیر، رقم الحدیث: 2449

غضب عبادت ہے "فَرَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَنَ أَسْفًا" یا جیسے "غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ"۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۹۲۶)

(۶۴۳) وَعَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَةَ، وَلِيُحَدِّثْ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلِيُريحَ ذَبِيحَتَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مروت کو ہر چیز کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ جب تم قتل کرو (یعنی قتل حق) تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو بھی اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ چاہیے کہ ذبح کرنے والا اپنی چھری کی دھار تیز کر لے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔ (مسلم)

(۶۴۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا، كَانَ أَبَعَدَ النَّاسِ مِنْهُ . وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ تَعَالَى . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا گیا آپ نے آسان چیز کو اپنایا، اگر وہ گناہ نہ ہوتا، پس اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور ہو جاتے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

حارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

مل لغات:

انْتَقَمَ: از انتقام، بمعنی بدلہ لینا۔

643: احمد، رقم الحدیث: 6/17116، مسلم، رقم الحدیث: 1955، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2815، والترمذی، رقم الحدیث: 3170

644: موطا، رقم الحدیث: 1671، احمد، رقم الحدیث: 9/24089، بخاری، رقم الحدیث: 3560، مسلم، رقم الحدیث: 2327، ابن حبان، رقم الحدیث: 488،

والترمذی، رقم الحدیث: 341، بیہقی، رقم الحدیث: 192/10

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ اختیار دینے والا اللہ تعالیٰ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ حضور انور کو دو کاموں کا اختیار دیتا تو آپ آسان کام اختیار فرماتے تاکہ امت کو تکلیف نہ ہو۔ بعض نے کہا کہ اختیار دینے والے یا کفار ہوتے یا مسلمان کہ اگر یہ لوگ دو باتیں حضور پر پیش کرتے تو آپ آسان اختیار فرماتے جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا مشورہ دیا گیا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا بھی، تو حضور انور نے حضور ابو بکر صدیق کا مشورہ فدیہ قبول فرمایا یہ ہے آسان کو اختیار فرمانا، پھر رب تعالیٰ نے اس فدیہ لے کر چھوڑنے کو قانون بنا دیا کہ فرمایا: "فَإِمَّا مَنَّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً"۔ اس کی مفصل بحث ہماری تفسیر میں دیکھو۔

اگر اختیار دینے والا رب تعالیٰ ہے تو گناہ سے مراد ہے کسی جائز کام کا گناہ کا ذریعہ بننا ایسے کام سے حضور دور رہتے جیسے رب نے حضور کو اختیار دیا کہ یا آپ شاہانہ زندگی اختیار فرمائیں خزانے آپ کے ساتھ رہیں یا آپ سادہ زندگی قبول فرمائیں، چونکہ شاہانہ زندگی دنیا میں مشغولیت نیکیوں میں کمی کا ذریعہ بن سکتی تھی اس لیے حضور انور نے سادہ زندگی اختیار فرمائی۔ شعر

عجز اللہ رہے تمہارا کہ شہہ کل ہو کر
زندگی تم نے غریبوں میں گزاری ساری

اور حضور انور نے اپنی ذات کے لیے کسی موذی سے بدلہ نہ لیا، جس سے بدلہ لیا دین کی حرمت کے لیے، حضور نے اپنے جن دشمنوں کو قتل کرایا ہے یا قتل کیا ہے وہ بھی درحقیقت دین ہی کے دشمن تھے جیسے عقبہ بن ابی معیط، عبد اللہ ابن قتل کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرایا کہ وہ درحقیقت دین کے دشمن تھے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں مالی جرم کا عوض مراد ہے آبرو کے دشمنوں سے بدلہ لیا ہے۔ (مرقات، اشعہ) مگر پہلی بات قوی ہے۔ حضور نے ہندہ وحشی عکرمہ کو معافی دے دی کہ وہ اپنے دشمن تھے مگر فاطمہ مخزومیہ کا ہاتھ کٹوا دیا کہ اس نے چوری کی تھی قانون اسلامی کا جرم کیا تھا، اس موقع پر کسی کی سفارش قبول نہ فرمائی بلکہ سفارش پر ناراضی فرمائی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 8، ص 76)

(۶۴۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ؟ أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ تَحْرُمُ عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ، هَيْنٍ، لَيْنٍ، سَهْلٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس شخص کے متعلق نہ بتاؤں جو آگ پر حرام ہے یا فرمایا کہ جس پر آگ حرام ہے۔ آگ ہر اس شخص پر حرام ہے جو

لوگوں کے قریب رہے ان سے نرمی اور آسانی کا سلوک کرے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

آگ اس پر حرام ہے (دونوں لازم و ملزوم ہیں کہ دوزخ کی آگ پر وہ حرام ہو جاوے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جاوے کہ نہ آگ اس تک پہنچے نہ آگ تک وہ پہنچے اور اگر وہ کسی وقت دوزخیوں کو نکالنے کے لیے دوزخ میں جاوے تو اس کو آگ کی گرمی نہ پہنچے۔

صہین اور لین کی شد سے بھی آتا ہے اور ی کے سکون سے بھی دونوں کے معنی ہیں نرم مگر جب یہ دونوں جمع ہو جاویں تو ایک سے مراد نرم طبیعت ہوتا ہے دوسرے سے مراد نرم زبان۔ سہل کے معنی ہیں سچ یعنی لوگوں کی زیادتیوں سے درگزر کر جانے والا، قریب کے معنی ہیں لوگوں سے نزدیک رہنے والا کہ جب اس کی ضرورت پڑے تو حاضر ہو جاوے اگر لوگ اس سے مستغنی ہوں تو یہ بھی بے نیاز رہے۔

(مراۃ السانجی فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 910)

۷۵۔ بابُ الْعَفْوِ وَالْإِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِلِينَ

معاف کرنے اور جاہلوں سے درگزر کرنے کے متعلق بیان

عفو کا معنی: معافی، بخشا، بخشش، (فیروز اللغات)

عفو کی تعریف: گناہ مٹانا اور عقاب سے اعراض کرنا (قواعد الفقہ ص ۳۸۳) لیکن یہاں سے مراد لوگوں کی غلطیوں کو معاف کرنا ہے۔

اعراض کا معنی: منہ پھیرنا ہے اور یہاں مراد جاہلوں کی باتوں سے درگزر کرنا ہے۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝ ﴾ (الاعراف: ۱۹۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو ۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَاصْفَحْ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ﴾ (الحجر: 85)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو تم اچھی طرح درگزر کرو۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ﴾ (النور: 22)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری

بخشش کرے۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آل عمران: 134)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (الشوری: 43)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ۔

اور اس مضمون کی آیات بکثرت مشہور ہیں۔

(۶۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ

يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمٍ أُحُدٍ؟ قَالَ: "لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ،

إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كَلَالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا

مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِ، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، وَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ

أَظْلَمَتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جَبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ -، فَنَادَانِي، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ سَمِعَ قَوْلَ

قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ - فَنَادَانِي

مَلَكُ الْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَأَنَا مَلَكُ

الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِي رَبِّي إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ، فَمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَطَبَقْتُ عَلَيْهِمُ

الْأَخْشَبِينَ". فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ

يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

”الْأَخْشَبَانِ“: الْجَبَلَانِ الْمُحِيطَانِ بِمَكَّةَ . وَالْأَخْشَبُ: هُوَ الْجَبَلُ الْغَلِيطُ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: کیا آپ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو اُحد کے دن سے زیادہ سخت تھا؟ آپ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے تیری قوم کی طرف سے سختیاں برداشت کی ہیں۔ اور سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا۔ جب میں عبدیلیل بن عبدکلال کے پاس گیا اور اس نے میری مرضی کے مطابق مجھے جواب نہ دیا۔ سو میں غمزہ اور پریشان ہو کر آگے چل دیا اور مجھے پریشانی کی اس کیفیت سے آفاقہ اس وقت ہوا جب میں ”قرن الثعالب“ کے مقام پر پہنچ گیا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے اس کے اندر دیکھا تو مجھے حضرت جبریل نظر آئے۔ انہوں نے مجھے ندا دی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے وہ بات سن لی ہے جو آپ کی قوم نے آپ سے کہی ہے اور وہ جواب بھی جو انہوں نے آپ کو دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں اسے حکم دیں۔ پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے ندا دی۔ مجھے سلام کیا اور کہا: اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے وہ بات سن لی ہے جو آپ کی قوم نے آپ سے کہی ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں اگر آپ چاہیں تو میں ان دونوں پہاڑوں (اخشبین) کو ان کے اوپر آپس میں ملا دوں (اور یہ تباہ ہو جائیں) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الاخشبان: وہ دو پہاڑ جو مکہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔

الاخشب: سخت پہاڑ کو کہتے ہیں۔

شرح:

جب بیعت عقبہ ثانیہ میں انصار بیعت کر رہے تھے تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے یا حضرت عباس بن نھلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بھائیو! تمہیں یہ بھی خبر ہے؟ کہ تم لوگ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ خوب سمجھ لو کہ ب

عرب و عجم کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ انصار نے طیش میں آ کر نہایت ہی پر جوش لہجے میں کہا کہ ہاں! ہاں! ہم لوگ اسی پر بیعت کر رہے ہیں۔ بیعت ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جماعت میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب (سردار) مقرر فرمایا۔ ان میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اشخاص قبیلہ اوس کے تھے جن کے مبارک نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ (۲) حضرت سعد بن ربیع (۳) حضرت عبداللہ بن رواحہ (۴) حضرت رافع بن مالک (۵) حضرت براء بن معرور (۶) حضرت عبداللہ بن عمرو (۷) حضرت سعد بن عبادہ (۸) حضرت منذر بن عمر (۹) حضرت عبادہ بن ثابت۔ یہ نو آدمی قبیلہ خزرج کے ہیں۔ (۱۰) حضرت اُسید بن حنظل (۱۱) حضرت سعد بن خثیمہ (۱۲) حضرت ابوالہیثم بن تہان۔ یہ تین شخص قبیلہ اوس کے ہیں۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

(السيرة النبوية لابن هشام، اسما السقاء الاثني عشر..... الخ، ص ۸۷، ۸۸ او شرح الزرقاني على المواهب، ذكر عرض المصطفى صلى الله

عليه وسلم نفسه..... الخ، ج ۲، ص ۸۰، ۸۷)

(۶۳۷) وَعَنْهَا، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا أَمْرًا وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ تَعَالَى، فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ تَعَالَى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فخریہؓ سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔ مگر آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور آپ کو جب کبھی کسی سے تکلیف پہنچی تو آپ نے تکلیف دینے والے سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يُنْتَهَكَ: از انتہا کا بمعنی بے حرمتی کرنا، حدود پامال کرنا۔

شرح:

یہاں شیئاً سے مراد آدمی ہے یعنی حضور نے کسی آدمی کو کبھی نہ مارا اونٹ گھوڑے کو بار بار مارا ہے، ایک بار بچھو بھی مارا ہے، سانپ کے مارنے کا حکم دیا ہے۔

چونکہ انسان کو اپنی بیویوں خادموں سے تعلق بہت رہتا ہے اکثر انہیں مارنا پڑتا ہے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ورنہ شیئاً میں یہ بھی داخل تھے کہ یہ بھی آدمی ہی ہیں۔

حضور انور نے غزوہ احد میں ابی ابن خلف کو اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا۔ (مرقات) صرف یہ ہی ایک کافر حضور کے ہاتھوں سے قتل ہوا ہے۔ یہاں شرعی سزائیں تعزیرات مراد نہیں وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرموں پر جاری فرمائی ہیں، یہ تمام قتل وغیرہ اپنی ذات کے لیے نہ تھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تھے۔

یعنی اگر کوئی شخص قانون اسلامی کی مخالفت کرتا چوری زنا کرتا تو اس کو سزا ضرور دیتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص آپ کا کوئی حق مار لیتا تو آپ اسے معاف فرما دیتے تھے اس سے بدلہ نہ لیتے تھے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 8، ص 77)

(۶۳۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَذْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبَذَةً شَدِيدَةً، فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَثَرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبَذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مُرِّ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ. فَضَحِكْتُ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ پر ایک موٹے حاشیے والی نجرانی چادر تھی۔ ایک اعرابی آپ کو ملا اور اس نے چادر پکڑ کر آپ کو پورے زور سے کھینچا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کے کندھے کی جلد کو دیکھا تو وہاں شدت سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارے کے نشان لگ گئے تھے۔ پھر اس اعرابی نے کہا: اے محمد (ﷺ)! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا جو مال ہے اس میں سے میرا مال مجھے ادا کرنے کا حکم دو۔ تو آپ ﷺ اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے، تبسم فرمایا اور پھر اس کو عطیہ دینے کا حکم فرمایا۔

(متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فجذہ: از، جذاً بمعنی کھینچنا۔

شرح:

نجران یمن کی مشہور بستی ہے جہاں کے عیسائی حضور انور سے مناظرہ کرنے آئے تھے، حضور انور نے انہیں مباہلہ کے لیے کہا انہوں نے نہیں کیا۔ بعض کے نزدیک حجاز اور یمن کے درمیان ہے وہاں موٹے اون کی چادریں بہت بنتی تھیں جن کے کنارے بہت زیادہ موٹے ہوئے تھے۔

اس بدوی نے اس طرح حضور انور سے بھیک مانگی وہ آداب تو کیا طریقہ گفتگو سے بھی بے خبر تھا، حضور انور نے اس کی اس بے ادبی پر ناراضی نہ فرمائی خیال فرمایا کہ یہ آداب گفتگو سے واقف نہیں ہے۔ شعر سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں (اعلیٰ حضرت)

(اے محمد ﷺ میرے لیے بھی اللہ کے مال سے حکم فرمائیے) غالباً یہ بدوی نو مسلم تھا جو ابھی دین کے مسائل سے پورا واقف بھی نہ تھا اور بات کرنے کا طریقہ بھی نہ جانتا تھا اور تھا بھی مؤلفۃ القلوب سے جن کو دین پر پختہ کیا جاتا ہے اس لیے حضور انور کو صرف نام شریف سے پکارا اور اس پر کوئی گرفت نہیں فرمائی گئی۔) مرقات (وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے پاس فقراء میں تقسیم کرنے کے لیے زکوٰۃ و صدقات کے مال ہیں میں بھی فقیر ہوں مجھے بھی اس میں سے دیجئے۔

حضور انور اس کی یہ حرکت دیکھ کر اس کی یہ بات سن کر مسکرائے اور صحابہ کو حکم دیا کہ اسے مال زکوٰۃ سے کچھ دے دیں۔ اس عطاء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کافریا منافق نہ تھا کہ کفار و منافقین کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ حکام بادشاہوں اور بڑے لوگوں کو چاہیے کہ رعایا کی سختی پر صبر و تحمل سے کام لیا کریں اس صبر کے پھل بہت شیریں ہوتے ہیں۔ شعر

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 8، ص 62)

(۶۴۹) وَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَنِي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، ضَرْبَهُ قَوْمَهُ فَأَذَمَّوهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَيَقُولُ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي؛ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ انبیاء میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں جن کو ان کی قوم نے مار مار کر لہو لہان کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے کیونکہ وہ نادان ہیں۔ (متفق علیہ)

(۶۵۰) وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ

الشَّدِيدُ بِالصَّرْعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہادر اور طاقتور وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الشَّدِيدُ: طاقتور، پہلوان،

الْغَضَبُ: غصہ،

شرح:

کیونکہ یہ جسمانی پہلوانی فانی ہے اس کا اعتبار نہیں دو دن کے بخار میں پہلوانی ختم ہو جاتی ہے۔ غصہ نفس کی طرف سے ہوتا ہے اور نفس ہمارا بدترین دشمن ہے، اس کا مقابلہ کرنا، اسے پچھاڑ دینا بڑی بہادری کا کام ہے، نیز نفس قوت روحانی سے مغلوب ہوتا ہے اور آدمی قوت جسمانی سے پچھاڑا جاتا ہے، قوت روحانی قوت جسمانی سے اعلیٰ و افضل ہے لہذا اپنے نفس پر قابو پانے والا بڑا بہادر پہلوان ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 926)

۷۶- بَابُ اِحْتِمَالِ الْاَذَى

تکلیف برداشت کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آل عمران: 134)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں ○

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (الشوری: 43)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں ○

وَفِي الْبَابِ: الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اس باب سے متعلقہ بہت سی احادیث کا بیان اس سے پہلے باب میں ہو چکا ہے۔

(۶۵۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصْلَهُمْ وَيَقْطَعُونِي، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسَيِّئُونَ إِلَيَّ، وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ! فَقَالَ: "لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَأَنَّمَا تُسْفَهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِي بَابِ صَلَاةِ الْأَرْحَامِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں تو وہ میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو تو پھر تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تمہارا رویہ یہی رہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار ان کے خلاف تمہارے ساتھ رہے گا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اصلہم: از، صلہ، بمعنی مہربانی کرنا۔

شرح:

شفیع روزِ ثمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "حسد (یعنی رشک) صرف دو افراد سے جائز ہے: (۱) وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے قرآن عطا فرمایا تو اس نے اس کے احکامات کی پیروی کی اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا (۲) اور وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے مال عطا فرمایا تو اس نے اس کے ذریعے صلہ رحمی کی اور رشتہ داروں سے تعلق جوڑا اور اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کا عمل کیا تو اس جیسا ہونے کی تمنا کرنا درست ہے۔" (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۳۶، ج ۳، ص ۱۸۵)

اس کی شرح "باب صلۃ الارحام" میں گزر چکی ہے۔

۷- بَابُ الْغَضَبِ إِذَا انْتَهَكْتَ حُرْمَاتِ الشَّرْعِ وَالْإِنْتِصَارِ لِلدِّينِ اللَّهُ تَعَالَى

حرمت شرعیہ کی پامالی پر غضبناک ہونے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ

الزُّورِ﴾ (الحج: 30)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔ اور بچو جھوٹی بات سے۔

تشریح:

«مَنْ» یہاں پر بیان جنس کے لیے ہے، اور جھوٹی بات سے بچو۔ اس آیت میں شرک کے ساتھ جھوٹ کو ملا دیا

جیسے آیت۔

«قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا

بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنْزَلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ» (الاعراف: 33)

ترجمہ: تم فرماؤ کہ میرے رب تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ اور ناحق

زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے۔

بخاری و مسلم میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا میں تمہیں سب سے بڑا کبیرہ گناہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا

ارشاد ہو، فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا پھر تکلیف سے الگ ہٹ کر فرمایا: اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی

شہادت دینا۔ اسے بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب رک جائیں۔

(صحیح بخاری: 2654)

مسند احمد میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں کھڑے ہو کر تین بار فرمایا: جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ

شرک کرنے کے برابر کردی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا فقرہ تلاوت فرمایا۔ (سنن ابوداؤد: 3599)

اور روایت میں ہے کہ صبح کی نماز کی بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا۔ (سنن ابوداؤد: 3599)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی مروی ہے "اللہ کے دین کو خلوص کے ساتھ تھام لو باطل سے ہٹ کر حق

کی طرف آ جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والوں میں نہ بنو"۔ (عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2: وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد: 7)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔

وَفِي الْبَابِ حَدِيثُ عَائِشَةَ السَّابِقِ فِي بَابِ الْعَفْوِ .

اور اس باب کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو ”باب العفو“ میں بیان ہو چکی ہے۔

(۶۵۲) وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرِو الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي لَا تَأْخُرُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا! فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضِبَ فِي مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ؛ فَقَالَ: ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ مِنْكُمْ مُنْفِرِينَ، فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُؤْجِزْ؛ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِهِ الْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں صبح کی نماز سے اس لئے پیچھے رہتا ہوں کہ فلاں شخص ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی وعظ کے وقت میں اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا غصہ آپ کو اس دن آیا۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو بھی لوگوں کی امامت کرے اسے چاہیے کہ نماز مختصر کرے، کیونکہ اس کے پیچھے بوڑھے بچے اور حاجت مند ہوتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۱۰ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يطيل: از، اطالة، و اطوالاً، بمعنى لمبا کرنا، طویل کرنا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ امام کے قصور کی بنا پر اگر کوئی شخص جماعت چھوڑ دے تو گنہگار وہ نہیں ہے بلکہ امام، نیز حاکم یا بزرگ کے سامنے امام کی شکایت کر دینا جائز ہے، نہ یہ غیبت ہے اور نہ امام کی سرتابی، نیز حاکم مقتدیوں کے سامنے امام پر سختی بھی کر سکتا ہے اور ملامت بھی، اس میں اس کی اصلاح ہے نہ کہ ذلیل کرنا۔ درازی نماز اگرچہ عبادت ہے مگر جب کہ اس سے کوئی خرابی نہ پیدا ہو۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۳۵۶)

(۶۵۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ،

وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَائِيلٌ، فَلَمَّا رَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَتَلَوْنَ وَجْهَهُ، وَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ، أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"السَّهْوَةُ": كَالصُّفَةِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ . وَ"الْقِرَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ: سِتْرٌ رَقِيقٌ، وَ"هَتَكَهُ": أَفْسَدَ الصُّورَةَ الَّتِي فِيهِ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فخریہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے الماری کے سامنے باریک کپڑے کا پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا: اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں مشابہت کی کوشش کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

السهوة: چبوترے جیسا جو گھر کے سامنے ہوتا ہے۔

القرام، قاف کے کسرہ سے۔ باریک پردہ۔

هتكه: اس کے اند جو صورتیں تھیں ان کو خراب کر دیا۔

شرح:

ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "ملائکہ اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کُتّا اور جب ہو۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الجنب یؤخر الغسل، الحدیث: ۲۲۷، ج ۱، ص ۱۰۹)

جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا، ناجائز ہے۔ یوہیں مصلیٰ کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق ہو، یا محلِ جود میں ہو، کہ اس پر سجدہ واقع ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یوہیں مصلیٰ کے آگے، یا داہنے، یا بائیں تصویر کا ہونا، مکروہ تحریمی ہے، اور پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے، اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے دہنے بائیں معلق ہو، یا نصب ہو یا

دیوار وغیرہ میں منقوش ہو، اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں، تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے، جیسے پہاڑ دریا وغیرہ کی، تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۰۲-۵۰۳، وغیرہا.....)

(۶۵۴) وَ عَنْهَا: أَنَّ قَرِيشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرَاةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يَكَلِّمُ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرَّءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اتَّشَفَعُ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ تَعَالَى؟" ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكَوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَإِنَّمَا اللَّهُ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ قریش اس مخزومیہ عورت کے متعلق بہت پریشان تھے جس نے چوری کی تھی۔ پس کہنے لگے: اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے تو لوگوں نے کہا: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں ان کے علاوہ کون بات کرنے کی جرأت کر سکتا ہے! پس حضرت اسامہ نے اس سلسلہ میں آپ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق سفارش کر رہا ہے؟ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: بے شک تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ اگر ان میں سے کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

(متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یجترىء: از، اجتراء، بمعنی بہت دلیر ہونا، بہادر ہونا، جری ہونا۔

شرح:

یہ ہے ہمارے نبی اکرم ﷺ کا عدل و انصاف سبحان اللہ:

حضرت سیدتنا خولہ زوجہ حمزہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "ایک آدمی کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک

وقت (60 صاع) کھجوریں قرض تھیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اسے ادا کرے، اس نے کم کھجوریں ادا کیں تو اس شخص نے لینے سے انکار کر دیا، انصاری نے کہا: "کیا تو اب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے گا؟" اس نے کہا: "کیوں نہیں، اور کون شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عادل ہو سکتا ہے۔" یہ سن کر حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کی تاجور، محبوبِ رب اکبر عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، پھر ارشاد فرمایا: "اس نے سچ کہا، مجھ سے زیادہ کون عدل کرنے کا حق دار ہے، اللہ عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے اپنا حق پریشان ہوئے بغیر وصول نہیں کر سکتا۔" پھر ارشاد فرمایا: "اے خولہ رضی اللہ عنہا! شمار کرو اور اسے پورا ادا کرو، جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لئے زمین کے چوپائے اور سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں، نیز جو بندہ قدرت کے باوجود اپنے قرض دینے والے سے ٹال مٹول کرتا ہی تو اللہ عزوجل ہر دن اور رات اس کا گناہ لکھتا ہے۔" (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۰۲۹، ج ۴، ص ۱۰)

(۶۵۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُحَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رُؤِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ: "إِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ، وَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قَبْلَ الْقِبْلَةِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ" ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: "أَوْ يَفْعَلْ هَكَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب بلغم پڑا دیکھا۔ سو یہ بات آپ کو ناگوار گزری حتیٰ کہ اس کے آثار آپ کے چہرے پر دکھائی دیئے۔ آپ اٹھے اور اس کو اپنے دست اقدس سے کھرچا، اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی قطعاً قبلہ کی جانب نہ تھو کے، بلکہ بائیں جانب یا دائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھو کے۔ پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک پلو پکڑا۔ اس میں تھو کا اور کپڑے کو آپس میں رگڑ دیا اور فرمایا: یا اس طرح کرے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

نُحَامَةً: بلغم، رینٹ، کھنکار،

فحکھ: از، حکا، رگڑنا،
بیزقن: از، بزقا، بمعنی تھوکنا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں کہ:

وَالْأَمْرُ بِالْبُصَاقِ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ هُوَ فِيمَا إِذَا كَانَ فِي غَيْرِ الْمَسْجِدِ، فَأَمَّا فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَنْصُقُ إِلَّا فِي تَوْبِهِ۔

بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے کا حکم اس وقت ہے جب مسجد کے اندر نہ ہو اور جب مسجد میں ہو تو اس وقت صرف اپنے کپڑے میں تھوکه۔

۷۸- بَابُ أَمْرِ وَلَاةِ الْأُمُورِ بِالرِّفْقِ بِرِعَايَاهُمْ وَنَصِيحَتِهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالنَّهْيِ عَنْ غَشِيهِمْ وَالتَّشْدِيدِ عَلَيْهِمْ وَاهْمَالِ مَصَالِحِهِمْ وَالْغَفْلَةِ عَنْهُمْ وَعَنْ حَوَائِجِهِمْ
حکمرانوں کو رعایا سے نرمی اور شفقت کا سلوک کرنے، ان کی بہتری کا خیال رکھنے کا حکم اور ان پر سخت رویہ رکھنے، ان کے معاملات سے چشم پوشی کرنے اور ان کی بہتری کے سلسلہ میں سستی کرنے کی ممانعت کا بیان

نوٹ: شفقت اور رفق کا معنی ماقبل گزر چکا ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الشعراء: 215)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: 90)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے

حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

تشریح:

حدیث شریف میں ہے بہترین اخلاق اللہ کو پسند ہیں اور بد خلقی کو وہ مکروہ رکھتا ہے۔

(عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ، سلسلہ احادیث صحیحہ: 1378)

اکثم بن صیفی کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت اطلاع ہوئی تو اس نے خدمت نبوی میں حاضر ہونے کی ٹھان لی لیکن اس کی قوم اس کے سر ہو گئی اور اسے روک لیا اس نے کہا اچھا مجھے نہیں جانے دیتے تو قاصد لاؤ جنہیں میں وہاں بھیجوں۔

دو شخص اس خدمت کی انجام دہی کے لیے تیار ہوئے یہاں آ کر انہوں نے کہا کہ ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اور کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت انہیں پڑھ کر سنائی انہوں نے کہا دوبارہ پڑھئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پڑھی، یہاں تک کہ انہوں نے یاد کر لی۔

پھر واپس جا کر اکثم کو خبر دی اور کہا اپنے نسب پر اس نے کوئی فخر نہیں کیا۔ صرف اپنا اور اپنے والد کا نام بتا دیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہیں وہ بڑے نسب والے، مضر میں اعلیٰ خاندان کے ہیں اور پھر یہ کلمات ہمیں تعلیم فرمائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہم نے سنے۔ یہ سن کر اکثم نے کہا وہ تو بڑی اچھی اور اعلیٰ باتیں سکھاتے ہیں اور بری اور سفلی باتوں سے روکتے ہیں۔ میرے قبیلے کے لوگو تم اسلام کی طرف سبقت کرو تا کہ تم دوسروں پر سرداری کرو اور دوسروں کے ہاتھوں میں دیں بن کر نہ رہ جاؤ۔

اس آیت کے شان نزول میں ایک حسن حدیث مسند امام احمد میں وارد ہوئی ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگنائی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھے نہیں ہو؟ وہ بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دفعۃً اپنی نظریں آسمان کی جانب اٹھائیں کچھ دیر اوپر ہی کود دیکھتے رہے، پھر نگاہیں آہستہ آہستہ نیچی کیں اور اپنی دائیں جانب زمین کی طرف دیکھنے لگے اور اسی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ بھی کر لیا اور اس طرح سر ہلانے لگے گویا کسی سے کچھ سمجھ رہے ہیں اور کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہہ رہا ہے تھوڑی دیر تک یہی حالت طاری رہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہیں اونچی کرنی شروع کیں، یہاں تک کہ آسمان تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں پہنچیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہلی طرح عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔

وہ یہ سب دیکھ رہے تھے، ان سے صبر نہ ہو سکا، پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی بار بیٹھنے کا اتفاق ہوا لیکن آج جیسا منظر تو کبھی نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی پھر نیچیں کر لی اور اپنے دائیں طرف دیکھنے لگے اور اسی طرف گھوم کر بیٹھ گئے، مجھے چھوڑ دیا، پھر اس طرح سر ہلانے لگے جیسے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہہ رہا ہو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اچھی طرح سن سمجھ رہے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا تم نے یہ سب کچھ دیکھا؟ اس نے کہا برابر دیکھتا ہی رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اللہ کا نازل کردہ فرشتہ وحی لے کر آیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کا بھیجا ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ہاں اللہ کا بھیجا ہوا۔ پوچھا پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھ سنائی۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی وقت میرے دل میں ایمان بیٹھ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ (مسند احمد: 1/318: عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۶۵۶) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، امام حکمران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اور آدمی اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور خادم اپنے مالک کے مال پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

راع: از، رعياً و رعایةً، بمعنی امیر کا انتظام مملکت کرنا،

شرح:

یعنی یہ نہ سمجھو کہ صرف بادشاہ سے ہی اس کی رعایا کا سوال ہوگا ہم آزاد رہیں گے، نہیں بلکہ ہر شخص سے اپنے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال ہوگا کہ تم نے ان کے دینی و دنیاوی حقوق ادا کیے یا نہیں۔ راعی کے لغوی معنی ہیں چرواہا، اصطلاحاً میں ہر محافظ اور حاکم کو راعی کہہ دیتے ہیں کہ جیسے چرواہا ساری بکریوں کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ اگر ایک بکری بھی ضائع ہوگئی تو بکری والا اس سے مطالبہ کرتا ہے ایسے ہی رب تعالیٰ اس سے ماتحت بندوں کے متعلق سوال فرمائیے گا "قُورَا اَنْفُسُکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا" مثلاً والد سے سوال ہوگا کہ تم نے اپنی بیوی بچوں کو رزق کیوں نہ پہنچایا، یہ بھی سوال ہوگا کہ انہیں نیک کیوں نہ بنایا۔

چونکہ سلطان کی حکومت وسیع ہے اس لیے اس کا حساب بھی وسیع ہوگا۔ وزیر کے معنی ہیں بوجھ اٹھانے والا، وزیر بوجھ کو کہتے ہیں، چونکہ اس پر تمام سلطنت کا بوجھ ہوتا ہے اس لیے اسے وزیر کہا جاتا ہے اسی لیے متقی لوگ حکومت، قضا اور سلطنت قبول نہ کرتے تھے۔

اور مرد سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنی بیوی بچوں کے شرعی حقوق ادا کیے یا نہیں، جن کا خرچہ تیرے ذمہ تھا انہیں خرچ دیا یا نہیں اور جن کی تعلیم تجھ پر لازم تھی انہیں تعلیم دی یا نہیں اور عورت سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنے خاوند کی خدمت کی یا نہیں، خاوند کے مال اور اولاد کی خیر خواہی کی یا نہیں، بچوں کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے اس لیے ماں پر لازم ہے کہ انکی پرورش اور تربیت اچھی کرے، ماں فاطمہ زہرا جیسی پرہیزگار بنے تاکہ اس کی اولاد حسین جیسی ہونہار ہو اسی لیے اچھی لڑکیوں سے نکاح کرنا اچھا ہے کہ زمین اچھی ہو تو پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے۔ شعر

بے ادب ماں باادب اولاد جن سکتی نہیں معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں

بتولے باش و پنہاں شوازیں عصر کہ در آغوش شبیرے بگیری

خادم سے سوال ہوگا کہ تو نے مولیٰ کے مال میں خیانت تو نہیں کی اور اس کی خیر خواہی کی یا نہیں۔

یہاں اشعة اللمعات نے فرمایا کہ ہر شخص خود اپنے نفس اور اپنے اعضاء کا راعی و ذمہ دار ہے کہ اس سے اپنے اوقات، اپنے حالات، اپنے خیالات، آنکھ ناک کان وغیرہ کا حساب ہوگا کہ کہاں استعمال کیے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ" انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اس کی بھی نگرانی ہوتی ہے۔ شعر

عقل و ہوش و گوش نعتہائے عرش خرچ کردی و چہ آوردی ز فرش

غرض کہ ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کو متعلق پرشش ہوگی، اللہ تعالیٰ ہی ہم گنہگاروں کا بیڑا پار لگائے پردے رکھے لغزشیں معاف کرے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 585)

(۶۵۷) وَعَنْ أَبِي يَعْلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيَهُ اللَّهُ رَعِيَّةً، يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ: "فَلَمْ يَحْطُهَا بِنُصْحِهِ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ" .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أُمُورَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ لَهُمْ، إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ" .

◀ حضرت ابو یعلیٰ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس بندے کو اللہ تعالیٰ رعیت پر حاکم بناتا ہے، جب وہ مرجاتا ہے تو اپنی رعایا کو دھوکا دیتے ہوئے مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادیتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: اور وہ ان کو اپنی خیر خواہی میں نہیں لیتا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جو امیر مسلمانوں کے امور کا والی بنتا ہے پھر ان کے لئے محنت اور خیر خواہی نہیں کرتا تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

تعارفِ راوی:

آپ کا نام شداد بن اوس اور کنیت ابو یعلیٰ ہے، حضرت حسان کے بھتیجے ہیں، شام میں قیام رہا۔ (مرآۃ المناجیح جلد دوم)

شرح:

معقل میم کے فتنہ اور عین کے کسرہ سے، آپ شجرہ والے صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی تھی، بصرہ میں قیام رہا، خواجہ حسن بھری آپ کے شاگرد ہیں۔ (اشعہ) امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔ یہاں والی (رعایا) سے عام رعایا مراد ہے سلطان ہو یا حاکم، استاذ ہو یا ماں باپ، مسلمان رعایا کا ذکر اتفاقی ہے ورنہ اپنے ماتحت کفار رعایا اور کفار نوکر چاکروں کا بھی حساب ہوگا کہ ان کے شرعی حقوق ادا کیے یا نہیں۔

غاش بنا ہے غش سے بمعنی ملاوٹ و کھوٹ، یہاں غاش سے مراد ہے ان کے حقوق نہ ادا کرنے والا اور یا ان پر حق سے زیادہ بوجھ ڈالنے والا۔ (مرقات) اس میں بھاری ٹیکس وغیرہ سب داخل ہیں۔

(اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی) لہذا وہ نجات پانے والے مؤمنوں کے ساتھ جنت میں نہ جائے گا اور اگر

ان جرموں کو حلال جانتا تھا تو کبھی جنت میں نہ جائے گا یا ایسے ظالم کے متعلق اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ خراب ہو اور وہ دائمی دوزخی بن جائے، یہاں موت کا ذکر فرما کر یہ بتایا کہ مرتے دم تک توبہ کا اسے موقعہ ہے مگر جیسی خیانت ویسی توبہ۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 586)

(۶۵۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ فِي بَنِي هَذَا: "اللَّهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أُمِّمِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أُمِّمِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اس گھر میں فرماتے سنا: اے اللہ! جو شخص میری امت کے امور کا والی بنے اور ان پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے امور کا والی بنے اور ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

ولی: از، ولایت، بمعنی والی ہونا، متصرف ہونا،

شرح:

یہ اس آقائے دو جہاں کی بددعا ہے جو رحمتہ اللعالمین ہیں، امت پر ظلم سے قلب پاک کو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے۔ ظالم حاکم کی دنیا بھی برباد آخرت بھی خراب ہے، یہ بددعا دونوں مشقتوں کو شامل ہے۔ شعر
پنداشت ستم گر کہ ستم برما کرو برگردن او بماند و برما بگذشت
یہ دعا بھی بہت شاندار ہے رحمدل حاکم کو دین و دنیا میں کامیابی کی دعا ہے۔ حکام و سلاطین کو چاہیے کہ اپنے پیارے نبی کی دعائیں۔ شعر

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 589)

(۶۵۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ بَعْدِي

خُلَفَاءُ فَيَكْشُرُونَ“، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ”أَوْفُوا بَبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَلَا أَوَّلَ، ثُمَّ أَغْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ، وَاسْأَلُوا اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنو اسرائیل پر انبیاء علیہم السلام حکمرانی کرتے تھے۔ جب ایک نبی دنیا سے پردہ فرماتے تو دوسرے نبی آ جاتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ کثیر تعداد میں ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلے کی بیعت پوری کرو اور پھر جو (اس کے بعد) پہلے ہو اس کی بیعت کرو۔ پھر تم ان کے حقوق ادا کرو اور اپنے حقوق اللہ تعالیٰ سے طلب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان خلفاء سے ان کی رعایا کے متعلق سوال کرے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

تسوسہم: از، سیاست، بمعنی سیاست کرنا، امور کی تدبیر و انتظام کرنا۔

شرح:

تسوس بنا ہے سیاست سے بمعنی ملکی و قومی انتظام جس میں دینی انتظام بھی داخل ہے یعنی بنی اسرائیل میں خود حضرات انبیاء کرام سارے قومی ملکی ملی دینی انتظام فرمایا کرتے تھے، ان کے جانشین امراء و خلفاء نہ ہوتے تھے بلکہ حضرات انبیاء کے خلفاء خود انبیاء ہوتے تھے، موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون سے فرمایا تھا اَخْلَفْنِي مِنْ بَعْدِي۔

(دوسرے بنی اس کے بعد تشریف لاتا) اس سے معلوم ہوا کہ خلافت اسلامیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے شروع ہوئی، اسلامی سلاطین کی بیعت اور حضرات مشائخ کھام کی مریدی اسلام کی خصوصیات سے ہے، پہلے شریعت و ملک کی حفاظت حضرات انبیاء کرام سے ہوتی تھی۔

(میرے بعد کوئی نبی نہیں) یعنی نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہے جو میری موجودگی میں میرا خلیفہ ہو جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں کچھ روز کے لیے عارضی خلیفہ ہوئے جب موسیٰ علیہ السلام تو ریت لینے طور پر تشریف لے گئے اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہے جو میرا مستقل خلیفہ ہو لہذا میرے خلفاء میرے دین کے سلاطین ہیں اور باطنی خلفاء حضرات اولیاء و علماء۔ خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور کے بعد نبی نہیں وہ تو پہلے کے نبی ہیں اور اب بشارت نبوت تشریف نہ لائیں گے بلکہ حضور کے امتی ہو کر اور خلیفہ امام مہدی ہی ہوں گے۔

یہاں خلفاء سے مراد ظاہری خلفاء ہیں یعنی اسلامی سلاطین و امراء خلفاء، خلافت تو قریش کے ساتھ خاص ہے اور سلطنت عام ہے، خلافت میں حکومت کے ساتھ نیابت مصطفوی بھی ہوتی ہے، سلطنت میں صرف حکومت ہے اسی لیے خلفاء راشدین کے زمانہ میں مشائخ سے بیعت نہ کی جاتی وہ خلفاء راشدین مشائخ بھی تھے انکی بیعت بیعت ارادت بھی ہوتی تھی اور بیعت حکومت بھی۔ (پھر ہم کیا کریں) یعنی اگر بہت سے خلیفہ بن جائیں تو ہم کیا کریں کس کی بیعت کریں۔

(اگلے پھر اس سے اگلے کی بیعت کرو) یعنی یکے بعد دیگرے خلفاء کی بیعت کرنا جب پہلا خلیفہ فوت ہو جائے تو اب جو خلیفہ بنے اس کی اطاعت کرو بیک وقت دو خلیفہ نہیں ہو سکتے، اگر ہوں تو پہلا خلیفہ ہوگا دوسرا باغی۔ چنانچہ خلافت حیدری میں امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے اور حضرت امیر معاویہ باغی، جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمائی تب وہ سلطان برحق ہوئے۔ خیال رہے کہ بیک زمانہ مختلف ملکوں کے بادشاہ بہت ہو سکتے ہیں مگر تمام مسلمانوں کا خلیفہ ایک ہی ہوگا۔ آج پاکستان، ترکی، کابل، ایران اور پاکستان کے صدر یا بادشاہ الگ الگ ہیں مگر ان میں خلیفۃ المسلمین کوئی نہیں، امام مہدی تمام مسلمانوں کے خلیفۃ المسلمین ہونگے۔ اس حدیث کی بنا پر صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں دو پیروں کا مرید نہیں ہو سکتا۔

(مرآۃ السانجی فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 576)

(۶۲۰) وَعَنْ عَائِدِ بْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ لَهُ: أَيُّ بَنِي، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ" فَيَاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا: اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بے شک سب سے برا حاکم وہ ہے جو سخت اور بے رحم ہو۔ اس لئے تم اس سے بچو کہ تمہارا شمار ان حاکموں میں ہو۔ (متفق علیہ)

(۶۲۱) وَعَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَزْدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ، فَاجْتَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ، اجْتَبَ اللَّهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" فَجَعَلَ مُعَاوِيَةَ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

◀ حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنے اور وہ ان کی ضروریات اور فقر و فاقہ سے چشم

پوش کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ضروریات اور فقر و فاقہ سے چشم پوشی فرمائے گا۔ پس یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک شخص کا تقرر کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

لغات:

فاحتجب: از، احتجاباً، بمعنی چھپنا، روپوش ہونا،

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ حضرت معاویہ کی دوران سلطنت میں گئے یا صرف ملاقات کے لیے اور یہ حدیث تذکرۃ سنادی یا یہ حدیث ہی سنانے کے لیے، پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں۔

(کسی چیز کا والی بنادیا) کہ بادشاہ بنادیا گیا یا حاکم۔ ولی ماضی مجہول ہے لام کے شد سے یا فقط کسرہ سے یعنی باب تفعلیل سے یا باب ضرب۔ ضرب سے۔

مظلوم اور ذی الحاجت کے عموم میں ذمی اور مستامن کفار بھی داخل ہیں کیونکہ بادشاہ و حکام پر تمام رعایا کی دادرسی واجب ہے مسلمان ہوں یا کافر۔ دنیا و آخرت میں، اگر لوگ بادشاہ کے محتاج ہیں تو بادشاہ بھی رب تعالیٰ کا حاجت مند ہے۔

یعنی جب ایسے بادشاہ کو لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہوئی تو اللہ اس پر رحمت کے دروازے بند کر لے گا کہ لوگ اس کی مدد نہ کریں گے۔ اس حدیث کا نظارہ کرنا ہے تو موجودہ زمانہ میں الیکشن کے وقت ووٹ کی بھیک مانگنے کا نظارہ کرو۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المناجیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 627)

۷۹۔ بابُ الْوَالِي الْعَادِلِ

عادل حکمران کا بیان

والی کا معنی: مالک، آقا، سردار، حاکم، بادشاہ، دوست، رشتہ دار، نہایتی، مددگار، مربی، سرپرست، محافظ، نگہبان، گورنر، صوبہ دار، حاکم صوبہ، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ (النحل: 90) الْآيَةُ،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔

آیت نمبر: 2: وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (الحجرات: 9)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

تشریح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”دنیا میں جو عدل و انصاف کرتے رہے وہ موتیوں کے منبروں پر رحمن عزوجل کے سامنے ہوں گے اور یہ بدلہ ہوگا ان کے عدل و انصاف کا“۔ (مسند احمد: 2/159)

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے یہ لوگ ان منبروں پر رحمن عزوجل کے دائیں جانب ہوں گے یہ اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل و عیال میں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ہے اس میں عدل سے کام لیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: 18، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۶۶۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمْ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ تَعَالَى، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّبَا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ، وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سات لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں لے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ (۱) عادل حکمران۔ (۲) اور وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا۔ (۳) اور وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہے۔ (۴) اور وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت کی حالت میں اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی حالت میں جدا ہوتے ہیں۔ (۵) اور وہ شخص جسے صاحب منصب و جمال عورت دعوت گناہ دے تو وہ کہے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) اور وہ شخص جو صدقہ کرے اور صدقے کو اتنا خفیہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (۷) اور ایک وہ آدمی جو خلوت میں خدا کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نشاء: از نشاءة، بمعنی نشوونما پانا، بڑھنا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر 452 کے تحت گزر چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۶۶۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرٍ مِنْ نُورٍ: الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُّوا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عدل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی حکومت، اہل و عیال اور رعایا کے متعلق عدل سے کام لیتے ہیں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْمُقْسِطِينَ: از، اقساطاً، بمعنی عدل و انصاف کرنا،

شرح:

مقسط باب افعال کا اسم فاعل ہے، اس کا مادہ قسط ہے بمعنی حصہ مگر اس میں لطف یہ ہے کہ مجرد کا اسم فاعل قاسط بمعنی ظالم آتا ہے یعنی دوسروں کا حصہ ظلماً لے لینے والا اور باب افعال کا اسم فاعل بمعنی عادل آتا ہے یعنی لوگوں کو ان کا حصہ دینے والا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "أَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا" بعض شارحین نے فرمایا کہ قسط بمعنی ظلم ہے باب افعال کا ہمزہ سلب کے لیے ہے لہذا اقساط کے معنی دفع ظلم مقسط بمعنی دفع ظلم کرنے والا یعنی عادل یا قاسط بنا قسوط بمعنی ظلم سے اور مقسط بنا ہے بمعنی انصاف سے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ السَّالَةَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ"۔ غرض کہ اس کلمہ میں عجیب خوبی ہے۔

(نور کے منبروں پر ہوں گے) منابر جمع ہے منبر کی اور منبر اسم آلہ یا ظرف ہے منبر مصدر کا بمعنی اٹھانا اور چڑھانا، منبر چڑھانے اٹھانے کا آلہ یا اس کی جگہ۔ محشر میں مؤمنوں کے مقامات مختلف ہوں گے کوئی مشک کے ٹیلوں پر کوئی نور کے منبروں پر۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں منبر اپنے حقیقی معنی میں ہے تاویل کی کوئی ضرورت نہیں۔

حکمہم سے مراد ہے سلطنت و حکومت و قضاء جس کا تعلق عام رعایا سے ہے اور اہلہم سے مراد اپنے بال بچے

نوکر چاکر ہیں جن کا تعلق گھر سے ہے اور ماولوا سے مراد وہ یتیم بیوگان وغیرہ ہیں جن کی پرورش اس کے ذمہ آن پڑی ہے۔ غرضکہ سیاست مدنی اور تدبیر منزل سب میں عدل و انصاف کرتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ ماولوا میں خود اپنی ذات بھی داخل ہے یعنی اپنے متعلق بھی انصاف سے کام لیتے ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی امت کی تین قسمیں فرمائیں: ظالم، مقتصد اور سابق، سابق وہ ہے جو اپنے اندر عدل و احسان دونوں جمع کرے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 590)

(۶۶۳) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "خِيَارُ أُمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ. وَشَرَارُ أُمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ، وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ!"، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ؟ قَالَ: "لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمْ الصَّلَاةَ. لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمْ الصَّلَاةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "تُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ": تَدْعُونَ لَهُمْ.

◀ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔ تم ان پر لعنت بھیجتے ہو اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم ایسے حکمرانوں سے علیحدگی اختیار نہ کر لیں: آپ نے فرمایا: نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کریں۔ نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کریں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

مالک بن عوف: بن سعد بن یربوع بن وائلہ بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن، ابوعلی نصری آپ لی کنیت ہے آپ نے ہی نبی اکرم ﷺ کو اپنے قصیدے میں یوں مخاطب کیا کہ "میں نے محمد (ﷺ) جیسا تمام لوگوں میں نہ دیکھا نہ سنا وہ جب دیتے ہیں تو بہت عطا کرتے ہیں جب تو چاہے گا تو تجھے کل کی خبر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے قبیلہ کے مسلمانوں پر اور شمالہ، سلمہ قبائل پر امیر مقرر فرمایا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۵، حرف المیم، ص ۳۲۰)

حل لغات:

تصلون علیہم: تم ان کے لئے دعا کرتے ہو۔

شرح:

یہاں آئمہ سے مراد والی ہیں خواہ سلطان ہو یا حکام۔ (مرقات) مطلب یہ ہے کہ حکام عادل ہوں تم سے مل جل کر رہیں، تمہاری ان کی آپس میں محبت ہو، تمہارے ساتھ نمازوں میں شریک ہوں ایسے حکام اللہ کی رحمت ہیں جیسے عہد صحابہ میں ہوتا تھا اور بعد میں بھی عادل سلاطین میں رہا۔

(کیا ہم ان کی بیعت توڑ دیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نہیں) جب تک سلاطین و حکام مسلمانوں میں جمعہ وعیدین قائم کریں، مسجدوں کا انتظام کریں، نمازوں کا اہتمام کریں تب تک تم ان کو علیحدہ نہ کرو ان کی بیعت نہ توڑو کیونکہ نمازیں قائم کرنا مؤمن ہونے کی علامت ہے، جو نمازیں قائم کرتا ہے وہ دین کا ضرور خیال رکھے گا، اس میں نماز کی اہمیت کا اظہار ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ"۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 571)

(۶۶۵) وَعَنْ عِيَاذِ بْنِ حَمَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جنتی تین قسم کے لوگ ہیں: (۱) عادل حکمران جو توفیق یافتہ ہے۔ (۲) رحم کرنے والے اور نرم دل آدمی جو ہر عزیز اور مسلمان سے مہربانی کا سلوک کرتا ہے۔ (۳) پاکباز اور کسی سے سوال نہ کرنے والا شخص جو عیال دار ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 605 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

رَقِيقُ الْقَلْبِ: نرم دل والا۔

مُتَعَفِّفٌ: بچنے والا، (سوال سے بچنے والا)

شرح:

یعنی میری امت میں تین قسم کے لوگ یقیناً جنتی ہیں۔ جسے اللہ حکومت بھی دے تو وہ لوگوں کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرے اسے خیر کرنے خیر کرانے کی توفیق ملے کہ حاکم درست ہو جانے سے رعایا خود درست ہو جاتی ہے۔

دوسرا مہربان آدمی یعنی عوام مسلمانوں پر عموماً اور اپنے عزیز قرابت داروں پر خصوصاً مہربان ہو۔
تیسرا وہ مسلمان جو باوجود عیالدار ہونے کے کسی سے بھیک نہ مانگے گناہ کے قریب نہ جاوے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 7، ص 790)

۸۰- بَابُ وَجُوبِ طَاعَةِ وَلَاۃِ الْأَمْرِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَحْرِيمِ طَاعَتِهِمْ فِي الْمَعْصِيَةِ

معصیت کے بغیر حکم میں حکمران کی اطاعت کے واجب ہونے

اور معصیت میں ان کی اطاعت کی حرمت کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء: 59)
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

تشریح:

صحیح بخاری شریف میں بروایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے سے لشکر میں عبداللہ بن حذافہ بن قیس کو بھیجا تھا ان کے بارے میں یہ آیت اتری ہے، (صحیح بخاری 4584)
بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس کی سرداری ایک انصاری رضی اللہ عنہ کو دی ایک مرتبہ وہ لوگوں پر سخت غصہ ہو گئے اور فرمانے لگے کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا؟ سب نے کہا ہاں بیشک دیا ہے، فرمانے لگے اچھا لکڑیاں جمع کرو پھر آگ منگوا کر لکڑیاں جلائیں پھر حکم دیا کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ ایک نوجوان نے کہا لوگو سنو آگ سے بچنے کے لیے ہی تو ہم نے دامن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پناہ لی ہے تم جلدی نہ کرو جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہو جائے پھر اگر آپ بھی یہی فرمائیں تو بے جھجک اس آگ میں کود پڑھنا چنانچہ یہ لوگ واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا آپ نے فرمایا: "اگر تم اس آگ میں کود پڑھتے تو ہمیشہ آگ ہی میں جلتے رہتے۔ سنو فرمانبرداری صرف معروف میں ہے"۔ (صحیح بخاری 4340 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

ابوداؤد میں ہے کہ مسلمان پر سننا اور ماننا فرض ہے جی چاہے یا طبیعت رو کے لیکن اس وقت تک کہ (اللہ تعالیٰ اور رسول کی) نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، جب نافرمانی کا حکم ملے تو نہ سنے نہ مانے۔

(صحیح بخاری: 2955 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

بخاری و مسلم میں ہے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت

لی کہ کام کے اہل سے اس کام کو نہ چھینیں۔ لیکن جب تم ان کا کھلا کفر دیکھو جس کے بارے میں تمہارے پاس کوئی واضح الہی دلیل بھی ہو۔ (صحیح بخاری 7056 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

بخاری شریف میں ہے سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر جہشی غلام امیر بنایا گیا ہو چاہے کہ اس کا سرکشکس ہے۔

(صحیح بخاری: 693)

مسلم شریف میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے خلیل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سننے کی وصیت کی اگرچہ ناقص ہاتھ پاؤں والا جہشی غلام ہی ہو۔ (صحیح مسلم: 1837)

مسلم کی ہی اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے خطبہ میں فرمایا: ”چاہے تم پر غلام عامل بنایا جائے جو تمہیں کتاب اللہ کے مطابق تمہارا ساتھ چاہے تو تم اس کی سنو اور مانو۔“

ایک روایت میں غلام جہشی اعضاء کٹا کے الفاظ ہیں۔ (صحیح مسلم: 1838)

ابن جریر میں ہے کہ میرے بعد والے تم سے ملیں گے نیکوں سے نیک اور بدوں سے بد تم ہر ایک اس امر میں جو مطابق ہو ان کی سنو اور مانو کہ میرے بعد نیک سے نیک اور بد سے بد تم کو ملیں گے تم پر ایک میں نے جو حق پر ہو اس کا سننا اور ماننا تم سے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہو اگر وہ نیکی کریں گے۔ تو ان کے لیے نفع ہے اور تمہارے لیے بھی اور اگر وہ بدی کریں گے تو تمہارے لیے اچھائی ہے اور ان پر گناہوں کا بوجھ ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 9881)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بنو اسرائیل میں مسلسل لگا تار رسول آیا کرتے تھے ایک کے بعد ایک اور میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر خلفاء بکثرت ہوں گے،“ لوگوں نے پوچھا: پھر اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: ”پہلے کی بیعت پوری کرو پھر اس کے بعد آنے والے کی ان کے حق انہیں دے دو اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کرنے والا ہے۔“ (صحیح بخاری: 3455)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص اپنے امیر کا کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے اسے صبر کرنا چاہیے جو شخص جماعت کے بالشت بھر جدا ہو گیا پھر وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔“ (صحیح بخاری: 7143 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

ارشاد ہے جو شخص اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے حجت و دلیل بغیر ملاقات کرے گا اور جو اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (صحیح مسلم: 1851)

عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں بیت اللہ شریف میں گیا دیکھا تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما ہیں اور لوگوں کا ایک مجمع جمع ہے میں بھی اس مجلس میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اس وقت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی فرمایا ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک منزل میں اترے کوئی اپنا خیمہ ٹھیک کرنے لگا کوئی اپنے نیز سنہا لے لگا کوئی کسی اور کام میں مشغول ہو گیا، اچانک ہم نے سنا کہ

منادی والا ندا دے رہا ہے۔ ہم ہمہ تن گوش ہو گئے۔ اور سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: ”ہر نبی پر اللہ کی طرف سے فرض ہوتا ہے کہ اپنی امت کو تمام نیکیاں سکھا دے اور تمام برائیوں سے جو اس کی نگاہ میں ہیں انہیں آگاہ کر دے۔ سنو میری امت کی عافیت کا زمانہ اول کا زمانہ ہے آخر زمانے میں بڑی بڑی بلائیں آئیں گی اور ایسے ایسے امور نازل ہوں گے جنہیں مسلمان ناپسند کریں گے اور ایک پر ایک فتنہ برپا ہوگا ایک ایسا وقت آئے گا کہ مومن سمجھ لے گا اسی میں میری ہلاکت ہے پھر وہ ہٹے گا۔ تو دوسرا اس سے بھی بڑا آئے گا جس میں اسے اپنی ہلاکت کا کامل یقین ہوگا بس یونہی لگا تار فتنے اور زبردست آزمائشیں اور کامل تکلیفیں آتی رہیں گے پس جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ جہنم سے بچ جانے اور جنت کا مستحق ہو اسے چاہیے کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ برتاؤ کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ سنو جس نے امام سے بیعت کر لی اس نے اپنا ہاتھ اس کے قبضہ میں اور دل کی تمنائیں اسے دے دیں۔ اور اپنے دل کا پھل دے دیا اب اسے چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے اگر کوئی دوسرا اس سے خلافت چھیننا چاہے تو اس کی گردن اڑا دو۔“ عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں یہ سن کر قریب گیا اور کہا آپ کو میں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا خود آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا ہے؟ تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کان اور دل کی طرف بڑھا کر فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ان دو کانوں سے سنا اور میں نے اسے اپنے اس دل میں محفوظ رکھا ہے۔ مگر آپ کے چچا زاد بھائی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں اپنے مال باطل سے کھانے اور آپس میں ایک دوسرے سے جنگ کرنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کاموں سے ممانعت فرمائی ہے، اسے سن کر عبداللہ ذرا سی دیر خاموش رہے پھر فرمایا اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اگر اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو اسے نہ مانو۔ (صحیح مسلم 1844، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

اس بارے میں حدیثیں اور بھی بہت سی ہیں۔

اسی آیت کی تفسیر میں سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس کا امیر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنایا اس لشکر میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ لشکر جس قوم کی طرف جانا چاہتا تھا چلا، رات کے وقت اس کی بستی کے پاس پہنچ کر پڑاؤ کیا ان لوگوں کو اپنے جاسوسوں سے پتہ چل گیا اور چھپ چھپ کر سب راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف ایک شخص رہ گیا اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا انہوں نے اس کا سب اسباب جلا دیا یہ شخص رات کے اندھیرے میں سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آیا اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اے ابوالیقظان میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور گواہی دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میری ساری قوم تمہارا آنا سن کر بھاگ گئی ہے صرف میں باقی رہ گیا ہوں تو کیا کل میرا یہ اسلام مجھے نفع دے گا؟ اگر نفع نہ دے تو میں بھی بھاگ جاؤں سیدنا عمار

رضی اللہ عنہ نے فرمایا یقیناً یہ اسلام تمہیں نفع دے گا تم نہ بھاگو بلکہ ٹھہرے رہو۔ صبح کے وقت جب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی کی تو سوائے اس شخص کے وہاں کسی کو نہ پایا اسے اس کے مال سمیت گرفتار کر لیا گیا جب سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اسے چھوڑ دیجئے یہ اسلام لا چکا ہے اور میری پناہ میں ہے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کون ہو جو کسی کو پناہ دے سکو؟ اس پر دونوں بزرگوں میں کچھ تیز کلامی ہو گئی اور قصہ بڑھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی پناہ کو جائز قرار دیا اور فرمایا آئندہ امیر کی طرف سے پناہ نہ دینا پھر دونوں میں کچھ تیز کلامی ہونے لگی اس پر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے حضور سے کہا اس ناک کئے غلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کہتے؟ دیکھئے تو یہ مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خالد، عمار کو برا نہ کہو، عمار کو گالیاں دینے والے کو اللہ گالیاں دے گا، عمار سے دشمنی کرنے والے سے اللہ دشمنی رکھے گا، عمار پر جو لعنت بھیجے گا اس پر اللہ کی لعنت نازل ہوگی۔“ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ غصہ میں چل دیئے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دوڑ کر ان کے پاس گئے، دامن تھام لیا معذرت کی اور اپنی تقصیر معاف کرائی تب تک پیچھا نہ چھوڑا جب تک کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ راضی نہ ہو گئے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر ابن جریر الطبری 9866، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں اولی الامر سے مراد سمجھ بوجھ اور دین والے ہیں یعنی علماء ظاہر بات تو یہ معلوم ہوتی ہے آگے حقیقی علم اللہ کو ہے کہ یہ لفظ عام ہیں امراء علماء دونوں اس سے مراد ہیں جیسے کہ پہلے گزرا قرآن فرماتا ہے: «لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ الشَّحْتَ» (المائدہ: 63) یعنی ”انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے“

صحیح حدیث میں ہے: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَا اللَّهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي» میری اطاعت کرنے والا اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (صحیح بخاری 7137، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

پس یہ ہیں احکام علماء امراء کی اطاعت کے اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو یعنی اس کی کتاب کی اتباع کرو اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اے اللہ کے رسول! یعنی اس کی سنتوں پر عمل کرو اور حکم والوں کی اطاعت کرو یعنی اس چیز میں جو اللہ کی اطاعت ہو، اللہ کے فرمان کے خلاف اگر ان کا کوئی حکم ہو تو اطاعت نہ کرنی چاہئے ایسے وقت علماء یا امراء کی ماننا حرام ہے جیسے کہ پہلی حدیث گزر چکی کہ اطاعت صرف معروف میں ہے یعنی فرمان اللہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرے میں۔ مسند احمد میں ہے اس سے

بھی زیادہ صاف حدیث ہے جس میں ہے کسی کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف جائز نہیں۔

(مسند احمد: 4/426، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت ۱۱۰)

(۶۶۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر مسلمان شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ حاکم کا حکم سنے اور اس کی اطاعت کرے خواہ وہ حکم اسے پسند ہو یا ناپسند، مگر یہ کہ جب اس کو گناہ کا حکم دیا جائے اور اگر اس کو گناہ کا حکم دیا جائے تو وہ نہ سنے اور نہ اطاعت کرے۔ (متفق علیہ)

(۶۶۷) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، يَقُولُ لَنَا: "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کرتے کہ ہم آپ کا حکم سنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے تو آپ ہمیں فرماتے: جو تمہاری استطاعت میں ہو۔ (متفق علیہ)

(۶۶۸) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةِ لِقَى اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ، فَإِنَّهُ يَمُوتُ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً" .
"الْمِيتَةُ" بِكَسْرِ الْمِيمِ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو اطاعت کے بندھن سے آزاد ہو جائے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں اطاعت کا طوق نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ جماعت مسلمین سے علیحدہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

666: بخاری، رقم الحدیث: 7144، مسلم، رقم الحدیث: 1839، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2626، ترمذی، رقم الحدیث: 1713، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2864

667: بخاری، مسلم فی الفاہزی، ترمذی فی السیر

668: بخاری، رقم الحدیث: 7202، مسلم، رقم الحدیث: 1867، ترمذی، رقم الحدیث: 1593، نسائی، رقم الحدیث: 4198

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْمِيتَةُ: میم کے کسرہ سے ہے، بمعنی موت۔

شرح:

اس حدیث میں دلیل سے مراد بندے کے ایمان و تقویٰ کی دلیل و ثبوت ہے اور بیعت سے اگر خلیفہ و سلطان اسلام کی بیعت مراد ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ جب خلیفہ رسول یا سلطان اسلام موجود ہو پھر یہ اس کی بیعت خلافت نہ کرے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور اگر بیعت سے عام بیعت مراد ہے خواہ بیعت خلافت ہو یا بیعت ارادہ تو حدیث مطلق ہے کہ جو بغیر مرشد پکڑے مرجائے اس کی موت کفار کی سی ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے، یہ حدیث ان کی دلیل ہے۔ خیال رہے کہ بیعت بہت قسم کی ہے: بیعت اسلام، بیعت اطاعت اور بیعت ارادت۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 575)

(۶۶۹) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنْ اسْتَعْمَلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَانَ رَأْسَهُ زَبِيَّةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام حاکم بنا دیا جائے جس کا سر خشک انگور جتنا ہو۔ (بخاری)

(۶۷۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَيْكَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ، وَآثَرَةٍ عَلَيْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پر سننا اور اطاعت کرنا ضروری ہے۔ آسہانی میں بھی اور سختی میں بھی، تمہاری پسند میں بھی اور ناپسند میں بھی اور اس حالت میں بھی کہ تم پر کسی کو ترجیح دی جائے۔ (مسلم)

(۶۷۱) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خَبَائِثَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ،

669: بخاری کتاب الصلوٰۃ، ابن ماجہ فی الجہاد

670: مسلم، رقم الحدیث: 1836، نسائی، رقم الحدیث: 4166

671: مسلم، رقم الحدیث: 1844، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4248، نسائی، رقم الحدیث: 4202، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3956

إِذْ نَادَى مُنَادٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ. فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرٍ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرًّا مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ. وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هَذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيبُ الْآخِرَ بِهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكَرُونَهَا، وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ يَرْقُقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هَذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِفُ، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هَذِهِ هَذِهِ. فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزْخَرَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلَيَأْتِيَ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ. وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةً يَدِهِ، وَثَمَرَةً قَلْبِهِ، فَلْيُطْعَمْهُ إِنْ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ الْآخِرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "يَنْتَضِلُّ" أَيُّ: يُسَابِقُ بِالرَّمْيِ بِالنَّبْلِ وَالنَّشَابِ. وَ"الْجَشْرُ": بِفَتْحِ الْجِيمِ وَالشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالرَّاءِ، وَهِيَ: الدَّوَابُّ الَّتِي تَرْعَى وَتَبِثُ مَكَانَهَا.

◀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سفر پر تھے کہ ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ ہم میں سے کوئی اپنا خیمہ درست کرنے لگا، کچھ تیر اندازی کا مقابلہ کرنے لگے، اور کچھ لوگ جانوروں کے پاس تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی: نماز کی جماعت کھڑی ہونے والی ہے۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے پہلے ہر نبی کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنی امت کو ان کی بہتری کی ہر وہ چیز بتائے جو وہ جانتا ہے اور انہیں ہر چیز سے ڈرائے جو اس کے علم میں ان کے لئے بری ہے اور تمہاری اس امت کی عافیت اس کے ابتدائی حصہ میں رکھ دی گئی ہے اور اس کے آخر میں آفتیں اور ایسے امور نازل ہوں گے جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ اور فتنے آئیں گے اور ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: یہ فتنہ مجھے ہلاک کر دینے والا ہے۔ پھر وہ فتنہ گزر جائے گا اور ایک اور فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: یہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ پس تم میں سے جو چاہتا ہے کہ اسے آگ سے بچالیا جائے اور اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے اس حالت میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کو وہی چیز دے جو وہ پسند کرتا ہے کہ اسے ملے اور جو کسی حکمران کی بیعت کرے اپنا ہاتھ بھی اس کے ہاتھ میں دے اور دل کا خلوص بھی اس کو پیش کرے تو اس کو چاہیے کہ حسب استطاعت اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے امارت چھیننا چاہے تو اس کی گردن اڑا دو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

ينتقل: کا معنی ہے: تیر اندازی کا مقابلہ کرنے لگے۔

الحبشر: جیم اور شین معجم کے فتح اور راء کے ساتھ وہ چوپائے جو چرتے ہیں اور اسی جگہ رات گزارتے ہیں۔

ث: ح:

اس حدیث کی شرح میں خود امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَقَوْلُهُ: "يُرَقِّقُ بَعْضَهَا بَعْضًا" أَيْ: يُصَيِّرُ بَعْضَهَا بَعْضًا رَقِيقًا: أَيْ خَفِيفًا لِعَظْمٍ مَا بَعْدَهُ، فَالثَّانِي يُرَقِّقُ الْأَوَّلَ. وَقِيلَ مَعْنَاهُ يُشَوِّقُ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ بِتَحْسِينِهَا وَتَسْوِيلِهَا، وَقِيلَ: يُشَبِّهُ بَعْضَهَا بَعْضًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کا فرمان "یرقق بعضہا بعضا" کا معنی ہے: ایک دوسرے کو نرم کر دے گا۔ یعنی دوسرے کی شدت اور سختی کی وجہ سے پہلا معمولی نظر آئے گا۔ گویا دوسرا پہلے کو نرم کر دے گا اور بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ایک فتنہ دوسرے کا شوق پیدا کر دے گا، کیونکہ وہ اس کو عمدہ اور خوبصورت بنا کر پیش کرے گا اور بعض نے کہا: ایک فتنہ دوسرے فتنہ سے مشابہ ہوگا۔

(۶۷۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلَ سَلَمَةُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتِ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ، وَيُثْمِنُونَنَا حَقًّا، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِلُوا، وَعَلَيْكُمْ مَا حَمَلْتُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابوہریرہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن یزید الجعفی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا نبی اللہ! اگر ایسے لوگ ہمارے امیر بن جائیں جو ہم سے اپنا حق طلب کریں اور ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو اس صورت میں ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ انور پھیر لیا۔ انہوں نے پھر عرض کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو کیونکہ ان کی ذمہ داری ان پر ہے اور تمہاری ذمہ داری تم پر ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

وائل ابن حجر: آپ حضری ہیں، حضرت موت کے سرداروں میں سے آپ بھی سردار تھے آپ کے والد یعنی حجر وہاں کے بادشاہ تھے وائل حضور کی خدمت میں وفد بن کر آئے حضور انور نے آپ کی آمد سے پہلے خبر دیدی کہ وائل ابن حجر دور

دراز زمین حضور موت سے بخوشی و رغبت اللہ رسول کی طرف آرہے ہیں وہ بادشاہوں کی اولاد ہیں جب آپ حضور انور کے پاس پہنچے تو حضور انور نے مرحبا کہا اپنے پاس بلایا ان کے واسطے اپنی چادر شریف بچھادی اس پر انہیں بٹھایا اور دعا کی کہ وائل ان کی اولاد اولاد کی اولاد ان کی اولاد کی اولاد میں برکت دے اور حضور موت کے قبیلوں کا سردار بنایا آپ کے بیٹے عبد الجبار اور علقمہ وغیرہم آپ سے روایات لیتے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواو، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

اعرض: از، اعراضاً، بمعنی روگردانی کرنا،

شرح:

نبی اکرم نے فرمایا سنو اور مانو) یعنی قولاً سنو اور عملاً ان کی اطاعت کرو یا ظاہراً سنو اور باطناً ان کی اطاعت کرو۔ (مرقات) خلاصہ یہ ہے کہ اپنے حقوق کے لیے ملک کو ویران نہ کرو، بغاوت سے ملک کی ویرانی ہوتی ہے، قوم پر اشخاص قربان ہونے چاہیے اور دین پر تن من دھن فدا ہونے لازم ہیں۔

پھر فرمایا ان بادشاہوں اور حکام پر شرعاً عدل و انصاف رعایا پروری ادائے حقوق واجب ہے اور رعایا پر ان کی اطاعت و فرمانبرداری لازم ان سے ان کی ذمہ داریوں کا سوال ہوگا اور تم سے تمہاری ذمہ داریوں کا حساب ہوگا، اگر وہ اپنے فرائض کی ادا میں کوتاہی کرتے ہیں تو تم اپنے فرائض میں کوتاہی کیوں کرو تم کو اپنی قبر میں سونا ہے ان کو اپنی قبر میں سونا۔ علیہم اور علیکم کے مقدم فرمانے سے حصر کا فائدہ حاصل ہوا۔ سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز فرمان ہے کہ اپنے حقوق کی فکر کرو دوسروں کی فکر چھوڑو۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص ۵۷۴)

(۶۷۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي آثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكَرُونَهَا!" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ تَأْمُرُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَّا ذَلِكَ؟ قَالَ: "تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ایسی ترجیحات اور ایسے امور پیش آئیں گے جن کو تم ناپسند کرو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو ہم میں سے ایسی صورت حال دیکھے اس کے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جو حقوق تم پر ہیں وہ تم ادا کرو اور اپنے حقوق کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرو۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حرفِ لغات:

تَنکُرُونَهَا: از، انکاراً، بمعنی حق کلا انکار کرنا،

شرح:

(میرے بعد خود غرض حکمران ہوں گے) کہ تمہارے حقوق بادشاہ دوسرے کو دیں گے تم کو تمہارے حقوق سے محروم کر دیا کریں گے۔

(تم وہ حق ادا کرو جو تمہارے ذمہ ہے) یعنی محض اپنا حق لینے کے لیے بغاوت نہ کرنا بلکہ ان سلاطین کی جائز اطاعت کیے جانا اور رب تعالیٰ سے دعا کیا کرنا کہ خدایا ان کو ہمارے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے۔

(مرآة الساجج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 575)

(۶۷۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ يُطِيعَ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (متفق علیہ)
(۶۷۵) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شَبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی کسی چیز کو ناپسند کرتا ہو اسے چاہیے کہ صبر کرے، کیونکہ جو شخص امیر کی اطاعت سے بالشت بھر بھی نکل گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (متفق علیہ)

674: احمد، رقم الحدیث: 3/8513، بخاری، رقم الحدیث: 7137، مسلم، رقم الحدیث: 1835، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2624، ترمذی، رقم الحدیث: 1762،

نسائی، رقم الحدیث: 4202، ابن حبان، رقم الحدیث: 4556، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3،

675: بخاری، رقم الحدیث: 7053، مسلم، رقم الحدیث: 1849،

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نگرہ: از، کراہۃ، بمعنی ناپسند کرنا،
شبراً: بالشت سے ناپنا۔

شرح:

(صبر کرے) یعنی اگر حاکم یا سلطان میں کوئی شرعی یا طبعی یا اخلاقی نقص دیکھے تو صرف اس وجہ سے اس پر خروج نہ کرے اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ احسن طریقہ سے اس کی اصلاح بھی نہ کرے۔ جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق کہہ دینا تو اعلیٰ درجہ کا جہاد ہے، اصلاح اور چیز ہے خروج کچھ اور۔

(جو بولشت بھر حاکم کی اطاعت سے نکل کر مرا) یعنی جو مسلمانوں کی اس جماعت سے جو کسی سلطان اسلام پر متفق و متحد ہوں تھوڑا سا بھی الگ رہے گا اس کا انجام وہ ہوگا جو آگے مذکور ہے۔ یعنی اس کی موت زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی سی موت ہوگی کہ نہ ان کا کوئی سلطان ہوتا تھا نہ جماعت نہ ان میں تنظیم تھی نہ قومی اتفاق۔ (مرقات) اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کافر ہوگا۔ خیال رہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے یزید پلید کو سلطان اسلام بنانے کا مسئلہ تھا نہ کہ بنے ہوئے سلطان کی اطاعت کا مسئلہ لہذا اس عالی جناب کی ذات مقدس اس حدیث کی زد میں نہیں آ سکتی، جیسے فاسق کو امام نماز بنانا مکروہ و ممنوع ہے مگر جس مسجد میں فاسق آدمی امام بن جائے تو اس کی وجہ سے جماعت نہ چھوڑے اس کے پیچھے پڑھے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 569)

(۶۷۶) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَنْ آهَانَ السُّلْطَانَ آهَانَهُ اللَّهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ"۔

◀ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ، مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو حکمران کی توہین کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دیتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو بکرہ نفعیج ب حارث رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 10 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اَهَانَةٌ: از، اہانہ، بمعنی بے عزتی کرنا، گستاخی کرنا،

شرح:

سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ سلطان اسلام کے وقار سے اسلام کا وقار، مسلمانوں کا رعب، ملک کا انتظام ہے، جب اس کا وقار ہی ختم ہو گیا تو یہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ باریک کپڑے پہننا حرام نہیں مگر وقار سلطان بگاڑنا حرام ہے۔

حکایت: حضرت امام جعفر صادق ایک بار نہایت اعلیٰ جبہ پہنے تھے سفیان ثوری نے عرض کیا اے ابن رسول اللہ یہ لباس آپ کے لیے موزوں نہیں تو آپ نے سفیان کا ہاتھ اپنی آستین میں ڈالا دیکھا کہ نیچے پشمینہ کا جبہ ہے فرمایا یہ اوپر کا لباس مخلوق کے لیے ہے اور یہ اندرونی لباس خالق کے لیے۔ (مرقات) (الناس باللباس آج کل اعلیٰ لباس ذریعہ عزت ہے۔)

حکایت: فرقہ سنخی جوٹاٹ کے کپڑے پہنتا تھا حضرت امام حسن کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نہایت اعلیٰ جوڑا پہنے تھے، وہ بنظر اعتراض آپ کے کپڑے چھونے لگا تو آپ نے فرمایا کیا دیکھتا ہے مجھ پر جنتیوں کا لباس ہے اور تجھ پر دوزخیوں کا لباس ہے، پھر فرمایا اکثر ٹاٹ پہننے والے دوزخی ہوں گے جن کے جسم پر ٹاٹ ہے دل میں تکبر ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 595)

وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ . وَقَدْ سَبَقَ بَعْضُهَا فِي أَبْوَابٍ .

اس باب کے متعلق صحیح میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے بعض دوسرے ابواب میں گزر چکی ہیں۔

۸۱- بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُؤَالِ الْإِمَارَةِ وَاخْتِيَارِ تَرْكِ الْوَلَايَاتِ

إِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ أَوْ تَدْعُ حَاجَةً إِلَيْهِ

امارت طلب کرنے کی ممانعت اور امارت کو تقاضوں پر پورا نہ کر سکنے یا

ضرورت کی صورت میں امارت ترک کر دینے کا بیان

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (الفصل: 83) .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے ۰

تشریح:

یہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”جنت اور آخرت کی نعمت صرف انہی کو ملے گی جن کے دل خوف الہی سے بھرے ہوئے ہوں اور دنیا کی زندگی تو اضع فروتنی عاجزی اور اخلاق کے ساتھ گزار دیں۔ کسی پر اپنے آپ کو اونچا اور بڑا نہ سمجھیں ادھر ادھر فساد نہ پھیلائیں سرکشی اور برائی نہ کریں۔ کسی کا مال ناحق نہ ماریں اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانیاں نہ کریں۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ اس کی جوتی کا تسمہ اپنے ساتھی کی جوتی کے تسمے سے اچھا ہو تو وہ بھی اسی آیت میں داخل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ فخر غرور کرے۔ اگر صرف بطور زیبائش کے چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جیسے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری تو یہ چاہت ہے کہ میری چادر بھی اچھی ہو میری جوتی بھی اچھی ہو تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں نہیں یہ تو خوبصورتی ہے اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم: 147، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۶۷۷) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ، لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ؛ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكَلْتَ إِلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَأَبِ الدُّيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرُ عَنْ يَمِينِكَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابوسعید عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبدالرحمن بن سمرہ! امارت کا سوال کبھی نہ کرنا، کیونکہ اگر بغیر طلب کئے تجھے امارت دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تیرے طلب کرنے پر تجھے امارت دی گئی تو تجھے امارت کے سپرد کر دیا جائے گا (اور تو نصرت خداوندی سے محروم ہو جائے گا) اور جب تو کسی بات پر قسم کھائے اور پھر تو دیکھے کہ دوسرا پہلو اس سے بہتر ہے تو بہتر پہلو پر عمل کرنا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دینا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

عبدالرحمن ابن سمرہ: آپ قرشی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، پھر حضور انور کے ساتھ رہے آپ کا شمار اہل بصرہ سے ہے اکیاون میں وہاں ہی وفات پائی ایک خلقت نے آپ سے روایات لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

شرح:

قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس ۱۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اون کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔ ("تبیین الحقائق"، کتاب الایمان، ج ۳، ۳۳۰.....)

(یاد رہے! جہاں کفارہ ہے بھی تو وہ صرف آئندہ کے لئے کھائی گئی قسم پر ہے، گزشتہ یا موجودہ کے متعلق کھائی ہوئی قسم پر کفارہ نہیں۔ مثلاً کہا: "خدا کی قسم! میں نے کل ایک بھی گلاس ٹھنڈا پانی نہیں پیا۔" اگر پیا تھا اور یاد ہونے کے باوجود جھوٹی قسم کھائی تھی تو گنہگار ہوا تو بہ کرے، کفارہ نہیں)

(۶۷۸) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا، وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي. لَا تَأْمَرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ، وَلَا تَوَلِّينَ مَالَ يَتِيمٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ کبھی از خود دو آدمیوں کا بھی امیر نہ بننا اور نہ کبھی یتیم کے مال کا والی بننا۔ (مسلم)

(۶۷۹) وَعَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي؟ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِي، ثُمَّ قَالَ: "يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے عامل نہیں بنا دیتے۔ تو آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابو ذر! تم کمزور ہو اور وہ (امارت) امانت ہے اور وہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت کا باعث ہوگی مگر اس شخص کے لئے نہیں جو اس کو حق کے ساتھ حاصل کرے اور اس کے تمام حقوق ادا کرے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

منکبى: میرا کندھا۔

ضَعِيفٌ: کمزور۔

شرح: آسمان سے لٹکنا حکمرانی سے بہتر ہے:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرور ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”امرا سکا لئے ہلاکت ہے، سرداروں کے لئے ہلاکت ہے، امین بننے والوں کے لئے ہلاکت ہے، قیامت کے دن کچھ لوگ ضرور تمنا کریں گے کہ انہیں ان کے بالوں سے ثریا (ستارے) سے لٹکا دیا جاتا اور زمین و آسمان کے درمیان ہلتے رہتے مگر کسی کام کا والی نہ بنایا جاتا۔“

(... المسند رک، کتاب الاحکام، باب قاضیان فی النار وقاض فی الجنة، الحدیث: ۷۰۹۹، ج ۵، ص ۱۲۳، بتغیر۔)

سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”عنقریب ایک شخص تمنا کرے گا کہ وہ ثریا سے گر جاتا لیکن لوگوں کے کسی معاملے کا والی نہ بنتا۔“ (الرجع السابق، الحدیث: ۷۰۹۸، ”لیوشکن“ بدلہ ”لیوشک“۔)

امارت و حکومت کا سوال نہ کرو:

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے عبدالرحمن بن سمرہ! امارت کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے پر دی گئی تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من لم یسل الامارة اعانہ اللہ علیہا، الحدیث: ۷۱۳۶، ص ۵۹۵۔)

(۶۸۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ، وَتَسْكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک تم امارت کی حرص

کرو گے اور امارت قیامت کے دن ندامت کا باعث ہوگی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

سَتَحْرِصُونَ: از، حرصاً، بمعنی لالچ کرنا، حرص کرنا،

نَدَامَةً: شرمندہ ہونا، پشیمان ہونا۔

شرح:

(عنقریب تم حرص کرو گے) اس میں خطاب سارے مسلمانوں سے ہے اور حرص سے مراد نفسانی خواہش ہے حضور

کی یہ پیشگوئی آج آنکھوں دیکھی جا رہی ہے کہ مسلمان صدارت، وزارت، سفارت، ممبری کے لیے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں اور اس کے لیے ہر جائز ناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں۔

(یہ قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہوگی) کیونکہ ایسے سلطان کے ذمہ ہزاروں کے حقوق و مظالم ہوتے ہیں جن کے حساب سے چھوٹا آسان نہیں ہے۔ (مرآة الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 581)

۸۲- بَابُ حَتِّ السُّلْطَانِ وَالْقَاضِي وَغَيْرُهُمَا مِنْ وُلاَةِ الْأُمُورِ عَلَى اتِّخَاذِ وَزِيرٍ

صَالِحٍ وَتَحْذِيرِهِمْ مِنْ قُرْنَاءِ الشُّوْءِ وَالْقَبُولِ مِنْهُمْ

حکمران، قاضی اور دیگر عہدیداروں کو نیک وزیر مقرر کرنے پر ابھارنے اور انہیں بُرے رفقاء اور

ان کی باتیں تسلیم کرنے سے ڈرانے کا بیان

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾ (الزخرف: 67)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار ۰

(۶۸۱) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ، وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بَطَانَتَانِ: بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَبَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمَعْرُوفِ مِنَ عَصَمَ اللَّهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اور جس شخص کو بھی خلیفہ مقرر فرمایا اس کے ساتھ اس کے دو ہمراز ہوئے ہیں۔ ایک ہمراز اس کو نیکی کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے اور دوسرا اس کو بدی کا حکم دیتا اور بدی پر ابھارتا ہے اور گناہ سے پاک وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ (بخاری)

تعارفِ راویان:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

بطانة: اہل و عیال، خاص لوگ۔

تحضه: از حصاً بمعنی اکسانا، ابھارنا۔

شرح:

یہاں یا تو خلیفہ سے مراد حضرات انبیاء کرام ہی ہیں عطف تفسیری، رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا: "إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" اس سے مراد سلطان ہے، دوسرے خلفاء۔

بطانہ لغت میں استر کو کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "بَطْنَانُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ" اس کا مقابل ظہارہ بمعنی ابرہ، اصطلاح میں اندرونی یار، دخیل کار، مشیر خاص کو بطانہ کہا جاتا ہے کہ وہ استر کی طرح اس سے ملا رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اچھے اور برے مشیر قدرتی طور پر ہوتے ہیں۔

(بچا ہوا وہی ہے جسے اللہ بچائے) یعنی برے مشیر سے ہم محض اپنی طاقت سے بچ نہیں سکتے ہیں، رب بچائے تو بچ سکتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اچھے مشیر سے مراد فرشتہ ہے اور برے مشیر سے مراد قرین شیطان۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فضل کیا کہ حضور کا قرین مسلمان ہو گیا جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی روایات میں ہے۔ اصطلاح شریعت میں معصوم صرف حضرات انبیاء کرام ہیں اور فرشتے بعض اولیاء محفوظ ہیں۔ معصوم وہ جو گناہ نہ کر سکے محفوظ وہ جو گناہ نہ کرے، یہاں معصوم لغوی معنی میں ہے جو محفوظ کو بھی شامل ہے۔ ہاروت و ماروت فرشتوں سے گناہ اس لیے ہوا کہ ان میں عارضی طور پر بشریت شامل کر دی گئی تھی لہذا ان کے واقعہ سے فرشتوں کی عصمت پر اعتراض نہیں ہو سکتا، رب تعالیٰ فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے "لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ"۔ اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب تفسیر نعیمی کلاں پارہ اول میں دیکھئے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 591)

(۶۸۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِالْأَمِيرِ خَيْرًا، جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صَدَقٍ، إِنْ نَسِيَ ذِكْرَهُ، وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ، وَإِذَا أَرَادَ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ سُوءٍ، إِنْ نَسِيَ لَمْ يَذْكُرْهُ، وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعْنَهُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے متعلق بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے ساتھ ایک مخلص وزیر مقرر کر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اس کو

یاد دلائے اور اگر اس کو یاد ہو تو اس کی اعانت کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے متعلق اس سے مختلف ارادہ فرماتا ہے تو ایک براوزیر اس کے ساتھ لگا دیتا ہے کہ اگر امیر بھول جائے تو وہ اسے یاد نہیں دلاتا اور اگر اسے یاد ہو تو وہ اس کی مدد نہیں کرتا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

ابوداؤد نے مسلم کی شرائط پر عمدہ اسناد کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

وَزِيرٌ صِدْقٌ: مخلص اور سچا وزیر۔

شرح:

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بادشاہ کی بھلائی چاہتا ہے کہ دین و دنیا اس کی درست رہے تو اسے اچھے وزیر و مشیر عطا فرماتا ہے۔ وزیر کے معنی ہیں بوجھ اٹھانے والا، وزیر کے معنی بوجھ بھی ہیں اور گناہ بھی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا" اور فرماتا ہے: "يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ" چونکہ وزیر پر سلطنت کا بہت بوجھ ہوتا ہے اس لیے اسے وزیر کہتے ہیں۔

(تو اس کی مدد کرتا ہے) کہ اگر بادشاہ کسی معاملہ میں حکم شرعی بھول جائے تو اسے وزیر بتادے یا شدہ حکم کے جاری کرنے میں بادشاہ کا معاون و مددگار ہو۔ سبحان اللہ! اچھا وزیر رب تعالیٰ کی رحمت ہے، ایسے ہی اچھی بیوی مرد کے لیے اللہ کی بخشش ہے۔

کسی خوشامدی ملحد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ گزشتہ خلافتوں میں فتوحات و خیر بہت ہوئی، آپ کی خلافت میں فتنے زیادہ ہوئے اسکی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ ان خلفاء کے ہم وزیر تھے اور ہم کو وزیر ملے تم۔ تو تاریخ کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے مشیروں و وزیروں نے بہت ہی پریشان کیا، نہروانیوں نے پہلے خود ہی زور دیا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کو علی مرتضیٰ اپنا حکم و بیچ بنالیں بعد میں خود ہی بولے کہ علی مشرک ہو گئے کہ انہوں نے ماسویٰ اللہ کو حکم بنالیا، قرآن کریم فرماتا ہے: "إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ" اور پھر حضرت علی سے پھر کر خارجی ہو گئے۔ (دیکھئے کتب توارخ اور کتاب ہشت بہشت)

۸۳- بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَوَلِّيَةِ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوَلَايَاتِ

لِمَنْ سَأَلَهَا أَوْ حَرَصَ عَلَيْهَا فَعَرَضَ بِهَا

سوال کرنے والے اور حرص رکھنے والے کو حکمرانی، قضا اور دیگر عہدے دینے کی ممانعت کا بیان

امارت کا معنی: دولت مندی، سرداری، حکومت، (فیروز اللغات)

(۶۸۳) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِيٍّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمَرْنَا عَلَى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللَّهُ - عَزَّ وَجَلَّ -، وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَقَالَ: "إِنَّا وَاللَّهِ لَا نُؤَلِّي هَذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ، أَوْ أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور میرے چچا زاد بھائیوں میں سے دو آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جن علاقوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو والی بنایا ہے ان میں سے کسی علاقے کا ہمیں بھی امیر بنادیں اور دوسرے نے بھی یہی عرض کیا: تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم اس کام کا کسی ایسے شخص کو والی نہیں بناتے جو اس کا سوال یا خواہش کرے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

نبوت تو حضور کے لیے خاص ہے کوئی اس کی تمنا کر سکتا ہی نہیں مگر اللہ نے آپ کو سلطان بنایا ہے تو اپنی ماتحتی میں قاضی، حاکم کسی علاقہ کا امیر ہم کو بنا دیجئے۔

یہ سوال پورا نہ فرمانا عطاء سے منع نہیں بلکہ ان دونوں حضرات پر اور مخلوق خدا پر رحم و کرم ہے کیونکہ حکومت کے خواہشمند حکومت پا کر ظلم و ستم کر کے اپنا دین بگاڑ لیتے ہیں اور لوگوں کی دنیا برباد کرتے ہیں اس کی شرح پہلے کی جا چکی ہے کہ حکومت کی طلب کب بری ہے اور کب اچھی۔ سوال سے مراد ہے منہ سے مانگنا اور حرص سے مراد ہے منہ سے تو نہ مانگنا مگر اس کی کوشش کرنا۔

پھر فرمایا جو منصب کا دنیا طلبی اور نفسانی خواہش کے لیے طے کار ہو ہم اس کو والی نہیں بناتے کیونکہ ایسے آدمی کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرتا جس سے لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 583)

کتابُ الادب

کتاب الادب

نوٹ: کتاب کا معنی ہم جلد اول کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

ادب کا معنی: ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنا، حفظ مراتب، کسی بزرگی یا عظمت کا پاس کرنا، تہذیب، شائستگی، تمیز، احترام، زبان کا علم (علم ادب)، (فیروز اللغات)

ادب کی تعریف: الادب: عبارة عن معرفة ما يحترز به عن جميع انواع الخطأ

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: اس (چیز) کی معرفت جس کت ذریعے تمام طرح کی خطاؤں سے بچا جاسکے۔

۸۴- بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهِ وَالْحِثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهِ

حیا اور اس کی فضیلت اور اس سے متصف ہونے کی ترغیب کا بیان

حیا کا معنی: شرم، حجاب، لحاظ، غیرت، (فیروز اللغات)

حیا کی تعریف:

قَالَ الْعُلَمَاءُ: حَقِيقَةُ الْحَيَاءِ خُلُقٌ يَبْعَثُ عَلَى تَرْكِ الْقَبِيحِ، وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيرِ فِي حَقِّ ذِي الْحَقِّ .
وَرَوَيْنَا عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْجَنِيدِ رَحِمَهُ اللَّهُ، قَالَ: الْحَيَاءُ: رُؤْيَةُ الْآلَاءِ - أَيْ النِّعَمِ - وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيرِ،
فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمَّى حَيَاءً . وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

علماء کہتے ہیں کہ حیا کی حقیقت وہ خلق ہے جو انسان کو ناپسندیدہ چیز ترک کرنے کی ترغیب دے اور اس کو
حقدار کے حق میں کمی کرنے سے روکے۔ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حیا کا مطلب

ہے: ”انسان اللہ کی بے پایاں رحمتوں کو تصور میں لائے اور اپنی کوتاہیوں کا بھی تصور کرے ان دونوں
تصورات کے درمیان ایک کیفیت جنم لے گی اسی کیفیت کا نام حیا ہے۔“ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۶۸۴) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِّنْ

الْأَنْصَارَ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُهُ، فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنْ الْإِيمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کی تلقین کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دے کیونکہ حیا تو ایمان کا حصہ ہے۔ (متفق علیہ)

(۶۸۵) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ" أَوْ قَالَ: "الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ" .

◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیا نہیں لاتا مگر بھلائی۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے: حیا سارے کا سارا بھلائی ہے یا یہ الفاظ فرمائے: حیا سارا بھلائی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ شرعی حیا کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کر کے شرمندہ و نادم ہو، اس شرمندگی کی بنا پر آئندہ گناہوں سے بچنے، نیکیاں کرنے کی کوشش کرے، جو غیرت نیکیوں سے روک دے وہ عجز ہے حیا نہیں۔ اس معنی سے یہ حدیث پاک بالکل واضح ہوگئی واقعی یہ حیا تو گویا ایمان ہی ہے خیر ہی ہے۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 898)

(۶۸۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً: فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَذْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"الْبِضْعُ" بِكَسْرِ الْبَاءِ وَيَجُوزُ فَتْحُهَا: وَهُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ إِلَى الْعَشْرَةِ .

وَالشُّعْبَةُ: الْقِطْعَةُ وَالْخَصْلَةُ . وَ"الْإِمَاطَةُ": الْإِزَالَةُ . وَ"الْأَذَى": مَا يُؤْذِي كَحَجَرٍ وَشَوْكٍ

684: موطا، رقم الحدیث: 1679، احمد، رقم الحدیث: 2/4554، بخاری، رقم الحدیث: 24، مسلم، رقم الحدیث: 36، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4795، ترمذی، رقم

الحدیث: 2615، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 58، ابن حبان، رقم الحدیث: 610

685: بخاری، رقم الحدیث: 6117، مسلم، رقم الحدیث: 37، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4796

686: بخاری، مسلم

وَطَيْنٍ وَرَمَادٍ وَقَذَرٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ستر سے کچھ زیادہ یا ساٹھ سے کچھ زیادہ شعبے ہیں۔ ان میں سے سب سے افضل شعبہ لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے کم درجے والا شعبہ یہ ہے کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو اٹھادیا جائے اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

البضع: باء کے کسرہ کے ساتھ اور فتح بھی جائز ہے۔ اور یہ تین سے لے کر دس تک بولا جاتا ہے۔

الشعبہ: ٹکڑا۔ خصلت۔

الاماطہ: ہٹا دینا۔ دور کر دینا۔

الاذی: تکلیف دہ چیز مثلاً پتھر، کانٹا، راکھ اور کوڑا کرکٹ وغیرہ۔

شرح:

جیسا کہ شادیوں میں دیکھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس اگر رقم کم ہے تو صرف فلمی گانوں کی ریکارڈنگ پر گزارا کرتا ہے، اور جس کے پاس رقم کچھ زیادہ ہے تو وہ شادی کی بے حیائی سے بھرپور تقاریب کی مودی بھی بنواتا ہے اور اس سے بھی زیادہ رقم والا فنکشن (Function) کا بھی اہتمام کرتا ہے جس میں مرد و عورت موسیقی کی دھنوں اور ڈھولک کے شور میں بے ڈھنگے پن سے ناچتے، گاتے ہیں تماشائی خوب اُدھم مچاتے، بیہودہ فقرے گتے، مزید اس پر ہنستے، قہقہے لگاتے اور زور زور سے تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اس قسم کی حرکتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا شرم و حیا کا عنصر بالکل ختم ہو چکا، نجی معاملات ہوں یا اجتماعی تقریبات، محکمہ ہو یا بازار ہر جگہ شرم و حیا کا قتل عام اور بے حیائی کی دھوم دھام ہے، جس کو دیکھو بڑھ چڑھ کر بے حیائی کا شیدائی نظر آ رہا ہے۔ ذرا غور فرمائیے! اگر آپ کے گھر کے باہری دروازے پر کوئی جوان لڑکی اور لڑکا آپس میں ناشائستہ حرکتیں کر رہے ہوں تو شاید آپ شور مچادیں کہ یہ کیا بے حیائی کر رہے ہو بلکہ انہیں مارنے کو دوڑ پڑیں! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں آپ کا غصہ حیا کی وجہ سے ہے۔ لیکن جب آپ نے گھر میں ٹی وی آن کیا جس میں ایک رقاص اور رقاصہ (Dancers) ناچ رہے ہیں، ایک دوسرے کو اشارے کر رہے ہیں، مٹھور ہے ہیں، تب آپ کی حیا کہاں سو جاتی ہے؟ خدا عزوجل کے لئے سوچئے! کیا یہ بے حیائی کا منظر نہیں ہے؟ یہ آپ کی کیسی الٹی منطق (من)۔ طبع (ہے گھر کے باہر ہو رہا تھا تو آپ نے اسے بے حیائی قرار دیکر احتجاج کیا اور یقیناً وہی کام گھر کے اندر آپ کی بیوی بیٹیوں کی موجودگی میں T.....V..... کے پردہء سکرین پر ہو رہا ہے تو گویا بے حیائی نہ رہا! توبہ! توبہ! آپ کے سامنے لڑکا

اور لڑکی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ناچ رہے ہیں اور آپ ہیں کہ آنکھیں پھاڑ کر مزے سے دیکھے جا رہے ہیں! اور اسکی داد دے رہے ہیں! آخر اس طرح خدا عزوجل کے قہر و غضب کو کب تک ابھارتے رہیں گے؟

کر لے تو بہ رب کی رحمت ہے بڑی قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

(۶۸۷) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۖ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِذْرِهَا، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی

زیادہ حیا دار تھے۔ جب آپ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو ہم اس ناپسندیدگی کے آثار آپ کے چہرہ انور پر پہچان

لیتے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْعَذْرَاءُ: باکرہ، کنواری۔

شرح:

کنواری لڑکی کی جب شادی ہونے والی ہوتی ہے تو اسے گھر کے ایک گوشہ میں بٹھا دیا جاتا ہے اسے اردو میں مایوں بٹھانا کہا جاتا ہے، اس جگہ یعنی گھر کے گوشہ کو مائیں کہتے ہیں عربی میں خدر۔ اور اس زمانہ میں لڑکی بہت ہی شرمیلی ہوتی ہے، گھر والوں سے بھی شرم کرتی ہے، کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم اس سے بھی زیادہ تھی، حیا انسان کا خاص جوہر ہے جتنا ایمان قوی اتنی حیا زیادہ۔

(ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے) یعنی دنیاوی باتوں میں سے کوئی بات یا کوئی چیز حضور انور کو ناپسند ہوتی تو زبان مبارک سے نہ فرماتے مگر چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے خدام بارگاہ پہچان لیتے تھے۔ ایک دعوتِ ولیمہ پر دو تین آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر شریف میں کھانے کے بعد بیٹھے باتیں کر رہے تھے حضور کو ان کے بیٹھنے سے تکلیف ہوئی مگر ان سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ، رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ" تمہارا یہ عمل ہمارے نبی کی تکلیف کا باعث ہے مگر وہ تم سے حیا فرماتے ہیں رب تعالیٰ نہیں شرماتا، یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 8، ص 72)

۸۵- بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

راز کی حفاظت کرنے کا بیان

سر کا معنی: بھید، راز، جمع اسرار، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: 34)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے متعلق سوال ہونا ہے ۝

(۶۸۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۙ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى الْمَرْأَةِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برے مرتبے والا شخص وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرے اور وہ اس کے ساتھ ہم بستری کرے اور پھر وہ اپنی بیوی کے راز کی تشہیر کرنے لگ جائے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اشر: زیادہ شریر، برا۔

شرح:

اگر یہ الرجل، من اشتر الناس کی خبر ہو تب تو مطلب واضح ہے کہ قیامت کے دن بدترین شخص یہ ہوگا اور اگر ان اعظم الامانۃ کی خبر ہو تو الرجل سے پہلے خیانت پوشیدہ ہے یعنی بدترین خیانت اس شخص کی خیانت ہے بہر حال دونوں معنی درست ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ خیانت صرف مال کی ہی نہیں ہوتی بلکہ مال، راز اور عصمت وغیرہ سب میں ہوتی ہے بلکہ مال میں خیانت سے بدرجہا بدتر رازداری میں خیانت ہے۔

(جو بیوی سے ملے اور بیوی اس سے ملے) یعنی یا تو اپنی بیوی کے خفیہ عیوب لوگوں کو بتائے یا اس کا حسن اس کی خوبیاں لوگوں کو بتائے یا صحبت کے وقت کی گفتگو اس وقت کے حالات لوگوں سے کہتا پھرے جیسا کہ عام آزادوں جو انوں

کا دستور ہے کہ شب اول کی باتیں اپنے دوستوں کو بے تکلف بتاتے ہیں۔ یہاں مرقات نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ کسی کی اپنی بیوی سے جنگ رہتی تھی اس کے ایک دوست نے پوچھا کہ تیری بیوی میں خرابی کیا ہے؟ وہ بولا کہ تم میرے اندرونی معاملات پوچھنے والے کون ہو؟ آخر اسے طلاق دے دی، اس سائل نے کہا کہ اب تو وہ تمہاری بیوی نہ رہی اب بتاؤ اس میں کیا خرابی تھی یہ بولا وہ عورت غیر ہو چکی مجھے کسی غیر کے عیوب بتانے کا کیا حق ہے یہ ہے پردہ پوشی۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 111)

(۶۸۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ تَأَيَّمَتْ بِنْتُهُ حَفْصَةُ، قَالَ: لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكِحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي. فَلَبِثْتُ لَيْلًا ثُمَّ لَقِيتُنِي، فَقَالَ: قَدْ بَدَأَ إِلَيَّ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا. فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكِحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَّتْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا! فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيْلًا ثُمَّ خَطَبَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْكِحْتُهَا إِيَّاهُ. فَلَقِيتُنِي أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لَأُقَشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ تَرَكَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَبِلْتُهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

”تَأَيَّمَتْ“ اُمّی: صَارَتْ بِلاَ زَوْجٍ، وَكَانَ زَوْجُهَا تُوفًى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. ”وَجَدْتَ“: غَضِبْتَ.

◀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہو گئیں تو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی پیش کش کی اور کہا: اگر آپ چاہیں تو حفصہ بنت عمر (رضی اللہ عنہا) کو آپ کے نکاح میں دے دوں۔ کہنے لگے! میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ چند دن انتظار کے بعد پھر وہ مجھے ملے اور کہنے لگے: میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان دنوں نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمر (رضی اللہ عنہا) کو آپ کے نکاح میں دے دوں۔ سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے ان کی خاموشی پر اتنا دکھ ہوا کہ اتنا حضرت عثمان کے انکار پر نہیں ہوا تھا۔ میں نے کچھ دن انتظار کیا۔ پھر حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نکاح دیا تو میں نے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر

دیا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور کہا: شاید آپ کو رنج پہنچا ہو جب آپ نے مجھے حصہ (فتیختہ) کی پیش کش کی اور میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کہا: ہاں۔ کہنے لگے۔ مجھے تمہاری پیش کش کا جواب دینے میں اس کے سوا کوئی رکاوٹ نہ تھی کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حصہ (فتیختہ) کا ذکر فرمایا ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر نبی کریم ﷺ حصہ (فتیختہ) سے نکاح نہ کرتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

تایمت: کا معنی ہے: بیوہ ہو گئی۔ ان کے خاوند رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے تھے۔

وجدت: تمہیں غصہ آیا۔

شرح:

مسلمانوں کا راز فاش کرنا اس گناہ کے کبیرہ ہونے پر یہ صحیح حدیث پاک دلیل ہے کہ حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ ﷺ کے اہل مکہ کی طرف پیش قدمی کرنے کی اطلاع دیتے ہوئے مکہ والوں کی طرف خط لکھا، اللہ عزَّ وَّجَلَّ نے اپنے نبی ﷺ کو آگاہ فرمادیا تو آپ ﷺ نے خط لے جانے والی عورت کی طرف امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا، جب وہ دونوں اُسے لے کر اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ ﷺ کے سامنے پڑھا تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس (یعنی حاطب بن ابی بلتعہ) کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے۔“ مگر آپ ﷺ نے انہیں قتل کرنے سے منع فرمادیا کیونکہ وہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔“ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الممتحیۃ، الحدیث: ۴۸۹۰، ص ۴۱۹، بتحیر)

مسلمانوں کے راز فاش کرنا اسلام اور اہل اسلام کے لئے کمزوری، قتل، قید اور لوٹ مار کا سبب ہے اور یہ تمام چیزیں بڑے بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں کیونکہ ایسا کرنے والے نے زمین میں فساد کی کوشش کی اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کیا۔ لہذا اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ انتہائی برا ٹھکانا ہے۔ بعض علمائے کرام رحمہم اللہ السلام کے نزدیک ایسا کرنے والے کو قتل کرنا ضروری ہے مگر مطلقاً ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا۔

(۶۹۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ،

فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَمْشِي، مَا تُخْطِئُ مَشِيَّتَهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَلَمَّا رَأَاهَا رَحَّبَ بِهَا، وَقَالَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِي"، ثُمَّ اجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتُ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا، سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكْتُ، فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسَّرَارِ، ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ! فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا: مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لَأَفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكَ بِمَا لِي عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ، لَمَّا حَدَّثْتَنِي مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ، أَمَّا حِينَ سَارَّني فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى فَأَخْبَرَنِي أَنَّ جَبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، وَأَنَّهُ عَارِضُهُ الْآنَ مَرَّتَيْنِ، وَإِنِّي لَا أُرَى إِلَّا جَلَّ إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ، فَاتَّقَى اللَّهَ وَاصْبِرِي، فَإِنَّهُ نَعَمَ السَّلَفُ أَنَا لَكَ، فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتُ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّني الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: "يَا فَاطِمَةُ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ؟" فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِي رَأَيْتُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے ذرہ بھر بھی مختلف نہ تھی جب حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تو انہیں مرحبا کہا اور فرمایا: اے میری بیٹی! خوش آمدید۔ پھر انہیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھایا پھر ان کے کان میں کوئی بات کی تو وہ زور سے رونے لگیں۔ پس جب آپ ﷺ نے ان کی آہ وزاری کو دیکھا تو دوبارہ ان کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام عورتوں میں سے راز بتانے کے لئے تمہیں منتخب کیا ہے اس کے باوجود تم روتی ہو؟ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز افشاں کرنے والی نہیں ہوں پھر جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان (فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے کہا: میں تمہیں اس حق کی قسم دے کر کہتی ہوں جو میرا تمہارے اوپر ہے کہ تم مجھے وہ بات بتاؤ جو حضور نبی کریم ﷺ تم سے فرمائی تھی۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ اب بتا دیتی ہوں۔ جب حضور ﷺ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے بتایا، جبریل علیہ السلام میرے ساتھ سال میں ایک مرتبہ یا فرمایا دو مرتبہ قرآن حکیم کا دور کرتے تھے اور اب انہوں نے میرے ساتھ دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا۔ میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں۔ سو یہ سن کر میں رودی تھی جس طرح کہ تم نے دیکھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے میری بے صبری کو دیکھا تو دوبارہ میرے ساتھ سرگوشی کی تو فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا: اس امت کی

عورتوں کی سردار ہو۔ تو میں ہنس پڑی جیسا کہ تم نے دیکھا۔ (متفق علیہ)
اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

جزعہا: از، جزعاً، بمعنی ڈرنا، گھبرانا۔ اور باب تفعیل سے بے صبری زائل کرنے اور تسلی دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

شرح:

حضور جب فاطمہ زہرا کو آتے دیکھتے تو خوشی میں کھڑے ہو جاتے تھے پیشانی اور ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے، اپنی جگہ بٹھا لیتے تھے یہ واقعہ وفات شریف سے بالکل قریب ہی ہوا۔

جناب فاطمہ نے اپنی قوت اجتہاد یہ سے معلوم فرمالیا تھا کہ حضور کی حیات شریف میں یہ بات چھپانے کی تھی کیونکہ اس میں حضور کی وفات کی خبر تھی قبل از وقت اس کا اظہار مناسب نہ تھا اب جب کہ وفات شریف ہو چکی وہ راز نہ رہی تو اس گفتگو کا دوسرا حصہ یعنی میری وفات اور میرے درجہ کا اظہار بھی راز نہ رہا اس لیے اب بیان فرمادیا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہوگی۔ یہاں یہ نہ فرمایا کہ تمہاری وفات ہوگی بلکہ فرمایا سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی۔ اس میں کئی غیبی خبریں ہیں: حضرت فاطمہ زہرا کا وقت وفات آپ کی نوعیت وفات کہ آپ کا خاتمہ ایمان، تقویٰ پر ہیزگاری کے اعلیٰ درجہ پر ہوگا آپ کا قبر و حشر میں اول نمبر کامیاب ہونا، آپ کا پل صراط سے بخوبی گزر جانا، آپ کا جنت کی اعلیٰ مقام پر حتیٰ کہ حضور کے ساتھ رہنا یہ ہی علوم خمسہ کی خبریں ہیں۔ خیال رہے کہ فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں: ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ بی بی مریم جناب عائشہ اور جناب خدیجہ الکبریٰ سے بھی۔ دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ تینوں حضرات یعنی جناب خدیجہ الکبریٰ، عائشہ صدیقہ، فاطمہ زہرا ہم رتبہ ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں برابر ہیں، ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں کہ وہ ماں ہیں اور جناب فاطمہ زہرا بیٹی، نیز جنت میں وہ دونوں حضور کے ساتھ ہوں گی حضرت فاطمہ علی کے ساتھ، نیز عائشہ صدیقہ بڑی فقہیہ عالمہ مجتہدہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ"۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ طہارت نفس، شرف نسب میں جناب فاطمہ زہرا کی برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔

(۶۹۱) وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا اللَّعْبُ مَعَ الْغُلَمَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَبَعَثَنِي إِلَى حَاجَةٍ، فَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّي - فَلَمَّا جِئْتُ، قَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا حَاجَتُهُ؟ قُلْتُ: إِنَّهَا سِرٌّ. قَالَتْ: لَا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا، قَالَ أَنَسٌ: وَاللَّهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ بِهِ يَا ثَابِتُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ مُخْتَصِرًا.

◀ حضرت ثابت، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ سو آپ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام سے بھیج دیا۔ میں اپنی ماں کے پاس دیر سے پہنچا جب میں آیا تو ماں نے پوچھا دیر کس وجہ سے کی میں نے عرض کیا مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کے لئے بھیج دیا تھا۔ انہوں (میری ماں) نے کہا: کیا کام تھا۔ میں نے کہا: وہ راز ہے۔ کہنے لگیں۔ (میری والدہ)۔ رسول اللہ ﷺ کے راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں اس کے متعلق کسی کو بتاتا تو اللہ کی قسم! اے ثابت تمہیں بتاتا۔ (مسلم) اور بخاری نے اس کے بعض حصے کو مختصر روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

غلمان: یہ غلام کی جمع ہے اس کا معنی غلام، مزدور، نوجوان آتا ہے۔

شرح:

زبان کی ایک آفت لوگوں کے راز فاش کرنا بھی ہے اور یہ ایک طرح کی خیانت ہے جو کہ ممنوع ہے کیونکہ اس سے اس شخص کو تکلیف پہنچتی ہے جس کا راز فاش کیا جائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو راز داں بنائیں تو ایک کیلئے دوسرے کا وہ راز فاش کرنا جائز نہیں جس کا فاش ہونا پہلے کو ناگوار گزرے"۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث ۱۱۹۱، ج ۷، ص ۵۲۰)

۸۶- بَابُ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَإِنْ جَارِ الْوَعْدِ

ایفاء عہد اور وعدہ پورا کرنے کے متعلق بیان

عہد کا معنی: وقت، زمانہ، سال، قول و قرار، قسم، سوگند، سلطنت کا زمانہ، زمانہ حکومت، وغیرہ (فیروز اللغات)

وفا کا معنی: ساتھ دینا، نباہ، خیر خواہی، نمک حلائی، دستگی، عقیدت مندی، تکمیل، تعمیل، (فیروز اللغات)
 وعدے کا معنی: اقرار، قول و اقرار، عہد پیمان، ملاقات کا تعین، رقم کی ادائیگی کے لیے ایک مدت مقرر کرنا، مرنے کا دن، موت کا وقت، (فیروز اللغات)

عہد کی تعریف: العهد حفظ الشئ و مراعاته حالاً بعد حال هذا اصله، ثم استعمل في الموثق الذي تلزم مراعاته، هو المراد“ (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: ایک حال کے بعد دوسرے حال میں شے کی حفاظت و رعایت کرنا یہ اس کا اصل معنی ہے پھر یہ اس وعدے میں استعمال ہونے لگا جس کی رعایت کرنا لازم ہے اور یہاں سے یہی مراد ہے۔

وفا کی تعریف: الوفاء: هو ملازمة طريق المواساة و محافظة عهود الخلطاء“

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: مساوات کے طریقے کو لازم پکڑنا اور باہم میل جول رکھنا والوں کے عہدوں کی محافظت کرنا۔

آیت نمبر: ۱: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ (بنی اسرائیل: 34)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے بارے سوال ہوتا ہے ○

آیت نمبر: 2: وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ﴾ (النحل: 91)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو۔

آیت نمبر: 3: وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ (المائدہ: 1)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

آیت نمبر: 4: وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (الصف: 2-3)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو ○

تشریح:

بعض حضرات فرماتے ہیں یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہیں ہم نے جہاد کیا اور حالانکہ جہاد نہ کیا ہو منہ سے کہیں کہ ہم زخمی ہوئے اور زخمی نہ ہوئے ہوں، کہیں کہ ہم پر مار پڑی اور مار نہ پڑی ہو، منہ سے کہیں کہ ہم قید کئے گئے اور قید نہ کئے گئے ہوں۔

ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد منافق ہیں کہ مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کرتے لیکن وقت پر پورا نہ کرتے، زید بن اسلم رحمہ اللہ جہاد مراد لیتے ہیں، مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان کے کہنے والوں میں عبد اللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے جب آیت اتری اور معلوم ہوا کہ جہاد سب سے زیادہ عمدہ عمل ہے تو آپ نے عہد کر لیا کہ میں تو اب سے لے کر مرتے دم تک اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کر چکا چنانچہ اسی پر قائم بھی رہے یہاں تک کہ فی سبیل اللہ شہید ہو گئے۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۶۹۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. زَادَ فِي رِوَايَةِ لِمُسْلِمٍ: "وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافق کی نشانیاں تین ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے سپرد کوئی امانت کی جائے تو خیانت کرے۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: اگرچہ وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور گمان کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

خَانَ: از، خیانت، بمعنی خیانت کرنا،

شرح:

منافق سے اعتقادی منافق مراد ہیں، یعنی دل کے کافر زبان کے مسلم، یہ عیوب ان کی علامتیں ہیں مگر علامت کے ساتھ علامت والا پایا جانا ضروری نہیں۔ کوئے کی علامت سیاہی ہے مگر ہر کالی چیز کو انہیں۔

یعنی یہ حدیث میں مذکورہ کام منافقوں کے کام ہیں۔ مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے یہ نہیں کہ یہ جرم خود نفاق ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ تینوں جرم کئے تھے مگر وہ نہ منافق ہوئے نہ کافر لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 53)

(۶۹۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

692: احمد، رقم الحدیث: 3/9169، بخاری، رقم الحدیث: 33، مسلم، رقم الحدیث: 59، ترمذی، رقم الحدیث: 2631، نسائی، رقم الحدیث: 5036، ابن حبان،

رقم الحدیث: 257، بیہقی، رقم الحدیث: 288/6

وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَوهَا: إِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص کے اندر پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس کسی میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہوتی ہے جب تک کہ اس خصلت کو ترک نہ کرے۔ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو اس کو توڑ دے اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

عَاهَدَ: از، معاہدہ، بمعنی معاہدہ کرنا، وعدہ کرنا، عہد کرنا۔

شرح:

یہ حدیث پچھلی حدیث کے خلاف نہیں ایک چیز کی بہت سی علامتیں ہوتی ہیں کبھی ساری بیان کردی جاتی ہیں کبھی کم و بیش لہذا وہ تین بھی نفاق کی علامتیں تھیں اور یہ چار بھی۔

منافق عملی یعنی منافقوں کے سے کام کرنے والا جیسے رب فرماتا ہے: "أَقِمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ" یا حضور فرماتے ہیں۔ "مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ" یعنی بے نمازی ہونا کفر عملی ہے۔ (کافروں کا سا کام ہے)

اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جن کے ہاں تبر اور گلیاں بکنا عبادت بلکہ اصل ایمان ہے اسلام میں شیطان فرعون و ہامان کو بھی گالیاں دینا برا ہے کہ اس میں اپنی ہی زبان گندی ہوتی ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 54)

(۶۹۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ قَدْ جَاءَ

693: احمد، رقم الحدیث: 2/6782، بخاری، رقم الحدیث: 34، مسلم، رقم الحدیث: 58، ترمذی، رقم الحدیث: 2632، نسائی، رقم الحدیث: 2038، ابن حبان،

رقم الحدیث: 254، بیہقی، رقم الحدیث: 230/9، والیعووانہ: 20/1

694: بخاری، رقم الحدیث: 2296، مسلم، رقم الحدیث: 2314

مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا“ فَلَمْ يَجِبْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَنَادَى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا، فَاتَيْتُهُ وَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، فَحَتَّى لِي حَثِيَّةٌ فَعَدَدْتُهَا، فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِئَةٍ، فَقَالَ لِي: خُذْ مِثْلَهَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تجھے اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا۔ بحرین کا مال نہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ پھر جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے منادی نے ندا دی: جس کسی سے رسول اللہ ﷺ نے کوئی وعدہ کر رکھا ہو یا جس کا آپ ﷺ کے ذمہ کچھ قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے پس میں ان کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر مجھے رقم دی۔ میں نے انہیں گنا تو وہ پانچ سو تھے۔ سو (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے) مجھ سے فرمایا: اس سے دو گنا اور لے لو۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْبَحْرَيْنِ: یہ ایک مقام کا نام ہے اکثر لوگ اس کو راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے ہیں یہ غلط ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ حضور کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ کرم تھا کہ حضور انور نے اپنے لپ بھر دینے کا وعدہ فرمایا تھا حضرت صدیق اکبر نے اپنا ہاتھ بھر کر انکی جھولی میں ڈالا تھا۔ آپ نے خود تین لپ بھر کر نہ دیئے تاکہ اصل اور نائب کے لپ میں فرق رہے۔ خیال رہے کہ آپ نے حضرت جابر سے اس وعدہ پر گواہی نہیں مانگی نہ قسم لی کیونکہ معاملات میں گواہی منکر کے مقابل ہوتی ہے یہاں کوئی منکر تھا نہیں اور حضرات صحابہ ثقہ عادل ہیں ان کے قول بغیر قسم قبول ہیں، وہ حضرات حضور سے احادیث روایت کرتے ہیں تو ان پر نہ جرح ہوتی ہے نہ ان سے قسم لی جاوے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کی تقسیم نہیں ورنہ حضرت جابر جناب فاطمہ زہراہ حضرت عباس سے یہ وعدہ پورا کراتے۔ دوسرے یہ کہ جو ذاتِ کریم

ایسی دیانتدار ہو وہ خلافت جیسی اہم چیز کبھی غصب نہیں کر سکتی حضرت صدیق اکبر خلیفہ برحق ہیں، دیانتدار ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین اسلام کے پہلے تاجدار ہیں۔

(مرآۃ السانج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 708)

۸۷- بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى مَا اعْتَادَهُ مِنَ الْخَيْرِ

اچھی عادت کی محافظت کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ (الرعد: 11)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

آیت نمبر: 2: وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَضَتْ غَزْلَهُمَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ۚ﴾ (النحل: 92) و"الْأَنْكَاثُ": جَمْعُ نَكْثٍ، وَهُوَ الْغَزْلُ الْمَنْقُوضُ .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے کاٹنے کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا۔

اور انکاث: نکث کی جمع ہے۔ ٹوٹے ہوئے سوت کو کہتے ہیں۔

تشریح:

مکہ میں ایک عورت تھی جس کی عقل میں فتور تھا سوت کاٹنے کے بعد، بالکل صحیح اور مضبوط ہو جانے کے بعد بیوجہ توڑ تاڑ کر پھر ٹکڑے کر دیتی۔ یہ تو اس کی مثال ہے جو عہد کو مضبوط کر کے پھر توڑ دے۔ اب واقعتاً کوئی ایسی عورت تھی بھی یا نہیں جو یہ کرتی ہو؟ یہاں تو صرف مثال مقصود ہے۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3: وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ﴾ (الحديد: 16)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان جیسے نہ ہو جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

آیت نمبر: 4: وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ (الحديد: 27)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔

(۶۹۵) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ اللَّهِ، لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ .

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ تہجد گزار کو تہجد چھوڑنا بہت برا ہے۔ اشعہ اللمعات میں ہے کہ عبداللہ ابن عمرو تمام رات عبادت کرتے تھے ان کے والد اس سے منع کرتے تھے مگر نہ مانتے تھے۔ چنانچہ ان کے والد نے بارگاہ رسالت میں ان کی شکایت کی تب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ تم سے یہ عبادت نبھ نہ سکے گی اور تم اصل تہجد بھی چھوڑ بیٹھو گے۔ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بہت تلاش کے باوجود ان صاحب کا نام نہ ملا جو یہ قیام چھوڑ بیٹھے تھے۔

(مرآۃ السانج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 472)

۸۸- بَابُ اسْتِحْبَابِ طِيبِ الْكَلَامِ وَطَلَاَقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللَّقَاءِ

عمدہ گفتگو اور بوقت ملاقات خندہ پیشانی سے پیش آنے کے مستحب ہونے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (الحجر: 88)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: 159)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔

(۶۹۶) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگ سے بچو

خواہ نصف کھجور ہی کے ذریعہ اور جس کو یہ بھی میسر نہ ہو تو وہ ایک اچھی بات ہی کے ذریعہ آگ سے بچنے کی کوشش

کرے۔ (متفق علیہ)

(۶۹۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِيثٍ تَقَدَّمَ بِطَوِيلٍ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھی بات صدقہ ہے۔ یہ اس طویل حدیث کا ایک حصہ ہے جو اس سے پہلے تفصیل سے گزر چکی ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدنی، لوگوں سے اچھے برتاوے صدقہ ہیں بشرطیکہ رضائے الہی کے لیے ہوں، ہر معمولی سے معمولی کام جب ادائے سنت کی نیت سے کیا جائے گا تو وہ بڑا ہو جائے گا کیونکہ منسوب اگرچہ چھوٹا ہے مگر منسوب الیہ جن کی طرف نسبت ہے صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو بڑے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، ص 122)

(۶۹۸) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنَّ تَلَقَّى أَخَاكَ بَوَجْهِ طَلْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کسی نیک کام کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا خواہ وہ تمہارا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرنا ہی ہو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

بَوَجْهِ طَلْقٍ: خندہ پیشانی، ہنس مکھ،

شرح:

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کوئی نیکی حقیر جان کر چھوڑ نہ دو کہ کبھی ایک گھونٹ پانی جان بچا لیتا ہے اور کوئی گناہ حقیر سمجھ کر نہ لو کہ کبھی چھوٹی چنگاری گھر پھونک دیتی ہے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ مسلمان بھائی سے خوش ہو کر ملنا اس

کے دل کی خوشی کا باعث ہے اور مؤمن کو خوش کرنا بھی عبادت ہے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، ص 120)

۸۹- بَابُ اسْتِحْبَابِ بَيَانِ الْكَلَامِ وَايْضَا حِجِّهِ لِلْمُخَاطَبِ

وَتَكْرِيرِهِ لِيُفْهَمَ اِذَا لَمْ يَفْهَمُ اِلَّا بِذَلِكَ

مخاطب کے سامنے بات کی وضاحت اور ضرورت پڑے تو اس کے تکرار

کے مستحب ہونے کا بیان جب وہ اس کے بغیر نہ سمجھ جاسکے

(۶۹۹) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا

ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تھے

تاکہ اس کی سمجھ آجائے اور جب آپ کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام

کرتے۔ (بخاری)

(۷۰۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَلَامًا فَضْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ. (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کلام بڑا واضح ہوتا تھا ہر سننے والا اس کو سمجھ

لیتا تھا۔ (ابوداؤد)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

كَلَامًا فَضْلًا: فصیح کلام، ایسا کلام جس کا ہر لفظ واضح ہو کہ سننے والے کو دشواری نہ ہو۔

شرح:

اس زندگی میں ہمیں ہر وقت بات چیت کرنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ بلکہ ہم لوگ بلا ضرورت بھی ہر وقت

بولتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بلا ضرورت بولنا بہت بہت ہی نقصان دہ ہے غیر ضروری گفتگو کرنے سے خاموش رہنا افضل

ہے۔ لہذا ہمارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بات چیت کے سلسلے میں سنتیں اور آداب اور خاموشی کے فضائل وغیرہ یہاں پر بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گفتگو اس طرح و نشین انداز میں ٹھہر ٹھہر کر فرماتے کہ سننے والا آسانی سے یاد کر لیتا چنانچہ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صاف صاف اور جدا جدا کلام فرماتے تھے، ہر سننے والا اس کو یاد کر لیتا تھا۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند عائشہ، الحدیث: ۲۶۶۹، ج ۱۰، ص ۱۱۵)

(۲) مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے۔ چھوٹوں کے ساتھ مشفقانہ اور بڑوں کے ساتھ مؤدبانہ لہجہ رکھئے ان شاء اللہ عزوجل دونوں کے نزدیک آپ معزز رہیں گے۔

(۳) چلا چلا کر بات کرنا جیسا کہ آجکل بے تکلفی میں دوست آپس میں کرتے ہیں، معیوب ہے۔

(۴) دوران گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں کیونکہ تالی، سیٹی بجانا محض کھیل کود، تماشہ اور طریقہ کفار ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج ۹، ص ۵۴۹)

(۵) بات چیت کرتے وقت دوسرے کے سامنے بار بار ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں۔ اس سے دوسروں کو گھن آتی ہے۔

(۶) جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، اطمینان سے سنیں۔ اس کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہ کر دیں۔

(۷) کوئی ہٹکا کر بات کرتا ہو تو اس کی نقل نہ اتاریں کہ اس سے اس کی دل آزاری ہو سکتی ہے۔

(۸) بات چیت کرتے ہوئے قہقہہ نہ لگائیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا (قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسا کہ دوسروں تک آواز پہنچے۔ (ماخوذ از مراۃ المناجیح، ج ۶، ص ۴۰۲)

(۹) زیادہ باتیں کرنے اور بار بار قہقہہ لگانے سے وقار بھی مجروح ہوتا ہے۔

(۱۰) سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: "جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اُسے کم گو پاؤ تو اس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، الحدیث: ۴۱۰۱، ج ۳، ص ۱۲۲)

(۱۱) حدیث پاک میں ہے "جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔"

(شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی السکوت عملاً یحبہ، الحدیث: ۳۸۹۳، ج ۴، ص ۴۵۲، جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب

نمبر ۵ (الحدیث: ۲۵۰۹، ج ۳، ص ۲۲۵)

(۱۲) کسی سے جب بات چیت کی جائے تو اس کا کوئی صحیح مقصد بھی ہونا چاہیے۔ اور ہمیشہ مخاطب کے ظرف اور

اس کی نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے، "كَلِمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ" یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔ (یعنی اس طرح کی باتیں نہ کی جائیں کہ دوسروں کی سمجھ میں نہ آئیں، الفاظ بھی سادہ صاف صاف ہوں، مشکل ترین الفاظ بھی استعمال نہ کئے جائیں کہ اس طرح اگلے پر آپ کی علمیت کی دھاک تو بیٹھ جائے گی مگر مدعا خاک بھی سمجھ نہ آئے گا۔

(۱۳) اپنی زبان کو ہمیشہ بُری باتوں سے روک رکھیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نجات کیا ہے؟ فرمایا، "اپنی زبان کو بُری باتوں سے روک رکھو۔"

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، الحدیث ۲۴۱۴، ج ۴، ص ۱۸۲)

(۱۴) اگر ہم نے زبان کو صحیح استعمال کیا تو اس کا جو کچھ فائدہ ہو گا وہ سارا ہی جسم پائے گا اور اگر یہ سیدھی نہ چلی کسی کو گالی وغیرہ دے دی تو زبان کو کوئی تکلیف ہو یا نہ ہو پٹائی دیگر اعضاء کی ہوگی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے اعضاء جھک کر زبان سے کہتے ہیں، "ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر! کیونکہ ہم تجھ سے متعلق ہیں۔ اگر تو سیدھی رہے گی، ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔" (المسند للإمام احمد بن حنبل، الحدیث ۱۱۹۰۸، ج ۴، ص ۱۹۰)

(۱۵) آپس میں ہنسی مذاق کی عادت کبھی مہنگی پڑ جاتی ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپس میں ٹھٹھا مذاق مت کیا کرو کہ اس طرح) ہنسی ہی ہنسی میں (دلوں میں نفرت بیٹھ جاتی ہے۔ اور برے افعال کی بنیادیں دلوں میں استوار ہو جاتی ہیں۔" (کیمیائے سعادت، رکن سوم مہلکات، باب پیدا کردن ثواب خاموشی، ج ۲، ص ۵۶۳)

(۱۶) بدزبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کریں، گالی گلوچ سے اجتناب کرتے رہیں اور یاد رکھیں کہ اپنے بھائی کو گالی دینا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۲۷)

اور بے حیائی کی بات کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس شخص پر جنت حرام ہے جو فحش گوئی) بے حیائی کی بات (سے کام لیتا ہے۔"

(کیمیائے سعادت، رکن سوم باب فحش، آئینہ گفتن است، ج ۲، ص ۵۶۸)

اے ہمارے پیارے اللہ عز و جل! ہمیں گفتگو کرنے کی سنتوں اور آداب پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔
امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

۹۰- بَابُ إِصْغَاءِ الْجَلِيسِ لِحَدِيثِ جَلِيسِهِ الَّذِي لَيْسَ بِحَرَامٍ وَاسْتِنْصَاتِ الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِي مَجْلِسِهِ

ہم نشینوں کی ایسی بات جو حرام نہ ہو توجہ سے سننے اور عالم و واعظ کے لئے حاضرین مجلس کو خاموش رہنے کی تلقین کرنے کا بیان

(۷۰) عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ" ثُمَّ قَالَ: "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: لوگوں سے خاموش رہنے کے لئے کہو اور پھر آپ نے فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 173 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

'اسْتَنْصِتِ': باب استفعال سے بمعنی خاموش کرانا، خاموش رہنے کے لیے درخواست کرنا۔

شرح:

یہاں کافر سے مراد یا لغوی کافر ہے یعنی ناشکر یا شرعی کافر، تو مطلب یہ ہے کہ قریب الکفر ہو گیا یا اس نے کافروں کا سا کام کیا۔

۹۱- بَابُ الْوَعْظِ وَالْإِقْتِصَادِ فِيهِ

وعظ اور اس میں میانہ روی رکھنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (الحل: 125)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ رب العالمین اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق کو اس کی طرف بلائیں۔“ حکمت سے مراد بقول امام ابن جریر رحمہ اللہ ”کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اچھے وعظ سے مراد جس میں ڈر اور ترہیب ہو کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں، اور اللہ کے عذابوں سے بچاؤ طلب کریں۔“ ہاں یہ بھی خیال رہے کہ اگر کسی سے مناظرے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ نرمی اور خوش لفظی سے ہو۔

جیسے فرمان ہے آیت «وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ» (العنکبوت: 29:46) الخ، ”اور اے مسلمانو کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر مگر وہ جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا“، الخ۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی نرمی کا حکم ہوا تھا۔ دونوں بھائیوں کو یہ کہہ کر فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا کہ «فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيْنَا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى» (ط: 20:44)

تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ کچھ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

(۷۰۲) وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَذْكُرُنَا فِي كُلِّ خَمِيسٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، لَوِ دِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمْلِكُكُمْ، وَإِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”يَتَخَوَّلُنَا“: يَتَعَهَّدُنَا.

◀ حضرت ابی وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں ہر جمعرات کو ایک مرتبہ وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے ابو عبد الرحمن! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر روز ہمیں وعظ کیا کریں کو آپ نے فرمایا: ہر روز وعظ کرنے سے مجھے صرف یہی چیز روکتی ہے کہ میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں اکتاہٹ میں مبتلا کروں۔ میں تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جو معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اس خوف سے کہ ہم اکتاہ نہ جائیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 672 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يَتَخَوَّنَا: ہمارے ساتھ معاملہ کرتے تھے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا شرک یا حرام نہیں سنت صحابہ ہے۔ اسی لیے اب دینی مدرسوں کی امتحان و تعطیل کے لئے دن اور مہینے اور تعلیم کے لئے اوقات مقرر کیے جاتے ہیں لہذا میلاد شریف، فاتحہ، عرس وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہیں اسے حرام کہنا غلطی ہے۔ مرقاۃ نے اسی جگہ فرمایا کہ حضرت ابن مسعود نے جمعرات کو وعظ کے لئے اس لئے منتخب کیا کہ یہ دن جمعہ کا پڑوسی ہے اس کی برکت جمعہ تک پہنچے گی۔ بعض لوگ ہر جمعرات کو میلاد شریف اور مردوں کی فاتحہ کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

(میں تم کو اکٹاہت میں ڈالنا پسند نہیں) یعنی روزانہ وعظ سے تم اکٹا جاؤ گے اور یہ ذوق شوق جاتا رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اتنا لمبا وعظ بھی نہ کہا جائے کہ لوگ گھبرا جائیں تاکہ علم و وعظ کی بے قدری نہ ہو۔

(رسول اللہ ﷺ ہمارا خیال رکھتے تھے) یعنی حضور بھی ہمیں ہر وقت اور ہر روز وعظ نہیں سناتے تھے تاکہ ہم اکتانہ جائیں۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جو عالم یا شیخ لوگوں کے سامنے ہر دم اللہ اللہ ہی کرے وہ مکار ہے۔ حضور کی مجلس پاک میں دنیوی تذکرے بھی ہوتے تھے۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 205)

(۷۰۳) وَعَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقَصْرَ خُطْبَتِهِ، مَبْنِيَّةٌ مِّنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَأَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"مِنَّةٌ" بِمِيمٍ مَّفْتُوحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٌ مَكْسُورَةٌ ثُمَّ نُونٌ مُّشَدَّدَةٌ، أَيْ: عَلَامَةٌ دَالَّةٌ عَلَى فِقْهِهِ.

◀ حضرت ابو یقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بے شک کسی آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور اس کے خطبہ کا مختصر ہونا اس کے فقیہ ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے نماز کو لمبا کرو اور خطبہ کو مختصر کیا کرو۔ (مسلم)

مننة: میم مفتوحہ پھر ہمزہ مکسورہ اور پھر نون مشدودہ کے ساتھ کا مطلب ہے۔ وہ علامت جو اس کی فقاہت پر دلالت کرتی ہے۔

(۷۰۴) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَصَلِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ! فَقُلْتُ: وَاتَّكَلْ أُمِّيَّاهُ، مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَادِهِمْ! فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَيِّتُونَنِي لِكِنِّي سَكْتُ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَابِي هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنِّهُ، فَوَاللَّهِ مَا كَهَرَنِي، وَلَا ضَرَبَنِي، وَلَا شَتَمَنِي. قَالَ: "إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ"، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ مِنَّا رَجُلًا يَأْتُونَ الْكُفَّانَ؟ قَالَ: "فَلَا تَأْتِيهِمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رَجُلٌ يَتَطَيَّرُونَ؟ قَالَ: "ذَلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدُّهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْكُلُّ" بِضَمِّ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: الْمُصِيبَةُ وَالْفَجِيعَةُ. "مَا كَهَرَنِي" أَيْ: مَا نَهَرَنِي.

◀ حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نمازیوں میں سے ایک شخص نے چھینک ماری۔ میں نے کہا: يَرْحَمُكَ اللَّهُ۔ لوگوں نے مجھے گھور کر دیکھنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: ہائے میری ماں مجھے روئے۔ مجھے اس طرح گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو، تو انہوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنا شروع کر دیئے۔ جب میں نے انہیں دیکھا کہ مجھے خاموش کر رہے ہیں تو میں بھی خاموش رہا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ جیسا عمدہ تعلیم دینے والے معلم نہ میں نے آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔۔۔ اللہ کی قسم! آپ نے نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا، اور نہ برا بھلا کہا۔ فرمایا: یہ نماز ہے اس میں لوگوں کی طرح گفتگو کرنا صحیح نہیں۔ نماز تو تسبیح و تکبیر اور قرآن حکیم کی تلاوت کا نام ہے یا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے جاہلیت کی زندگی ترک کئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا ہے اور بے شک ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔ میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو برا شگون لیتے ہیں۔ فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں۔ لیکن یہ چیز انہیں کسی کام سے نہ روکے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

معاویہ ابن حکم: آپ سلمی ہیں، مدینہ منورہ میں بہت آتے جاتے رہتے تھے اے ایک سوسترہ میں وفات ہوئی آپ سے کثیر اور عطا نے روایات لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الیم فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

الشکل: ثاء مثلثہ کے پیش کے ساتھ: مصیبت اور آفت کو کہتے ہیں۔

ما کھرنی: یعنی مجھے نہ جھڑکا۔

شرح:

کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُکَ اللہ کہا، نماز فاسد ہو گئی اور خود اسی کو چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کر کے یَرْحَمُکَ اللہ کہا، تو نماز فاسد نہ ہوئی اور کسی اور کو چھینک آئی اس مصلیٰ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا، نماز نہ گئی اور جواب کی نیت سے کہا، تو جاتی رہی۔

(”الفتاویٰ الھندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکره فیہا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۸۹.....)

نماز میں چھینک آئی کسی دوسرے نے یَرْحَمُکَ اللہ کہا اور اس نے جواب میں کہا آمین، نماز فاسد ہو گئی۔

(”الفتاویٰ الھندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکره فیہا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۸۹.....)

نماز میں چھینک آئے، تو سکوت کرے اور الحمد للہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو

فارغ ہو کر کہے۔ (”الفتاویٰ الھندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکره فیہا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۸۹.....)

(۷۰۵) وَعَنْ الْعَرَبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً وَجَلَّتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ... وَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَدْ سَبَقَ بِكَمَالِهِ فِي بَابِ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ، وَذَكَرْنَا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ، قَالَ: ”إِنَّهُ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ“.

◀ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وعظ فرمایا جس سے دل کانپ اٹھے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس کے بعد راوی نے وہ مکمل حدیث بیان کی جو پہلے ”باب الامر بالمحافظۃ علی السنہ“ میں بیان ہو چکی ہے اور ہم نے ذکر کیا تھا کہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اتعارفِ راوی:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 158 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

وَجَلَّتْ: از، وجلّا، و موجلا، بمعنی ڈرنا، محسوس کرنا،
ذَرَفَتْ: از، ذرفا، بمعنی بہنا، آنسو جاری ہونا۔

شرح:

حضرت سیدنا نضر بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کی آنکھ سے خشیت الہی عَزَّ وَجَلَّ سے آنسو بہتے ہیں تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے چہرے کو جہنم پر حرام فرما دیتا ہے۔ اگر اس کے رخسار پر بہہ جائے تو قیامت کے دن نہ وہ ذلیل ہو گا اور نہ اس پر کوئی ظلم ہو گا۔ اور اگر کوئی غمگین شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے خوف سے کچھ لوگوں میں روئے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے رونے کے سبب ان لوگوں پر بھی رحم فرماتا ہے۔ آنسو کے علاوہ ہر عمل کا وزن کیا جائے گا اور آنسوؤں کا ایک قطرہ آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ ("موسوعة الامام ابن ابي الدنيا، كتاب الرقة والبكاء الحديث ۴۱، ج ۳، ص ۲۷۱)

۹۲- بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّكِينَةِ

وقار اور طمانیت کا بیان

وقار کا معنی: بھاری بھر کم پن، متانت، سنجیدگی، بردباری، قدر و منزلت، جاہ و جلال، (فیروز اللغات)

سکینہ کا معنی: آرام، سکون، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾ (الفرقان: ۶۳)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام ○

(۷۰۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجِمًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى تُرَى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
"الْهَوَاتُ" جَمْعُ لَهَاءٍ: وَهِيَ اللَّحْمَةُ الَّتِي فِي أَقْصَى سَقْفِ الْفَمِ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اتنے زور سے ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آتا۔ آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الہوات: لہاء کی جمع ہے۔ منہ کے اندر اوپر کی جانب والا گوشت (کؤا) ہے۔

شرح:

یہ تفسیر ہے مستجمعا کی یعنی اس طرح ہنستے نہ دیکھا کہ آپ کا منہ شریف کھل جاتا اور میں آپ کے تالو کا آخری حصہ دیکھ لیتی۔ لہوات جمع ہے لہات کی، لہات وہ پارہ گوشت جو تالو کی انتہا اور حلق سے متصل ہے حضور انور اس طرح ساری عمر کبھی نہ ہنسے۔

مطلب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے کبھی نہ تھے مسکراتے بہت تھے، ہنسنا قلب میں غفلت پیدا کرتا ہے تبسم خوش اخلاقی ہے اس سے سامنے والے کو خوشی ہوتی ہے۔ شعر

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 582)

۹۳- بَابُ النَّدْبِ إِلَى اتِّْيَانِ الصَّلَاةِ وَالْعِلْمِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ

نماز، علم اور دیگر عبادات کی طرف وقار اور سکون کے ساتھ آنے کے مستحب ہونے کا بیان
آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝﴾ (الحج: 32)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

(۷۰۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا تَأْتَوْهَا وَانْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَأَتَوْهَا وَانْتُمْ تَمْشُونَ، وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَاتِمُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

زَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةِ لَهُ: "فَإِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ" .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جب نماز

کھڑی ہو جائے تو دوڑ کر نماز کے لئے نہ آیا کرو، بلکہ چلتے ہوئے آیا کرو۔ تمہارے لئے سکون سے آنا ضروری ہے جتنی نماز تم پالو وہ پڑھو اور جو باقی بچے بعد میں مکمل کر لو۔ (متفق علیہ)

اور مسلم نے اس میں ان الفاظ کی زیادتی کی: کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز کا قصد کر لیتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اقیمت الصلوة: نماز کھڑی ہو جائے، از، اقامۃ بمعنی قائم کرنا، ہمیشہ رکھنا۔
السکینۃ: وقار، سکون، اطمینان۔

شرح:

یعنی جماعت کے لئے گھبرا کر دوڑتے نہ آؤ کہ اس میں گر جانے چوٹ کھانے کا اندیشہ ہے۔ خیال رہے کہ رب نے جو فرمایا "فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ" وہاں سعی سے مراد دوڑنا نہیں بلکہ نماز جمعہ کی تیاری کرنا ہے، لہذا آیت وحدیث میں مخالفت نہیں۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جماعت میں شامل ہونے کے لئے سکون سے آنا مستحب ہے، دوڑنا مستحب کے خلاف ہے حرام نہیں، لہذا فاروق اعظم کا ایک دفعہ دوڑ کر رکوع میں شامل ہو جانا ناجائز نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ آخری جزو مل جانے سے جماعت مل جاتی ہے، لہذا جو نماز جمعہ کی التَّحِيَّات میں مل جائے وہ جمعہ پڑھے۔ تیسرے یہ کہ جس رکعت میں مقتدی ملے وہ تعداد کے لحاظ سے رکعت اول ہے اور قرأت کے لحاظ سے رکعت آخری۔

جب سے وہ نماز کے ارادے سے گھر سے چلا اسے نماز کا ثواب مل رہا ہے پھر جلدی کیوں کرتا ہے، کیوں گرتا اور چوٹ کھاتا ہے، اطمینان سے آئے جو پائے اس کو ادا کرے۔ خیال رہے کہ اگر تکبیر اولیٰ یا رکوع پانے کے لئے قدرے تیزی سے آئے مگر نہ اتنی کہ چوٹ لگنے لگنے کا اندیشہ ہو تو مضائقہ نہیں جیسا کہ فاروق اعظم کا عمل پہلے بیان

ہوا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 647)

(۷۰۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةِ فَسَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْإِبِلِ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ، وَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ، عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيْضَاعِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ،

وَرَوَى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ .

”الْبِرُّ“: الطَّاعَةُ . و”الْإِضَاعُ“ بِضَادٍ مُعْجَمَةٍ قَبْلَهَا يَاءٌ وَهَمْزَةٌ مَكْسُورَةٌ، وَهُوَ: الْإِسْرَاعُ .

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کی معیت میں کوچ کیا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے، سخت جھڑکنے مارنے اور اونٹوں کے بلبلانے کی آوازیں سنیں تو آپ ﷺ نے اپنے چابک کے ساتھ ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اے لوگو! وقار کو اپناؤ کیونکہ نیکی تیز دوڑانے میں نہیں ہے۔

(بخاری)

اور اس حدیث کے کچھ حصہ کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

البر: اطاعت

الایضاع: ضادمعجمہ کے ساتھ اس سے پہلے باء اور ہمزہ مکسورہ ہے۔ تیز دوڑانے کو کہتے ہیں۔

شرح:

سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”حلم و تدبیر اللہ عز و جل کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔“ (مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرفق، الحدیث: ۲۵۶۲۱، ج ۸، ص ۳۴)

۹۴- بَابُ اِكْرَامِ الضَّيْفِ

مہمان کی تعظیم کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۝ قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ۝ فَرَاغَ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۝ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَتَكَلَّمُونَ ۝ ﴾

(الذاریات: 24-27)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی؟ جب وہ اس کے پاس آکر بولے سلام! کہا سلام! ناشنا سا لوگ ہیں! پھر اپنے گھر گیا تو ایک فر بہ بچھڑا لے آیا! پھر اسے ان کے پاس رکھا کہا: کیا تم کھاتے نہیں!

تشریح:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر علمائے کرام کی ایک جماعت کہتی ہے کہ مہمان کی ضیافت کرنا واجب ہے۔ حدیث میں بھی یہ آیا ہے اور قرآن کریم کے ظاہری الفاظ بھی یہی ہیں۔ انہوں نے سلام کیا جس کا جواب خلیل اللہ علیہ السلام نے بڑھا کر دیا اس کا ثبوت دوسرے سلام پر دو پیش کا ہونا ہے۔

اور یہی فرمان باری تعالیٰ ہے فرماتا ہے «وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا» (النساء: 86)

یعنی ”جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔“

پس خلیل اللہ علیہ السلام نے افضل صورت کو اختیار کیا، یہ فرشتے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام تھے۔ جو خوبصورت نوجوان انسانوں کی شکل میں آئے تھے ان کے چہروں پر ہیبت و جلال تھا۔

ابراہیم علیہ السلام اب ان کے لیے کھانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے اور چپ چاپ بہت جلد اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ذرا سی دیر میں تیار پچھڑے کا گوشت بھنا بھنایا ہوا لے آئے اور ان کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا ”آپ کھاتے کیوں نہیں؟“

اس سے ضیافت کے آداب معلوم ہوئے کہ مہمان سے پوچھے بغیر ہی ان پر شروع سے احسان رکھنے سے پہلے آپ چپ چاپ انہیں خبر کئے بغیر ہی چلے گئے اور بہ عجلت بہتر سے بہتر جو چیز پائی اسے تیار کر کے لے آئے۔ تیار فر بہ کم عمر پچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے اور کہیں اور رکھ کر مہمان کی کھینچ تان نہ کی بلکہ ان کے سامنے ان کے پاس لا کر رکھا۔ پھر انہیں یوں نہیں کہتے کہ کھاؤ کیونکہ اس میں بھی ایک حکم پایا جاتا ہے بلکہ نہایت تواضع اور پیار سے فرماتے ہیں: آپ تناول فرمانا شروع کیوں نہیں کرتے؟ جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ اگر آپ فضل و کرم، احسان و سلوک کرنا چاہیں تو کیجئے۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ﴾

(ہود: 78)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی اور انہیں آگے ہی سے برے کاموں کی عادت پڑی تھی کہا: اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں

رسوانہ کرو کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں ۰

(۷۰۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی اختیار کرے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اگر بولے تو اچھی بات کرے، ورنہ خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یؤمن: از، امنائو ایماناً، بمعنی امن دینا، تصدیق کرنا مان، لینا،
فلیصل: از، صِلَّة، صلہ رحمی کرنا، جوڑنا، نیکی کرنا، رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا۔

شرح:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، "جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی مہمان نوازی کرے جنت میں داخل ہوگا۔"

(المعجم الکبیر، رقم ۲۹۶۲۱، ج ۲۱، ص ۶۰۱)

(۷۱۰) وَعَنْ أَبِي شَرِيحٍ خُوَيْلِدِ بْنِ عَمْرِو الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ" قَالُوا: وَمَا جَائِزَتُهُ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةً عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُقِيمَ عِنْدَ أَخِيهِ حَتَّى يُؤْتِمَهُ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

وَكَيْفَ يُؤْتِمُهُ؟ قَالَ: "يُقِيمُ عِنْدَهُ وَلَا شَيْءَ لَهُ يُقْرِئُهُ بِهِ"۔

◀ حضرت ابو شریح خویلد بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے اور اس کا حق ادا کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ایک دن اور ایک رات اور مہمان نوازی کرنا تین دن تک ہے۔ اور جو اس کے علاوہ کرے تو وہ اس پر صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)
اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اس کو گنہگار کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ اس کو گنہگار کیسے کر دے گا۔ فرمایا: یہ کہ وہ اس کے پاس ٹھہرا رہے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو جس سے وہ اس کی مہمان نوازی کرے۔

تعارفِ راوی:

ابو شریح: آپ کا نام خویلد ابن عمرو ہے، عدوی ہیں، قبیلہ بنی کعب سے ہیں، فتح مکہ کے دن بنی کعب کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الثین، فصل فی الصحابہ، "مرآۃ المناجیح جلد ششم)

حل لغات:

جائزۃ: الجائز کا مونث، عطیہ، انعام، حق، جائز ہونا۔

یؤتمہ: از، اتماء، گناہ کرنا۔

شرح:

ہمارا مہمان وہ ہے جو ہم سے ملاقات کے لیے باہر سے آئے خواہ اس سے ہماری واقفیت پہلے سے ہو یا نہ ہو۔ جو ہمارے اپنے ہی محلہ یا اپنے شہر میں سے ہم سے ملنے آئے دو چار منٹ کے لیے وہ ملاقاتی ہے مہمان نہیں اس کی خاطر تو کرو مگر اس کی دعوت نہیں ہے اور جو ناواقف شخص اپنے کام کے لیے ہمارے پاس آئے وہ مہمان نہیں جیسے حاکم یا منہتی کے پاس مقدمہ والے یا فتویٰ والے آتے ہیں یہ حاکم کے مہمان نہیں۔

حضرت لیث اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ مہمان کو ایک شب کھانا کھلانا واجب ہے اگر نہ کھلائے گا تو گنہگار ہوگا۔ جائزہ کے معنی ہیں عطیہ ہدیہ، اس کی جمع ہے جواز جیسے فاضلہ کی جمع فواضلہ یعنی مہمان کا مضبوط و پختہ حق۔

اور اگر صاحب خانہ خود ہی بخوشی روکے تو رک جانے میں حرج نہیں لیکن اس پر تنگی ہو اور مہمان ڈٹا رہے یہ بے غیرتی بھی ہے اور مسلمان کو تنگ کرنا بھی یہ ممنوع ہے۔ یہ قوانین آج عیسائیوں نے اختیار کر لیے ہیں، انکے ہاں مہمان

پہلے ہی خط لکھ دیتا ہے کہ میں اتنے روز کے لیے آپ کے ہاں آ رہا ہوں، پھر جب وہ دن گزر جاتے ہیں اور یہ مہمان کسی وجہ سے ٹھہرتا ہے تو صاحب خانہ کو ان زائد دنوں کا بل ادا کرتا ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 91)

۹۵- بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبَشِيرِ وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَيْرِ

اچھی بات پر خوش خبری سنانے اور مبارک باد دینے کے استحباب کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ﴾ (الزمر: 18-17)،
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ﴾ (التوبة: 21)،
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں ان کے لیے دائمی نعمت ہے۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَابَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ (حکم السجدة: 30)
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَبَشِّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ﴾ (الصافات: 101)،
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی۔

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى﴾ (هود: 69)،
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے۔

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَمْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشِّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔

آیت نمبر: 7

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَى﴾

(آل عمران: 39)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا۔

آیت نمبر: 8

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ﴾

(آل عمران: 45) الآية،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم! اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح۔

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَّعْلُومَةٌ. وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ جِدًّا وَهِيَ مَشْهُورَةٌ فِي الصَّحِيحِ، مِنْهَا:

اس باب سے کے متعلق اور بھی بے شمار آیات کریمہ موجود ہیں۔ اور صحیح میں بہت سی عمدہ احادیث مشہورہ موجود ہیں بعض یہ ہیں۔

(۷۱) عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَيُقَالُ: أَبُو مُحَمَّدٍ، وَيُقَالُ: أَبُو مُعَاوِيَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”الْقَصَبُ“: هُنَا اللَّوْلُؤُ الْمُجَوَّفُ. وَ”الصَّخَبُ“: الصِّيَاخُ وَاللَّغَطُ. وَ”النَّصَبُ“: التَّعَبُ.

◀ حضرت ابو ابراہیم جنہیں ابو محمد بھی اور ابو معاویہ عبد اللہ بن ابی اوفیؓ بھی کیا جاتا ہے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت دی جو ایک ایسے موتی سے بنا ہوگا جو اندر سے خالی ہے۔ وہاں نہ شور و غوغا ہوگا اور نہ احساس تھکاوٹ۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 55 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

القصب: ایسا موتی جو اندر سے خالی ہو۔

الصخب: چیخ و پکار۔

النصب: تھکاوٹ۔

شرح:

نبی اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت فرماتے تھے ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لئے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

(شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، حضرت خدیجہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، ج ۴، ص ۳۶۳۔ الاستیعاب، کتاب النساء: ۷۴۳،

خدیجہ بنت خویلد، ج ۴، ص ۹۷۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب کہ لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور انہوں نے اپنے مال سے میری ایسے وقت مدد کی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم کر رکھا تھا۔ (المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشہ، الحدیث ۸۱۹۴۲، ج ۹، ص ۹۲۴)

مزید تفصیل کے لیے رفیق السالکین شرح ریاض الصالحین کی جلد نمبر 1 کے آخری صفحات کا مطالعہ فرمائیں۔

(ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۱۲) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: لَا تُزَمِّنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا تُكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا، فَجَاءَ الْمَسْجِدَ، فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا وَجْهَ هَاهُنَا، قَالَ: فَخَرَجْتُ عَلَى آثَرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ، حَتَّى دَخَلَ بَيْتَ أَرَيْسَ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ وَتَوَضَّأَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلَى بَيْتِ أَرَيْسَ وَتَوَسَّطَ قَفْهًا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي

البشر، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انصرفت، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَا كُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: "اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَذَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبُئْرِ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيُلْحِقُنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِيدُ اللَّهُ بِفُلَانٍ - يُرِيدُ أَخَاهُ - خَيْرًا يَأْتِ بِهِ - فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ؟ فَقَالَ: "اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَجِئْتُ عُمَرَ، فَقُلْتُ: اِئْذَنْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَذَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبُئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِيدُ اللَّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا - يَعْنِي أَخَاهُ - يَأْتِ بِهِ، فَجَاءَ إِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ - فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ - فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: "اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوَى تُصِيبُهُ" فَجِئْتُ، فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوَى تُصِيبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مَلِئَ، فَجَلَسَ وَجَاهَهُمْ مِنَ الشَّقِ الْأَخْرِ - قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَأَوَّلَتْهَا قُبُورُهُمْ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ الْبَابِ . وَفِيهَا: أَنَّ عُثْمَانَ جِئَنَ بِشْرَهُ حَمْدَ اللَّهِ تَعَالَى، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ .

وَقَوْلُهُ: "وَجَهَ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَتَشْدِيدِ الْجِيمِ . آي: تَوَجَّهَ . وَقَوْلُهُ: "بِشْرَ أَرِيسٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الرَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُشْتَبَهَةٌ مِنْ تَحْتِ سَاكِنَةٍ ثُمَّ سَيْنٌ مُهْمَلَةٌ وَهُوَ مَصْرُوفٌ وَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ صَرْفَهُ، وَ"الْقُفُّ" بِضَمِّ الْقَافِ وَتَشْدِيدِ الْفَاءِ: وَهُوَ الْمَنِيُّ حَوْلَ الْبُئْرِ . وَقَوْلُهُ: "عَلَى رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّاءِ عَلَى الْمَشْهُورِ، وَقِيلَ: بِفَتْحِهَا، آي: ارْفُقْ .

◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور پھر گھر سے نکلے تو کہا: میں آج کا سارا دن لازماً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہوں گا۔ پھر وہ مسجد میں پہنچے تو نبی اکرم ﷺ

کے متعلق دریافت کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: پس میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ لوگوں سے آپ کے متعلق پوچھتا پوچھتا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ریس کے احاطے میں داخل ہو گئے۔ سو میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، وضو فرمایا: میں اٹھ کر آپ کی طرف گیا۔ آپ کنویں پر منڈیر کے وسط میں بیٹھ گئے۔ اور آپ نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹایا اور انہیں کنویں میں لٹکا دیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، پھر میں لوٹا اور دروازے پر بیٹھ گیا میں نے کہا: آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان ہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور دروازے کو کھٹکھٹایا تو میں نے کہا: کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر! میں نے عرض کیا: ٹھہریے۔ میں گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔ میں آیا اور سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں اسی طرح کنویں میں لٹکا لئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکا رکھے تھے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹالیا۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی کو وضو کرتا چھوڑ آیا تھا کہ بعد میں مجھے آ ملے گا۔ میں نے جی میں کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں یعنی میرے بھائی کے متعلق بہتری مقدر فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لے آئے گا سو اسی وقت مجھے کوئی انسان نظر آیا جو دروازے کو حرکت دے رہا تھا میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جواب دیا: عمر بن الخطاب۔ میں نے کہا: ٹھہریے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو السلام علیکم کہا اور عرض کیا: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔ پس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت بھی دی ہے اور جنت کی خوشخبری بھی سنائی ہے۔ پس وہ اندر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا اور میں نے دل میں کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں یعنی میرے بھائی کے لئے بہتری مقدر فرمائی ہے تو اس کو لے آئے گا۔ پھر کوئی انسان آیا اور اس نے دروازہ ہلایا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جواب ملا۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں نے کہا: ٹھہریے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو ان کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سناؤ اور یہ بھی کہ انہیں ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پس میں واپس آیا اور کہا: آ جائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ تمہیں ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ اندر گئے تو دیکھا کہ منڈیر تو بھر چکی ہے۔ سو وہ دوسری جانب ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے اس کی تاویل یہ کی کہ ان کی قبریں اسی طرح ہوں گی۔ (متفق علیہ)
اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر نگاہ رکھنے کا حکم دیا اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب خوشخبری سنی تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات ہی استعانت کے لائق ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۹ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

وجہ: واؤ کے فتح اور جیم کی تشدید کے ساتھ کا مطلب ہے: روانہ ہوئے۔
بشر اریس: ہمزہ کے فتح، راء کے کسرہ کے ساتھ اس کے بعد یاء ساکن ہے اور اس کے بعد سین مہملہ ہے۔ یہ منصرف ہے اور بعض اس کو غیر منصرف کہتے ہیں۔ ایک کنوں کا نام ہے۔
القف: قاف کے ضمہ اور فاء کی تشدید سے۔ کنویں کے گرد بنائی ہوئی منڈیر کو کہتے ہیں۔
علی رسلک: مشہور راء کے کسرہ کے ساتھ ہے بعض کے نزدیک راء کے فتح کے ساتھ بھی ہے۔ مطلب ہے: ٹھہریئے۔

شرح:

اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق افضل ترین صحابہ سیدنا صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے بعد دیگر عشرہ مبشرہ، پھر اصحاب بدر واحد اور پھر اہل بیعت رضوان۔
عشرہ مبشرہ: وہ دس صحابہ جن کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں ان کو جنت کی بشارت دی۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۹۲، ص ۳۶۳)

(۷۱۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا، وَخَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَارِ،

فَدُرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا؟ فَلَمْ أَجِدْ! فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بَنِي خَارِجَةَ - وَالرَّبِيعُ: الْجَدُولُ الصَّغِيرُ - فَاحْتَفَرْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "أَبُو هُرَيْرَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "مَا شَأْنُكَ؟" قُلْتُ: كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُمْتُ فَأَبْطَأَتْ عَلَيْنَا، فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَزَعْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزَعَ، فَاتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَرْتُ كَمَا يَحْتَفِرُ الثَّغْلَبُ، وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ مِنْ وَرَائِي. فَقَالَ: "يَا أَبَا هُرَيْرَةَ" وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: "أَذْهَبْ بِنَعْلَيْ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ . . ." وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الرَّبِيعُ": النَّهْرُ الصَّغِيرُ، وَهُوَ الْجَدُولُ - بِفَتْحِ الْجِيمِ - كَمَا فَسَّرَهُ فِي الْحَدِيثِ. وَقَوْلُهُ: "احْتَفَرْتُ" رَوَى بِالرَّاءِ وَبِالزَّاءِ، وَمَعْنَاهُ بِالزَّاءِ: تَضَامَمْتُ وَتَصَاغَرْتُ حَتَّى امْكِنَنِ الدُّخُولَ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھے۔ آپ نے دیر لگائی تو ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حضور ﷺ ہماری عدم موجودگی میں دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ سو ہم خوفزدہ ہو گئے۔ سب سے پہلے خوف محسوس کرنے والا میں ہی تھا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا، حتیٰ کہ میں انصار کے بنو نجار قبیلہ کے ایک باغ کے پاس پہنچا۔ پس میں باغ کے ارد گرد پھرا کہ کہیں اس کا دروازہ مل جائے لیکن مجھے دروازہ نہ ملا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ بیرونی کنویں سے ایک چھوٹی سی نالی باغ کے اندر داخل ہو رہی ہے۔ ربیع: چھوٹی نالی کو کہتے ہیں۔ میں سکڑ کر اس میں سے اندر گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ نے فرمایا: ابو ہریرہ ہے! میں نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ! فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور! آپ ہمارے پاس موجود تھے آپ اٹھے اور آپ نے واپسی میں تاخیر فرمائی تو ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں خدا نخواستہ ہماری عدم موجودگی میں دشمن آپ سے تعرض نہ کریں تو ہم خوفزدہ ہو گئے، سب سے پہلے یہ خوف مجھے ہی لاحق ہوا تو میں اس باغ کے پاس آیا اور لومڑی کی طرح سکڑ کر اندر داخل ہوا، اور یہ دوسرے لوگ میرے پیچھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! اور مجھے اپنے نعلین عطا فرمائے اور فرمایا: میرے یہ نعلین لے جاؤ اور اس باغ کے باہر تمہیں جو بھی ایسا شخص ملے گا جو یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اس کے دل کو بھی اس پر یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو اس کو جنت کی خوشخبری سناؤ اور پھر طویل حدیث بیان کی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الربيع: چھوٹی نالی فتح کے ساتھ، جس طرح کہ حدیث میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

جدول: جیم کے فتح کے ساتھ ہے۔

اختفرت: راء اور زاء دونوں کے ساتھ منقول ہے اور زاء کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے: میں سمٹا، چھوٹا ہوا حتیٰ کہ میرے لئے اس میں داخل ہونا ممکن ہو گیا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 427 کے تحت ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۱۳) وَعَنْ أَبِي شِمَاسَةَ، قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي سِيَافَةِ الْمَوْتِ، فَبَكَى طَوِيلًا، وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ، فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ: يَا أَبَتَاهُ، أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: إِنَّ أَفْضَلَ مَا نَعِدُ شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدُّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي، وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكُونَ قَدْ اسْتَمَكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ، فَلَوْ مِتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلَأُبَايِعَكَ، فَبَسَطَ يَمِينَهُ فَقَبَضْتُ يَدِي، فَقَالَ: "مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟" قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ، قَالَ: "تَشْتَرِطُ مَاذَا؟" قُلْتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي، قَالَ: "أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الْهَجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟" وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَجَلَ فِي عَيْنِي مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنِي مِنْهُ؛ إِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْ سَأَلْتُ أَنْ أَصْفَهُ مَا أَطَقْتُ، لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنِي مِنْهُ، وَلَوْ مِتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ وَلَيْنَا أَشْيَاءُ مَا أَذْرِي مَا حَالِي فِيهَا؟ فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبُنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي، فَشَنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنَحِرُ جَزُورًا، وَيُقَسِّمُ لَحْمُهَا، حَتَّى اسْتَأْنَسَ بِكُمْ، وَأَنْظُرَ مَا أَرَا جُعَ بِهِ رَسُولُ رَبِّي. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "سُنُّوا" رَوَى بِالشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمُهْمَلَةِ، أَيْ: صُبُّهُ قَلِيلًا قَلِيلًا، وَاللَّهُ مُبَحَّانُهُ أَعْلَمُ .

◀ حضرت ابوشامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جان کنی کی حالت میں ان کے پاس موجود تھے۔ وہ کافی دیر روتے رہے اور انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کر لیا، ان کے بیٹے نے کہا: اے ابا جان! کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ خوش خبری نہیں دی تھی؟ تو انہوں نے اپنا چہرہ سامنے کیا اور فرمایا: جس چیز کو ہم سب سے افضل شمار کرتے ہیں وہ یہ گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ بے شک میں تین حالتوں میں سے گزرا ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں بھی دیکھا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا دشمن نہیں تھا اور مجھے اس بات سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی کہ مجھے موقع ملے تو میں آپ کو قتل کر دوں اگر میں اس حالت پر مر جاتا تو یقیناً دوزخیوں میں سے ہوتا پھر جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا فرمادی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ فرمایا: عمرو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ایک شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا شرط رکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یہ کہ مجھے معاف کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور بے شک ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ اور حج بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس وقت کوئی شخص مجھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھا اور نہ میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ کوئی عظیم تھا۔ آپ ﷺ کی تعظیم و اجلال کی وجہ سے میں آپ کے رخ انور کو نظر بھر کر دیکھ بھی نہیں سکتا تھا اور اگر مجھ سے آپ ﷺ کے سراپا کے بارے میں سوال کیا جائے تو میں جواب نہیں دے سکتا، کیونکہ حضور ﷺ کو نظر بھر کر میں دیکھتا ہی نہیں تھا۔ اگر میں اس حالت پر مر جاتا تو مجھے امید ہوتی کہ اہل جنت میں سے ہوں گا۔ پھر ہمیں کچھ امور کا والی بنایا گیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس سلسلہ میں میرا کیا حال ہے؟ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے (جنازے کے) ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ، اور جب تم مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر تھوڑی تھوڑی مٹی ڈالنا پھر قبر کے ارد گرد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں قربانی کے جانور ذبح کیے جاتے ہیں اور ان کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے حتیٰ کہ میں تمہارے ساتھ مانوس رہوں اور دیکھوں کہ خدا کے بھیجے ہوئے (فرشتوں) کے سوالوں کے جواب کیا دیتا ہوں۔ (مسلم)

حل لغات:

شنوا: شنین معجمہ اور مہملہ دونوں سے مروی ہے، یعنی تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال دو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔
حول: از، تحویلاً، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا،

اطباق: طبقہ کی جمع، بمعنی حال، مرتبہ۔

شرح:

اس حدیث میں محبت رسول ﷺ کا بیان ہوا اسی پر روشنی ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں۔

محبت رسول ﷺ کی انوکھی داستان:

مدینہ کی ایک عورت جو انصار کے قبیلہ کی تھیں ان کو یہ غلط خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنگ احد میں شہید ہو گئے ہیں تو یہ بے قرار ہو کر گھر سے نکل پڑیں اور میدان جنگ میں پہنچ گئیں وہاں لوگوں نے ان کو بتایا کہ اے عورت! تیرے باپ اور بھائی اور شوہر تینوں اس جنگ میں شہید ہو گئے یہ سن کر اس نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگرچہ زخمی ہو گئے ہیں مگر الحمد للہ کہ زندہ سلامت ہیں۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوہ احد، باب شین المرأة الدیناریۃ، ج ۳، ص ۶۸)

تو بے اختیار اس کی زبان سے اس شعر کا مضمون نکل پڑا کہ۔

تسلی ہے پناہ بیکساں زندہ سلامت ہے کوئی پروا نہیں سارا جہاں زندہ سلامت ہے
اللہ اکبر! ایسی شیردل اور بہادر عورت کا کیا کہنا؟ باپ اور شوہر اور بھائی تینوں کے قتل ہو جانے سے صدمات کے تین تین پہاڑ دل پر گر پڑے ہیں مگر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نشہ میں اس کی مستی کا یہ عالم ہے کہ زبان حال سے یہ نعرہ اس کی زبان پر جاری ہے کہ۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

محبت رسول کی نشانیاں:

واضح رہے کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والے تو بہت لوگ ہیں۔ مگر یاد رکھئے کہ اس کی چند نشانیاں ہیں جن کو دیکھ کر اس بات کی پہچان ہوتی ہے کہ واقعی اس کے دل میں محبت رسول کا چراغ روشن ہے۔ ان علامتوں میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) آپ کے اقوال و افعال کی پیروی، آپ کی سنتوں پر عمل، آپ کے اوامر و نواہی کی فرمانبرداری، غرض شریعت مطہرہ پر پورے طور سے عامل ہو جانا۔

(۲) آپ کا ذکر شریف بکثرت کرنا، بہت زیادہ درود شریف پڑھنا، آپ کے ذکر کی مجالس مقدسہ مثلاً میلاد شریف اور دینی جلسوں کا شوق اور ان مجالس مبارکہ میں حاضری۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام ان لوگوں اور ان چیزوں سے محبت اور ان کا ادب و احترام جن کو رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت و تعلق حاصل ہے۔ مثلاً صحابہ کرام، ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، شہر مدینہ، قبر انور، مسجد نبوی، آپ کے آثار شریفہ و مشاہد مقدسہ، قرآن مجید و احادیث مبارکہ، سب کی تعظیم و توقیر اور ان کا ادب و احترام کرنا۔

(۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں یعنی بددینوں، بد مذہبوں سے دشمنی رکھنا۔

(۵) دنیا سے بے رغبتی اور فقیری کو مال داری سے بہتر سمجھنا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقر و فاقہ اس سے بھی زیادہ جلدی پہنچتا ہے جیسے کہ پانی کا سیلاب اپنے منتهی کی طرف۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۸۵ ابواب الزہد، سیرت مصطفیٰ ﷺ)

۹۶- بَابُ وِدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتِهِ عِنْدَ فِرَاقِهِ لِسَفَرٍ وَغَيْرِهِ وَالدُّعَاءُ لَهُ وَطَلَبُ الدُّعَاءِ مِنْهُ

سفر وغیرہ کے لئے ساتھی سے جدا ہوتے وقت اسے الوداع کہنے نصیحت کرنے،
اور اس کے لئے دعا کرنے اور اس سے دعا کرانے کا بیان

الوداع کا معنی: رخصت، سلام رخصت، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَالِلّٰهِ أَبَائُكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝﴾ (البقرة: 132-133)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہا کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان ۝ بلکہ تم خود موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کو موت آئی جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے: ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا آپ کے آباء ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھتے ہیں ۝

(۱۵) وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَمِنْهَا: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - الَّذِي سَبَقَ فِي بَابِ الْكِرَامِ

أَهْلُ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا خُطْبِيًّا، فَحَمِدَ اللَّهَ، وَاتَّئَى عَلَيْهِ، وَوَعِظَ وَذَكَرَ، ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبُ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ، أَوَّلُهُمَا: كِتَابُ اللَّهِ، فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ"، فَحَتَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ، وَرَغَبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَأَهْلُ بَيْتِي، أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ بِطَوِيلِهِ .

◀ اور احادیث میں سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو "اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے احترام" کے باب میں گزر چکی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ و نصیحت کی۔ پھر فرمایا: اما بعد: اے لوگو! بلاشبہ میں بھی ایک بشر ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ فرشتہ آئے اور میں اس کی بات قبول کروں اور میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے اس میں ہدایت بھی ہے اور نور بھی۔ سو تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپ نے کتاب اللہ (پر عمل کرنے) پر ابھارا اور اس کے متعلق ترغیب دی۔ پھر فرمایا: اور میری اہل بیت۔ میں اپنی اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ (مسلم) یہ طویل حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 349 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

خطیباً: از خطبۃ، بمعنی خطبہ دینا، وعظ کرنا، تقریر کرنا۔
فحث: از، حثاً، و تحشیثاً، اکسانا، ابھارنا، براہیختہ کرنا۔

شرح: فرشتوں نے چکی چلائی:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے اہل بیت سے اتنی محبت فرماتا ہے کہ بعض اوقات ان کی امداد کے لیے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے چنانچہ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے ان کے مکان پر بھیجا تو میں نے وہاں یہ دیکھا کہ ان کے گھر میں چکی بغیر کسی چلانے والے کے خود بخود چل رہی ہے۔ جب میں نے بارگاہ رسالت میں اس عجیب کرامت کا تذکرہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ذر! رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ڈیوٹی فرمادی ہے کہ وہ میری آل کی امداد و اعانت کرتے رہیں۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد ۲، ص ۳۷۲، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الرابع فی مناقب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الفصل التاسع فی

ذکرہ من فضائلہ، ذکر کراماتہ، ج ۲، ص ۲۰۲ ملقطاً)

تبصرہ:

اس روایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل پاک کو بارگاہ خداوندی میں اس قدر قرب اور مقبولیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو ان کی امداد و نصرت اور حاجت برآری کے لئے خاص طور پر مقرر فرمادیا ہے۔ یہ شرف حضرات اہل بیت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت خاصہ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ سبحان اللہ! سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزت و عظمت اور ان کے وقار و اقتدار کا کیا کہنا؟ کہ آپ کے گھر والوں کی چکی فرشتے چلایا کرتے تھے۔

(کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم)

(۷۱۶) وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ شَبَابَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَظَنَّا أَنَّا قَدْ اشْتَقْنَا أَهْلَنَا، فَسَأَلْنَا عَنْ تَرْكِنَا مِنْ أَهْلِنَا، فَأَخْبَرَنَا، فَقَالَ: "ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَأَقِمُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُّوهُمْ، وَصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، وَصَلُّوا كَذَا فِي حِينِ كَذَا، فَإِذَا خَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤْذِنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيُؤْمِكُمْ أَكْبَرُكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

زَادَ الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةِ لَهُ: "وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" .

وَقَوْلُهُ: "رَحِيمًا رَفِيقًا" رُوِيَ بِفَاءٍ وَقَافٍ، وَرُوِيَ بِقَافَيْنِ .

◀ حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم کچھ ہم عمر نو جوان نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے ہاں بیس دن ٹھہرے اور رسول اللہ ﷺ بڑے مہربان اور شفیق تھے۔ آپ نے محسوس کیا ہم اپنے اہل خانہ (سے ملاقات) کے مشتاق ہو گئے ہیں۔ آپ نے ہم سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کن لوگوں کو چھوڑ کے آئے ہو تو ہم نے آپ کو بتا دیا۔ آپ نے فرمایا: اپنے اہل خانہ کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں کے ساتھ رہو، اور انہیں تعلیم دو اور نیک کاموں کا حکم دو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں

پڑھو۔ سو جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان کہے اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرائے۔ (متفق علیہ)

بخاری نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: اور نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

تعارفِ راوی:

مالک ابن حوریت: آپ لیثی ہیں، حضور انور کی خدمت میں وفد بن کر آئے اور حضور کے پاس بیس دن رہے آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی ۹۴ چورانوے میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الیم، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

رحیمہ رفیقہ: رفیق فاء اور قاف سے، بھی منقول ہے اور رفیق دونوں قافوں سے بھی منقول ہے۔ رفیق بمعنی ساتھی، دوست، اور رفیق بمعنی نرم دل آدمی آتا ہے۔

شرح:

قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا: ترجمہ: کنز الایمان: اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ "اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "مطلب یہ ہے کہ اپنے گھر والوں کو دین اور آداب سکھاؤ۔"

گھر والوں پر خرچ کرنا:

ایک روایت میں ہے کہ "بندہ جو کچھ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں، اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔" (مجمع الروائد، کتاب الزکاۃ، باب فی نفقۃ الرجل..... الخ، رقم ۲۶۶۲، ج ۳، ص ۱۰۳)

(۷۱) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَاذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ، فَأَذِنَ، وَقَالَ: "لَا تَنْسَانَا يَا أَخِي مِنْ دُعَائِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنْ لِي بِهَا الدُّنْيَا.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: "أَشْرِكْنَا يَا أَخِي فِي دُعَائِكَ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"

◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرہ کرنے کی

اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا: اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں فراموش نہ کرنا۔

آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے: آپ ﷺ کی یہ بات ایسی ہے کہ اگر مجھے اس کے بدلے ساری دنیا ملتی تو بھی میں خوش نہ ہوتا۔

اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا: میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک کرنا۔
اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۱۸) وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، كَانَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا: أَدْنُ مِنِّي حَتَّى أُودِعَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُودِعُنَا، فَيَقُولُ: "أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكَ، وَأَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شخص سے فرمایا کرتے جو سفر کا ارادہ کرتا: میرے قریب ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں اس طرح الوداع کروں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں الوداع کرتے تھے پس فرماتے: میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے اعمال کے انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

ادن: از، دنوآ، کسی چیز کا قریب ہونا،

اودعك: از و دعآ، رخصت کرنا،

شرح:

صحابہ کرام سفر کو جاتے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اس بارگاہ عالی سے وداع ہوتے تھے اس وقت کا یہاں ذکر ہو رہا ہے، اب بھی زائرین مدینہ منورہ سے چلتے وقت آخری سلام کے لیے روضہ انور پر حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں "الوداع الوداع یا رسول اللہ الفراق الفراق یا حبیب اللہ" ہم نے ایک وداعیہ قصیدہ عرض کیا تھا جس کے کچھ شعر یہ ہیں۔ شعر

عرض کرنے کو غلامانہ سلام

دور سے آئے تھے پردیسی غلام

یہ فرماؤ کہ بلواؤ گے کب
رکھو اپنے سایہ میں ہم کو سدا

آستانہ سے وداع ہوتے ہیں اب
چشمِ رحمت سے نہ تم کر یو جدا

اس وقت جو دل کا حال ہوتا ہے وہ وداع ہونے والا ہی جانتا ہے۔ شعر

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے
روزہ اچھا زائر اچھے، اچھی راتیں، اچھے دن
ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینے سے
سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

یہ حضور کی بندہ نوازی اور شانِ کریمانہ ہے کہ غلاموں نے خود ہاتھ نہیں چھوڑاتے، اب بھی وہ ہم گنہگاروں کو خود نہیں چھوڑتے، اللہ تعالیٰ ان کے قدموں سے وابستگی عطا کرے۔

(اللہ کے سپرد کرتا ہوں) یعنی خدا تیرے دین و ایمان و خاتمہ کی حفاظت کرے، سب کچھ اس کے سپرد ہے۔ امانت سے مراد یا تو اعمالِ شرعیہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَلْفَتْهُنَّ أَثْقَالُهَا" (ہم نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا مگر انہوں نے انکار کیا اور ان پر بوجھ بڑھ گیا)۔ مسافروں کے آپس کے اخلاق و مالی معاملات، چونکہ سفر میں کبھی آپس میں تلخی ترشی بھی ہو جاتی ہے اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔ اس دعا میں لطیف اشارہ اس جانب بھی ہے کہ اے مدینہ میں میرے پاس رہنے والے اب تک تو تو میرے سایہ میں تھا کہ ہر مسئلہ مجھ سے پوچھ لیتا تھا ہر مشکل مجھ سے حل کر لیتا تھا اب تو مجھ سے دور ہو رہا ہے کہ ہر حاجت میں مجھ سے پوچھ نہ سکے گا تو تیرا ہر کام خدا کے سپرد ہے۔ کیسی پیاری دعا ہے اور کسی مبارک وداع! آخر عمل سے مراد وقتِ موت ہے یعنی اگر اس سفر میں تجھے موت آئے تو ایمان پر آئے، تیری زندگی و موت رب کے حوالہ۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 52)

(۷۱۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُودَعَ الْجَيْشَ، قَالَ: "أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكُمْ، وَأَمَانَتَكُمْ، وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُمْ" حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

◀ حضرت عبداللہ بن یزید الخطمی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی لشکر کو الوداع کرتے تو فرماتے: میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۷۲۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُرِيدُ سَفَرًا، فَرَوِّدْنِي، فَقَالَ: "رَوِّدَكَ اللَّهُ التَّقْوَى" قَالَ: رِذْنِي قَالَ: "وَعَفَّرَ"

ذَنْبِكَ“ قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: ”وَيَسِّرْ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتُ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: ”حَدِيثٌ حَسَنٌ“.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ارادہ سفر کرنے کا ہے۔ مجھے زاد راہ (کے طور پر کوئی نصیحت) عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زاد راہ بنائے۔ اس نے عرض کیا: مزید عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف کر دے۔ اس نے عرض کیا: مزید عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: تو جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ تیرے لئے نیکی کو آسان کر دے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

زودك: توشہ دینا،۔

شرح:

مجھے توشہ عطاء فرمائیں (یعنی میرے لیے ایسے ودعیہ دعا فرمائیے کہ جو توشہ کی طرح سفر دنیا و سفر آخرت میں ساتھ رہے اور مجھے توشہ کی طرح ہر وقت کام آئے۔ زاد وہ زائد کھانا ہے جو مسافر کی موجودہ ضرورت سے بچا ہوا آئندہ کام آوے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى“۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے توشہ دارین سمجھتے تھے اور ہر موقع پر آپ سے دعائیں کراتے تھے اپنی دعاؤں پر کفایت نہ کرتے تھے۔ (اللہ تجھے تقویٰ عطاء فرمائے) یعنی تمہیں دنیا میں لوگوں سے غنا دے کہ تم سوال سے بچو اور آخرت کے لیے نیک اعمال کی توفیق بخشے، بہت جامع دعا ہے۔

(کچھ اور عطاء فرمائیں) یعنی ابھی فقیر کی سیری نہیں ہوئی داتا کچھ اور ملے، دنیا میں صبر بہتر، آخرت کے معاملہ میں بے صبری و حرص افضل۔ شعر

حاجتے نیست مرا سیر ازیں آبِ حیات ضاعف اللہ علی کل زمان عطشی

(اللہ تیرے لیے بھلائی کو آسان فرما دے تو جہاں بھی ہو) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں جیتے مرتے، قبر و حشر ایسی بھلائیاں

عطا فرمادے جس سے تمہیں پوری کامیابی نصیب ہو۔ حیث ماکنت میں سفر، حضر، زندگی و قبر ہر جگہ داخل ہے۔ سبحان اللہ سائل کی جھولی بھردی نہ معلوم ان الفاظ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دے دیا ہو اور سائل نے کیا کچھ لے لیا، یہ تو دینے والے اور لینے والے جانیں۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 54)

۹۷۔ بَابُ الْإِسْتِخَارَةِ وَالْمُشَاوَرَةِ

استخارہ اور مشورہ کا بیان

استخارہ کا معنی: طلب خیر، نیکی کی توفیق مانگنا، (فیروز اللغات)

مشاروت کا معنی: آپس میں مل کر مشورہ کرنا، باہم اصلاح کرنا، (فیروز اللغات)

استخارہ کی تعریف: اصطلاح شرع میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں ایک خاص طریقہ پر (جو کہ احادیث میں

موجود ہے) اللہ تعالیٰ سے اشارہ چاہنا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (آل عمران: 159)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ (الشوری: 38)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

تشریح:

بڑے بڑے امور میں بغیر آپس کی مشاورت کے ہاتھ نہیں ڈالتے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا «وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ» (آل عمران: 159) یعنی ان سے مشورہ کر لیا کرو اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جہاد وغیرہ کے موقع پر لوگوں سے مشورہ کر لیا کرتے تاکہ ان کے جی خوش ہو جائیں۔ اور اسی بنا پر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہ آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا اور وفات کا وقت آ گیا چھ آدمی مقرر کر دیئے کہ یہ اپنے مشورے سے میرے بعد کسی کو میرا جانشین مقرر کریں ان چھ بزرگوں کے نام یہ ہیں۔ عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ پس سب نے باتفاق رائے سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر مقرر کیا۔

(عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

أَيُّ: يَتَشَاوَرُونَ بَيْنَهُمْ فِيهِ .

اس کا مطلب ہے: ہر کام میں وہ ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں۔

(۷۲۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْأَسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: "إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ، فَلْيَرْكَعْ رُكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ . اَللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي" أَوْ قَالَ: "عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ . وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي" أَوْ قَالَ: "عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ؛ فَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ" قَالَ: "وَيُسَمَّى حَاجَتَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام امور میں استخارہ کرنے کی اس طرح تعلیم دیتے تھے جیسے قرآن حکیم کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ فرماتے: جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعتیں فرض نماز کے علاوہ ادا کرے اور پھر کہے: اے اللہ! میں تیرے علم کے ساتھ بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ قدرت طلب کرتا ہوں، کیونکہ تجھ میں قدرت ہے اور میرے پاس قدرت نہیں، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیہوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ بات میرے لئے میرے دین، میری معیشت، اور میرے انجام کے لحاظ سے بہتر ہے، یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے میری دنیا یا میری آخرت کے لحاظ سے تو اس کو میرے لئے مقدر فرمادے اور اسے میرے لئے آسان کر دے اور میرے لئے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے میرے دین، میری معیشت، اور میرے انجام کے لحاظ سے برا ہے یا یہ الفاظ فرمائے: میری دنیا یا میری آخرت کے لحاظ سے تو اس کو مجھ سے دور فرمادے اور مجھے اس سے دور کر دے اور بھلائی جہاں بھی ہو اسے میرے لئے مقدر فرمادے۔ پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔ فرمایا: اور اپنی حاجت کا نام لے۔ (بخاری)

721: بخاری شریف، رقم الحدیث: 1109، بخاری شریف، رقم الحدیث: 6019، بخاری شریف، رقم الحدیث: 6955، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1538، ترمذی، رقم الحدیث: 480، نسائی، رقم الحدیث: 3253، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 14748، ابن حبان، رقم الحدیث: 885، سنن الکبریٰ، رقم الحدیث: 5581، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 4700، طبرانی صغیر، رقم الحدیث: 524، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 11477، الادب المفرد، رقم الحدیث: 703، مسند حمیدی، رقم الحدیث: 1089

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الاستخارة: طلب خیر کرنا، طلب خیر کی دعا کرنا۔

عاجل: عجلًا، جلدی کرنا۔

آجلہ: از، اجلا دیر کرنا، موت، آخرت۔

شرح:

مسئلہ: حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے استخارہ نہیں ہو سکتا، ہاں تعین وقت کے لیے کر سکتے ہیں۔ (غنیۃ المبتلیٰ، ۳، رکعت الاستخارۃ، ص ۱۳۳.....)

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے اول آخر الحمد للہ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ يُعْلِنُونَ تک اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ آخِرَ آيَةٍ تک بھی پڑھے۔

(رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ، ج ۲، ص ۷۵.....)

: بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: "اے انس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب (عز وجل) سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گذرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔"

(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۳۵۱۲، ج ۷، ص ۶۳۳.....)

اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُوسور ہے اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔

(رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ، ج ۲، ص ۷۵.....)

استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو۔

۹۸- بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ اِلَى الْعِيدِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْجَنَازَةِ

وَنَحْوَهَا مِنْ طَرِيقٍ، وَالرَّجُوعِ مِنْ طَرِيقٍ الْاُخْرَى لِتَكْثِيرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ

عید مریض کی تیمارداری، حج، جہاد اور جنازہ وغیرہ کے لئے ایک راستے سے جانے اور دوسرے

راستے سے لوٹنے کے مستحب ہونے کا بیان تاکہ عبادات کے مقامات میں اضافہ ہو

نوٹ: عبادت کا معنی ما قبل بیان ہو چکا ہے۔

(۷۲۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَوْلُهُ: "خَالَفَ الطَّرِيقَ" يَعْنِي: ذَهَبَ فِي طَرِيقٍ، وَرَجَعَ فِي طَرِيقٍ آخَرَ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا تو نبی کریم ﷺ مختلف راستوں سے آتے جاتے۔ (بخاری)

خالف الطريق: یعنی ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے۔

(۷۲۳) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ، وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعْرَسِ، وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ، دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَةِ الْعُلْيَا، وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَةِ السُّفْلَى. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ "الشجرہ" (یعنی درخت) کے راستے باہر تشریف لے جاتے اور "معرس" کے راستے واپس تشریف لاتے تھے اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو اوپر والی گھاٹی سے داخل ہوتے اور مکہ سے باہر نیچے والی گھاٹی کے راستے نکلتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

الْمُعْرَسِ: آکر رات میں آرام کرنے کے لیے اترنے کی جگہ۔

شرح:

اس لیے آپ مختلف راستے اختیار فرماتے کہ زمین کثرت سے ہمارے لیے گواہ بن جائے، لیکن شارحین فرماتے ہیں کہ جاتے ہوئے دراز راستہ اختیار فرماتے اور لوٹتے وقت مختصر راستہ اختیار فرماتے، تاکہ جاتے ہوئے قدم زیادہ پڑے اور ثواب زیادہ ہو۔

۹۹- بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الْيَمِينِ فِي كُلِّ مَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيمِ

كَالْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّيْمُمِ، وَلَبْسِ الثَّوْبِ وَالنَّعْلِ وَالْخُفِّ وَالسَّرَاوِيلِ وَدُخُولِ الْمَسْجِدِ،

وَالسَّوَاكِ، وَالْاِتِّحَالِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَقَصِّ الشَّارِبِ، وَنَتْفِ الْإِبْطِ، وَحَلْقِ الرَّأْسِ،
وَالسَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ، وَالْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالْمَصَافَحَةِ، وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ، وَالْخُرُوجِ
مِنَ الْخَلَاءِ، وَالْأَخِذِ وَالْإِعْطَاءِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا هُوَ فِي مَعْنَاهُ. وَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيمُ الْيَسَارِ فِي ضِدِّ
ذَلِكَ، كَالَاِمْتِخَاطِ وَالْبَصَاقِ عَنِ الْيَسَارِ، وَدُخُولِ الْخَلَاءِ، وَالْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَخَلْعِ
الْخُفِّ وَالنَّعْلِ وَالسَّرَاوِيلِ وَالثَّوْبِ، وَالْإِسْتِجَاءِ وَفِعْلِ الْمُسْتَقْدَرَاتِ وَأَشْبَاهِ ذَلِكَ.

ہر قابل تعظیم کام دائیں ہاتھ سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

مثلاً وضو، غسل، تیمم کرنا، کپڑے، جوتے، موزے اور پاجامہ پہننا اور مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا،
سرمہ لگانا، ناخن تراشنا، مونچھیں کاٹنا، بغل کے بال دور کرنا، سر منڈوانا، نماز میں سلام پھیرنا، کھانا، پینا،
مصافحہ کرنا، حجر اسود کو بوسہ دینا، بیت الخلاء سے نکلنا، کسی سے لینا اور کسی کو کوئی چیز دینا اور اسی قسم کی
دوسری چیزیں، اور ان کے متضاد کاموں کو بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے، جیسے ناک صاف
کرنا، اور تھوکرنا (بائیں جانب) بیت الخلاء میں داخل ہونا، مسجد سے نکلنا، موزہ، جوتا، پاجامہ یا کپڑا
اتارنا، استنجا کرنا اور اسی قسم کے دیگر گندگی والے کام وغیرہ۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَٰؤُلَاءِ أَقْرَأُوا كِتَابِيهِ ۝﴾ (الحاقة: ۱۹)
الآيَاتِ،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو وہ جو اپنا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا لو میرے نامہ اعمال پڑھو ۝
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ
الْمَشْأَمَةِ ۝﴾ (الواقعة: ۸-۹)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے ۝ اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف
والے ۝

(۷۲۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ
الْيَمْنُ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ: فِي طَهْوَرِهِ، وَتَرْجُلِهِ، وَتَنَعُّلِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے تمام کاموں مثلاً وضو
کرنے، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں طرف کا استعمال پسند تھا۔ (متفق علیہ)

(۷۲۵) وَ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنَى لَطُفُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ الْيُسْرَى لِخَلَاتِهِ وَمَا كَانَ مِنْ أَفَى. حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فخریہؓ سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا تھا اور بایاں ہاتھ بیت الخلاء اور اسی قسم کے دوسرے کاموں میں استعمال ہوتا تھا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے ابوداؤد وغیرہ نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

الخلاء: بمعنی، ہاتھ روم، لیٹرین، پیشاب کرنا کی جگہ۔

شرح:

اس حدیث میں کھانے کے آداب بیان ہوئے جن کا ذکر حدیث نمبر: 611 کے تحت ہو چکا ہے۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۲۶) وَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهْنٌ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: "ابْدَأَنَّ بِمِيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ام عطیہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے غسل کے وقت عورتوں سے فرمایا: دائیں طرف سے شروع کرنا اور ان میں سے جو وضو کے مقامات ہیں ان سے شروع کرنا۔ (متفق علیہ)

شرح:

غسل کے تین جز ہیں اگر ان میں ایک میں بھی کمی ہوئی غسل نہ ہوگا، چاہے یوں کہو کہ غسل میں تین فرض ہیں۔
(۱) گُلتی: کہ مونہ کے ہر پرزے گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی مونہ میں لے کر اگل دینے کو گُلتی کہتے ہیں اگرچہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک نہ پہنچے یوں غسل

نہ ہوگا، نہ اس طرح نہانے کے بعد نماز جائز بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، خلق کے کنارے تک پانی ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ "ج ۱، ص ۹۳۴، ۹۳۵.....)

(۲) ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نٹھنوں کا جہاں تک نزم جگہ ہے دھلنا کہ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے، بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رہ نہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سوکھ گئی ہے تو اس کا چھڑانا فرض ہے۔ نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

(الدر المختار "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی ابحاث الغسل، ج ۱، ص ۲۱۳..... و "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۱، ص ۲۴۴، ۲۴۵.....)

(۳) تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر پرزے ہر رونگے پر پانی بہ جانا، اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھے کہ غسل ہو گیا حالانکہ بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک ان کی خاص طور پر احتیاط نہ کی جائے نہیں دھلیں گے اور غسل نہ ہوگا۔

(الفتاویٰ الرضویہ "ج ۱، ص ۵۴۴.....)

غسل میت:

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چار پائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اسے اتنی بار چار پائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا پیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی مونہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نٹھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیر و سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کا رخانہ کا بنا ہوا یا مین یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہو پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کا فور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔

(الفتاویٰ الہندیہ "کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۸۵۱، وغیرہ.....)

(۷۲۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا

اتَّعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ. لِتَكُنَ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُعْلَلُ،

وَاٰخِرُهُمَا تُنْزَعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے شروع کرے تاکہ دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہنا جائے اور آخر میں اس سے اتارا جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حکم استحبابی ہے۔ اس کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اچھا و اعلیٰ کام داہنی طرف سے شروع کیا جاوے اور ادنیٰ اور گھٹیا کام بائیں طرف سے، مسجد میں داخل ہو تو داہنا پاؤں پہلے داخل کرے بایاں پاؤں پیچھے، جب نکلے تو اس کے برعکس کرے کہ بایاں پاؤں پہلے نکالے داہنا پاؤں پیچھے اور پاخانہ جاتے وقت بایاں پاؤں پاخانہ میں داخل کرے بعد میں داہنا مگر وہاں سے نکلتے وقت اس کے برعکس۔ جوتے پہننا اعلیٰ کام ہے اور اتارنا ادنیٰ کام لہذا یہ حکم دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں جوتے یکدم اتارنا پہننا بھی سنت کے خلاف ہے، اولاً داہنے پاؤں میں پہنے پھر بائیں میں۔

اسلام میں داہنا حصہ بائیں سے افضل ہے اس لیے یہ حکم دیا گیا حتیٰ کہ وضو میں داہنے ہاتھ پاؤں پہلے دھو لیے جائیں بائیں بعد میں یہ ترتیب بہت جگہ ہے۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 254)

(۷۲۸) وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لَطْعَامِهِ وَشَرَابِهِ وَثِيَابِهِ، وَيَجْعَلُ يَسَارَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ .

◀ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ، کھانے پینے اور کپڑے کے لئے استعمال فرماتے تھے اور دیگر کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال فرماتے تھے۔ (ابوداؤد ترمذی وغیرہ)

شرح:

یہ حدیث پچھلی حدیث کے ہم معنی ہے۔

(۷۲۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا لَبِسْتُمْ، وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَأَبْدَأُوا بَأَيِّمَانِكُمْ" حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کپڑے پہنو یا وضو کر دو

اپنی دائیں طرف سے شروع کیا کرو۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

بِأَيِّمَنِكُمْ: الایمن، الایمن کی جمع ہے اس کا معنی داہنی جانب، آتا ہے۔

شرح:

پہننا کرتا، پائجامہ، جوتا ان سب کو شامل ہے۔ اور وضو میں غسل و تیمم بھی داخل ہے۔ ایمن یا یمن کی جمع ہے جو یمن یا یمن سے بنا بمعنی برکت و مبارک۔ چونکہ اسلام میں داہنا حصہ مبارک مانا گیا کہ قیامت میں نیکوں کے نامہ اعمال بھی اسی ہاتھ میں ہوں گے اسی لئے اسے ایمن یا یمن کہتے ہیں۔ یعنی جب کچھ پہنو تو داہنے ہاتھ پاؤں میں پہلے، بائیں میں بعد میں پہنو اور جب وضو یا غسل و تیمم کرو تو داہنی جانب سے شروع کرو مگر اتارنے میں اس کے برعکس۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 382)

(۷۳۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنْى، فَاتَى الْجُمُرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِيَمِينِي وَنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ: "خُذْ" وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ الْاَيْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: لَمَّا رَمَى الْجُمُرَةَ، وَنَحَرَ نُسْكَهَ وَحَلَّقَ، نَاولَ الْحَلَّاقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنِ فَحَلَّقَهُ، ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَأَعْطَاهُ اِيَّاهُ، ثُمَّ نَاولَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ، فَقَالَ: "اَحْلِقْ"، فَحَلَّقَهُ فَأَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ: "اَقْسِمُ بَيْنَ النَّاسِ".

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ تشریف لے گئے تو آپ جمرہ کے پاس گئے اور اسے کنکریاں ماریں۔ پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور قربانی کا جانور ذبح کیا اور حجام سے فرمایا: یہ بال کاٹو اور دائیں جانب اشارہ فرمایا اور پھر بائیں جانب اشارہ فرمایا اور پھر لوگوں کو مومئے مبارک عطا فرمانے لگے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: جب آپ جمرے کو کنکریاں مار چکے اور قربانی کر چکے تو آپ نے بال کاٹوائے اس طرح کہ پہلے دائیں جانب حجام کے سامنے رکھی اور اس نے اس طرف سے بال کاٹے۔ پھر آپ نے حضرت ابو طلحہ

انصاری رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور بال انہیں عطا فرمائے۔ پھر بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا: اب ان بالوں کو کاٹو۔ اس نے بال کاٹے تو آپ نے وہ بال بھی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور فرمایا: ان کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نُسُک: قربانی، وہ جانور جو قربان کیا جاتا ہے۔

الشَّق: جانب، حصہ، سائیڈ۔ طرف۔

شرح:

ان بال مونڈنے والے کا نام معمر ابن عبد اللہ قرشی عدوی ہے جو قدیم الاسلام صحابی ہیں، مسند امام احمد میں ہے کہ جب معمر نے داہنے ہاتھ میں استرہ لیا اور مونڈنے لگے تو حضور نے فرمایا اے معمر اس نعمت کی قدر کرو، انہوں نے عرض کیا کہ مجھ پر اللہ کی بڑی نعمت یہ ہے کہ آج میرا ہاتھ حضور کے سر مبارک پر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی بقرعید کے دن پہلے رمی، پھر قربانی، پھر حجامت کرے، ہمارے ہاں یہ ترتیب واجب ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن سو قربانیاں کی تھیں، ۳۶ اپنے دست مبارک سے باقی ۷۳ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کرائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجامت میں دایاں حصہ پہلے، بایاں حصہ بعد میں منڈانا چاہیے، امام ابو حنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ نائی کا دایاں اور بایاں معتبر ہے کہ فاعل وہ ہے، اس صورت میں مخلوق کا بایاں پہلے منڈے گا دایاں بعد میں مگر یہ حدیث سن کر امام صاحب نے اپنے قول سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ حدیث قیاس پر مقدم ہے اگر نائی پیچھے کھڑا ہو کر حجامت بنائے تو دونوں کا دایاں بایاں ایک ہی سمت میں ہوگا۔ حجامت کے بعد لب و داڑھی بنوانا، پھر ناخن ترشوانا سنت ہے۔ (مرقات)

اس موقع پر حضور انور نے اپنے ناخن شریف بھی لوگوں میں تقسیم کرائے، یہ بال و ناخن تبرک کے لیے ساروں میں تقسیم کیے گئے، ان میں سے بعض حضرات تو یہ تبرکات اپنی قبروں میں لے گئے تاکہ وہاں کی مشکلات آسان ہوں جیسے حضرت امیر معاویہ و عمرو ابن عاص و غیرہم اور بعض حضرات چھوڑ گئے تاکہ قیامت تک مسلمان ان کی زیارت کرتے رہیں۔ چنانچہ آج تک مختلف جگہ یہ بال شریف موجود ہیں اور ان کی زیارتیں ہو رہی ہیں، صحابہ کرام ان بالوں کو پانی میں غوطہ دے کر دواء پیتے تھے، حضرت شیخ نے یہاں ایک شعر لکھا۔ شعر

فضولی مے کنم بوئے سندا است

مرا از زلف تو موئے سندا است

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ انسان کے بال جدا ہو کر بھی پاک ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے بعض اجزاء بدن شریف محفوظ رکھے ہیں۔ تیسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات خصوصاً حضور کے بال و ناخن شریف سنبھال کر رکھنا، ان کی زیارت کرنا، ان سے شفا حاصل کرنا، ان کے توسل سے دعائیں مانگنا، قبر میں انہیں ساتھ لے جانا سب جائز و بہتر ہے کہ یہ تقسیم انہی مقاصد کے لیے ہوتی تھی، اس کی تحقیق شامی اور ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں ملاحظہ کیجئے اور ان شاء اللہ اس شرح میں بھی اپنے موقع پر اس کا ذکر آئے گا۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 262)



کِتَابُ آدَابِ الطَّعَامِ کھانے کے آداب کا بیان

نوٹ: کتاب کا معنی جلد اول کے شروع میں اور آداب کا معنی کتاب الآداب میں ہم بیان کر چکے ہیں (ابوالاحمد غفرلہ)
طعام کا معنی: کھانا، غذا، بھوجن، ہر وہ چیز جس کے ساتھ بھوک مٹائی جاتی ہے۔

۱۰۰- بَابُ التَّسْمِيَةِ فِي أَوَّلِهِ وَالْحَمْدُ فِي آخِرِهِ

کھانے کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ اور آخر میں الْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے کا بیان
تسمیہ کا معنی: تسمیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو کہتے ہیں۔

الحمد سے مراد: ہر وہ کلمہ جس سے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو جیسے الحمد للہ، نحمدہ، وغیرہ۔ یہاں مراد وہ دعا ہے جو کھانے کے بعد مانگی جاتی ہے۔

(۷۳۱) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَمِ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بسم اللہ پڑھو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (متفق علیہ)

(۷۳۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى، فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فِي أَوَّلِهِ، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اگر کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو یہ

الفاظ کہے: بسم اللہ اولہ و آخرہ۔ یعنی میں اس (کھانے) کے اول اور آخر اللہ کا نام لیتا ہوں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

اس حدیث میں کھانے کے آداب کا ذکر ہے جن کو ہم تفصیل کے ساتھ حدیث نمبر: 611 میں بیان کر چکے ہیں (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۳۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى عِنْدَ دُخُولِهِ، وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ لَا صَحَابَةَ لَكَ مَبِيتٍ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ؛ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جب آدمی گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے: یہاں تمہارے لئے نہ رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا اور جب آدمی گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات گزارنے کے لئے جگہ مل گئی اور اگر کھانا کھاتے وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات گزارنے کی جگہ بھی مل گئی اور رات کا کھانا بھی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْمَبِيتُ: رات گزارنے کی جگہ۔

وَالْعَشَاءُ: رات کا کھانا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص گھر میں داخل ہوتے وقت پوری بسم اللہ پڑھ کر داہنا قدم پہلے دروازہ میں داخل کرے پھر گھر والوں کو سلام کرے ہوا گھر میں آئے، اگر کوئی نہ ہو تو السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ کہہ دے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ اول دن میں جب پہلی بار گھر میں ہوتے ہیں تو بسم اللہ اور قل ھو اللہ پڑھ لیتے ہیں کہ اس سے گھر میں اتفاق بھی رہتا ہے اور رزق میں برکت بھی۔

شیطان کا یہ خطاب اپنی ذریت سے ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اس خطاب میں قرین بھی داخل ہو کہ وہ بھی اس بسم اللہ کی برکت سے نہ کھائے اور ہمارے گھر میں رہنے سہنے سے محروم ہو جائے اور اس کے شر سے محفوظ ہو جائے اور اللہ کے ذکر سے غافل اس نعمت سے محروم رہے۔ دوپہر کے کھانے کو غداء کہتے ہیں اور بعد دوپہر سے رات تک کے کھانے کو عشاء کہا جاتا ہے، یہاں مراد مطلقاً کھانا ہے جو شخص صبح کو یہ عمل کرے تو ناشتہ اور دوپہر کے کھانے سے شیطان محروم ہوگا جو بعد دوپہر یہ عمل کرے تو رات کے کھانے سے وہ محروم رہے گا۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 13)

(۷۳۴) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا، لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ يَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَانَتْهَا تُدْفِعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَانَتْهَا يُدْفِعُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهِذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيُّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدَيْهِمَا" ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى وَآكَلَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو ہم اپنے ہاتھ کھانے میں نہ ڈالتے جب تک کہ پہلے رسول اللہ ﷺ اپنا دست اقدس کھانے میں نہ ڈالتے، ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ ایک لڑکی کی آواز آئی گویا کہ اس کو دھکیل کر لایا جا رہا تھا وہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا گویا اس کو بھی دھکیل کر لایا جا رہا تھا تو حضور ﷺ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر

کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس کھانے کو اپنے لئے حلال سمجھتا ہے اور وہ اس لڑکی کو لے کر آیا تاکہ اس کے ذریعے کھانے کو حلال کرے تو میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ پھر وہ اس اعرابی کو لایا کہ اس کے ذریعے کھانے کو اپنے لئے حلال کرے تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس شیطان کا ہاتھ بھی ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

تدفع: از، دفعاً، بمعنی ہٹانا، دور کرنا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی بزرگ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر ہو تو ان سے پہلے کھانا شروع نہ کرے کہ اس میں بے ادبی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ سارے کھانے والے بالغ ہوں، ان میں ایک بزرگ باقی خدام لیکن اگر کھانے والے میں کوئی نا سمجھ بچہ بھی ہو تو وہ پہلے کھانا شروع کر سکتا ہے بلکہ اس کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانا کھا چکنے پر اس کے ہاتھ پیچھے دھلائے جائیں کیونکہ بچے آہستہ آہستہ کھاتے ہیں، دیر تک کھاتے ہیں اور کھانا سامنے آنے پر زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔ یہ تمام احکام عالمگیری وغیرہ میں مطالعہ کرو۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 85)

(۷۳۵) وَعَنْ أُمِّيَّةَ بِنِ مَخْشِي الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، وَرَجُلٌ يَأْكُلُ، فَلَمْ يُسَمِّ اللَّهَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ، قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: "مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

◀ حضرت امیہ بن مخشی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی حتیٰ کہ اس کے کھانے سے صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا تھا اور جب اس نے وہ لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو یہ الفاظ کہے: بسم اللہ اولہ و آخرہ تو نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: شیطان مسلسل اس کے ساتھ کھاتا رہا سو جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو شیطان کے پیٹ

میں جو کچھ تھا اس نے تے کر کے نکال دیا۔ (ابوداؤد و نسائی)

تعارفِ راوی:

آپ کی کنیت ابو عبید ہے، امیہ تغیر سے ہے اور محشی میم کے فتح شین کے کسرہ ی کی شدت سے ہے، آپ صحابی ہیں، خزاعی اسدی ہیں، بصرہ میں قیام رہا، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الالف، فصل فی الصحابہ، مرقات و احسن، مرآۃ المناجیح جلد ششم)

حل لغات:

استقاء: پیٹ میں جو کچھ ہے اسے قصداً تے کر کے نکال دینا، تے کرنا،

شرح:

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں حقیقت میں چھپی مخلوق کو بھی ملاحظہ فرماتی ہیں اور حدیث بالکل اپنے ظاہری معنی پر ہے کہ کسی تاویل کی ضرورت نہیں جیسے ہمارا معدہ مکھی والا کھانا ہضم نہیں کر سکتا ایسے شیطان کا معدہ بسم اللہ والا کھانا ہضم نہیں کرتا اگرچہ اس کا تے کیا ہوا کھانا ہمارے کام نہیں آتا مگر مردود تو بیمار بھی پڑ جاتا ہے اور بھوکا بھی رہ جاتا ہے اور ہمارے کھانے کی فوت شدہ برکت لوٹ آتی ہے۔ غرضیکہ اس میں ہمارا فائدہ ہے اس کے دو نقصان اور ممکن ہے کہ وہ مردود آئندہ ہمارے ساتھ بغیر بسم اللہ والا کھانا بھی ڈر کے سبب نہ کھائے کہ شاید یہ بیچ میں بسم اللہ پڑھ لے اور مجھے تے کرنی پڑے۔ غالباً یہ شخص اکیلا کھا رہا تھا اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتا ہوتا تو بسم اللہ نہ بھولتا وہاں تو حاضرین بسم اللہ بلند آواز سے کہتے تھے اور ساتھیوں کو بسم اللہ کہنے کا حکم کرتے تھے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 53)

(۷۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَّا إِنَّهُ لَوْ سَمِيَ لَكَفَاكُم" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فخریہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چھ صحابہ کرامؓ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور سارا کھانا دو لقموں میں کھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اگر یہ شخص بسم اللہ پڑھتا تو یہ کھانا تمہیں کافی ہو جاتا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۳۷) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ، قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا دسترخوان لپیٹتے تو پڑھتے:
"الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا"
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بہت زیادہ تعریفیں: عمدہ، مبارک نہ اس میں کفایت کی گئی ہے اور نہ اس سے استغناء ممکن ہے، اے ہمارے رب! (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مَائِدَةٌ: دسترخوان، وہ کپڑا جس پر کھانا رکھ کر کھایا جاتا ہے، کھانا۔

شرح:

یہ تینوں لفظ اسم مفعول ہیں مکفی۔ مودع اور مستغنی اور ہو سکتا ہے کہ غیر پر فتح ہو اور یہ حمد کی صفت یا حال ہو یعنی ہم رب کی ایسی حمد کرتے ہیں جو نہ تو کفایت کی جا چکی ہے اور بس ہو چکی اور نہ آخری حمد ہے اور نہ ہم آئندہ کے لیے اس حمد سے بے نیاز ہو چکے ہم پھر بھی اپنے رب کی حمد کرتے رہیں اس کی نعمتوں کے گن گاتے رہیں اور ہو سکتا ہے کہ مکفی، مودع اور مستغنی تینوں اسم فاعل ہوں اور یہ عبارت نحمدہ کے مفاعل سے حال ہو تب معنی ہوں گے کہ ہم اتنی حمد پر کفایت ہی نہ کریں آئندہ بھی حمد کریں نہ حمد کی وداع کریں نہ آئندہ حمد الہی سے مستغنی و بے نیاز ہو جائیں مگر پہلی توجیہ ظاہر بھی ہے قوی بھی اور موقعہ کے مناسب بھی کہ کھانا کھا چکنے پر یہ دعا ہے تو کھانے کے متعلق ہونی چاہیے۔ ربنا مرفوع بھی ہو سکتا ہے منصوب بھی مجرور بھی۔ انت ربنا یا ربنا یہ اللہ کا بدل ہے تو مجرور ہے۔ (مرقات وغیرہ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 49)

(۷۳۸) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَكَلَ طَعَامًا، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھانا کھائے اور یہ الفاظ کہے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری کسی محنت و قوت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا کیا، تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تعارفِ راوی:

معاذ ابن انس: آپ جہنی ہیں اہل مصر سے ہیں، آپ کے بیٹے سہل نے آپ سے احادیث لیں۔
لیکن صاحبِ مرقاة نے یوں فرمایا۔

حضرت سہل کے والد معاذ ابن انس جہنی ہیں، اہل مصر میں آپ کا شمار ہے، تابعی ہیں، سہل ابن معاذ کو یحییٰ ابن معین نے ضعیف کہا مگر ابن حبان نے آپ کی توثیق کی۔ خیال رہے کہ حضرت سہل بھی تابعی ہیں اور آپ کے والد معاذ ابن انس بھی تابعی، مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں بجائے سہل ابن معاذ کے سعد ابن معاذ ہے وہ غلط ہے کیونکہ حضرت سعد ابن معاذ تو صحابی ہیں اور معاذ ابن انس تابعی۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم، فصل فی الصحابہ، مرقات، واللہ اعلم)

حکم حدیث:

اسے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

یعنی زبان سے یہ کلمات کہے اور دل میں عقیدہ رکھے کہ مجھے جو کچھ مل رہا ہے میرے علم و عقل کا نتیجہ نہیں صرف میرے رب کا فضل ہے ورنہ مجھ سے اچھے اچھے مارے مارے پھر رہے ہیں بڑی مصیبتوں میں ہیں تو ان شاء اللہ مغفرت ہوگی۔

حاکم نے مستدرک میں بروایت عائشہ صدیقہ مرفوعاً روایت کی، فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی ایک یا آدھے دینار کا کپڑا خریدے اس پر رب تعالیٰ کی حمد کرے تو یہ کپڑا اس کے گھٹنوں پر پیچھے پہنچے گا گناہ پہلے بخش دیئے جائیں گے۔ (مرقات) اس کی مثل طبرانی نے حضرت ابوامامہ سے روایت کی کچھ فرق کے ساتھ۔

(مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 189)

۱۰۱- بَابٌ لَا يَعْيبُ الطَّعَامَ وَاسْتِحْبَابُ مَذْجِهِ

کھانے میں عیب نہ نکالنے اور اس کی تعریف کرنے کے مستحب ہونے کا بیان
(۷۳۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
طَعَامًا قَطُّ، إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔
اگر پسند فرماتے تو کھا لیتے اور اگر نہ پسند فرماتے تو چھوڑ دیتے۔ (متفق علیہ)

(۷۴۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَهْلَهُ الْأَذْمَ، فَقَالُوا:
مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ، فَدَعَاهُ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ، وَيَقُولُ: "نِعْمَ الْأَذْمُ الْخَلُّ، نِعْمَ الْأَذْمُ الْخَلُّ" رَوَاهُ
مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے سالن طلب فرمایا تو انہوں نے
عرض کیا: ہمارے پاس سر کے کے سوا کچھ نہیں۔ پس آپ نے وہی منگوا کر کھانا شروع کیا اور آپ فرماتے رہے:
سر کہ کتنا اچھا سالن ہے، سر کہ کتنا اچھا سالن ہے!! (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْأَذْمُ: سالن، ہر وہ چیز جس کے ساتھ روٹی کھائی جاتی ہے

شرح:

سر کہ طبی رو سے بہت مفید ہے سادہ ارزاں غذا ہے، حضرات انبیاء کرام نے عموماً سر کہ کھایا ہے۔ اس کے بہت
فضائل حدیث شریف میں آئے ہیں۔ عرب میں عموماً کھجور کا سر کہ ہوتا ہے، ہمارے ملک میں رس انگور کا سر کہ ہوتا ہے
گنے کے رس کا سر کہ بہت مروج ہے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض فقہاء نے فرمایا کہ سر کہ بھی سالن ہے جو کوئی سالن نہ
کھانے کی قسم کھالے وہ سر کہ کھانے سے حانث ہو جائے گا اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا مگر خیال رہے کہ قسم کا مدار

739: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3563، مسلم شریف، کتاب الاشریہ، رقم الحدیث: 5264، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3763، ترمذی، رقم الحدیث: 2031،
ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3259، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 10216، ابن حبان، رقم الحدیث: 6436، بیہقی، رقم الحدیث: 14398، مسند ابویعلیٰ، رقم
الحدیث: 6214

عرف پر بھی ہوتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالحین، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 33)

۱۰۲- بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ إِذَا لَمْ يُفِطِرْ

روزہ دار کھانے میں حاضر ہو اور اس نے ابھی روزہ افطار نہ کیا ہو تو اسے کیا کہے؟

(۷۴۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجِبْ، فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَإِنْ كَانَ مُفِطِرًا فَلْيَطْعَمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى "فَلْيُصَلِّ": فَلْيَذْغُ، وَمَعْنَى "فَلْيَطْعَمْ": فَلْيَأْكُلْ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ دعوت قبول کرے اگر روزہ دار ہو تو دعا کرے اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھالے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فلیصل: کا معنی ہے: دعا کرے

فلیطعمہ: کا معنی ہے: کھانا کھالے۔

شرح:

اس طرح کہ دعوت قبول ہی نہ کرے یا اس طرح کہ قبول کر لے اور پہنچ بھی جائے مگر وہاں کھائے نہیں یہ عذر کر دے، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ خیال رہے کہ نقلی روزے کا چھپانا بہتر ہے مگر چونکہ یہاں چھپانے سے یا صاحب خانہ کے دل میں عداوت پیدا ہوگی یا رنج و غم، مسلمان کے دل کو خوش کرنا بھی عبادت ہے اس لیے روزے کے اظہار کا حکم دیا گیا۔

دعا کا حکم تو استحبابی ہے کہ وہیں نفل پڑھ کر یا بغیر نفل پڑھے دعا کر دینا بہتر ہے اور کھانے کا حکم وجوبی بھی ہو سکتا ہے اور استحبابی بھی جیسا دعوت دینے والا اور جیسا موقعہ ویسا حکم۔ (مرقات) لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں دعوت کے موقعہ پر روزہ توڑنے کا حکم ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالحین، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، ص 305)

۱۰۳- بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ فَتَبِعَهُ غَيْرُهُ

جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے تو دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ چل دے تو وہ کیا کہے؟

(۷۴۲) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَعَا رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطَعَامٍ صَنَعَهُ لَهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ هَذَا تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ رَجَعْ" قَالَ: بَلْ أَذْنُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی تھی جو اس نے آپ کے لیے بنایا تھا جس میں آپ پانچویں تھے۔ ایک اور آدمی بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ جب اس شخص کے دروازے پر پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: یہ شخص ہمارے پیچھے چلا آیا ہے۔ اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دے دو اور چاہو تو یہ واپس چلا جائے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس کو بھی اجازت دیتا ہوں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تبعہ: از، تبعاً، تبعاً، پیچھے چلنا، ساتھ چلنا۔

شرح:

اس سے دعوت کے متعلق بہت سے مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کوئی شخص بغیر بلائے دعوت میں نہ جائے۔ دوسرے یہ کہ بلایا ہوا آدمی بھی اپنے ساتھ کسی ناخواندہ کو نہ لے جائے الا بالعرف چنانچہ بادشاہ کی دعوت میں اس کا باڈی گارڈ عملہ جاسکتا ہے کہ اب اس پر عرف قائم ہے، تیسرے یہ کہ ناخواندہ شخص کے لیے اجازت لی جائے۔ چوتھے یہ کہ ناخواندہ بغیر اجازت داعی کے گھر میں داخل نہ ہو، پانچویں یہ کہ مہمان کھاتے وقت کسی آجانے والے آدمی کو آ رڈ نہ کرے کہ آؤ کھانا کھا لو کیونکہ مہمان کھانے کا مالک نہیں، چھٹے یہ کہ دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس دسترخوان کی نہ دے ہاں ایک دسترخوان کے لوگ ایک دوسرے کو جو چاہیں دیں، بعض فقہاء تو فرماتے ہیں کہ مہمان اجنبی کتے کو ہڈی بھی نہیں ڈال سکتا، اگر مالک کا کتا ہے تو اس کو ڈالے۔ (از مرقات، وشامی وغیرہ مع زیادت) بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر مہمان کسی وجہ سے خود کھانا نہ کھائے تو اپنا حصہ دوسرے کو بغیر اجازت کھلا سکتا

ہے۔ واللہ اعلم! (مرقات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 140)

۱۰۴- بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيهِ وَوَعْظُهُ وَتَأْدِيبُهُ مِنْ يُسِيءُ أَكْلَهُ

اپنے سامنے سے کھانا اور جو صحیح طریقے سے نہ کھائے اسے تنبیہ و تلقین کرنے کا بیان

(۷۴۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا غُلَامُ، سَمِ اللَّهَ تَعَالَى، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَوْلُهُ: "تَطِيشُ" بِكَسْرِ الطَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مَثْنَاءٌ مَنْ تَحْتُ، مَعْنَاهُ: تَتَحَرَّكُ وَتَمْتَدُّ إِلَى نَوَاحِي الصَّحْفَةِ .

◀ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں رسول اللہ ﷺ کے زیرِ کفالت تھا اور میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں گھومتا رہتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

عمر ابن ابی سلمہ: آپ کے والد ابو سلمہ کا نام عبد اللہ ابن عبد الاسد ہے، آپ مخزومی قرشی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے بیٹے ہیں یعنی جناب ام سلمہ کے فرزند آپ حبشہ میں پیدا ہوئے، ۲ ہجری میں حضور انور کی وفات کے وقت نو سال کے تھے عبد الملک ابن مروان کی حکومت میں ۸۳ھ تراسی میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخلیل رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

تطیش: طاء کے کسرہ کے ساتھ۔ اس کے بعد یاء ہے یعنی حرکت کرتا رہتا ہے اور برتن کے اطراف کی طرف بڑھتا رہتا تھا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح کے لیے حدیث نمبر: 611 کا مطالعہ فرمائیں۔

(۷۴۴) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَمَالِهِ، فَقَالَ: "كُلْ بِيَمِينِكَ" قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ. قَالَ: "لَا أَسْتَطَعْتُ" ! مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ ! فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا: تجھے استطاعت نہ ہو۔ اس نے صرف تکبر کی وجہ سے دائیں ہاتھ سے کھانے سے انکار کیا تھا۔ سو پھر اس کا دایاں ہاتھ کبھی منہ کی طرف نہ اٹھ سکا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 160 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

لا استطعت: از، استطاعة بمعنی طاقت، اور "لا" کی وجہ سے غیر طاقت کے معنی میں استعمال ہوا۔

شرح:

زمانہ جاہلیت میں سردار لوگ الٹے ہاتھ سے کھاتے تھے معمولی آدمی داہنے ہاتھ سے یہ شخص کوئی سردار تھا جو اس متکبرانہ عادت سے الٹے ہاتھ سے کھا رہا تھا۔

اس نے شرمندگی مٹانے کے لیے کہا کہ میرا داہنا ہاتھ بیمار ہے منہ تک نہیں پہنچتا۔ اسی پر یہ جواب ارشاد ہوا یعنی اب تک تو منہ تک آتا تھا اب نہ آ سکے گا۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کے اعضاء بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان ہیں۔

وہ شخص علاج کرتے کرتے تھک گیا مگر اس کا ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔ شعر

قسم خدا کی نہ وہ اٹھ سکا قیامت تک کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کہ چھوڑ دیا۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 8، ص 161)

۱۰۵- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ بَيْنَ تَمْرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا إِذَا أَكَلَ جَمَاعَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ رُفْقَتِهِ
جب جماعت کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہو تو دوستوں کی اجازت کے بغیر اکٹھی دو کھجوریں اور

اسی طرح کی دوسری چیز کھانا منع ہے

(۷۴۵) عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُهَيْمٍ، قَالَ: أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ؛ فَرَزَقْنَا تَمْرًا، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ

745: بخاری شریف، رقم الحدیث: 2455، مسلم، کتاب الاثریۃ، رقم الحدیث: 2059، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 5435، بیہقی، رقم

بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ، فَيَقُولُ: لَا تَقَارِنُوا، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقِرَانِ، ثُمَّ يَقُولُ: إِلَّا أَنْ يَسْتَاذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت جبکہ بن تحیم سے مروی ہے کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی معیت میں قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا تو ہمیں کھجوریں دی گئیں۔ ہم کھا رہے ہوتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے اور فرماتے: دو کھجوریں ملا کر نہ کھاؤ۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر فرماتے: ہاں! مگر اس صورت میں کہ کسی شخص کو اس کا بھائی اس کی اجازت دے دے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

القران: جمع کرنا، ملانا، اکٹھا کرنا۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہم کسی اجتماعی دسترخوان پر ہوں تو اپنے حق ہی کھانا چاہیے۔

۱۰۶- بَابُ مَا يَقُولُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

جو کھائے اور سیر نہ ہو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟

(۷۴۶) عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: "فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ" قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: "فَاَجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، يُبَارِكْ لَكُمْ فِيهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

◀ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: شاید تم اکیلے اکیلے کھانا کھاتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: اکٹھے کھانا کھانا کرو اور بسم اللہ پڑھا کرو اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔ (ابوداؤد)

تعارف راوی:

وحشی ابن حرب: حبشی ہیں، مکہ کے سوڈانی ہیں، جبیر ابن مطعم کے غلام آپ نے غزوہ احد میں حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا اس زمانہ میں آپ کافر تھے پھر غزوہ طائف کے بعد ایمان لائے خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں آپ شریک ہوئے، مسلمانہ کذاب کو آپ نے ہی قتل کیا آپ کہا کرتے تھے میں نے اس نیزہ سے خیر الناس اور شر الناس دونوں کو قتل کیا ہے شام میں رہے حمص میں وفات پائی آپ سے آپ کے بیٹے اسحاق اور حرب نے روایات لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ

حضور انور نے ان سے فرمایا تھا کہ تمہارا ایمان تو ہم نے قبول فرمالیا مگر آئندہ ہمارے سامنے نہ آنا تم کو دیکھ کر مجھے مظلوم شہید حمزہ یاد آتے ہیں، چنانچہ آپ گوشہ نشین ہو گئے اور حضور انور کی وفات کے بعد نکلے ایک آن کے صحابی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواو، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

تتفرقون: از، تفارقا، بمعنی ایک ایک ہونا، جدا جدا ہونا۔

شرح:

یہ ہے ان حکیم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج فرمانا کہ جمع ہو کر ایک ساتھ کھانے میں برکت ہے۔ خیال رہے کہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ

"لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا"

یعنی تم پر گناہ نہیں مل کر کھاؤ یا الگ الگ کیونکہ آیت کریمہ میں الگ الگ کھانے کے جواز کا ذکر ہے اور اس حدیث پاک میں مل کر کھانے کے استحباب کا تذکرہ ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 100)

۱۰۷- بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَكْلِ مِنْ جَانِبِ الْقَصْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ وَسْطِهَا

فِيهِ: قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ .

پیالے کی ایک طرف سے کھانے کا حکم اور درمیان سے کھانے کی ممانعت کا بیان

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان: اپنے سامنے سے کھا" ہے جیسا کہ گزر چکا (متفق علیہ)

(۷۴۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْبَرَكَهُ تَنْزِيلُ وَسْطِ الطَّعَامِ؛ فَكُلُوا مِنْ حَافَتَيْهِ، وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسْطِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: برکت کھانے کے درمیان میں نازل ہوتی ہے۔ اس لئے تم اس کو کناروں سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھایا کرو۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبد بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

حافتیہ: تشنیہ، گوشہ، کنارہ۔

شرح:

یعنی ہر شخص اپنے سامنے والے کنارہ سے کھائے پیچ پیالے سے نہ کھائے، درمیان پیالہ نزول رحمت کی جگہ ہے درمیان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

یہاں بھی نیچے سے مراد اپنے سامنے والا کنارہ ہے اور اوپر سے مراد پیالہ کا درمیانی حصہ ہے مطلب وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا۔ درمیانی پیالہ حد مشترک ہے اور پیالہ کے کنارے ہر کھانے والے کا حق ہے۔ پیچ سے کھانا حرص کی علامت ہے، حریص رحمت الہی سے محروم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے کھانے کے وقت بھی رحمت باری کا نزول ہوتا ہے خاص کر جب کہ سنت کی نیت سے کھایا جائے۔

نیچے سے مراد برتن کے کنارے ہیں جہاں سے کھانے والے کھائیں گے اور اوپر سے مراد درمیان برتن ہے، چونکہ یہ درمیانی جگہ قدر مشترک ہے اس لیے برکت کا وہاں ہی نزول مناسب ہے۔ اس فرمان عالی میں برکت اور رحمت کو اس پانی سے تشبیہ دی گئی جو اوپر یعنی اونچی جگہ میں اترے اور وہاں سے چو طرفہ کناروں میں پہنچ جائے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 59)

(۷۳۸) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا: الْغَرَاءُ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ؛ فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَىٰ أَتَىٰ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ؛ يَغْنِي وَكَدْ ثُرْدَ فِيهَا، فَالتَفُّوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هَذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا"، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُوا مِنْ حَوَالِيهَا، وَدَعُوا ذُرْوَتَهَا يُبَارِكْ فِيهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

"ذُرْوَتُهَا": أَغْلَاهَا بِكُسْرِ الدَّالِ وَضَمِّهَا.

◀ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بڑا طشت تھا جس

کو "الغراء" کہا جاتا تھا۔ اسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ پس جب چاشت کا وقت ہوتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز چاشت

ادا کر لیتے تو وہ طشت لایا جاتا، اور اس میںثرید تیار ہوتا، سو تمام لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے۔ پس جب آدمی زیادہ ہو جاتے تو رسول اللہ ﷺ دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے۔ ایک اعرابی نے پوچھا: یہ بیٹھنے کا انداز کیسا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منکسر المزاج بندہ بنایا ہے متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے اطراف سے کھاؤ اور اوپر یعنی درمیان والا حصہ رہنے دو۔ اس میں برکت نازل ہوگی۔ اسے ابوداؤد نے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 108 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

ذروتھا: اوپر والا حصہ ذال کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ۔

شرح:

ثرید بنا ہے ثرد سے بمعنی بھگونا اور تر کرنا۔ اصطلاح میں ثرید یہ ہے کہ روٹی کے ٹکڑے شوربے میں بھگوئے جائیں، ثرید حضور انور کو پسند تھا، طبی لحاظ سے بھی ثرید زود ہضم اور مفید ہے حضور کی یہ ادا حکمت سے پُر ہے۔ قصہ وہ بڑا پیالہ ہے جس سے چند آدمی بیک وقت کھا سکیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے کھانا نہ کھاتے تھے جماعت کے ساتھ کھاتے تھے۔ کسی نے کیا خواب کہا ہے۔

خوردہ ہماں بہ کہ بہ سنبہا خوری حیف براں خوردہ کہ شبہا خوری

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 59)

۱۰۸- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْأَكْلِ مُتَكِنًا

تکلیہ لگا کر کھانا کھانے کی کراہت کا بیان

(۷۴۹) عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ وَهَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا أَكُلُ مُتَكِنًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں

تکلیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 149 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

متکي: ٹیک لگانے والا۔ سہارا لینے والا۔

شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح خود فرماتے ہیں کہ۔

”قَالَ الْخَطَّابِيُّ: الْمُتَكِّ هَاهُنَا: هُوَ الْجَالِسُ مُعْتَمِدًا عَلَى وَطَاءٍ تَحْتَهُ، قَالَ: وَارَادَ أَنَّهُ لَا يَقْعُدُ عَلَى الْوِطَاءِ وَالْوَسَائِدِ كَفَعْلٍ مَنْ يُرِيدُ إِلَّا كَثَارَ مِنَ الطَّعَامِ، بَلْ يَقْعُدُ مُسْتَوْفِزًا لَا مُسْتَوْطِنًا، وَيَأْكُلُ بُلْغَةً. هَذَا كَلَامُ الْخَطَّابِيِّ، وَأَشَارَ غَيْرُهُ إِلَى أَنَّ الْمُتَكِّ هُوَ الْمَائِلُ عَلَى جَنْبِهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.“

ترجمہ: خطابي کہتے ہیں: یہاں متکي سے مراد وہ شخص ہے جو بچھونا بچھا کر کسی چیز کا سہارا لے کر بیٹھے۔ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ بچھونوں اور تکیوں وغیرہ پر نہیں بیٹھتے جس طرح کہ ایک زیادہ کھانے والا شخص بیٹھتا ہے بلکہ آپ ہوشیار ہو کر بیٹھتے اور بچھونا لگا کر نہ بیٹھتے اور بقدر کفایت تناول فرماتے۔ یہ خطابي کا قول ہے۔ اور دیگر علماء نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ’المتکي‘ سے مراد وہ شخص ہے: جو ایک طرف جھک کر بیٹھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۷۵۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

”المُقْعِي“: هُوَ الَّذِي يُلْصِقُ أَلْيَتَيْهِ بِالْأَرْضِ، وَيَنْصِبُ سَاقِيهِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سرین کے بل بیٹھ کر کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

المقعی: وہ شخص جو سرین کوز میں پرٹیک دے اور اپنی پنڈلیاں کھڑی کر دے۔

شرح:

اقطاع اس بیٹھک کو کہتے ہیں کہ چوڑے زمین پر لگے ہوں دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں یعنی اوکڑوں۔ یہ بیٹھک نماز میں مکروہ ہے کھاتے وقت بہتر کیونکہ یہ بیٹھک جلدی کے اظہار کے لیے ہوتی ہے نماز میں سکون کا اظہار چاہیے نہ کہ جلدی اور تیزی کا، کھانے میں جلدی اور تیزی تاکہ اس سے جلد فارغ ہو کر عبادت یا اور کسی دینی کام میں مشغول ہو جائیں۔ مطیع فرمانبردار غلام اوکڑوں بیٹھ کر کھاتے ہیں کہ منہ میں نوالہ ہے کان لگے ہیں آقا کی آواز کی طرف کہ کب وہ بلائے اور کب یہ فوراً اٹھ کر جائے، نیز اوکڑوں بیٹھ کر کھانے سے زیادہ کھانا نہیں کھایا جاتا۔ غرضیکہ کہ کھانے کی اس نشست میں بہت حکمتیں ہیں۔

کھانے میں یہ تیزی اور جلدی یا تو سخت بھوک کی وجہ سے تھی یا کسی کام کی جلدی تھی یا وہ ہی حکمت تھی کہ جلد کھا کر دوسرے کام میں مشغول ہو جائیں کھانا مقصود للغير ہے عبادت مقصود بالذات۔ (مرقات و اشعہ) غرضیکہ اس جلدی میں بھی حکمتیں تھیں۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 59)

اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے کھجور تناول فرمائی ہم یہاں پر نبی اکرم ﷺ کی مختلف غذاؤں کا اختصار کے ساتھ ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اس کی نشوونما کے لئے مختلف حلال و طیب رزق کا اہتمام بھی فرمایا۔ یہ رزق ہمیں اناج اور پھل کے ذریعے بھی میسر آیا اور مختلف جانوروں اور پرندوں کے ذریعے بھی ملا۔ لیکن اُن کو کھانے کے طریقے مختلف النوع غذاؤں میں استعمال کے طریقے اور اُن غذاؤں کی تاثیر کے بارے ارشادات ہمیں دربار رسالت ﷺ سے ملے۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے مختلف اشیاء کا استعمال کیا چند اشیاء کا یہاں پر بھی ذکر کرتے ہیں۔

روٹی: حضور ﷺ نے اکثر جو کی روٹی تناول فرمائی اور کبھی کبھی گندم کی بھی، مگر کبھی بھی میدہ کی روٹی تناول نہیں فرمائی۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا گیا کہ کبھی حضور نبی اکرم ﷺ نے میدہ کی روٹی تناول فرمائی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اخیر عمر تک آپ ﷺ کے حضور کبھی میدہ نہیں پیش کیا گیا۔ پھر سائل نے پوچھا کہ اس زمانہ میں چھانیناں تھیں؟ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں سائل نے پوچھا کہ پھر جو کی روٹی کیسے پکاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو کے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے جو (موٹے موٹے) تنکے ہوتے اڑ جاتے۔ باقی گوندھ کر پکا لیتے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا: یہ اس کا سالن ہے اور تناول فرمایا۔ (ابوداؤد)

گوشت: 1۔ حضور نبی کریم ﷺ کو گوشت بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ نے گوشت کھانوں کا سردار فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ نے شوربے والا اور بھنا ہوا گوشت شوق سے تناول فرمایا گوشت کھانے کے بارے میں چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر بھنا گوشت کھایا ہے۔ (شمائل شریف) حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک عورت نے دو چپاتیاں اور تھوڑا سا پکا ہوا گوشت ہدیہ پیش کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیالے میں رکھ کر کسی چیز سے ڈھانپ دیا اور تاجدار عرب و عجم حضور اکرم ﷺ کے حضور پیغام بھیجا۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے وہ پیالہ اٹھا کر دیکھا تو وہ گوشت اور روٹی سے لبالب بھرا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا حیران رہ گئیں اور سمجھ گئیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ہومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ ”یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیاری بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے حضرت مریم علیہا السلام کے مشابہ بنایا ہے۔ ان کی بھی یہی کیفیت تھی کہ جب کوئی ان سے پوچھتا کہ یہ شے کہاں سے آئی؟ تو وہ یہی جواب دیتیں۔ پھر آپ ﷺ، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمہ الزہرہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے وہ گوشت اور روٹی سیر ہو کر تناول فرمائی۔ مگر پیالہ میں گوشت (اور روٹی) بدستور موجود رہا۔ پھر سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا ہمسایوں میں تقسیم فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں خیر کثیر اور برکت عطا فرمادی۔ (خصائص کبریٰ)

2۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں کہیں سے (بکری کا) گوشت آیا۔ اس میں سے دست کا گوشت خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ کیونکہ دست کا گوشت آپ ﷺ کو پسند بھی تھا اور آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ (شمائل ترمذی)

3۔ حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ہانڈی کی چونکہ دست کا گوشت حضور نبی کریم ﷺ کو زیادہ پسند تھا۔ اس لئے میں نے ایک دستی پیش کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ پھر دوسری طلب فرمائی۔ میں نے خدمت اقدس میں پیش کر دی۔ پھر آقائے نامدار ﷺ نے اور دست طلب فرمایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بکری کے دوہی بازو ہوتے ہیں۔ تو تاجدار عرب و عجم سید عالم ﷺ فرمانے لگے: ”مجھے قسم ہے اس ذات مقدسہ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تو چپ رہتا، تو ہنڈیا سے جب تک میں مانگتا رہتا۔ بونگی ہی نکلتی رہتیں۔“ (ترمذی)

4- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین گوشت پیٹھ کا ہے۔“

(ترمذی شریف)

مرغی کا گوشت: حضور ﷺ نے مرغی کا گوشت بھی کھایا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مرغی کا گوشت تناول فرما رہے تھے۔ (مسلم و بخاری)

مچھلی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ”جیس خبط“ کا جہاد کیا ہم پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ امیر مقرر کئے گئے۔ ہم کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ سمندر نے اک مچھلی (کنارے پر) پھینکی۔ ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کو ”عنبر“ کہا جاتا تھا۔ ہم اسے نصف ماہ تک کھاتے رہے۔ (ایک دن) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اُس مچھلی کی ایک ہڈی پکڑی (اور اسے زمین پر رکھا، وہ ہڈی اتنی بڑی تھی کہ) اُونٹ سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ سے ہم نے اس واقعے کو عرض کیا، تو سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: کھاؤ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اگر تمہارے پاس اس مچھلی کا گوشت ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مچھلی کا گوشت بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں پیش کیا اور تاجدارِ انبیاء ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (بخاری شریف)

خرگوش کا گوشت: نبی کریم ﷺ نے خرگوش کا گوشت بھی کھایا ہے۔ اس کا جواز آپ ﷺ کی یہ حدیث ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک خرگوش کو (اُس کے مقام سے) نکالا۔ لوگ اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے۔ مگر میں نے اسے پکڑ ہی لیا اور اسے حضرت ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے رانیں رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ انور میں بھیج دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔ (صحیح بخاری شریف)

حباری: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حباری کا گوشت کھایا۔ حباری

بیٹ کو کہا جاتا ہے۔ (ترمذی)

نیل گانے کا گوشت: حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک نیل گائے کو دیکھا اور اس کو شکار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (اے قنادہ) اس کے گوشت میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس کا پاؤں ہمارے پاس ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پکڑا اور تناول فرمایا۔ (صحیح بخاری و مسلم شریف)

گھی، مکھن، پنیر: حضرت اُمّ اوس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے گھی گرم کر کے ایک برتن میں بھر لیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے قبول فرمالیا اور برتن میں تھوڑا سا گھی چھوڑ کر پھونک ماری اور برکت کی دعا فرمائی اور (اصحاب سے) فرمایا کہ اُمّ اوس کا برتن واپس کر دو۔ صحابہ کرام نے برتن واپس کر دیا۔ تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت اُمّ اوس رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ شاید حضور اکرم ﷺ نے گھی قبول نہیں فرمایا۔

حضرت ام اوس رونے کے انداز میں بات کرتی ہوئی حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کرنے لگیں: ”یا رسول اللہ ﷺ میں نے گھی اس لئے گرم کیا تھا کہ آپ ﷺ تناول فرمالیں گے۔“ آپ ﷺ ام اوس کی بات سے سمجھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام اوس سے کہہ دو کہ (ہم نے گھی قبول فرمالیا اور تناول بھی فرمالیا ہے) اب خوب یہ گھی کھائیں۔ ام اوس نے وہ گھی حضور سرور کائنات ﷺ کے وصال مبارکہ کے بعد حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت تک کھایا۔ اس برتن سے مسلسل گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا جھگڑا ہوا یعنی اس وقت برکت جاتی رہی اور گھی ختم ہو گیا۔ (خصائص الکبریٰ)

ایک صحابی سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے (آپ ﷺ کے تناول فرمانے کے لئے) مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔ حضور اکرم ﷺ مکھن اور کھجوروں کو پسند فرماتے تھے۔ (ابی داؤد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی خدمت فیض درجات میں پنیر کا ایک ٹکڑا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر (تناول فرمانے کے لئے) اُسے کاٹا۔ (سنن ابی داؤد)

کھجور و جو کا آٹا: کھجور اہل عرب عموماً خوراک کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کھجور کی بڑی تعریف فرمائی خصوصاً عجوة کھجور کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کھجور اور ستو کے ساتھ کیا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے (میری درخواست کرنے پر) حضور اکرم ﷺ ان میں سے تناول فرمانے لگے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے وہ بھی تناول فرمانے لگے تو انہیں روک دیا اور فرمایا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو۔ تم مت کھاؤ وہ رک گئے۔ سید الانبیاء ﷺ تناول فرماتے رہے حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جو لئے اور چقدر کے ساتھ پکا کر حاضر خدمت کیے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! یہ کھاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لئے مناسب ہے۔“ (ترمذی شریف)

روغن زیتون: حضور تاجدار انبیاء ﷺ نے روٹی کو روغن زیتون سے چوپڑ کر تناول فرمایا ہے اور بڑا پسند فرمایا ہے۔ حضرت عمرو ابواسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو۔ اس لئے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔“ (ترمذی)

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمائش کی کہ رسول اللہ ﷺ کو جو کھانا پسند تھا اور رغبت سے

تناول فرماتے تھے۔ وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیارے بیٹو! آج وہ کھانا (تمہیں شاید) پسند نہیں آئے گا۔ انہوں نے فرمایا: ”ضرور پسند آئے گا۔“ چنانچہ وہ انھیں تھوڑے سے جو لے کر آئیں، انہوں نے باریک کیا اور ہانڈی میں ڈال دیئے، پھر اس پر تھوڑا سا روغن زیتون ڈالا، پھر کچھ مرچیں اور زیرہ وغیرہ ڈالا اور پکا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سلمیٰ نے فرمایا کہ یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند تھا۔ (ترمذی)

سرکہ: حضور تاجدار انبیاء ﷺ نے نہ صرف کہ تناول فرمایا: بلکہ اس کی تعریف بھی فرمائی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”سرکہ بھی کیسا بہترین سالن ہے۔“ (ترمذی شریف)

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا: کیا تیرے پاس (کھانے کے لئے) کوئی شے ہے؟ میں نے عرض کیا سوکھی ہوئی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ وہی لے آؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس گھر میں سرکہ ہو۔ (شمائل ترمذی)

کدو شریف: حضور سید عالم ﷺ کو سبزیوں میں کدو شریف بہت پسند تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور دعوت دی۔ میں بھی ساتھ ہی تھا۔ اُس درزی نے جو کی روٹی اور شوربا پیش خدمت کیا، جس میں کدو شریف اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو شریف تلاش فرما کر تناول فرما رہے تھے۔ میں اس روز کے بعد ہمیشہ کدو شریف کو پسند کرنے لگا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت جابر بن طارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ کدو شریف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جا رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ ”ان کا کیا بنے گا؟“ فرمایا: ”سالن میں اضافہ کیا جائے گا۔“ (ترمذی شریف) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو کدو شریف بہت پسند تھا۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کسی دعوت میں تشریف لے گئے۔ کھانا حاضر خدمت کیا گیا۔ اُس کھانے میں کدو شریف تھا۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو کدو شریف مرغوب ہے اس لئے میں اس کے قتلے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سامنے کر دیتا تھا اور سرکارِ دو عالم رسول اللہ ﷺ تناول فرما لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

قدید: رسول اللہ ﷺ ایک روز قدید تناول فرما رہے تھے کہ ایک بد زبان عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے بھی قدید عنایت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے جو قدید سامنے رکھا تھا۔ اُس میں سے اسے بھی عطا فرمایا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ اپنے منہ سے نکال کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنے منہ سے نکال کر اُسے عطا فرمایا اور وہ کھا گئی۔ اُس روز کے بعد کبھی بھی اس کے منہ سے قبیح اور فحش کلام سننے میں نہ آیا۔ (خصائص کبریٰ)

قدید کا مطلب خشک کیا ہوا گوشت ہے جو پانی میں بھگو کر پکایا جاتا ہے۔

ثرید: روٹی کو شوربے میں پکانا یا گوشت کے شوربے میں توڑ کر بھگونانا کہ اچھی طرح گل جائے ثرید کہلاتا ہے ثرید آپ کو بہت پسند تھا اسے آپ ﷺ بڑی چاہت سے تناول فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا محبوب ترین کھانا روٹی کا ثرید تھا۔ (ابوداؤد شریف) ثرید کی پسندیدگی کا اندازہ ترمذی شریف کی اس روایت سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔“ (شمائل ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ثرید سے بھرا ہوا ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے کناروں سے کھاؤ۔ درمیان سے نہ کھاؤ۔ کیونکہ درمیان میں برکت کا نزول ہوتا ہے۔“ (ابن ماجہ)

متفرق کھانے: مدارج النبوۃ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کی روٹی کے ساتھ چقندر تناول فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ حلوہ (شیرینی) کو بھی بہت پسند فرماتے تھے۔ مواہب الدنیہ نے ثعلبی سے نقل فرمایا کہ وہ حلوہ (شیرینی) جسے حضور انور ﷺ پسند فرماتے تھے۔ اس کا نام مجمع تھا کہ ایک قسم کی کھجور تھی۔ جسے دودھ کے خمیر کے ساتھ تیار کیا جاتا تھا۔ روایات میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک تجارتی قافلہ آیا۔ جس کے ساتھ شہد اور آٹا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے آٹا، گھی، میدہ اور شہد تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے تھوڑا تھوڑا خدمت اقدس میں پیش کیا۔ سرور کائنات ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر دیگچی منگوائی اور ان اشیاء سے حلوہ تیار کروایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اسے کھاؤ۔ یہ وہ چیز ہے جسے اہل فارس حیص کہتے ہیں۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے بھنا ہوا جگر بھی تناول فرمایا: حافظ ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ شاہ روم کی طرف سے خدمت اقدس میں سونٹھ کے مربہ کا بھرا ہوا برتن ارسال کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام میں تقسیم بھی فرمایا اور خود بھی تناول فرمایا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور کھانا پیش کیا جاتا۔ تو آپ ﷺ اس میں سے تناول فرمالیتے اور جو بچتا۔ اسے میری طرف بھیج دیتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے۔ اسے چاہیے کہ وہ ہم سے جدا رہے یا فرمایا کہ ہماری مساجد سے دور رہے یا فرمایا کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے بے شک نبی کریم ﷺ کے پاس ہنڈیا لائی گئی جس میں مختلف قسم قسم کی سبزیاں تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے بومحسوس کی، تو فرمایا: اسے فلاں فلاں (صحابہ) کے پاس لے جاؤ اور (ہدیہ پیش کرنے والے سے فرمایا) تو کھالے اس لئے کہ جن سے میں سرگوشی کرتا ہوں، تم ان سے سرگوشی نہیں کرتے۔ (بخاری و مسلم)

نئے پھل کو پسند فرمایا: پھل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہترین نعمت ہیں۔ حضور انور ﷺ

نے بقدر خواہش پھلوں کو بھی تناول فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بازار میں کوئی نیا پھل دیکھتے تو خرید کر بارگاہ نبوی (ﷺ) میں بخش کر دیتے تاکہ پھل پہلے حضور سرور کائنات ﷺ تناول فرمائیں۔ (شاید اسی لئے آج بھی نیا پھل بزرگوں سے شروع کروایا جاتا ہے۔)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام جس کسی نے پھل کو دیکھتے (تو خود کھانے سے) پہلے اسے خدمت اقدس میں پیش کرتے اور جب آپ ﷺ اس پھل کو پکڑتے تو بارگاہ رب العزت میں عرض کرتے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مدینہ میں برکت فرما۔ ہمارے صاع اور مد میں برکت نازل فرما۔ اے اللہ تعالیٰ بے شک ابراہیم علیہم السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے۔ بے شک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ﷺ ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے شہر مکہ کے لئے دعا کی تھی اور میں تجھ سے شہر مدینہ کے لئے وہی دعا کرتا ہوں، جو انہوں نے مکہ معظمہ کے لئے کی تھی۔ بلکہ اس سے دو گنی دعا کرتا ہوں۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابو عسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شام رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ جب میرے پاس سے گزرے، تو مجھے آواز دی۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، تو ان کو بھی ساتھ لے لیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، تو ان کو بھی ساتھ ملا لیا۔ یہاں تک کہ ہم ایک انصاری صحابی کے باغ میں پہنچے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے باغ کے مالک سے فرمایا: ہمیں نیم پختہ کھجوریں کھلاؤ۔ وہ خوشہ لے آیا اور سامنے رکھ دیا۔ حضور اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے (یعنی ہم نے جو ساتھ تھے) کھایا۔ پھر سرور کائنات ﷺ نے ٹھنڈا پانی منگوا کر نوش جان فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ان نعمتوں کا تم سے ضرور سوال ہو گا۔ حضرت ابو عسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوشہ پکڑا اور زمین پر مارا تو کچی کھجوریں بکھر گئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ان کے متعلق بھی ہم سے پوچھا جائے گا؟ فرمایا ہاں! البتہ تین چیزیں ہیں جن کے متعلق سوال نہ ہوگا۔ (1) وہ کپڑا جس سے انسان اپنا ستر ڈھانپے۔ (2) وہ روٹی کا ٹکڑا جس سے اپنی بھوک مٹالے۔ (3) وہ مکان جس میں گرمی یا سردی سے بچنے کے لئے داخل ہو۔

(رواہ احمد و بیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ)

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے (میری گزارش پر) آپ ﷺ نے ان میں سے تناول فرمایا۔ (ترمذی شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک انصاری عورت کے ہاں تشریف لے گئے۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک بکری ذبح کی۔ آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا تناول فرمایا۔ پھر ایک برتن میں کچھ کھجوریں لائیں گئیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے بھی کچھ تناول فرمائیں۔ پھر ظہر کی نماز کے لئے تشریف لے گئے اور

وضو کر کے نماز ظہر ادا کی۔ پھر واپس تشریف لائے تو اس عورت نے (دوبارہ) بچا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپ ﷺ نے (تھوڑا سا) تناول فرمایا اور دوبارہ وضو فرمائے بغیر (یعنی پہلے ہی وضو سے) نماز عصر ادا فرمائی۔ (ترمذی شریف)

مزید تفصیل کے لیے سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، جلد نمبر: 8 کا مطالعہ فرمائیں۔ (ابوالاحمد غرہ)

۱۰۹- بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاَكْلِ بِثَلَاثِ اصَابِعٍ وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْاَصَابِعِ، وَكَرَاهَةِ مَسْحِهَا قَبْلَ لَعْقِهَا وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْقُصْعَةِ وَآخِذِ اللَّقْمَةِ الَّتِي تَسْقُطُ مِنْهُ وَآكِلِهَا وَمَسْحِهَا بَعْدَ اللَّعْقِ بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَيْرِهِمَا

تین انگلیوں سے کھانا کھانے اور انگلیاں چاٹنے کے مستحب ہونے اور چاٹنے سے پہلے انہیں پونچھنے کی کراہت اور پیالے کو چاٹنے، گر جانے والے لقمہ کو اٹھانے اور کھا لینے کے مستحب

ہونے اور چاٹنے کے بعد انگلیوں کو کلائی یا پنڈلی کے ساتھ پونچھ لینے کا بیان

(۷۵۱) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَكَلْتَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا، فَلَا يَمْسَحْ أَصَابِعَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعَقَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو وہ انگلیوں کو چاٹنے سے پہلے ہرگز نہ پونچھے۔ (متفق علیہ)

(۷۵۲) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ اصَابِعٍ، فَإِذَا فَرَغَ لَعَقَهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انہیں چاٹ لیتے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 23 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

لَعَقَهَا: از، لعقا بمعنی چاٹنا،

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 611 میں ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۵۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بَلْعَقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةَ، وَقَالَ: "إِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ فِي آتِي طَعَامِكُمُ الْبَرَكَهَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں اور کھانے کے پیالے کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

(۷۵۴) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ، فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيَمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَدَى، وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدْغَهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحَ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي آتِي طَعَامِهِ الْبَرَكَهَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو اٹھائے اور اس کے ساتھ جو گرد و غبار وغیرہ لگ گیا ہو اسے جھاڑے اور کھالے اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے اور انگلیوں کو چاٹ لینے سے پہلے ہاتھ کو رومال سے صاف نہ کرے، کیونکہ اس کو نہیں معلوم کہ اس کے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فَلْيَمِطْ: جدا کرنا، دور کرنا،

شرح:

کھاتے پیتے وقت، پیشاب پاخانہ، نماز و دعا حتیٰ کہ اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت بھی قرینی شیطان انسان کے ساتھ رہتا ہے ساتھ ہی کھاتا پیتا حتیٰ کہ ساتھ ہی صحبت کرتا ہے جس سے کھانے میں بہت بے برکتی ہوتی ہے اور اولاد بے ادب سرکش ہوتی ہے، اگر ان اوقات میں بسم اللہ پڑھ لی جائے تو کھانوں میں برکت ہوتی ہے اولاد نیک و صالح اور باادب پیدا ہوتی ہے، اگر پاخانہ جاتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے تو شیطان اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا۔ اگر گرے ہوئے لقمہ میں مٹی وغیرہ پاک چیز لگ گئی ہے تو اسے صاف کر کے لقمہ کھائے اور اگر نجاست لگ گئی ہے تو

دھو کر کھالے، اگر دھل نہ سکے تو کتے بلی کو کھلا دے یوں ہی نہ چھوڑ دے کہ اسمیں مال ضائع کرنا ہے اور رب تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری ہے۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 19)

(۷۵۵) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَأْنِهِ، حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَإِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَدَى، ثُمَّ لْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، فَإِذَا فَرَّغَ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَذَرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان تم میں سے ہر شخص کے ہر کام میں حاضر ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے کھانا کھانے کے وقت بھی وہ موجود ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ لقمے کو اٹھا کر اس سے گرد جھاڑے اور اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ اس کو نہیں معلوم کہ اس کے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

(۷۵۶) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا، لَعَقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، وَقَالَ: "إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا، وَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَدَى، وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ" وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الْقِصْعَةَ، وَقَالَ: "إِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمْ الْبَرَكَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے۔ اور آپ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ لقمے کو اٹھائے اس سے گرد و غبار جھاڑ لے اور اسے کھالے، اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم کھانے کے پیالے کو پونچھ لیا کریں اور آپ نے فرمایا: تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نَسْلَتُ: از، سلنا، بمعنی چاٹنا، پونچھنا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 611 میں ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۵۷) وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ: لَا، قَدْ كُنَّا زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذَلِكَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيلًا، فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ، لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلٌ إِلَّا أَكْفَنَّا، وَسَوَاعِدُنَا، وَأَقْدَامُنَا، ثُمَّ نَصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت سعید بن حارث سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا ایسی چیز کے استعمال کے بعد جس کو آگ نے چھوا ہو وضو کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، ہمیں نبی کریم ﷺ کے عہد اقدس میں اس قسم کا کھانا میسر آتا تو ہمارے پاس اپنی ہتھیلیوں، کلائیوں اور ٹانگوں کے سوار و مال وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔ پھر ہم نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مَسَّتْ: از، مساً، و مسیساً، بمعنی چھونا، پہنچنا، ہاتھ لگانا۔

شرح:

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا یہاں وضو لغوی معنی میں ہے، وضاءۃ سے مشتق ہے، بمعنی صفائی۔ شرعی معنی مراد نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آگ کی پکی چیز کھا کر ہاتھ دھونا اور کلی کرنا بہتر ہے۔ پھل فروٹ کھانے کے بعد اس کی ضرورت نہیں، جیسا کہ اگلی احادیث سے ظاہر ہو رہا ہے، نیز ایک بار حضور علیہ السلام نے گوشت کھا کر ہاتھ دھوئے، کلی کی اور فرمایا آگ کی پکی چیز کا وضو یہ ہے، اس صورت میں یہ حدیث منسوخ نہیں، کھانا کھا کر ہاتھ دھونا مستحب ہے۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 292)

۱۱۰- بَابُ تَكْثِيرِ الْأَيْدِي عَلَى الطَّعَامِ

زیادہ لوگوں کو کھانے میں شریک کرنے کا بیان

(۷۵۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَعَامُ

الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْارْبَعَةِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لئے کافی ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح گزر چکی ہے اور کچھ اگلی حدیث میں آرہی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)۔

(۷۵۹) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْارْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْارْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یکفی: از، کفایۃً بمعنی کافی ہونا۔

شرح:

یہ زیادہ نازک حالات کے لیے ہے جب کہ کھانے میں بہت ہی کمی ہو جائے، ان ہنگامی حالات میں آدھا پیٹ کھانا چاہیے اتنے کھانے سے بھی انسان مرتا نہیں کام چل جاتا ہے بلکہ ارزانی کے زمانہ میں بھی مسلمان کو چاہیے کہ کبھی روزہ رکھے کبھی کم کھائے تاکہ مصیبت پڑنے پر بھوک برداشت کر سکے۔ ہر ماہ میں تین روزے سنت ہیں اس کی ایک حکمت یہ بھی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ کھانا الگ نہ کھاؤ مجتمع ہو کر کھاؤ جماعت میں برکت ہے۔ (مرقات) حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جماعت کے ساتھ کھانا کھاتے تھے جیسا کہ روایات میں ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 28)

۱۱۱- بَابُ آدَبِ الشُّرْبِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ وَكَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ

فِيْنَاءٍ وَاسْتِحْبَابِ إِدَارَةِ الْإِنَاءِ عَلَى الْإِيْمَنِ فَالْإِيْمَنِ بَعْدَ الْمُبْتَدِئِ

پینے کے آداب برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینے کے مستحب ہونے اور برتن کے اندر سانس لینے کی مکروہ ہونے اور پہلے آدمی کے بعد برتن کو دائیں جانب سے گھمانے کا بیان

اناء کا معنی: اناء کا معنی برن ہے یہاں مراد ہر وہ چیز ہے جس میں پیا جائے چاہے کوئی برتن ہو یا چلو یا کوئی اور چیز۔

(۷۶۰) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ

ثَلَاثًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ يَعْنِي: يَتَنَفَّسُ خَارِجَ الْإِنَاءِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ یعنی برتن

کے باہر سانس لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يتنفس: سانس لینا۔

شرح: پانی پینے کا طریقہ:

پانی بسم اللہ کہہ کر دہنے ہاتھ سے پیے اور تین سانس میں پیے، ہر مرتبہ برتن کو مونہ سے ہٹا کر سانس لے۔ پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے۔ اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیے، غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیے، جب پی چکے الحمد للہ کہے۔

اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلاف تہذیب جانتے ہیں ان کی یہ تہذیب تہذیب نصاریٰ ہے۔ اسلامی تہذیب دہنے ہاتھ سے پینا ہے۔

آجکل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی

جھوٹا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا، یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں، مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔ (بہار شریعت)

(۷۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشَرْبِ الْبَعِيرِ، وَلَكِنْ اشْرَبُوا مِثْلِي وَثَلَاثَ، وَسَمُّوا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اونٹ کی طرح ایک ہی مرتبہ نہ پی جایا کرو بلکہ دو یا تین بار پیا کرو اور جب پینے لگو تو "بسم اللہ" پڑھا کرو اور جب پی چکو تو "الْحَمْدُ لِلَّهِ" کہا کرو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

رفعتم: از، رفعاً بمعنی اٹھانا۔

شرح:

یعنی بہتر تو یہ ہی ہے کہ تین سانسوں میں پیو دو سانس درمیان میں لو ایک آخر میں یا دو سانسوں میں پیو کہ ایک سانس پینے کے بیچ میں لو دوسری آخر میں مگر ہر سانس برتن کو منہ سے الگ کر کے لو۔

یعنی جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھو اور جب پی چکو تو الحمد للہ کہو۔ احیاء العلوم میں امام غزالی فرماتے ہیں بسم اللہ پڑھ کر پینا شروع کرے پہلی سانس لینے پر کہے الحمد للہ، دوسری سانس لینے پر کہے الحمد للہ رب العالمین، تیسری سانس پر کہے الرحمن الرحیم۔ (اشعة اللمعات) اس کے متعلق اور دعا میں بھی منقول ہیں۔

(مرآة الساجج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 126)

(۷۲) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

يَعْنِي: يَتَنَفَّسُ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ .

◀ حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

(متفق علیہ)

(۷۶۳) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: "الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
قَوْلُهُ: "شِيبَ" أَيْ: خُلِطَ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی ملا دودھ پیش کیا گیا تو آپ کے دائیں جانب ایک بدو بیٹھا تھا اور بائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ سو آپ نے دودھ پیا اور پھر برتن اعرابی کو دے دیا اور ارشاد فرمایا: دایاں پھر دایاں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

شِيبَ کا معنی ہے: ملا ہوا۔

شرح:

ان خوش نصیب بدوی کا نام معلوم نہ ہو سکا بہر حال مدینہ کے چاند بیچ میں جلوہ گر تھے اور یہ تارے داہنے بائیں تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عمر اس وقت حضور انور کے سامنے تھے آپ نے بطور مشورہ یہ عرض کیا کیونکہ جناب صدیق افضل، اعلم، اکمل، اقدم اعلیٰ تھے۔ آپ کا منشاء تھا کہ سید المرسلین کی پس خوردہ لسی سید المسلمین نوش کریں۔

معلوم ہوا کھانے پینے کی ترتیب میں قرب مرتبہ کا اعتبار نہیں قرب مکان کا لحاظ ہے اور داہنا شخص بائیں سے قریب تر ہوتا ہے۔ نماز کی امامت میں اعلیٰ و افضل و اعلم کو مقدم رکھا جاتا ہے، یہ ترتیب عقل کے بھی مطابق اور قرین قیاس ہے۔ دائرہ کی گردش داہنی طرف سے ہوتی ہے طواف کعبہ میں سنگِ اسود چومنے کے بعد داہنے چلتے ہیں۔

(مرآة الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 121)

(۷۶۴) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ

بَشْرَابٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاخٌ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: "أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللَّهِ، لَا أُؤْثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا. فَتَلَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. قَوْلُهُ: "تَلَّهَ" أَيَّ وَضَعَهُ.

◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے پیا اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا بیٹھا تھا اور بائیں جانب بزرگ لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ مشروب ان لوگوں کو دے دوں؟ تو اس لڑکے نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ کی طرف سے ملنے والے حصے میں کسی کو اپنے آپ پر ترجیح نہیں دوں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے برتن لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۷۷ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

تله کا معنی ہے: رکھ دیا۔

شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وہ لڑکا جس نے اپنے حصے پر کسی کو ترجیح نہ دی۔

وَهَذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

اور وہ لڑکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکم اور مشورہ میں فرق ہے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو حکم نہ دیا تھا بلکہ مشورہ فرمایا تھا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم یہ تمہارا حق دوسرے کو دے دیں، حضرت ابن عباس نے مشورہ قبول نہ کیا بلکہ نہایت ادب و احترام اور اچھی معذرت سے اپنا حق خود لے لیا۔ اس سے بہت سے مسائل شریعت و طریقت کے حل ہوتے ہیں۔

۱۱۲- بَابُ كَرَاهَةِ الشَّرْبِ مِنْ فَمِ الْقُرْبَةِ وَنَحْوِهَا وَبَيَانُ أَنَّهُ كَرَاهَةٌ تَنْزِيهِ لَا حَرَامٌ
مشکیزے وغیرہ کے منہ سے منہ لگا کر پینے کی کراہت کا بیان اور یہ کہ یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں
مکروہ تحریمی اور تنزیہی کی تعریف: المکروہ: ما هو راجع الترك، فان كان الى الحرام اقرب تكون
کراہتہ تحریمہ، و ان كان الى الحل اقرب تكون تنزیہیہ، ولا يعاقب على فعله“

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: جس کا ترک راجع ہو اگر وہ حرام کے قریب ہو تو کراہت تحریمی ہوگی اور حلال کے قریب ہو تو کراہت
تنزیہی ہوگی اور اس (کراہت تنزیہی) کے کرنے پر عقاب نہیں ہوتا۔

(۷۶۵) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عن اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ . يَعْنِي: أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا، وَيُشْرَبَ مِنْهَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ موڑنے
سے منع فرمایا ہے۔ یعنی اس طرح کہ اس کے منہ کو موڑ کر اس سے پانی پیا جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اختنات: از، خنثاء، بمعنی مشکیزہ کے سر کو پھاڑ کر باہر کی طرف موڑ دینا، بیجوا ہونا۔

شرح:

اس ممانعت میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ ممکن ہے کہ مشکیزے میں کوئی زہریلا کیڑا ہو جو اس طرح پینے سے منہ کے
ذریعہ پیٹ میں چلا جائے، ممکن ہے کہ مشکیزہ کا منہ چوڑا ہو پانی زیادہ گرے کپڑے بھیگ جاویں، نیز پھر مشکیزہ کا پانی
استنجہ کے قابل نہ رہے کیونکہ پس خوردہ پانی سے استنجا کرنا منع ہے۔ جن روایات میں ہے کہ حضور اقدس نے مشکیزے
کے منہ سے پانی پیا وہاں مشکیزہ چھوٹا تھا اور اس کا منہ بہت چوڑا نہ تھا اور خبر تھی کہ پانی صاف ہے لہذا یہ حدیث اس سے
متعارض نہیں یا وہ حدیث بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حدیث بیان استحباب کے لیے۔ مرقات میں اس جگہ ہے کہ ایک

765: بخاری، رقم الحدیث: 5625، مسلم شریف، کتاب الاشریہ، رقم الحدیث: 5155، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3719، ترمذی، رقم الحدیث: 1890، ابن ماجہ،
رقم الحدیث: 3418، دارمی، رقم الحدیث: 2119، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 11040، ابن حبان، رقم الحدیث: 5317، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2552،
مسند رک حاکم، رقم الحدیث: 7212

شخص نے بطور آزمائش مشکیزے کے منہ سے پانی پیا تو اس کے منہ میں سانپ چلا گیا یا مقصد یہ ہے کہ اس طرح ہمیشہ پینا ممنوع ہے کبھی اتفاقاً پی لینا جائز ہے۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 112)

(۷۶۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ أَوْ الْقِرْبَةِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک یا مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

(۷۶۷) وَعَنْ أُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ أُخْتِ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا، فَقُمْتُ إِلَى فِيهَا فَقَطَعْتُهُ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ" .

◀ حضرت ام ثابت کبشہ بنت ثابت رضی اللہ عنہا جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میرے ہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے کھڑے ہو کر مشک منہ سے لگا کر پانی پیا جو لٹک رہی تھی۔ سو میں نے اٹھ کر اس مشک کے منہ کو کاٹ لیا۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

فی: بمعنی منہ۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں کہ
وَأَمَّا قَطَعْتُهَا: لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ فَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَبَرَّكَ بِهِ، وَتَصُونَهُ عَنِ الْإِثْدَالِ . وَهَذَا الْحَدِيثُ مَحْمُولٌ عَلَى بَيَانِ الْجَوَازِ، وَالْحَدِيثَانِ السَّابِقَانِ لِبَيَانِ الْأَفْضَلِ وَالْأَكْمَلِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

ترجمہ: حضرت ام ثابت رضی اللہ عنہا نے مشک کا منہ اس لئے کاٹ لیا تھا تاکہ اس چیز کو محفوظ کر لیں جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا دہن مبارک لگا تھا اور اس سے برکت حاصل کریں اور اس کو عام استعمال سے بچا سکیں۔

یہ حدیث جواز کے بیان پر محمول ہے اور پہلی دونوں حدیثوں میں اعلیٰ اور اکمل صورت کا بیان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

۱۱۳- بَابُ كَرَاهَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ مشروب میں پھونک مارنے کی کراہت کا بیان

فائدہ: یہاں شراب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو پی جاتی ہے۔ جیسے پانی، دودھ، لسی، چائے، شربت وغیرہ۔
(۷۶۸) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ: الْقَدَاةُ أَرَاهَا فِي الْإِنَاءِ؟ فَقَالَ: "أَهْرِقْهَا". قَالَ: إِنِّي لَا أَرَوِي مِنْ نَفْسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: "فَابْنِ الْقَدَحَ إِذَا عَنِ فَيْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشروب میں پھونک مارنے سے منع فرمایا: تو ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں برتن میں تنکے وغیرہ دیکھوں تو؟ آپ نے فرمایا: انہیں نیچے گرا دو۔ اس نے عرض کیا: میں ایک سانس میں سیراب نہیں ہو سکتا؟ آپ نے فرمایا: تو پیالے کو اپنے منہ سے علیحدہ کر (سانس لے سیراب ہو جائے گا)

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

أَهْرِقْهَا: از، اہراقاً، بمعنی بہانا، گرانا۔

شرح:

پھونک مارنا پانی میں ہو یا دودھ میں یا کسی اور پینے کی چیز میں، پھر خواہ ٹھنڈا کرنے کے لیے ہو یا تنکا وغیرہ دور کرنے کے لیے اور خواہ پانی میں پھونک مارے یا کھانے میں سب ممنوع ہے۔ چنانچہ طبرانی کی روایت میں ہے عن النّفخ فی الطعام والشراب۔

یعنی اگر برتن میں کوڑا تنکا نظر آئے تو میں کیا کروں وہ تو پھونک سے ہی دفع ہو سکتا ہے اور آپ حضور پھونک سے

منع فرماتے ہیں۔ جواب حدیث میں بیان ہو چکا۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 127)

(۷۶۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ برتن کے اندر سانس لیا جائے یا اس میں پھونکا جائے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے، نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے اس لیے برتن سے الگ منہ کر کے سانس لو۔ گرم دودھ یا چائے کو پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو بلکہ کچھ ٹھہرو قدرے ٹھنڈی ہو جائے پھر پیو، اگر پانی میں تنکا وغیرہ ہو تو کچھ گرا دو پھونک سے الگ نہ کرو۔ بعض لوگوں کو گندہ دہنی کی بیماری ہوتی ہے انکی پھونک سے پانی میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس لیے ہر شخص ان دونوں سے پرہیز کرے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونک مارنے سے، حضور کے احکام میں صدا ہا حکمتیں ہیں۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 125)

۱۱۴- بَابُ بَيَانِ جَوَازِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَبَيَانِ أَنَّ الْأَكْمَلَ وَالْأَفْضَلَ الشُّرْبُ قَاعِدًا فِيهِ

کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز اور یہ کہ بیٹھ کر پانی پینا کمال و فضیلت کا باعث ہے

حَدِيثُ كَبْشَةَ السَّابِقِ

اس موضوع کی حدیث حضرت کبشہ والی ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔

(۷۷۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَقَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ،

769: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1888

770: بخاری شریف، رقم الحدیث: 1637، ترمذی، رقم الحدیث: 182، نسائی، رقم الحدیث: 1361، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3422، مسند امام احمد، رقم

الحدیث: 1222، ابن حبان، رقم الحدیث: 3838، بیہقی، رقم الحدیث: 9080، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 2634، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 12574

فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آب زم زم پیش کیا تو آپ نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔ (متفق علیہ)

(۷۷۱) وَعَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَابَ الرَّحْبَةِ، فَتَسَرَّبَ قَائِمًا، وَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ”رحبہ“ کے دروازے پر آئے اور آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے کرتے (یعنی پیتے) دیکھا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

نزال بن سبرہ: ہلالی، کوفی، ابن سعد نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے دارقطنی کا قول ہے بہت بڑے تابعی ہیں، علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، (واللہ اعلم)

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۶، حرف النون، ص ۳۱۳)

حل لغات:

الرَّحْبَةُ: کشادہ زمین جس پر بکثرت گھاس ہو اور بہت لوگ آتے ہوں۔ مکانوں کے درمیان کھلی جگہ، کوفہ میں موجود ایک مقام کا نام یہاں یہی مراد ہے۔

شرح:

یعنی لوگ سمجھتے ہیں پانی کھڑے ہو کر مطلقاً ممنوع ہے حالانکہ میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے وضو کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔ معلوم ہوا کہ وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے یا یہ مطلب ہے کہ کھڑے ہو کر پینا مطلقاً ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے میں نے حضور انور کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا ہے مگر پہلے معنی زیادہ موزوں ہیں۔ ابھی ہم نے عرض کر دیا کہ پانی کھڑے ہو کر پینا حرام نہیں، ہاں بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر پئے اور چند پانیوں کا کھڑا ہو کر پینا مستحب ہے: ایک آب زمزم، دوسرے بعض وضو کا بچا ہوا پانی، تیسرے بزرگوں کا پس خوردہ پانی۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت علی، سعد ابن ابی وقاص، ابن عمر، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین کھڑے ہو کر پانی پینا درست فرماتے ہیں مگر حق یہ ہے کہ تمام فقہاء وہی جائز کہتے ہیں صرف مستحب یہ ہے کہ بیٹھ کر پیئے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 117)

(۷۷۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَأْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِي، وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہم چلتے چلتے کھا لیتے تھے اور کھڑے ہو کر پی لیتے تھے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۷۳) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہو کر بھی پیتے دیکھا اور بیٹھ کر بھی۔

تعارف راوی:

عمرو ابن شعیب: ابن محمد ابن عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص سہمی ہیں، آپ نے اپنے والد شعیب، ابن مسیب، طاؤس وغیرہم سے روایت لی بخاری مسلم نے ان کی کوئی حدیث نہ لی کیونکہ ان کی روایات میں عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے خبر نہیں ہوئی کہ جدہ سے ان کے اپنے دادا محمد مراد ہیں یا والد یعنی شعیب کے دادا ابن عمرو ابن عاص مراد ہیں محمد تابعی ہیں اور عبد اللہ ابن عمرو صحابی ہیں تو پتہ نہیں لگتا کہ حدیث متصل ہے یا مرسل نیز شعیب نے اپنے دادا عبد اللہ ابن عمرو سے ملاقات نہیں کی لہذا ان کی احادیث میں تدلیس ہے اس وجہ سے بخاری مسلم نے انکی احادیث نہ لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآة المناجیح جلد ہشتم)

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلی لغات:

قائما: از، قیاماً بمعنی کھڑا ہونا،

شرح:

کھڑے ہو کر پینا ضرورت کے موقعہ پر تھا یا زمزم یا وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے کھڑے پیا باقی پانی بیٹھ کر پئے یا کھڑے ہو کر پینا بیان جواز کے لیے تھا بیٹھ کر پینا بیان استحباب کے لیے لہذا دونوں عمل درست ہی ہیں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 124)

(۷۷۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا. قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا لَأَنَسٍ: فَلَا تَكُلْ؟ قَالَ: ذَلِكَ أَشْرُ - أَوْ أَخْبَثُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آدمی کو کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس سے کھانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ (یعنی کھڑے ہو کر) اس سے بھی برا ہے۔ یا فرمایا اس سے بھی زیادہ گندہ ہے۔ (مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی سے منع کیا۔

(۷۷۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہرگز کھڑے ہو کر نہ پئے اور جو بھول جائے اس کو چاہیے کہ وہ قے کر دے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فَلْيَسْتَقِ: از، استقاء، بمعنی جتکلف قے کرنا، جان بوجھ کر قے کرنا،

شرح:

یہ حکم استحبابی ہے جو کھڑے ہو کر پانی یا کوئی چیز پی لے تو یہ بہتر ہے کہ قے کر دے یہ حکم منسوخ نہیں۔ (مرقات) یہ حکم اس لیے ہے کہ لوگ اس سے بچیں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 115)

۱۱۵- بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ سَاقِي الْقَوْمِ اخْرَهُمْ شُرْبًا

پلانے والے کے لئے خود سب کے بعد پینا مستحب ہے

(۷۷۶) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَاقِي الْقَوْمِ اخْرَهُمْ شُرْبًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قوم کا پلانے والا سب کے آخر میں پینے والا ہوتا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

ساقی: (فاعل) جمع سقاء و ساقون و سقاء، پلانے والا۔

شرح:

یعنی قانون یہ ہے کہ پلانے والا پیچھے پیئے، کھلانے والا پیچھے کھائے ہم ہیں پلانے والے اس لیے ہم تمہارے بھی بعد پیئیں گے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے قاسم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور تاقیامت ہیں اور حضور انور کی طرف سے قاسم حضرت ابوقنادہ تھے حقیقتاً پلانے والے حضور انور تھے ظاہری ساقی ابوقنادہ لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ساقی تو حضرت ابوقنادہ تھے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 8، ص 168)

۱۱۶- بَابُ جَوَازِ الشُّرْبِ مِنْ جَمِيعِ الْاَوَانِي الطَّاهِرَةِ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَوَازِ

الْكُرْعِ - وَهُوَ الشُّرْبُ بِالْفَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَيْرِهِ بِغَيْرِ اِنَاءٍ وَلَا يَدٍ - وَتَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ

الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ وَالْاَكْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِِ الْاِسْتِعْمَالِ

سونے اور چاندی کے سوا تمام پاک برتنوں سے اور ”کرع“ کے ساتھ اور یہ نہر وغیرہ سے ہاتھ

کے بغیر پینا ہے اس کے جواز اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے طہارت کرنے اور

انہیں ہر قسم کے استعمال میں لانے کی حرمت کا بیان

(۷۷۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ إِلَى أَهْلِهِ، وَبَقِيَ قَوْمٌ، فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ، فَصَغَّرَ الْمَخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيهِ كَفَّهُ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ. قَالُوا: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِينَ وَزِيَادَةً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هَذِهِ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَلِلمُسْلِمِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا يَنَاءً مِنْ مَاءٍ، فَأَتَى بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ. قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوا تو وہ لوگ جن کے گھر قریب تھے گھروں کی طرف چلے گئے (وضو کے لئے) کچھ لوگ باقی رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پتھر کا بنا ہوا ایک برتن لایا گیا۔ وہ برتن اتنا چھوٹا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے سو اسی برتن سے تمام لوگوں نے وضو کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: تم کتنے آدمی تھے؟ فرمایا: اسی یا اس سے زیادہ۔ (متفق علیہ)

اور یہ روایت بخاری کی ہے اور ان کی اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے پانی کا برتن منگوا یا، تو آپ کی خدمت میں ایک کم گہرائی والا کھلا پیالہ پیش کیا گیا، جس میں کچھ پانی تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھ دیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں: سو میں دیکھنے لگا کہ پانی حضور ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا ہے۔ سو میں نے اندازہ لگایا تو اس پانی سے وضو کرنے والوں کی تعداد ستر اور اسی کے درمیان تھی۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

بِمَخْضَبٍ: کپڑے دھونے یا رنگنے کا برتن،
فَحَزَرْتُ: اندازہ کرنا،

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک کا ایک معجزہ بیان ہوا، چند مزید ملاحظہ ہوں۔

777: بخاری شریف، رقم الحدیث: 195، مسلم شریف، کتاب الفضائل، رقم الحدیث: 5822، ترمذی، رقم الحدیث: 978، نسائی، رقم الحدیث: 78، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1623، دارمی، رقم الحدیث: 28، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 24401، ابن حبان، رقم الحدیث: 6544، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 3731، بیہقی، رقم الحدیث: 116، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 4510، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 3121، دارقطنی، رقم الحدیث: 1

معجزات دست نبوی ﷺ:

(۱)،، أن ابیض بن حمال كان بوجهه حزازة وهي القوباء فالتقمت انفه فمسح النبي صلى الله عليه وسلم على وجهه فلم يمس ذلك اليوم وفيه اثر .

حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داد تھا۔ جس سے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا ایک دن حضور ﷺ نے ان کو طلب فرمایا اور ان کے چہرے پر اپنا دست شفا پھیرا شام سے پہلے پہلے داد اور اس کا نشان بھی جاتا رہا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ ابیض بن حمال، ج ۱، ص ۱۷۷)

(۲)،، قال: اتيت النبي صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم وبكفي سلعة فقلت: يا رسول الله إن هذه السلعة قد آذنتني تحول بيني وبين قائم السيف فقال: ادن فدنوت فوضع يده على السلعة فما زال يطحنها بكفه حتى رفع . وما ادرى اين اثرها .

حضرت شرحبیل بن عبدالرحمن الجعفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں آیا میری ہتھیلی میں ایک گٹھی تھی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ہاتھ میں یہ گٹھی ہے جس کی وجہ سے میں تلوار کا قبضہ اور گھوڑے کی باگ نہیں پکڑ سکتا حضور ﷺ نے فرمایا قریب آؤ تو میں قریب ہوا تو آپ ﷺ اپنی ہتھیلی سے اس گٹھی کو رگڑا، تو اس کا نشان تک نہ رہا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ شرحبیل بن عبدالرحمن الجعفی، ج ۳، ص ۲۶۸)

(۳)،، وعن ابن عباس قال: إن امرأة جاءت بابن لها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله إن ابني به جنون وإنه ليأخذه عند غدايتنا وعشايتنا فمسح رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره فثع ثعة وخرج من جوفه مثل الجرو الاسود يسعى

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کہ اس کو جنون ہے۔ اور صبح اور شام کے وقت اس کو دورا پڑتا ہے حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مبارک پھیرا، لڑکے نے قے کی اور اس میں سے ایک کالے کتے کا پلا نکلا اور وہ بچہ فوراً ٹھیک ہو گیا۔

حوالہ: (احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبداللہ القسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ، مواہب الدنیۃ، باب حدیث القصة، ج ۲، ص ۲۹۸)

(۴)،، عن قتادة بن النعمان انه اصيبت عينه يوم بدر فسالت حدقته على وجنته فأرادوا ان

يقطعوها فقالوا: لا حتى نستامر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاستامروه فقال: لا ثم

دعا بہ فوضع راحته علی حدقته ثم غمزها فکان لا یدری ای عینیه ذهب ۔“

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی آنکھ مبارکہ کو بدر کے دن صدمہ پہنچا اور آنکھ مبارکہ کا ڈیلا رخسار پر آگیا لوگوں نے کہا کہ اس کو کاٹ دیا جائے۔ پھر کہا جتنی دیر تک حضور ﷺ سے پوچھا نہ لیں یہ کام نہیں کریں گے جب حضور ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو پھر ان کو بلایا اور ڈیلے کو اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ پر رکھ دیا، آنکھ ایسی درست ہو گئی کہ کوئی بھی نہ بتا سکتا تھا کہ دونوں آنکھوں میں سے کون سی کو صدمہ پہنچا تھا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ قتادہ بن نعمان، ج ۵، ص ۳۱۸)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت قتادہ فرماتے تھے کہ مجھے دوسری آنکھ کی نسبت اس آنکھ سے زیادہ نظر آتا تھا جس کو حضور ﷺ نے ٹھیک کیا تھا۔

(5) ،، فقال: یا رسول اللہ امسح وجهی وادع لی بالبرکۃ قال: ففعل فکان وجهہ یزہو ۔“

حضرت عائد بن سعید جسہری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ میرے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیں اور میرے لیے برکت کی دعا فرما دیں حضور ﷺ نے اسی طرح کیا تو اس وقت سے حضرت عائد رضی اللہ عنہ کا چہرہ ہمیشہ تروتازہ اور نورانی رہا کرتا تھا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ عائد بن سعید، ج ۳، ص ۴۹۳)

(6) ،، مسح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجہ قتادۃ بن ملحان ثم کبر فبلی منه کل شیء غیر وجہہ“

رسول اللہ ﷺ نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا جب وہ عمر رسیدہ ہو گئے تو ان کے تمام جسم پر بڑھاپے کے آثار نمایاں تھا لیکن چہرہ بالکل تروتازہ تھا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ قتادہ بن ملحان، ج ۵، ص ۳۱۷)

(7) ،، قال قیس: فاجلسنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین یدیہ ومسح علی رأسی

ودعالی وقال: باریک اللہ فیک ید قیس۔ ثم قال: انت ابو الطفیل

فہلک قیس وهو ابن مائۃ سنۃ ورأسہ ابیض وأثر ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہ

اسود ۔“

حضرت قیس بن زید بن حباب جذامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے تم ابو طفیل ہو حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے سو

برس کی عمر میں وفات پائی ان کے سر کے بال مبارک سفید ہو گئے تھے مگر جس جگہ حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک رکھا تھا اُس جگہ کے بال سیاہ ہی تھے۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ قیس بن زید الجذامی، ج ۵، ص ۳۵۷)

(8) ،، وفد علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ اقْرَع فَمَسَحَ عَلٰی رَاسِهِ فَنَبَتَ شَعْرُهُ “
حضرت ہلب طائی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اقْرَع (گنچے) تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اس وقت بال اُگ آئے (اسی وجہ سے ان کو ہلب (زیادہ بالوں والا) کہا جاتا تھا۔)

حوالہ: (یوسف بن عبد اللہ انمری القرطبی، متوفی ۴۶۳ھ، الاستیعاب فی معرفۃ الصحاب، تذکرہ ہلب طائی، ج ۴، ص ۱۵۴۹)

(9) ،، روت عنه ابنته عميرة انه قال: مسح رسول الله صلى الله عليه وسلم على رأسي وكساني بردين وأعطاني سيفاً قالت: فما شاب رأس أبي حتى لقي الله عز وجل
حضرت یسار بن ازیر رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی عمرہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے دو چادریں پہنا دیں اور ایک تلوار بھی عطاء فرمائی۔ حضرت یسار کی صاحبزادی حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے باپ کے سر میں سفید بال نہ آئے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ حوالہ: (امام ابن اثیر، متوفی ۶۳۰ھ، أسد الغابہ، تذکرہ یسار بن ازیر الجعفی، ج ۵، ص ۴۷۷)

(10) ،، قال ابو عمر: كان سهل قد خرج بابنته عميرة وبصاعين من تمر فقال: يا رسول الله إن لي إليك حاجة. قال: وما هي قال: تدعو الله لي ولا بنتي. وتمسح رأسها فإنه ليس لي ولد غيرها قالت: عميرة: فوضع كفه على فاقسم بالله لكان برد كفت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على كبدى بعد.

ابو عمر فرماتے ہیں حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ دو صاع کھجوریں بطور زکوٰۃ اور اپنی بیٹی عمیرہ کو لے کر رسول ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ ﷺ سے کام ہے فرمایا کیا کام ہے؟ عرض کیا کہ آپ ﷺ میرے حق اور میری بیٹی کے حق میں دعا فرمائیں، اور اس بیٹی کے سر پر اپنا ہاتھ پھیر دیں میری اس کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں حضرت عمیرہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتی ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک اس کے بعد بھی میرے کلیجے (سینے) میں رہی۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحاب، تذکرہ عمیرہ بنت سهل بن رافع، ج ۸، ص ۲۵۰)

(۱۱)، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي غَنَمٍ لِّأَبِي مُعَيْطٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا غُلَامُ، عِنْدَكَ لَبَنٌ، فَقُلْتُ: نَعَمْ، وَلَكِنِّي مُؤْتَمَنٌ قَالَ: فَهَلْ عِنْدَكَ شَاةٌ لَمْ يَنْزُ عَلَيْهَا الْفَحْلُ، قُلْتُ: نَعَمْ، فَاتَيْتُهُ بِشَاةٍ شَطُورٍ، فَمَسَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَكَانَ الضَّرْعِ، وَمَا لَهَا ضَرْعٌ، فَإِذَا ضَرْعٌ حَافِلٌ مَمْلُوءٌ لَبَنًا، فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِصَخْرَةٍ مَنْقُورَةٍ، فَحَلَبْتُ، ثُمَّ سَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَسَقَانِي، ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ أَقْلَصُ فَرَجَعَ كَمَا كَانَ، فَأَنَا رَأَيْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلَّمَنِي فَمَسَحَ رَأْسِي، وَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ، فَإِنَّكَ غُلَامٌ مُعَلِّمٌ فَأَسْلَمْتُ“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا ایک روز رسول ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے کیا تیرے پاس دودھ ہے؟؟

میں نے کہا کہ ہاں لیکن میں امین ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس پر نہ کو دا ہو؟؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں پس میں نے ایک بکری پیش کی جس کے تھن نہ تھے آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ مبارک مارا اچانک دودھ سے بھرا ہوا ایک تھن ظاہر ہوا آپ ﷺ نے دودھ دوہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مجھ کو پلایا۔

پھر تھن کو ارشاد فرمایا کہ سکڑ جا تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا پہلے تھا یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے تعلیم دیں آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا برکت دے کر فرمایا کہ تو تعلیم یافتہ لڑکا ہے پس میں اسلام لے آیا۔

حوالہ: (امام ابوالقاسم سلمان بن ایوب، الطبرانی، المعجم الصغیر الطبرانی، باب من اسلمه عمر، ج ۱، ص ۳۱۰، حدیث ۵۱۳)

(۷۷۸) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَنَا لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِّنْ صُفْرِ فَتَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. "الصُّفْرُ": بِضَمِّ الصَّادِ، وَيَجُوزُ كَسْرُهَا، وَهُوَ النَّحَاسُ، وَ"التَّوْرُ": كَالْقَدَحِ، وَهُوَ بِالتَّاءِ الْمُشْتَبَةِ مِنْ فَوْقِ.

◀ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم

نے آپ کے لئے تانبے کا ایک پیالہ نکالا اور آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ (بخاری)

حل لغات:

الصفیر: صاف کے ضمہ کے ساتھ اور کسرہ بھی جائز ہے۔ اس سے مراد ہے: تانبا۔

التور: پیالے کی طرح کا برتن۔ تاء مثناة کے ساتھ ہے۔

شرح:

تانبے کے برتن سے وضو کرنا، اُس میں کھانا پینا، سب بلا کراہت جائز ہے، وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ ہاں قلعی کے بعد چاہیے بے قلعی برتن میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہے اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔ علماء نے وضو کے آداب و مستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو اور اس میں کھانا پینا بھی تو اضع سے قریب تر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 1، ص 336، رضا فاؤنڈیشن لاہور،)

(۷۷۹) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنَّةٍ وَلَا كَرَعْنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. "الشَّنَّةُ": الْقُرْبَةُ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار میں سے ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ ایک صحابی بھی تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو آج رات بھر مشکیزے میں رہا ہو تو لے آؤ ورنہ ہم کسی نہر وغیرہ سے منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الشَّنَّة: مشکیزہ کو کہتے ہیں۔

شرح:

وہ صحابی حضرت ابوبکر صدیق تھے اور باغ والے ابوالہیشم تھے یا کوئی اور انصاری۔ عربی میں کرع اس طرح پینے کو کہتے ہیں کہ اس میں ہاتھ استعمال نہ ہو یعنی نالی یا نہر سے منہ لگا کر پی لینا۔

(مرآة المناجم فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 118)

(۷۸۰) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ، وَالذِّيَّاجِ، وَالشُّرْبِ فِي إِنِيَّةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: "هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ریشم و دیباچ کے کپڑے پہننے اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا اور آپ نے فرمایا: یہ چیزیں کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔ (متفق علیہ)

(۷۸۱) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنِيَّةِ الْفِضَّةِ، إِنَّمَا يُجْرُجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي إِنِيَّةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ" .

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "مَنْ شَرِبَ فِي إِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، فَإِنَّمَا يُجْرُجُ فِي بَطْنِهِ نَارًا مِنْ جَهَنَّمَ" .

◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے: بے شک جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے اور انہی کی ایک روایت میں ہے: جس نے سونے یا چاندی کے برتن میں پیا تو بے شک وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کر رہا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يُجْرُجُ: غث غث اتارنا، غث غث پینا،۔ پینا۔

شرح:

مسئلہ: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطردان سے عطر لگانا یا ان کی انگلیٹھی سے بخور کرنا منع ہے اور یہ ممانعت مرد و عورت دونوں کے لیے ہے۔ عورتوں کو ان کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔

780: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5632

781: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5310، مسلم شریف، رقم الحدیث: 5269، ترمذی، کتاب اللباس، رقم الحدیث: 5269، ترمذی، رقم الحدیث: 2817،

نسائی، رقم الحدیث: 5149، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3413، امام مالک، رقم الحدیث: 1649، دارمی، رقم الحدیث: 2129، مسند امام احمد، رقم

الحدیث: 24706، ابن حبان، رقم الحدیث: 5342، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 7402، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 2711، طبرانی، رقم الحدیث: 12046

زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔

"(الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الطہر والاباحۃ، ج ۹، ص ۳۶۵.....)

مسئلہ: سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، ان کے آئینہ میں مونہ دیکھنا، ان کی قلم دوات سے لکھنا، ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی کرسی پر بیٹھنا، مرد و عورت دونوں کے لیے ممنوع ہے۔

"(الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الطہر والاباحۃ، ج ۹، ص ۳۶۵.....)



کتابُ اللباسِ

لباس کا بیان

فائدہ: کتاب کا معنی شروع کتاب میں گزر چکا ہے۔

لباس کا معنی: پوشاک، جامہ، کپڑے، روپ، شکل، بھیس وغیرہ ہیں (فیروز اللغات) لیکن یہاں مراد ہر وہ چیز ہے جس کو جسم پر پہنایا اوڑھا جائے جیسے قمیص، تہبند، عمامہ، وغیرہ۔

۱۱۷- بَابُ اسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْاَبْيَضِ، وَجَوَازِ الْاَحْمَرِ وَالْاَخْضَرِ وَالْاَسْوَدِ،

وَجَوَازِهِ مِنْ قُطْنٍ وَكَتَّانٍ وَشَعْرِ وَصُوفٍ وَغَيْرِهَا اِلَّا الْحَرِيرَ

سفید کپڑا پہننے کے مستحب ہونے اور سرخ، سبز، زرد اور سیاہ رنگ کا کپڑا پہننے کے جواز اور ریشم

کے سوا سوت، کتان، بالوں اور اون کا کپڑا پہننے کے جواز کا بیان

قطن کا معنی: کپاس، روئی (فیروز اللغات)

کتان کا معنی: اسی، ایک قسم کا باریک کپڑا جس کی نسبت مشہور ہے کہ چاندنی رات میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، (فیروز اللغات)

شعر کا معنی: شعر عربی میں بال کو کہتے ہیں یہاں مراد بالوں سے بنا ہوا لباس ہے۔

صوف کا معنی: اُون، نمدہ، کمل، ایک قسم کا دبزدیشمنے کا کپڑا، وہ کپڑا جو دوات میں سیاہی کے ساتھ رکھا جاتا ہے اس کو بھی صوف کہتے ہیں، یہاں مراد وہ کپڑا ہے جو اُون کا بنا ہو (ابوالاحمد غفرلہ)

حریر کا معنی: حریر کا معنی ریشم ہے یہاں ریشم اور ریشمی کپڑا دونوں مراد ہیں دونوں کا استعمال مرد کو جائز نہیں۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوَاتِيكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى

ذَلِكَ خَيْرٌ﴾ (الاعراف: ۲۶)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں

چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا ہے۔

تشریح:

یہاں اللہ تعالیٰ اپنا احسان یاد دلاتا ہے کہ اس نے لباس اتارا اور ریش بھی۔ لباس تو وہ ہے جس سے انسان اپنا ستر چھپائے اور ریش وہ ہے جو بطور زینت، رونق اور جمال کے پہنا جائے۔ اول تو ضروریات زندگی سے ہے اور ثانی زیادتی ہے۔ ریش کے معنی مال کے بھی ہیں اور ظاہری پوشاک کے بھی ہیں اور جمال، خوش لباسی کے بھی ہیں۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نیا کرتے پہنتے ہوئے جبکہ گلے تک وہ پہن لیا فرمایا: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهَا عَوْرَتِي وَآتَجَمَلُ بِهَا فِي حَيَاتِي» پھر فرمانے لگے: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص نیا کپڑا پہنے اور اس کے گلے تک پہنچتے ہی یہ دعا پڑھے، پھر پرانا کپڑا راہ خدا میں دے دے تو وہ اللہ کے ذمہ میں، اللہ کی پناہ میں اور اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ زندگی میں بھی اور بعد از مرگ بھی۔ (سنن ابن ماجہ: 3557)

مسند احمد میں ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان سے ایک کرتہ تین درہم کا خریدا اور اسے پہنا۔ جب پہنچوں اور ٹخنوں تک پہنچا تو آپ نے یہ دعا پڑھی: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيشِ مَا أَتَجَمَلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي» یہ دعا سن کر آپ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ اسے کپڑا پہننے کے وقت پڑھتے تھے یا آپ از خود اسے پڑھ رہے ہیں؟ فرمایا: میں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (مسند احمد: 1/158)

«لِبَاسُ التَّقْوَى» کسی دوسری قرأت «لِبَاسُ التَّقْوَى» سین کے زبر سے بھی ہے۔ رفع سے پڑھنے والے اسے مبتدا کہتے ہیں اور اس کے بعد کا جملہ اس کی خبر ہے۔ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس سے مراد قیامت کے دن پرہیزگاروں کو جو لباس عطا ہوگا، وہ ہے۔" (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

ابن جریج کا قول ہے: "لباس تقویٰ ایمان ہے۔" سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "عمل صالح ہے اور اسی سے نہس مکھ ہوتا ہے۔"

عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مراد اس سے مشیت ربانی ہے۔" عبدالرحمن کہتے رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اللہ کے ڈر سے اپنی ستر پوشی کرنا لباس تقویٰ ہے۔"

یہ کل اقوال آپس میں ایک دوسرے کے خلاف نہیں بلکہ مراد یہ سب کچھ ہے اور یہ سب چیزیں ملی جلی اور آپس میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔

ایک حدیث میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو منبر نبوی پر

کھلی گھنڈیوں کا کرتا پہنے ہوئے کھڑا دیکھا۔ اس وقت آپ کتوں کے مار ڈالنے اور کبوتر بازی کی ممانعت کا حکم دے رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: لوگو! اللہ سے ڈرو! خصوصاً اپنی پوشیدگیوں میں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ جو شخص جس کام کو پوشیدہ سے پوشیدہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسی کی چادر اس پر اعلانیہ ڈال دے گا۔ اگر نیک ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ اور فرمایا اس سے مراد خوش خلقی ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 14451)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَجَعَلَ لَكُم سَرَابِیلَ تَقِيْكُمْ الْحَرَّ وَسَرَابِیلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ﴾ (النحل: 81)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔

(۷۸۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْبُسُوءُ مِنَ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ؛ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفْنُوا فِيهَا مَوْتَكُمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں سے بہترین ہیں اور اپنے مردوں کو سفید کپڑوں کا ہی کفن پہنایا کرو۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

الْبُسُوءُ: از، لُبْسَاء، کپڑا پہننا۔

شرح:

یہ حکم استحبابی ہے کہ زندوں اور مردوں کے لیے سفید کپڑا مستحب ہے ورنہ عورت میت کے لیے ریشمی، سوتی، سرخ، پیلا ہر طرح کا کفن جائز ہے اگرچہ بہتر سفید اور سوتی ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 862)

(۷۸۳) وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْبُسُوفُ الْبَيَاضُ؛ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفَنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ پاکیزہ اور عمدہ ہوتے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا۔
اس کونسائی اور حاکم نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۷۸۴) وَعَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حُمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا قد درمیانہ تھا اور میں نے آپ کو سرخ حلہ زیب تن کئے ہوئے دیکھا۔ میں نے آپ سے حسین تر چیز کبھی نہیں دیکھی۔ (متفق علیہ)

(۷۸۵) وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ وَهَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ لَهُ حُمْرَاءَ مِنْ أَدَمَ، فَخَرَجَ بِلَالٌ بَوْضُونَهُ، فَمِنْ نَاضِحٍ وَنَائِلٍ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حُمْرَاءُ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقِيهِ، فَتَوَضَّأَ وَأَذَّنَ بِلَالٌ، فَجَعَلْتُ أَتَّبِعُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، يَقُولُ يَمِينًا وَشِمَالًا: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، ثُمَّ رُكِّزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ، فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ لَا يَمْنَعُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"الْعَنَزَةُ" بِفَتْحِ النُّونِ: نَحْوُ الْعُكَازَةِ.

◀ حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں دیکھا۔ آپ وادی ابطح میں سرخ رنگ کے چمڑے کے بنے ہوئے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا پانی لے کر آئے تو کسی کو تھوڑا پانی ملا اور کسی کو زیادہ۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے سرخ حلہ پہن رکھا تھا۔ گویا میں اب بھی آپ کی کلائیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور آذان پڑھی۔ جب انہوں نے "حی علی الصلوة" اور "حی علی الفلاح" پڑھا تو میں ان کے منہ کی جانب دیکھنے لگا انہوں نے دیکھا اور بائیں جانب پھر آپ کے لئے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا آپ

آگے تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ آپ کے سامنے سے کتے اور گدھے وغیرہ گزرتے رہے لیکن ان کو روکا نہیں جاتا تھا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت وہب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۴۹ کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

العنزہ: نون کے فتح کے ساتھ۔ نیزہ کو کہتے ہیں۔

شرح:

ابح یہ جگہ جنت معلیٰ سے کچھ آگے منی کی جانب ہے جسے وادی مَحْضَب اور بطحاً بھی کہا جاتا ہے، اسی نسبت سے حضور کو ابطحی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، ابح کے معنی ہیں بحری والا میدان جہاں بارش میں سیلاب آ جاتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ میں وضو کیا، غسل ایک لگن میں گرا حضرت بلال وہ پانی کا لگن باہر صحابہ کے پاس لائے تاکہ صحابہ اس سے برکتیں حاصل کر لیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس غسل شریف پر ٹوٹ پڑے۔ تاکہ اسے حاصل کریں اور برکت لیں کیوں کہ وہ پانی حضور کے اعضاء سے لگ کر نورانی بھی ہو گیا اور نور گر بھی۔ پھول سے لگی ہوئی ہو ا دماغ مہکا دیتی ہے، حضور کے جسم اطہر سے لگا ہوا پانی روح و ایمان مہکا دے گا۔ اس لیے اسے اپنے سر اور منہ پر مل لیا۔ مرقات میں اسی جگہ ہے کہ حضرت ابو طیبہ رضی اللہ عنہ نے حضور کی فصدی اور خون بجائے پھینکنے کے پی لیا۔ خیال رہے کہ ہمارا فضلہ وضو کا پینے کے قابل نہیں کہ وہ ہمارے گناہ لے کر نکلا ہے، حضور کا غسل متبرک ہے کیونکہ وہ نور لے کر نکلا۔ بعض مرید اپنے مشائخ کا جو ٹا پانی تعظیم سے استعمال کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

سرخ جوڑے سے مراد خالص سرخ رنگ میں رنگا ہوا کپڑا نہیں ہے کہ یہ تو مرد کے لیے منع ہے بلکہ سرخ خطوط سے خط کپڑا مراد ہے یا سرخ سوت سے بنا ہوا کپڑا۔ لہذا یہ حدیث ممانعت کی حدیث کے خلاف نہیں۔ پھر آپ ﷺ کے لیے سترہ گاڑا گیا کیونکہ امام کا سترہ ساری جماعت کا سترہ ہوتا ہے اس کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۲)

(۷۸۶) وَعَنْ أَبِي رَمْثَةَ رَفَاعَةَ التَّيْمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ حضرت ابو رمثہ رفاعہ تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ

نے دوسرے پہن رکھے تھے۔ اسے ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۷۸۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم)

(۷۸۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتِي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ أَرَخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

◀ حضرت ابوسعید عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ ہے اور اس کے دونوں سروں کو آپ نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا ہے۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

حل لغات:

أَرَخَى: از، ارخاء، بمعنی نرم کرنا، ڈھیلا کرنا، لٹکانا۔

شرح:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: کہ ایک یہ کہ خطبہ و نماز عمامہ سے بہتر ہے۔ ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ عمامہ کی نماز ستر نمازوں سے افضل ہے۔ دوسرے یہ کہ سیاہ عمامہ بھی سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ بغیر شملہ کا عمامہ سنت کے خلاف ہے، شملہ ضرور چاہیے۔ چوتھے یہ کہ عمامہ کے دو شملے ہونا افضل ہیں اور دونوں پشت پر پڑے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سات ہاتھ کا تھا اور شملہ ایک بالشت سے کچھ زیادہ، امیر معاویہ اور حضرت ابو درداء اکثر سیاہ عمامہ باندھتے تھے، اسی سنت کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان ابن عوف کے سیاہ عمامہ باندھا تھا یہ واقعہ جو یہاں مذکور ہوا آپ کے مرض وفات کے خطبہ کا ہے۔ (مراۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 636)

(۷۸۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ

787: مسلم شریف، رقم الحدیث: 1358

788: مسلم شریف، رقم الحدیث: 1359

789: بخاری شریف، رقم الحدیث: 1216، مسلم شریف، رقم الحدیث: 2072، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1469، بیہقی، رقم الحدیث: 6469، طبرانی کبیر، رقم

الحدیث: 1038

أَثَابَ بَيْضَ سَحُولِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
 "السَّحُولِيَّةُ" بِفَتْحِ السِّينِ وَضَمِّهَا وَضَمِّ الْحَاءِ الْمُهِمَلَتَيْنِ: ثِيَابٌ تُنْسَبُ إِلَى سَحُولٍ: قَرْيَةٍ
 بِالْيَمَنِ "وَالْكُرْسُفُ": الْقُطْنُ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فخریہؓ سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مقام سحول کے بنے ہوئے سفید رنگ کے تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

السحولیہ: سین مہملہ کے فتح اور ضمہ کے ساتھ اور جاء مہملہ کے ضمہ کے ساتھ۔ مقام سحول کی طرف منسوب کپڑے کو کہتے ہیں جو یمن کا ایک گاؤں ہے۔
 الكرسف: روئی کو کہتے ہیں۔

شرح:

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتی یعنی سفید کپڑے کا کفن دیا گیا یہی سنت ہے، اونی یا ریشمیں کفن سنت کے خلاف ہے بلکہ مرد کے لیے ریشمیں کفن حرام ہے۔ یہاں قمیص سے سلی ہوئی قمیص مراد ہے جو زندگی میں پہنی جاتی ہے کفن کی قمیص مراد نہیں کہ وہ تو سنت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے وقت قمیص اتار لی گئی تھی، لہذا یہ حدیث حضرت جابر ابن سمرہ کی اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا: قمیص، ازار اور لفافہ کہ وہاں کفن کی قمیص مراد ہے۔ عمامہ کے متعلق بعض علماء نے اس کے معنی کیے ہیں کہ ان تین میں عمامہ نہ تھا بلکہ عمامہ ان کے علاوہ تھا، اس بناء پر مشائخ، علماء، صوفیاء کے کفن میں عمامہ دینا مستحب ہے۔ واللہ اعلم!

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 859)

(۷۹۰) وَ عَنْهَا، قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ، وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مَرَحَلٌ
 مِّنْ شَعْرِ أَسْوَدَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الْمِرْطُ" بِكَسْرِ الْمِيمِ: وَهُوَ كِسَاءٌ وَ"الْمَرَحَلُ" بِالْحَاءِ الْمُهِمَلَةِ: هُوَ الَّذِي فِيهِ صُورَةُ رَحَالٍ

790: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2018، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 369، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2813، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 653، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 24427، ابن حبان، رقم الحدیث: 2329، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 768، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 4707، بیہقی، رقم

الْإِبِلَ، وَهِيَ الْأَكْوَارُ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو آپ کے اوپر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی ایک چادر تھی۔ جس پر کجاووں کی تصویریں تھیں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

المرط: میم کے کسرہ کے ساتھ۔ چادر کو کہتے ہیں۔

المرحل: حاء مہملہ کے ساتھ۔ وہ کپڑا جس کے اندر اونٹوں کے کجاووں کی تصویریں بنی ہوں۔ رحال اور اکوار ہم معنی ہیں۔

شرح:

اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے۔ حدیث میں ہے کہ اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے۔ ("الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع فی اللبس، ج ۵، ص ۳۳۳.....)

اور صوف یعنی اون کے کپڑے، اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کالی ہوتی، مگر دل مخزنِ انوارِ الہی اور معدنِ اسرارِ نامتناہی ہوتا، مگر اس زمانے میں اون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ان کا شمار لبا سہائے فاخرہ میں ہوتا ہے، یہ چیزیں فقرا اور غربا کو کہاں ملیں، انھیں تو امر اور وسا استعمال کرتے ہیں۔

(۷۹) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ، فَقَالَ لِي: "أَمَعَكَ مَاءٌ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَن رَأْسِي فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوفٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعِيهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَ ذِرَاعِيهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لَأَنْزَعُ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: "دَعُهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ: وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَبَقَةُ الْكُمَيْنِ .
وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ هَذِهِ الْقَضِيَّةَ كَانَتْ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ .

◀ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے اور چل دیئے حتیٰ کہ رات کی تاریکی میں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تو میں نے برتن سے آپ پر پانی ڈالا اور آپ نے اپنا چہرہ انور دھویا اور آپ کے اوپر اون کا ایک جبہ تھا۔ آپ اس سے اپنی کلائیوں باہر نہ نکال سکے تو آپ نے کلائیوں کو جبے کے نیچے سے باہر نکالا اور پھر آپ نے کلائیوں کو دھویا اور سر کا مسح کیا پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا: انہیں رہنے دو، کیونکہ میں نے پاؤں پاک کر کے موزے پہنے تھے اور آپ نے ان پر مسح فرمایا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: آپ نے ننگ آستینوں والا شامی جبہ پہن رکھا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک کے موقع پر پیش آیا۔

تعارفِ راوی:

مغیرہ ابن شعبہ: آپ ثقفی ہیں، خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی، امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

تواری: توریاً، تواریاً، بمعنی چھپنا، پھپھانا۔

شرح:

دافع رنج و ملال، صاحب جو دونوں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "بے شک زمین اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ریا کے طور پر اونی لباس پہننے والوں کے بارے میں فریاد کرتی ہے۔" (جامع الاحادیث، الحدیث: ۵۷۹۳، ج ۲، ص ۹۱۲)

حضرت سیدنا زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں ایک اونی جبہ اور طوق ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے مکان کے درمیان ایک کمرہ مخصوص تھا جہاں آپ رضی اللہ عنہ نماز ادا کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس کمرے میں کوئی داخل نہ ہوتا تھا۔ جب رات

کا آخری وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ ٹوکری کو کھولتے اور جبہ پہن کر طوق اپنی گردن میں ڈال لیتے اور طلوع فجر تک بارگاہِ الہی عَزَّ وَجَلَّ میں مناجات اور گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔ پھر اس جبہ اور طوق کو ٹوکری میں رکھ دیتے۔ ساری زندگی آپ رضی اللہ عنہ کا یہی معمول رہا۔" (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۸۶۲۷، ج ۵، ص ۴۲۳)

۱۱۸- بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقَمِیْصِ

قمیص پہننے کے مستحب ہونے کا بیان

(۷۹۲) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِیْصُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کپڑا قمیص تھا۔ اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْقَمِیْصُ: کُرتا، قمیص (پنجابی میں)۔

شرح:

ثیاب جمع ہے ثوب کی، پہننے کے کپڑے کو ثوب کہا جاتا ہے خواہ سلا ہوا ہو یا بغیر سلا لہذا بے سلا تہبند بھی ثوب ہے اور سلا ہوا پائجامہ کرتا بھی ثوب۔

قمیص سے مراد سوتی قمیص ہے حریر ریشم تو مرد کو حرام ہے اور حضور انور نے کبھی اونی قمیص نہیں پہنی کہ یہ بدن میں چبھتی ہے اور پسینہ میں بودیتی ہے۔ قمیص کے پسند ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ بدن سے چمٹی رہتی ہے بدن سے سرکتی نہیں، نماز میں اسے بار بار چڑھانا نہیں پڑتا جیسا کہ چادر اوڑھنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ حضور کی قمیص میں گریبان نہ ہوتا تھا بلکہ دو طرفہ کندھوں پر چاک کھلے ہوتے تھے جیسے کہ احادیث میں وارد ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 173)

۱۱۹- بَابُ صِفَةِ طُولِ الْقَمِيصِ وَالْكُمِّ وَالْإِزَارِ وَطَرَفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيمِ اسْبَالِ شَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ عَلَى سَبِيلِ الْخِيَلَاءِ وَكَرَاهَتِهِ مِنْ غَيْرِ خِيَلَاءٍ

قمیص، آستین، تہ بند اور عمامہ کے سرے کی لمبائی کی کیفیت ان میں سے کس چیز کو ازراہ تکبر لٹکانے کی حرمت اور تکبر کے بغیر لٹکانے کی کراہت کا بیان

(۷۹۳) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيصِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین گٹوں تک لمبی ہوتی تھی۔ اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۷۹۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ إِزَارِي يَسْتَرِّحُنِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّكَ لَسْتَ بِمِمَّنْ يَفْعَلُهُ خِيَلَاءٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے بطور تکبر اپنا کپڑا لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا تہبند بے خیالی میں لٹک جاتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

خِيَلَاءٌ: تکبر، غرور، اکڑ۔

شرح:

کپڑے سے مراد تہبند یا پاجامہ ہے اور نیچے سے مراد ٹخنوں کے نیچے ہے۔ تکبر افرما کر اشارہ کیا گیا کہ فیشن یا فخر

کے لیے یہ حرکت مکروہ تحریمی ہے، بے خیالی میں نیچے ہو جانا اتنا سخت ممنوع نہیں جیسا کہ حدیث کے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 214)

(۷۹۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند گھسیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ (متفق علیہ)

(۷۹۶) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكُفَّيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری)

(۷۹۷) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يَزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا أَمِنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَانُ، وَالْمُنْفِقُ سَلَعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "الْمُسْبِلُ إِزَارُهُ" .

◀ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن نہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، اور نہ انہیں پاک کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ تکبر سے اپنے کپڑے کو لٹکانے والا احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسموں سے اپنے مال کو ترقی دینے والا۔ (مسلم)

اور ان ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اپنے تہبند کو لٹکانے والا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْمُسْبِلُ: از، اسبالاتاً بمعنی کپڑا لگانا۔

وَالْمَنَانُ: بہت زیادہ احسان جتانے والا۔

سِلْعَةٌ: سامان، سودا، سامان، تجارت۔

شرح:

کلام سے مراد محبت کا کلام ہے، دیکھنے سے مراد کرم کا دیکھنا ہے اور پاک فرمانے سے مراد گناہ بخشنا ہے یعنی دوسرے مسلمانوں پر یہ تینوں کرم ہوں گے مگر ان تین قسم کے لوگ ان تینوں عنایتوں سے محروم رہیں گے لہذا ان سے بچتے رہو۔

یعنی جو فیشن کے لیے ٹخنوں سے نیچا پا جامہ تہبند استعمال کریں جیسے آجکل جاہل چودھریوں کا طریقہ ہے اور جو کسی کو کچھ صدقہ و خیرات دے کر ان کو طعنے دیں، احسان جتائیں، لوگوں میں انہیں بدنام کر دیں کہ فلاں آدمی ہمارا دست نگر رہ چکا ہے اور جو جھوٹی قسم کھا کر دھوکا دے کر مال فروخت کریں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 401)

(۷۹۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْإِسْبَالُ فِي

الْإِزَارِ، وَالْقَمِيصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ شَيْئًا خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اسبال (لٹکانا) تہبند،

قمیص اور پگڑی سبھی میں ہے اور جو شخص تکبر کی وجہ سے کسی چیز کو لٹکائے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح: اسبال کی تعریف:

تہہ بند یا پانچے کا ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا اسبال کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۲، ص ۶۷۳)

اسبال یعنی کپڑا حد معتاد سے بافراط دراز رکھنا منع ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے کو اٹھا لو کہ اس میں سے جو شے زمین کو پہنچے گی، وہ نار میں ہے۔" اس حدیث کو بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ دامنوں اور پانچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔ (بہار شریعت، حصہ سوم)

(۷۹۹) وَعَنْ أَبِي جُرَيْجٍ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ، لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ - مرتين - قَالَ: "لَا تَقُلْ: عَلَيْكَ السَّلَامُ، عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتَى، قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ" قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: "أَنَا رَسُولُ اللَّهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضَرْفٌ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِذَا أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ انْتَبَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفِرٍ أَوْ فَلَاحٍ فَضَلَّتْ رَاِحِلَتُكَ، فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ" قَالَ: قُلْتُ: اْعْهَدْ إِلَيَّ. قَالَ: "لَا تَسْبَنَ أَحَدًا" قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيرًا، وَلَا شَاةً، "وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ، إِنْ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَاسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ. وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ؛ وَإِنْ أَمْرُؤُ شَتَمَكَ وَعَيْرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کو صحیح تسلیم کرتے تھے۔ وہ جو بات کہتا ہے لوگ مان لیتے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں نے عرض کیا: عليك السلام یا رسول اللہ میں نے یہ دو مرتبہ کہا تو آپ نے فرمایا: "عليك السلام نہ کہو کیونکہ عليك السلام مردوں کا سلام ہے، بلکہ السلام عليك کہو۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں! فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس اللہ کا کہ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے اور تو اس کو پکارے تو وہ تیری تکلیف دور کر دے اور اگر تو قحط سالی میں مبتلا ہو اور اس سے دعا کرے تو وہ تیرے لئے

نباتات اگادے اور اگر تو کسی بے آب و گیاہ صحرا میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے اور تو اللہ سے دعا کرے تو وہ تیری سواری تجھے واپس لوٹا دے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: مجھے نصیحت فرمائیے۔ فرمایا: کسی کو ہرگز گالی نہ دینا۔ راوی کہتے ہیں۔ میں نے اس کے بعد کسی آزاد یا غلام شخص یا کسی اونٹ یا بکری کو گالی نہیں دی۔ (آپ نے یہ بھی فرمایا:) کسی نیک کام کو معمولی نہ سمجھنا اور اپنے کسی بھائی سے بات کرو تو خندہ پیشانی سے بات کرنا بے شک یہ بھی نیکی ہے اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھنا اور اگر اتنا نہیں تو زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک رکھنا اور تہبند کو لٹکانے سے پرہیز کرنا، کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا اور اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا تیری کسی ایسی کمزوری پر تجھے عار دلانے جسے وہ جانتا ہے تو تو اسے اس کی کمزوری پر عار نہ دلانا جسے تو جانتا ہے۔ کیونکہ اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

تعارفِ راوی:

صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام جابر ابن سلیم ہے، بعض نے سلیم ابن جابر بھی کہا ہے مگر یہ غلط ہے، صحابی ہیں مگر بہت ہی کم احادیث آپ سے مروی ہیں، دیہات کے رہنے والے تھے، کام کے لیے کبھی مدینہ پاک آتے تھے اس بار جو آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات نصیب ہوا جس کا واقعہ یہاں مذکور ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم، فصل فی الصحابہ "مرآۃ المناجیح جلد سوم)

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا صحیح اسناد کے ساتھ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلی لغات:

یصدر: از، صداراً، متوجہ ہونا۔

المغیلة: تکبر، غرور۔

شرح:

(تو اس کو ایسی بات سے عیب والا نہ کہہ) یہ انتہائی حسن اخلاق کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی تمہارے عیب کھولے تو تم اس کے عیب نہ کھولو کسی نے کیا مزے کا شعر کہا۔ شعر

اگر مردے احسن الی من اساء

بدی را بدی بہل باشد جزاء

مگر یہ اپنے ذاتی معاملات میں ہے اور وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ اگر کوئی بد نصیب اللہ کے محبوبوں کو عیب لگائے تو اس کے سارے چھپے عیب کھول دینا سنت الہیہ ہے، دیکھو ولید ابن مغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہا تو رب

تعالیٰ جو ستار عیوب ہے سورہ نون میں اس کے دس عیب کھولے حتیٰ کہ اخیر میں فرمایا: "عُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ" کہ وہ حرام کا ختم ہے لہذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں۔ اپنے دشمن کو معافی دینا کمال ہے اور دین کے دشمنوں سے بدلہ لینا کمال۔

خیال رہے کہ ذاتی معاملات میں کسی مسلمان کے عیب کھولنا سخت جرم ہے جس کا وبال بہت ہے مگر دینی معاملات میں خود مسلمان کے عیب کھولنا عبادت ہے۔ محدثین حدیث کے راویوں کے عیوب بیان کر جاتے ہیں غیبت یا عیب لگانے کے لیے نہیں بلکہ حدیث کا درجہ معین کرنے کے لیے کہ اس کے راویوں میں چونکہ فلاں عیب ہے لہذا یہ حدیث ضعیف ہے فضائل اعمال میں کام آئے گی، احکام میں کام نہ دے گی۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، ص 144)

(۸۰۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: "اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَ عَنْهُ؟ قَالَ: "إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنا تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: جاؤ اور وضو کرو۔ سو وہ گیا اور اس نے وضو کیا پھر واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ اور وضو کرو۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا اور پھر آپ نے اسی سے سکوت فرمایا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا جس نے کپڑا لٹکا رکھا ہو۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

ابوداؤد نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

سَكَتَ عَنْهُ: از، سکتا، و سکوتا، اعراض کرنا، چپ رہنا۔

شرح:

یعنی فیشن اور تکبر کے طریقہ پر اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے ٹھا جیسا کہ آج کل چوہدریوں کا پہناوا ہے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر فیشن سے نہ ہو تو مضائقہ نہیں، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق سے منقول ہے کہ آپ کے پیٹ پر تہبند رکنا نہ تھا ڈھلک جاتا تھا جس سے ٹخنوں کے نیچے ہو جاتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا فرمایا تم فیشن والے متکبرین میں سے نہیں ہو، لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔

تہبند لٹکانے سے وضو واجب نہیں ہوتا یہاں وضو کا ارہینا یا اس لئے تھا کہ اس کی وجہ سے اس شخص کو یہ واقعہ یاد رہے اور آئندہ کبھی نیچا تہبند نہ پہنے کیونکہ قدرے سزا دے دینے سے بات یاد رہتی ہے یا اس لیے کہ ان کے دل میں فیشن اور تکبر تھا، ظاہری طہارت کے ذریعہ باطنی طہارت نصیب ہو، ہاتھ پاؤں دھلنے سے دل غرور و تکبر سے دھل جائے۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں پاک کپڑوں میں رہنا، پاک بستر پر سونا ہمیشہ با وضو رہنا دل کی صفائی کا ذریعہ ہے۔

کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 718)

(۸۰۱) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرِ التَّغْلِبِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي - وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ - قَالَ: كَانَ بَدَمَشَقَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ، إِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ، فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ حَتَّى يَأْتِيَ أَهْلَهُ، فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ. قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: لَوْ رَأَيْتَنَا حِينَ التَّقِينَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ، فَحَمَلَ فَلَانٌ وَطَعَنَ، فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّي، وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ، كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِهِ؟ قَالَ: مَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ. فَسَمِعَ بِذَلِكَ الْآخَرُ، فَقَالَ: مَا أَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا، فَتَنَازَعَا حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللَّهِ؟ لَا بَأْسَ أَنْ يُوجَرَ وَيُحْمَدَ" فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذَلِكَ، وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ، وَيَقُولُ: ءَأَنْتَ سَمِعْتَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَمَا زَالِ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَا أَقُولُ لِكِبْرُكَنَّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا الْآخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ، كَالْبَاسِطِ يَدَهُ بِالْصَّدَقَةِ لَا يَقْبُضُهَا"، ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا الْآخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ خَرِيمٌ الْأَسَدِيُّ الْوَلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَاسْبَالُ إِزَارِهِ" فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا فَعَجَلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ. ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلَى إِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ، وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنِ، إِلَّا قَيْسُ بْنُ بِشْرٍ فَاخْتَلَفُوا فِي تَوَثُّقِهِ وَتَضَعِيفِهِ، وَقَدْ رَوَى لَهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ قیس بن بشر تغلبی سے مروی ہے کہ مجھے اپنے والد نے بتایا جو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ہم نشین تھے۔ انہوں نے فرمایا: دمشق میں نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی تھے جن کا نام حضرت سہل ابن حنظلہ تھا۔ وہ تنہائی پسند تھے اور لوگوں کے ساتھ کم ہی بیٹھتے تھے اور وہ نماز میں محو رہتے تھے جب نماز سے فارغ ہوتے تو تسبیح و تکبیر میں مشغول ہو جاتے حتیٰ کہ اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے جاتے۔ ہم حضرت ابوالدرداء کے پاس بیٹھے تھے کہ وہ ہمارے پاس سے گزرے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمیں ایک ایسی بات بتادیجئے جس سے ہمیں فائدہ پہنچے اور آپ کو اس سے نقصان نہ ہو تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ فرمایا جب وہ لوگ واپس آئے تو ان میں سے ایک شخص آیا اور اس مجلس میں بیٹھ گیا جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا: اگر تم دیکھتے کہ جب ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو فلاں آدمی نے حملہ کیا، نیزہ پھینکا اور کہا: اسے میری طرف سے وصول کر اور میں ایک غفاری لڑکا ہوں۔ اس کے اس قول کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: میرا تو یہی خیال ہے کہ اس کا اجر ضائع ہو گیا۔ ایک اور آدمی نے یہ بات سنی تو کہا: مجھے اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ سو وہ دونوں آپس میں جھگڑ پڑے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو فرمایا: سبحان اللہ! اس میں کوئی حرج نہیں کہ (آخرت میں) اس کو اجر دیا جائے اور (دنیا میں) اس کی تعریف کی جائے۔ سو میں نے دیکھا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو اس سے مسرت ہوئی اور انہوں نے اپنا سرا پر اٹھایا اور کہنے لگے: کیا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ وہ فرمانے لگے: ہاں! اور وہ اس بات کو دہراتے رہے حتیٰ کہ میں (دل میں یہ) کہنے لگا کہ یہ گھنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ فرمایا: ایک دن پھر وہ ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ایک بات بتائیے جو ہمیں فائدہ دے اور تمہیں اس سے کوئی نقصان نہ ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: (جہاد کے) گھوڑے پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ صدقہ کے لئے ہاتھ کھولنے والا کہ اس کو بند نہیں کرتا، پھر وہ ایک دن ہمارے پاس سے گزرے تو

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمیں ایک بات بتائیں جو ہمیں فائدہ پہنچائے اور آپ کو اس سے نقصان نہ ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خریم اسدی اچھا آدمی ہے۔ اگر اس کے بال لمبے نہ ہوں اور وہ اپنے تہبند کو نہ لٹکائے۔ یہ بات حضرت خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے ایک استر لیا اور اپنے بالوں کو کانوں تک کاٹ لیا اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک بلند کر لیا۔ پھر وہ ایک دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمیں ایک بات بتائیں جس سے ہمیں فائدہ ہو اور آپ کو اس سے نقصان نہ ہو، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم اپنے بھائیوں کی طرف لوٹنے والے ہو۔ تم اپنی سواریوں اور اپنے لباسوں کی اصلاح کر لو حتیٰ کہ تم ایسے نظر آؤ جیسے تم دوسرے لوگوں کے درمیان تل کی طرح ہو بے شک اللہ تعالیٰ فحش کو اور بالتکلف فحش اختیار کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

حکم حدیث:

اسے ابوداؤد نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ سوائے قیس بن بشر کے کہ اس کی تضعیف و توثیق میں اختلاف ہے اور مسلم نے بھی اس سے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

متوحدًا: تنہا رہنے والا، گوشہ نشینی اختیار کرنے والا۔
لیبرکن: از، برو کا، بیٹھنا۔

شرح:

خیال رہے کہ مردوں کے لیے دونوں حکم ہیں یعنی سر کے بال کٹوانا تہبند اونچا پہننا، عورتوں کو یہ دونوں کام حرام ہیں عورتیں اپنے سر کے بال خود دراز رکھیں ہرگز نہ کٹوائیں تہبند نیچا باندھیں، ہاں احرام سے فارغ ہونے پر عورتیں بالوں کی نوکیں ایک پورا کٹوا دیں۔ (مرقات) (یہ بھی خیال رہے کہ مرد کو لمبے بال رکھنا ان میں عورتوں کی سی مانگ چوٹی کرنا حرام ہے۔) (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 302)

(۸۰۲) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِزْرَةُ الْمُسْلِمِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ - أَوْ لَا جُنَاحَ - فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، فَمَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَمَنْ جَرَّ إِزْرَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا تہبند

نصف پنڈلی تک ہوتا ہے اور نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان تک ہو تو اس میں حرج نہیں یا فرمایا کوئی گناہ نہیں اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ڈالا جائے گا اور جو اپنے تہبند کو تکبر کی وجہ سے گھسیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔

حکم حدیث:

ابوداؤد نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۰۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي إِزَارِي إِسْتِرْخَاءً، فَقَالَ: "يَا عَبْدَ اللَّهِ، ارْفَعْ إِزَارَكَ" فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ: "زِدْ" فَرَدَدْتُ، فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: إِلَى أَيْنَ؟ فَقَالَ: إِلَى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو میرا تہبند لٹکا ہوا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عبد اللہ! اپنا تہبند اونچا کرو۔ سو میں نے اس کو اونچا کر لیا۔ پھر فرمایا کہ اور زیادہ کر تو میں نے اور اونچا کر لیا۔ پس اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے تہبند کا خیال رکھتا ہوں۔ کسی شخص نے عرض کیا: کہاں تک؟ تو فرمایا: نصف پنڈلیوں تک۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

استرخاء: ڈھیلا پن، لٹکا ہونا،

شرح:

فرمایا اور زیادہ اٹھا میں نے اٹھایا حتیٰ کہ آدھی پنڈلی تک اٹھ گیا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ کہ اس فرمان عالی کے بعد میں نے جب بھی تہبند باندھا آدھی پنڈلی تک باندھا۔ یہ حدیث بہت طریقہ سے مروی ہے۔ بہتر یہ ہی ہے کہ مرد آدھی پنڈلی تک تہبند رکھے اگر چہ ٹخنوں کے اوپر تک بھی جائز ہے۔

(مرآۃ السانج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 213)

(۸۰۴) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذِيُولِهِنَّ؟ قَالَ: "يُؤَخِّجْنَ شَبْرًا" قَالَتْ:

803: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2086، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 9550، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1843

804: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4117

إِذَا تَنَكَّشْتُ أَقْدَامَهُنَّ . قَالَ : "فِي رَحْنِهِ ذِرَاعًا لَا يَزِدُّنَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ : "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ" .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا اگھینتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: عورتیں اپنی چادروں کے کناروں کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ایک بالشت لٹکالیں۔ انہوں نے عرض کیا: اس سے اگر ان کے قدم کھلے رہیں تو؟ فرمایا: تو پھر ایک ہاتھ لہبا کر لیں۔ اس سے زیادہ نہیں کریں۔ اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

بَذُولُهُنَّ: ذیول جمع ذیل کی ہے، بمعنی دامن، چیز کا آخری حصہ۔

شرح:

جب آپ ﷺ یہ فرمایا کہ مؤمن کے تہبند آدھی پنڈلی تک رہنے چاہئیں تب حضرت ام سلمہ نے یہ سوال پیش کیا۔ کہ مؤمن تو عورت بھی ہے اگر اس کا تہبند آدھی پنڈلی تک رہے تو اس کی نماز کیسے درست ہوگی اور اس کی پنڈلی ستر ہے اس کا کھلا رکھنا اسے ممنوع ہے۔

تو آپ نے فرمایا کہ عورت بمقابلہ مرد کے ایک بالشت اپنا تہبند زیادہ رکھے۔ مطلب یہ ہے کہ نصف پنڈلی سے ایک بالشت زیادہ لٹکائے تاکہ ٹخنے بھی ڈھکے رہیں۔

پھر ام المومنین نے سوال کیا کہ ایک بالشت زیادہ رکھنے میں اگرچہ بیٹھنے کی حالت میں تو اس کا ستر چھپا رہے گا مگر چلنے کی حالت میں اس کے قدم ضرور کھلیں گے یا بے احتیاطی میں پنڈلی بھی کھل جائے گی لہذا ایک بالشت زیادہ ہونے سے بھی ستر حاصل نہ ہوگا۔

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک گز لٹکالیں، گز سے شرعی گز مراد ہے یعنی ایک ہاتھ یا دو بالشت جو کہ ڈیڑھ فٹ یا اٹھارہ انچ ہوتے ہیں شریعت میں اسی گز کا اعتبار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو بالشت زیادہ رکھے اس سے زیادہ نہ کرے ورنہ زمین پر گھسیٹے گا اور نجس ہوتا رہے گا۔

۱۲۰- بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرَفُّعِ فِي اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا

بطور تواضع شاندار لباس ترک کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

قَدْ سَبَقَ فِي بَابِ فَضْلِ الْجُوعِ وَخُشُونَةِ الْعَيْشِ جُمْلًا تَعَلُّقُ بِهِذَا الْبَابِ .

بھوک اور سخت زندگی کے باب میں کچھ ایسی چیزیں گزر چکی ہیں جن کا تعلق اس باب سے ہے۔

(۸۰۵) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلَّهِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنْ آتِي حُلَلِ الْإِيمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو قدرت کے باوجود محض تواضع کے طور پر عمدہ لباس پہننا ترک کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام لوگوں کے سامنے بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ وہ ایمان کا جو حلہ چاہے پہن لے۔

تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 738 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلی لغات:

الْخَلَائِقِ: تمام مخلوق۔

شرح:

پرہیزگار بندے کو چاہیے کہ لوگوں کی طرف اشارے نہ کرے، خلاف شرع بات نہ کرے، علم شریعت کو مضبوطی سے تھامے رکھے، سخت محنت اور جانفشانی سے احکامِ شریعہ کی پابندی کرے، لوگوں سے دور بھاگے، لباسِ شہرت (یعنی نمود و نمائش والا لباس) نہ پہنے، خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے، توکل کو اپنا شعار بنائے، فقر اختیار کرے، ہر وقت ذکر الہی عَزَّ وَجَلَّ میں مشغول رہے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی محبت کو لوگوں سے چھپائے، دوستوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، اپنی نگاہوں کو اُمّز دوں کے دیکھنے سے بچائے، عورتوں کے ساتھ میل جول نہ رکھے، ہمیشہ درسِ قرآن دیتا رہے (یعنی قرآن کریم کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتا رہے)۔

حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں سے کوئی صبح میں ایک لباس پہنے گا اور شام میں دوسرا لباس پہنے گا، اس کے سامنے (کھانے وغیرہ کا) ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا۔ اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ معظمہ پر پردہ ہے۔" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: "یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم! ان دنوں ہم آج کی بنسبت بہتر ہوں گے کیونکہ عبادت کے لئے (زیادہ) فارغ ہوں گے اور ہم تفکرات کی تکلیف سے آزاد ہوں۔" تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نہیں۔ تم اُس دن کی بنسبت آج بہتر حال میں ہو۔"

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب حدیث علی..... الخ، الحدیث: ۶۷۴۲، ص ۱۰۹۱)

۱۲۱- بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِي اللِّبَاسِ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلَى

مَا يُزِرِّي بِهِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَلَا مَقْصُودٍ شَرْعِيٍّ

لباس میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان اور یہ کہ ضرورت اور مقصود شرعی کے بغیر

عیب ناک لباس نہ پہنا جائے

(۸۰۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔

تعارف راوی:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 773 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اثر: نشان، علامت۔

شرح:

یعنی جسے رب تعالیٰ نے مال دیا ہے تو وہ بخل کی بنا پر بہت ہلکے کپڑے نہ پہنے بلکہ کبھی اچھے کپڑے پہنے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہو اور فقراء اسے غنی سمجھ کر اس سے کچھ مانگ بھی سکیں، اگر اللہ نے عالم دین بنایا ہے تو عالمانہ لباس پہنے تاکہ حاجتمند لوگ اس سے مسئلے پوچھ سکیں، رب کی نعمت کا اظہار بھی شکر ہے اس کی نعمت چھپانا کفران ہے۔ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ معمولی کپڑے پہننا ایمان سے ہے۔ وہاں تکبر تکلف کی ممانعت تھی یہاں شکر اور اظہار نعمت الہی کا حکم ہے، ایک ہی چیز ایک نیت سے بری ہوتی ہے دوسری نیت سے اچھی۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 195)

۱۲۲- بَابُ تَحْرِيمِ لِبَاسِ الْحَرِيرِ عَلَى الرِّجَالِ، وَتَحْرِيمِ جُلُوسِهِمْ عَلَيْهِ وَاسْتِنَادِهِمْ اِلَيْهِ وَجَوَازِ لُبْسِهِ لِلنِّسَاءِ

مردوں کے لئے ریشم کا لباس پہننے اس پر بیٹھنے اور اس کے ساتھ تکیہ لگانے کی حرمت اور عورتوں کے لئے اس کے پہننے کے جواز کا بیان

(۸۰۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ؛ فَإِنَّ مَنْ لَبَسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ریشم کا لباس نہ پہنا کرو، کیونکہ جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہن سکے گا۔ (بخاری)

(۸۰۸) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَا خَلْقَ لَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: "مَنْ لَا خَلْقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ" .

قَوْلُهُ: "مَنْ لَا خَلْقَ لَهُ" أَيْ: لَا نَصِيبَ لَهُ

◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بے شک ریشم وہی پہنتا ہے جو بے نصیب ہے۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

تعارفِ راوی:

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

من لا خلاق له: کا معنی ہے: جس کو کوئی حصہ نہیں۔

شرح:

یعنی جو مسلمان ناجائز ریشم پہنے وہ اولاً ہی جنت میں نہ جاسکے گا کیونکہ ریشم کا لباس ہر جنتی کو ملے گا وہاں پہنچ کر رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ"۔ بعض صورتوں میں اور بعض ریشم مرد کو حلال ہیں ان کے پہننے پر سزا نہیں۔ خیال رہے کہ کیڑے کا ریشم مرد کو حرام ہے، دریائی ریشم یا سن سے بنا ہوا نقلی ریشم حلال ہے کہ وہ ریشم نہیں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 163)

(۸۰۹) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہن سکے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْحَرِيرُ: ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔

شرح:

یہ حدیث ما قبل کے ہم معنی ہے اور اس کی شرح ابھی گزری ہے (ابوالاحمد غفرلہ)
(۸۱۰) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ حَرِيرًا، فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ، وَذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي"
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

◀ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ریشم کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونے کو اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا پھر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

الْحَرِيرُ: ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔

شرح:

چونکہ ان دونوں چیزوں کو مستقل طور پر حرام فرمانا تھا اس لیے حرام واحد ارشاد فرمایا حرامانِ تشبیہ نہ فرمایا ورنہ احتمال یہ ہوتا کہ ریشم و سونا مل کر تو حرام ہے اکیلے اکیلے حرام نہیں اس لیے ارشاد فرمایا حرام۔ ان میں سے ہر ایک چیز مستقل حرام کہ ریشم بھی حرام ہے سونا بھی حرام ہے مگر مردوں پر ہیں عورتوں کے لیے یہ دونوں چیزیں حلال ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ حرام مصدر ہے جو واحد، تشبیہ، جمع سب کے لیے استعمال ہو سکتا ہے یہاں دو کے لیے ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 238)

(۸۱۱) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حُرْمَ لِبَاسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي، وَأُحِلَّ لِنَائِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ریشم اور سونا پہننا میری امت کے مردوں کے لئے حرام کیا گیا ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۸۱۲) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي أَنْيَةِ اللَّحَبِ وَالْفِضَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَعَنْ لُبَّسِ الْحَرِيرِ وَالذَّيْبِاجِ، وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم سونے اور

چاندی کے برتنوں میں کھائیں پئیں اور اس سے کہ ہم ریشم و اطلس کا لباس پہنیں یا اس پر بیٹھیں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اَنِیَّة: الاناء، برتن جمع، آنیہ، اور جمع الجمع، اوان، آتی ہے۔

شرح:

سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا مرد و عورت سب کو حرام ہے، عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا حلال ہے مرد کو حرام ہے۔

مردوں کو ریشم پہننا بھی حرام ہے اور ریشمی بستر پر سونا ریشمی لحاف اوڑھنا بھی حرام ہے، عورتوں کو یہ سب درست ہے حتیٰ کہ ریشم کی ڈوری گھڑی میں باندھنا، ریشم کا کمر بند استعمال کرنا یہ سب مردوں کو ممنوع عورتوں کو حلال ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 165)

۱۲۳- بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيرِ لِمَنْ بِهِ حِكْمَةٌ

خارش زدہ کے لئے ریشم پہننے کے جواز کا بیان

(۸۱۳) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكْمَةٍ كَانَتْ بِهِمَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن

عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی اس لئے کہ ان دونوں کو خارش کی شکایت تھی۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

رَخَّصَ: از، رخصت، بمعنی اجازت دینا، ممانعت کے بعد اجازت دینا۔

813: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5839، مسلم شریف، رقم الحدیث: 5313، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4056، ترمذی، رقم الحدیث: 1722، نسائی شریف، رقم

الحدیث: 5310، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3592، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 12252، ابن حبان، رقم الحدیث: 5430، بیہقی، رقم الحدیث: 5867، سنن

ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 2880

لِحَكْمَةٍ: خارش۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے رکھا ہے کہ کسی چیز کو حرام فرمائیں یا کسی کے لیے حلال جیسے خارش زدہ کوریشم پہننے کی اجازت عطاء فرمائی ایک اور حدیث میں آتا ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم پہننے کی ممانعت فرمائی، مگر اتنا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو انگلیاں بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔"

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اثناء الذہب، الحدیث: ۲۱۔ (۹۶۰۲)، ص ۸۴۱۱۔)

۱۲۴- بَابُ النَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ جُلُودِ النَّمُورِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا

چیتے کا چمڑہ نیچے بچھانے یا اس پر سوار ہونے کی حرمت کا بیان

(۸۱۴) عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النَّمَارَ" حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

◀ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ریشم یا چیتے کے چمڑے پر سوار نہ ہوا کرو۔ یہ حدیث حسن ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۱۵) وَعَنْ أَبِي الْمَلِیحِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. وَفِي رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ: نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ أَنْ تُفْتَرَشَ.

◀ حضرت ابولیح اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے چمڑوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ اس کو ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے درندوں کے چمڑے نیچے بچھانے سے منع فرمایا۔

حل لغات:

جُلُود: جلد کی جمع، بمعنی کھال۔

شرح:

یعنی ان درندوں کی کھال پر بیٹھنے، سوار ہونے، پہننے سے منع فرمایا اور ممانعت تنزیہی ہے۔

پکانے سے پہلے، کیونکہ وہ نجس ہے اس کی بیج جائز نہیں یا پکانے کے بعد بھی۔ اس صورت میں یہ ابوالحکام کا اپنا مذہب ہے۔ تمام آئمہ کے نزدیک جائز ہے۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 476)

۱۲۵- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا لَبَسَ ثَوْبًا جَدِيدًا أَوْ نَعْلًا أَوْ نَحْوَهُ

جب نیا کپڑا یا جوتا وغیرہ پہنتے تو کیا کہے؟

(۸۱۶) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَاهُ بِاسْمِهِ - عِمَامَةً، أَوْ قَمِيصًا، أَوْ رِدَاءً - يَقُولُ: "اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام رکھتے، یعنی پگڑی، قمیص یا چادر وغیرہ اور فرماتے: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں تو نے ہی مجھے یہ پہنایا ہے۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اور میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کے شر سے بھی جس کے لئے اس کو بنایا گیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اسْتَجَدَّ: نیا پانا، از، تجدد، نیا ہونا۔

شرح:

حضور انور حتی الامکان نیا کپڑا جمعہ کو پہنتے تھے اور نیا کپڑا پہن کر پرانا خیرات فرمادیتے تھے۔ (مرقات) پھر پہلے اس کا نام معین فرماتے کہ یہ چادر اوڑھتا ہوں یا قمیص پہنتا ہوں یا تہبند پھر اسے زیب تن فرماتے، ان کی ہر ہر ادا پر کروڑوں درود۔

کپڑے کی خیر یہ ہے کہ کپڑا پہن کر نیک اعمال کی توفیق ملے اور کپڑے کی شر یہ ہے کہ کپڑے پہن کر گناہ کرے،

کپڑے پہن کر نماز پڑھنا خیر ہے اور کپڑے پہن کر چوری کرنا اس کی شر ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرم سے خیر کر سکتا ہے شر سے بچ سکتا ہے، نیز کپڑا پہن کر حمد و شکر کرنا کپڑے کی خیر ہے اس پر فخر کرنا اس کپڑے کی شر۔

(مرآة السانج فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 188)

۱۲۶- بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِیْتِدَاءِ بِالْیَمِیْنِ فِی اللِّبَاسِ

لباس پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

هَذَا الْبَابُ قَدْ تَقَدَّمَ مَقْصُودُهُ وَذَكَرْنَا الْاَحَادِيثَ الصَّحِيْحَةَ فِيْهِ .

اس باب کا مقصود پہلے گزر چکا ہے اور وہاں ہم نے اس میں صحیح احادیث بیان کر دی ہیں۔



کتاب آداب النّوم

نیند کے آداب کا بیان

فائدہ: کتاب اور آداب کے معانی گزر چکے ہیں اور ”نوم“ کا معنی نیند ہے۔

۱۲۷- وَالْأَضْطِجَاعُ وَالْقُعُودُ وَالْمَجْلِسُ وَالْجَلِيسُ وَالرُّؤْيَا

سونے، لیٹنے، بیٹھنے، مجلس، ہم مجلس اور خواب کے آداب کا بیان

(۸۱۷) عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: ”اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَالْجَنَاتُ ظَهَرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهَذَا اللَّفْظِ فِي كِتَابِ الْأَدَبِ مِنْ صَحِيحِهِ .

◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں پہلو کے بل لیٹتے اور پھر پڑھتے: ”اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَالْجَنَاتُ ظَهَرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ“ اے اللہ! میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں اور میں اپنے چہرے کو تیری طرف متوجہ کرتا ہوں۔ اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں اور اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیتا ہوں تیری محبت اور تیرے خوف کی وجہ سے تیرے سوانہ کوئی پناہ گاہ ہے نہ جائے نجات۔ میں ایمان لایا تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے مبعوث فرمایا ہے۔ اسے بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ اپنی صحیح میں کتاب الادب میں روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 80 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

اوی:، اواء، از بمعنی ٹھکانا لینا، پناہ لینا، اترنا۔

فَوَضْتُ: از، تفوضاً، بمعنی سپرد کرنا، بغیر حق مہر کے نکاح کرنا۔

شرح:

نفس سے مراد ذات یا جان ہے اور وجہ سے مراد چہرہ یا توجہ یا دل کا رخ یا ان دونوں جملوں میں اپنے ظاہر و باطن کی طرف اشارہ ہے یعنی الہی میرا باطن بھی تیرے مطیع ہے کہ اس میں ریاء (شرک) سرکشی نہیں اور میرا ظاہر بھی تیرا فرمانبردار کہ میرا کوئی عضو باغی نہیں، غرض کہ میرا اپنا کچھ نہیں، سب کچھ تیرا ہے سوتے وقت یہ کلمات اس لیے عرض کیے تاکہ معلوم ہوا کہ میرا سونا بھی تیرے حکم کے ماتحت ہے۔ (لمعات وغیرہ)

کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ الفاظ ہماری تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ میں اپنی رسالت پر ایمان لایا، نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات یعنی نبوت و رسالت وغیرہ کا علم حضور کے لیے علم حضوری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کے لیے عین ایمان ہیں جیسے اللہ تعالیٰ اپنی توحید و صفات کو جانتا تو ہے مگر اسے موحد یا مؤمن اس معنی سے نہیں کہہ سکتے، یونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت و رسالت کو جانتے تو ہیں مگر اس جاننے کو ایمان نہیں کہا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے قرآن کے مؤمن ہیں نہ کہ اپنے اسی لیے رب تعالیٰ نے فرمایا: "أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ" یہ نہ فرمایا: "أَمِنَ الرَّسُولُ بِرِسَالَتِهِ" ہاں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا قرآن پر ایمان ہے اور قرآنی آیات میں حضور کی رسالت کی بھی آیات ہیں حضور ان کے مصداق ہیں اسی لحاظ سے اپنے بھی مؤمن۔ (از مرقات مع زیادة)

(مرآة الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 4)

(۸۱۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، وَقُلْ وَذَكَرْ نَحْوَهُ، وَفِيهِ: "وَأَجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تم بستر

پر جانے کا ارادہ کرو تو وضو کرو جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے ہو اور پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹو اور یہ الفاظ پڑھو۔

818: بخاری شریف، رقم الحدیث: 244، بخاری شریف، رقم الحدیث: 5952-5956-750، مسلم شریف، رقم الحدیث: 2710، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5046، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 3394، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3876، دارمی شریف، رقم الحدیث: 2638، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 18538، ابن حبان، رقم الحدیث: 5536، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 216، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 10609، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 1668، طبرانی صغیر، رقم الحدیث: 3، طبرانی اوسط، رقم الحدیث: 52

اور اس کے بعد گزشتہ حدیث والے الفاظ بیان فرمائے اور اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ یہ الفاظ (سونے سے پہلے) تمہارے آخری الفاظ ہوں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 80 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مَضَجَعَكَ: المضجع، خواب گاہ، بستر۔

شرح:

بعض روایات میں انہی براء ابن عازب سے ہے کہ میں نے دوبارہ یہ ہی دعا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تو بجائے نبی کے برسول کہہ دیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ ہی کہوں نبی۔ معلوم ہوا کہ وظیفے کے الفاظ بالکل نہ بدلے ورنہ تاثیر نہ ہوگی۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر حدیث کے الفاظ یاد ہوں تو روایت بالمعنی نہ کرے، حدیث کی روایت بالمعنی جب درست ہے جب کہ الفاظ یاد نہ رہے ہوں، یونہی قرآن کریم کے الفاظ، شد، مد، مخارج، طریقہ ادا میں حتی الامکان تبدیلی نہ ہونے دے۔ اس حدیث میں وعدہ فرمایا گیا کہ سوتے وقت یہ پڑھنے والا ان شاء اللہ ایمان پر مرے گا، اسلام و تقویٰ پر جئے گا، بڑی ہی مجرب دعا ہے، فقیر بفضلہ تعالیٰ اس پر عامل ہے۔

(مرآة الساجج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 4)

(۸۱۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَجِيءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤَذِّنُهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو گیارہ رکعت نماز نفل پڑھتے تھے اور جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو مختصر رکعتیں پڑھتے۔ پھر آپ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن آتا اور آپ کو نماز کے وقت کی اطلاع دیتا۔ (متفق علیہ)

(۸۲۰) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضَجَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ:

819: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6310، مسلم شریف، رقم الحدیث: 1615

820: بخاری، رقم الحدیث: 6314، مسلم شریف، رقم الحدیث: 6760، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 5049، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 3417، نسائی

شریف، رقم الحدیث: 2366، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 21404، ابن حبان، رقم الحدیث: 5532

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوتُ وَاَحْيَا . اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا اور جیتا ہوں۔ (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں) اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُورُ . تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر ہم نے جانا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

خَدَّه: الخد، بمعنی رخسار،

شرح:

آپ کا بستر شریف قبر کے رُخ بچھایا جاتا ہے کہ قبلہ کے داہنے سر مبارک ہوتا اور قبلہ کے بائیں پاؤں شریف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی کروٹ پر لیٹتے، داہنا ہاتھ داہنے رخسارہ کے نیچے رکھتے تھے۔ قبر میں میت کی ہیئت بھی یہ ہی ہوتی ہے، چونکہ نیند موت کا نمونہ ہے اسی لیے حضور علیہ السلام کا بستر قبر کے نمونہ کا ہوتا تھا تا کہ لیٹنے کے وقت موت یاد آئے کہ کبھی قبر میں بھی لیٹنا ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 2)

(۸۲۱) وَعَنْ يَعْيشَ بْنِ طَخْفَةَ الْغَفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ أَبِي: بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَطْنِي إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِي بِرَجْلِهِ، فَقَالَ: ”إِنَّ هَذِهِ ضُجْعَةٌ يُتَغَضُّهَا اللَّهُ“، قَالَ: فَانْظَرْتُ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

◀ حضرت یعیش بن طخفہ الغفاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا: میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ کسی آدمی نے مجھے اپنے پاؤں کے ساتھ ہلایا اور کہا: اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ راوی کہتے ہیں: سو میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ اس کو ابو داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۲۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”مَنْ

قَعْدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى تِرَةً، وَمَنْ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تِرَةً“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنِ .
”التِّرَةُ“: بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَاءِ مِنَ فَوْقِ، وَهِيَ: النِّقْصُ، وَقِيلَ: التَّبَعَةُ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی جگہ بیٹھا اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوگا اور جو بستر پر لیٹا اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوگا۔ ابو داؤد نے اس کو حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الترة: تاء مثناة کے کسرہ کے ساتھ۔ اس کا معنی نقصان ہے۔

اور بعض نے اس کا مطلب کام کا انجام (یعنی برے کام پر عذاب اور اچھے پر ثواب) بتایا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں مجلس سے مراد ہر جائز مجلس ہے جو کہ گندگی وغیرہ سے خالی ہو لہذا قضائے حاجت کی مجلس، اسی طرح شراب خوروں کی مجلس اس سے مستثنیٰ ہے ان موقعوں پر خدا تعالیٰ کا نام لینا بے ادبی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کسی دینی یا دنیاوی مجلس میں بیٹھو اور جب بھی سونے کے لیے بستر پر دراز ہو تو اللہ کا ذکر ضرور کر لو ورنہ کل قیامت میں ان اوقات کے ضائع ہو جانے پر کف افسوس ملو گے۔ بعض لوگ ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے، مؤمن کی کوئی حالت ذکر اللہ سے خالی نہ چاہیے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، ص 496)

۱۲۸- بَابُ جَوَازِ الْإِسْتِلقاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ الرَّجُلَيْنِ عَلَى الْأُخْرَى إِذَا لَمْ

يَخَفُ انْكِشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُودِ مُتَرَبِّعًا وَمُحْتَبِيًا

چپ لیٹنے پر ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے چار زانو ہو کر بیٹھنے اور اس طرح بیٹھنا کہ پیٹھ اور پنڈلیوں کو عمامہ وغیرہ کے ساتھ اکٹھا باندھ دیا جائے کے جواز کا بیان

(۸۲۳) عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا أَحَدَي رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ آپ نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔ (متفق علیہ)

(۸۲۴) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنَاءَ . حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ .

◀ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر سے فارغ ہو جاتے تو مجلس میں چار زانو بیٹھ جاتے حتیٰ کہ سورج اچھی طرح روشن ہو کر نکل آتا۔

تعارفِ راوی:

آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے، قبیلہ بنی عامر سے ہے، سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں، صحابی اور صحابی زادہ ہیں، کوفہ میں رہے ۴۷ھ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم، فصل فی الصحابة "مرآة الناجح جلد اول) .

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

تَرَبَّعَ: چار زانو ہو کر بیٹھنا، چوکڑی مار کر بیٹھنا۔ گوٹھ مار کر بیٹھنا، (پنجابی)

شرح:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نماز فجر کے بعد اشراق تک مصلے پر بیٹھا رہنا سنت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس وقت تلاوت قرآن کرنا بہتر نہیں، جن اوقات میں سجدہ حرام ہے ان اوقات میں تلاوت قرآن افضل نہیں کہ اس وقت سجدہ تلاوت نہ کر سکے گا۔ تیسرے یہ کہ نفلی معتکف کو مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا جائز ہے یہ حضرات بہ نیت اعتکاف

823: بخاری، رقم الحدیث: 475

824: صحیح مسلم شریف، رقم الحدیث: 670: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4850، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 585، نسائی شریف، رقم الحدیث: 1358، مسند

امام احمد، رقم الحدیث: 20877، ابن حبان، رقم الحدیث: 2028، بیہقی، رقم الحدیث: 13116، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 1885، طبرانی کبیر، رقم

الحدیث: 1927

وہاں بیٹھتے تھے۔ چوتھے یہ کہ مسجد میں جائز اشعار پڑھنا جائز بلکہ نعت شریف پڑھنا سنت صحابہ ہے۔ پانچویں یہ کہ آخرت کی چیزیں کوئی اپنی عقل سے معلوم نہیں کر سکتا یہ صرف نبوت کے نور سے ہی معلوم ہوتی ہیں، دیکھو حضرات صحابہ کرام اب بعد اسلام اپنے زمانہ جاہلیت کی باتوں پر خود ہنستے تھے کہ ہم اس وقت کیسے ناسمجھ تھے اب حضور کے صدقہ سے سمجھ بوجھ میسر ہوئی۔ چھٹے یہ کہ حضور انور بڑے ہی اخلاق کے مالک تھے کہ اپنے کو اپنے خدام کے ساتھ رکھتے تھے ان کے ہر کام میں شریک ہو جاتے تھے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 584)

(۸۲۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَنَاءِ الْكُفَّةِ مُحْتَبِئًا بِيَدَيْهِ هَكَذَا، وَوَصَفَ بِيَدَيْهِ الْاِحْتِبَاءَ، وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کے صحن میں اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اس طرح احتباء کیے دیکھا اور انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ احتباء کی کیفیت بتائی (احتباء کا مطلب یہ ہے کہ آدمی سرین کے بل بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے لے)۔ (بخاری)

(۸۲۶) وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجُلُوسَةِ أُرْعَدْتُ مِنَ الْفَرَقِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

◀ حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے کر بیٹھے تھے اور جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے میں خشوع دیکھا تو میں خوف سے کانپ اٹھی۔ (ابوداؤد ترمذی)

تعارفِ راوی:

قیلہ بنت مخرمہ: آپ صحابیہ ہیں، آپ سے آپ کی دو پوتیوں صفیہ حبیبہ بنت علیہ نے روایات لیں غالباً یہ وہی قیلہ ہیں جو جمعہ کے دن کچھ لپٹا سا پکا کر بیٹھ جاتی تھیں صحابہ کرام آ کر کھاتے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم کو جمعہ کے دن کا انتظار ہوتا تھا قیلہ کے اس کھانے کی وجہ سے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف القاف، فصل فی الصحابیات، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

الْمُتَخَشِّعُ: عاجزی کرنے والا، از، خشوعاً، بمعنی عاجزی کرنا،

شرح:

قرصاء ایک خاص بیٹھک کا نام ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی پنڈلیاں زمین سے لگائے اور دونوں ران پنڈلیوں سے پیٹ رانوں سے ملا ہوا ہو اور دونوں ہاتھ پنڈلیوں پر ہوں یہ بیٹھک انتہائی عاجزی اور تواضع کی ہے، قرصاء کی اور صورتیں بھی بیان کی گئیں ہیں۔ (مرقات و اشعہ) اشعہ نے فرمایا کہ یہ بیٹھک عرب کے چرواہوں اور غریب لوگوں کی ہے یا ان لوگوں کی جو کسی خاص اہم کام میں غور و فکر کر رہے ہوں بہر حال اس بیٹھک میں عجز و انکسار یا فکر کا اظہار ہے۔

جب میں نبی اکرم ﷺ کو عاجزی کے حالت میں دیکھا تو خوف سے کانپ گئی کیونکہ میں نے یہ خیال کیا کہ جب سید المرسلین امام الاولین والآخرین کی یہ نشست ہے اور آپ کے انکسار کا یہ حال ہے تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں یہ خیال کر کے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔

پیش او گیتی جبین فرسودہ است

بوریا ممنوں خواب راحتش

خویشتن راعبدہ فرمودہ است

تاج کسریٰ زیر پائے امتش

اپنی تواضع کا یہ حال ہے اور دنیا ان کے آستانہ کی خاک چاٹ رہی ہے ان کی چوکھٹ پر پیشانی رگڑ رہی ہے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 551)

(۸۲۷) وَعَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَأَنَا جَالِسٌ هَكَذَا، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدَيَّ الْيُسْرَى خَلْفَ ظَهْرِي، وَاتَّكَأْتُ عَلَى أَلْيَةِ يَدِي، فَقَالَ:

”الْفَعْدُ قَعْدَةُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ؟“

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

◀ حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو

میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بائیں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا تھا اور میں ہاتھ کی پشت پر ٹیک لگائے

ہوئے تھا، تو آپ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا؟

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت شریذ کا نام مالک ابن سوید ہے حضور انور نے آپ کو شریذ کا لقب دیا، شریذ کے معنی ہیں بھاگ آنے والا، چونکہ آپ اپنی قوم کے ایک شخص کو قتل کر کے مکہ معظمہ بھاگ آئے مسلمان ہو گئے اس لیے آپ کو یہ لقب دیا گیا، ثقفی ہیں، حضر موت میں قیام رہا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الثمین، فصل فی الصحابہ، ائعہ، مرآۃ المناجیح جلد پنجم)

حل لغات:

الایۃ: انگوٹھے کی جڑ میں چکتی نما گوشت۔

شرح:

الایۃ سرین یعنی چوڑ کو کہتے ہیں مگر یہاں اس سے مراد ہتھیلی کا وہ گوشت ہے جو انگوٹھے کی جڑ سے آخری کنارہ تک

ہے۔

یعنی اس طرح یہود بیٹھا کرتے ہیں اور یہود پر اللہ کا غضب ہے تو یہ بیٹھک اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے تم مؤمن انعام والے بندے ہو تم ان سے تشبیہ کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ ایک ہاتھ پیٹھ پر رکھنا دوسرے ہاتھ پر ٹیک لگانا مطلقاً ممنوع ہے خواہ داہنا ہاتھ پیٹھ پر بائیں زمین پر یا برعکس (ائعہ) بلکہ دونوں یا ایک ہاتھ کوکھ پر رکھنا یا پیٹھ سے لگانا ہی ممنوع ہے یوں ہی دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کھڑے کرنا ان پر ٹیک لگانا ممنوع ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 567)

۱۲۹- بَابُ فِيْ اَدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْجَلِيسِ

مجلس اور ہم مجلس کے آداب کا بیان

(۸۲۸) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ رَجُلًا مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ، وَلَكِنْ تَوَسَّعُوا وَتَفَسَّحُوا" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ لَمْ يَجْلِسْ فِيهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہرگز کسی دوسرے کو مجلس سے اٹھا کر اس کی جگہ خود نہ بیٹھے بلکہ تم مجلس میں وسعت اور گنجائش پیدا کیا کرو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے جب کوئی شخص مجلس سے اٹھتا تو آپ اس کی جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۸۲۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مجلس سے اٹھے اور پھر واپس آئے تو اس جگہ کا وہی زیادہ مستحق ہے۔ (مسلم)

(۸۳۰) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهَى. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے جسے جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتا۔ اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 823 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

حَيْثُ: ظرف مکان مبنی بر ضمہ، اور کبھی ظرف زمان کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔
یَنْتَهَى: از انتہاء، بمعنی چیز کا آ کر مرتبہ، یا کنارہ۔

شرح:

یعنی جب ہم میں سے کوئی نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں آتا تو کنارہ مجلس پر بیٹھتا تھا لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر درمیان پہنچنے کی کوشش نہ کرتا تھا یہ آداب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 566)

(۸۳۱) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ، وَيَدْهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ

829: مسلم، رقم الحدیث: 2179

830: ابو داؤد، رقم الحدیث: 4825

831: بخاری شریف، رقم الحدیث: 883، ابو داؤد شریف، رقم الحدیث: 3160، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 498، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 1088،

مسند امام احمد، رقم الحدیث: 9480، ابن حبان، رقم الحدیث: 1231، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1818، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 1040، بیہقی، رقم الحدیث:

5657، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 7740

الإمام، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْآخِرَى“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابو عبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اور حسب اطاعت طہارت حاصل کرے، اور تیل لگائے اور اگر گھر میں خوشبو ہو تو وہ لگائے پھر وہ نکلے (جمعہ کے لئے) اور دو آدمیوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے خود وہاں نہ بیٹھے، پھر وہ نماز ادا کرے جو اس پر فرض کی گئی ہے جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش رہے، تو اس شخص کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان تک کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

سلمان فارسی: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، آپ حضور انور کے آزاد کردہ ہیں، آپ فارسی نسلِ رام ہرمز کی اولاد سے ہیں، فارس کے شہر اصفہان کے علاقہ کے رہنے والے تھے، تلاش دین میں دیس چھوڑ پر دیسی بنے، پہلے عیسائی بنے ان کی کتابیں پڑھیں بہت مصیبتیں جھیلیں حتیٰ کہ انہیں بعض عربوں نے غلام بنالیا اور یہود کے ہاتھ فروخت کر دیا ان کے آقا نے انہیں مکاتب کر دیا، حضور انور نے ان کا مال کتابت ادا کر کے آزاد کر دیا، آپ دس سے زیادہ آقاؤں کے پاس پہنچے حتیٰ کہ حضور انور تک پہنچ گئے، حضور انور نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں، جنت ان کی مشاق ہے، بڑی عمر پائی ڈھائی سو بلکہ ساڑھے تین سو سال عمر ہوئی، ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا صدقہ کیا، مدائن میں وفات ہوئی وہاں ہی مزار ہے، ۵۳ھ میں وفات ہے۔ مترجم (مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ) کہتا ہے کہ مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے ۳۰ میل ہے، ان کے ساتھ حذیفہ ابن یمان اور جابر کے مزارات ہیں، فقیر نے زیارت کی ہے۔ مدینہ منورہ کے عوالی میں سلمان کا باغ ہے اس میں دو کھجور کے درخت حضور کے لگائے ہوئے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف السین، فصل فی الصحابہ "مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

يُنْصِتُ: از، نصتاً، بمعنی خاموش رہنا، خاموش کرنا،

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں خوشبو عطر وغیرہ رکھنا اور کبھی ملتے رہنا خصوصاً جمعہ کو ملنا سنت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔

دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کرے اس طرح کہ نہ تو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور نہ ساتھیوں کو چیر کر ان کے درمیان بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔ بعض لوگ مسجد میں پیچھے پہنچتے ہیں اور پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش

کرتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔

پھر حسبِ توفیقِ تحیۃ المسجد کے نفل یا سنت جمعہ پڑھے، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔ غرضکہ اس سے جمعہ کے فرض مراد نہیں کیونکہ آئندہ خطبہ سننے کا ذکر ہے فرض جمعہ خطبہ کے بعد ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے دو مسئلے یہ بھی معلوم ہوئے: ایک یہ کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے؛ لہذا اس وقت نفل پڑھنا، بات کرنا، کھانا پینا سب حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ جس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی خاموش رہے کیونکہ یہاں خاموشی کو سننے پر موقوف نہ فرمایا۔

دوسرے جمعہ سے مراد آئندہ جمعہ ہے یا گزشتہ، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ ابن خزیمہ بلکہ ابوداؤد کی روایات میں ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ"۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 609)

(۸۳۲) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ"۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ: "لَا يُجْلِسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا"۔

◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ دو بیٹھنے والوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر علیحدگی کرے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 773 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

يُفَرِّقُ: از، تفریقاً، بمعنی جدا کرنا، فرق کرنا۔

شرح:

اس کی وجہ وہ ہی ہے جو ابھی (ما قبل حدیث کی شرح میں) عرض کی گئی۔ خیال رہے کہ رجل فرمانا اس لیے ہے کہ عورتیں مردوں کے حکم میں ہیں ان پر احکام شرعیہ مردوں کی طرح جاری ہوتے ہیں، رب تعالیٰ نے نماز روزے وغیرہ کے احکام مردوں کو ہی دیئے مگر عورتوں پر بھی یہ عبادات فرض ہیں لہذا حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد تو یہ حرکت نہ کریں عورتیں کر لیا کریں۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 541)

(۸۳۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلَقَةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ. وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي مِجَلَزٍ: أَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسَطَ حَلَقَةٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: مَلْعُونٌ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ لَعَنَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلَقَةِ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو ملعون قرار دیا جو حلقہ مجلس کے وسط میں بیٹھ جائے۔ اس کو ابو داؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اور ترمذی نے ابوجلوز سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حلقہ مجلس کے وسط میں بیٹھ گیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کو حضرت محمد ﷺ کی زبان سے ملعون قرار دیا گیا ہے۔ یا فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو حضرت محمد ﷺ کی زبان سے لعنتی قرار دیا ہے جو مجلس کے وسط میں بیٹھے۔

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

وَسَطٌ: از، وسطاً، بیچ میں بیٹھنا، درمیان،۔

شرح:

اس فرمانِ عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جو کوئی کسی جلسہ میں آخر میں آوے اور لوگوں کی گردنیں

پھلانگتا ہوا بیچ میں پہنچے وہ لعنتی ہے چاہیے کہ اگر کنارہ پر جگہ ملے تو وہاں ہی بیٹھ جاوے۔ دوسرے یہ کہ یہ شخص درمیان میں بیٹھا ہو اور لوگ اس کے ارد گرد دست بستہ کھڑے ہوں یہ عمل متکبرین کا ہے بڑا آدمی بھی لوگوں کے ساتھ حلقہ میں بیٹھے۔) مرقات واضحہ (بعض لوگ مذاق دل لگی کرنے کے لیے کسی کو درمیان حلقہ میں بٹھا کر اسے مذاق کا نشانہ بناتے ہیں وہ ہر طرف کے لوگوں سے مذاق کرتا ہے وہ بھی لعنتی ہے۔) (احمد)

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 559)

(۸۳۴) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بہترین مجلس وہ ہیں جو وسیع ہو۔ اس کو ابو داؤد نے بخاری کی شرط پر صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۳۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ، فَكَثُرَ فِيهِ لَفْظُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور وہاں بکثرت فضول باتیں کرے اور مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ کہہ دے: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری ہی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ تو اس کے اس مجلس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

لَغَطُهُ: از، لفظاً بمعنی شور کرنا، شور۔

شرح:

لَغَط سے مراد بے فائدہ گفتگو جس میں وقت ضائع ہو کہ یہ بھی نقصان دہ چیز ہے۔ بعض نے فرمایا کہ بے ہودہ گفتگو غلط ہے جس میں حق اللہ ضائع ہو۔ غرضکہ فریب، جھوٹ، غیبت اس سے خارج ہیں کہ یہ چیزیں حقوق العباد میں سے ہیں بغیر معاف کرائے معاف نہ ہوں گی۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 50)

(۸۳۶) وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَاخِرَةً إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ مِنَ الْمَجْلِسِ: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى؟ قَالَ: "ذَلِكَ كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فِي 'الْمُسْتَدْرَكِ' مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَقَالَ: "صَحِيحُ الْإِسْنَادِ".

◀ حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حیات ظاہری کے آخری حصہ میں جب مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو یہ الفاظ فرماتے: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" اے اللہ! تو پاک ہے تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ وہ الفاظ پڑھتے ہیں جو آپ پہلے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا: یہ اس کا کفارہ ہے جو کچھ مجلس میں ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

حکم حدیث:

امام حاکم ابو عبد اللہ نے اس کو مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح اسناد والی ہے۔

شرح:

یعنی اس اضاعت وقت کے قصور اور تیری نعمت زبان کو غلط استعمال کرنے کی غلطی سے توبہ کرتا ہوں، میں قصور مند بندہ ہوں تو غفور رحیم رب ہے معافی دے دے۔ سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ دعا ہے۔

بخشش سے وہ ہی مراد ہے جو ابھی اوپر عرض کیا گیا کہ جیسے مال برباد کرنا گناہ ہے ایسے ہی وقت برباد کرنا بھی گناہ، وقت مال سے زیادہ لائق قدر ہے اسی گناہ کی معافی مانگی گئی۔

خیال رہے کہ آپ ﷺ کی یہ دعا تعلیم امت کے لیے ہے رونہ نبی اکرم ﷺ تو غلطی و گناہ سے پاک ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ماقبل حدیث میں اپنے غیر کو مخاطب فرمایا۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 50)

(۸۳۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ: "اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اللَّهُمَّ مَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا، وَأَبْصَارِنَا، وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمْنَا، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا تَبَلِّغْ عَلَمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اٹھ کر تشریف لے گئے ہوں اور آپ نے یہ دعائیں نہ کی ہوں: "اے اللہ! ہمیں اپنے خوف سے اتنا حصہ عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان رکاوٹ بن جائے اور اپنی اطاعت سے اتنا حصہ عطا فرما کہ اس کے سبب تو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور ہمیں اتنا یقین عطا کر جس کے سبب ہمارے لئے مصائب دنیا آسان ہو جائیں۔ اے اللہ! جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمیں ہمارے کانوں، آنکھوں اور قوت سے فائدہ مند رکھ اور اس کو ہمارا وارث بنادے، اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اسی سے انتقام لیں جو ہم پر ظلم کرے، اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کے خلاف ہماری مدد فرما اور ہمیں دین کی مصیبت میں مبتلا نہ کرنا اور دنیا کو ہی ہمارا منہجائے مقصود نہ بنانا اور دنیا تک ہی ہمارے علم کو محدود نہ رکھنا اور ہم پر کسی ایسے شخص کو مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرے۔"

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

تَحَوَّلُ: از، حوالاً، ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنا۔

شرح:

یعنی اکثر کسی مجلس سے اٹھتے وقت سرکارِ یہ دعا مانگ لیتے تھے اور یہ سب کچھ صحابہ کرام کی اور ان کے ذریعہ ہماری تعلیم کے لیے تھا۔ خیال رہے کہ حضور علیہ السلام کی جن دعاؤں میں مغفرت کی طلب یا گناہوں کا اقرار ہے ان سب میں تعلیم اُمت مقصود ہے ورنہ سرکارِ خود معصوم ہیں بلکہ ارادہ گناہ سے محفوظ ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 108)

(۸۳۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ، إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ، وَكَانَ لَهُمْ حَسْرَةٌ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جماعت بھی کسی مجلس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر اٹھتی ہے تو گویا وہ مردار گدھے پر سے اٹھتے ہیں: اور یہ ان کے لئے باعث حسرت ہوگی۔

اس کو ابو داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۳۹) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ فِيهِ، إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ؛ فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ" .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو جماعت بھی کسی مجلس میں بیٹھی اور انہوں نے وہاں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور نہ اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہیں۔ پس اگر وہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو انہیں بخش دے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

تِرَّة: تاوان، ناراضگی۔

شرح:

اگرچہ ذکر اللہ میں درود شریف بھی داخل تھا مگر چونکہ درود شریف ذکر اللہ کی بہترین قسم ہے اس لیے اس کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا کیونکہ درود پاک میں اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آل اولاد کو دعائیں بھی۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عموماً مجلسوں میں جھوٹ غیبت وغیرہ گناہ ہو جاتے ہیں، اگر ان میں حمد و صلوة وغیرہ بھی ہوتی رہے تو اس کی برکت سے یہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر مجلس ان خیر ذکروں سے خالی ہو تو گناہ تو پایا گیا، کفارہ نہ ادا ہوا لہذا اب پکڑ اور سزا کا سخت اندیشہ ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ اس جملہ میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے: "وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ" (الایہ)۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی معافی گناہ کا ذریعہ ہے اس جملہ سے اشارہ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مجلس میں اللہ رسول کا ذکر ہو تو اس کے گناہ یقیناً بخشے جائیں گے رب تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

(مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، ص 498)

(۸۴۰) وَعَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تِرَّةٌ، وَمَنْ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تِرَّةٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

وَقَدْ سَبَقَ قَرِيبًا، وَشَرَحْنَا "التِّرَّةَ" فِيهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس کو اس فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملے گی اور جو شخص بستر پر لیٹا اور اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس کو اس فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملے گی۔ (ابوداؤد)

یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وہاں ہم نے "تِرَّة" کی تشریح کر دی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں مجلس سے مراد ہر جائز مجلس ہے جو کہ گندگی وغیرہ سے خالی ہو لہذا قضائے حاجت کی مجلس، اسی طرح شراب خوروں کی مجلس اس سے مستثنیٰ ہے ان موقعوں پر خدا تعالیٰ کا نام لینا بے ادبی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کسی دینی یا دنیاوی مجلس میں بیٹھو اور جب بھی سونے کے لیے بستر پر دراز ہو تو اللہ کا ذکر ضرور کر لو ورنہ کل قیامت میں ان اوقات کے ضائع ہو جانے پر کف افسوس ملو گے۔ بعض لوگ ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے، مؤمن کی کوئی حالت ذکر اللہ سے خالی نہ چاہیے۔

(مرآۃ السانج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، ص 496)

۱۳۰- بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

خواب اور اس کے متعلقات کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ (الروم: 23)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس کی نشانیوں میں ہے رات اور دن کو تمہارا سونا۔

تشریح:

نیند بھی قدرت کی ایک نشانی ہے جس سے تھکان دور ہو جاتی ہے راحت و سکون حاصل ہوتا ہے اس کے لیے قدرت نے رات بنادی۔ کام کاج کے لیے دنیا حاصل کرنے کے لیے کمائی دھندے کے لیے تلاش معاش کے لیے اللہ نے دن کو پیدا کر دیا جو رات کے بالکل خلاف ہے۔ یقیناً سننے سمجھنے والوں کے لیے یہ چیزیں

نشان قدرت ہیں۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۸۴۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

يَقُولُ: "لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ" قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ

الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: نبوت سے کوئی

شے باقی نہیں رہ گئی سوائے مبشرات کے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: مبشرات سے کیا مراد ہے۔ فرمایا: اچھے خواب۔ (بخاری)

(۸۴۲) وَعَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكْذُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْأًا مِّنَ النَّبُوءَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . وَفِي رِوَايَةٍ: "أَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا، أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا" .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب زمانہ قریب ہو جائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کے چھالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ (متفق علیہ) اور ایک روایت میں ہے: تم سے زیادہ صحیح خواب اس کے ہوں گے جو تم میں سب سے زیادہ سچی بات کرنے والا ہوگا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

لَمْ تَكْذُ: از کو دہا، بمعنی کام کرنے قریب ہونا اور نہ کرنا۔ یہاں لم یراھا کے معنی میں ہے۔

شرح:

قرب زمان میں کئی احتمال ہیں: قریب قیامت، موت کے قریب کا زمانہ یعنی بڑھا پادہ مہینے جن میں دن رات برابر ہوتے ہیں۔ حضرت امام مہدی کے ظہور کا زمانہ جب کہ لوگوں میں عیش و عشرت بہت ہوگا، سال گزرے گا مہینہ کی طرح، مہینہ ہفتہ کی طرح، ہفتہ ایک دن کی طرح وہ زمانہ جب لوگوں کی عمریں گھٹ جائیں گی یا شر و فساد کا زمانہ جب لوگ ایک دوسرے سے گتھ جائیں قتل و خون کے لیے قریب ہوں گے۔ (اشعہ) مرقات میں اس کے اور بہت سے معنی کیے گئے ہیں مثلاً یا جوج ماجوج کے خروج کا زمانہ۔

یعنی ان زمانوں میں اہل اسلام کی اکثر خوابیں صحیح ہوا کریں گی ان تمام موقعوں پر خوابیں درست ہونے کی وجہیں مرقات و لمعات وغیرہ نے بہت دراز بیان فرمائی ہیں۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 450)

842: بخاری شریف، رقم الحدیث: 7017، مسلم شریف، رقم الحدیث: 5791، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5018، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2270، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3893، موطا مالک، رقم الحدیث: 1713، دارمی، رقم الحدیث: 2137، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 2896، ابن حبان، رقم الحدیث: 6040، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 8175، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 1335، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 9057

(۸۴۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَسِيرَانِي فِي الْيَقَظَةِ - أَوْ كَأَنَّمَا رَأَى فِي الْيَقَظَةِ - لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔ یا فرمایا: گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (متفق علیہ)

(۸۴۴) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى، فَلْيُحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا، وَلْيُحَدِّثْ بِهَا

وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيُسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ؛ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: اگر تم میں سے کوئی شخص کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے اور وہ خواب لوگوں کو بتادے۔ اور ایک روایت میں ہے صرف اسی شخص کو اپنا خواب سنائے جس سے وہ محبت کرتا ہو اور اگر اس کے برعکس خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اسے چاہیے کہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے، کیونکہ وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

وَلْيُحَدِّثْ: از تحدیثاً بمعنی بیان کرنا، ذکر کرنا،

شرح:

اچھے خواب کو رؤیا کہتے ہیں اور برے خواب کو حلم، اسی سے ہے اضغاث احلام اسی سے بنا ہے احلام، اگرچہ ساری

843: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6993، مسلم شریف، رقم الحدیث: 5801، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5023، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2659، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 30، دارمی، رقم الحدیث: 231، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 326، ابن حبان، رقم الحدیث: 31، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 380، بیہقی، رقم الحدیث: 20782، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث: 259، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 204

844: بخاری، رقم الحدیث: 6993

خوابیں رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں مگر بارگاہِ الہی کا ادب یہ ہے کہ بُری اور ڈراؤنی خوابوں کو شیطان کی طرف سے نسبت دے کیونکہ مسلمان کی بری خوابوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ (مرقات) بہر حال اچھی خواب رب کی بشارت ہے تاکہ مسلمان اللہ کی رحمت کا منتظر اور شکر میں مشغول ہو جائے بری خواب مایوس کن ہے اور مایوسی شیطانی عمل ہے۔

یعنی اچھی خواب ضرور بیان کرے تاکہ اس کا ظہور ہو جائے مگر بیان کرے ایسے عالم معتبر سے جو اس کا دوست و خیر خواہ ہوتا کہ وہ تعبیر خراب نہ دے اچھی تعبیر دے خواب کی پہلی تعبیر ہی پر خواب کا ظہور ہوتا ہے۔

یہ عمل بہت مجرب ہے کیسی ہی خطرناک خواب دیکھو یہ عمل کر لو ان شاء اللہ اس کا ظہور کبھی نہ ہوگا، اچھی خواب اللہ کی نعمت ہے اس کا چرچہ کرو "وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اور بری خواب بلا و امتحان ہے اس پر صبر کرو کسی سے نہ کہو رب سے عرض کرو ان شاء اللہ دفع ہو جائے گی۔ چونکہ حضور کے خطرناک خواب بھی رب کی طرف سے ہوتے تھے اس لیے حضور لوگوں سے انکا ذکر فرما دیتے پھر ان کا ظہور بھی ہوتا تھا جیسے حضور نے خواب میں تلوار ٹوٹی دیکھی اس کا ظہور غزوہ احد کی تکالیف کی شکل میں نمودار ہوا، ہاتھوں پر بھاری کنگن دیکھے ان کا ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود غنسی سے ہوا لہذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حضور کے اس عمل شریف کے خلاف نہیں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 448)

(۸۳۵) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ - وَفِي رِوَايَةٍ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ - مِنَ اللَّهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُتْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ؛ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
"النَّفْتُ": نَفَخَ لَطِيفٌ لَا رِيقَ مَعَهُ .

◀ حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھے خواب، اور ایک روایت میں ہے عمدہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہیں اور جو شخص کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے (أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھے) تو بے شک وہ اس کو نقصان نہیں دے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

النفت: آہستہ سے پھونکنا جس میں تھوک نہ ہو۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل حدیث کے ہم معنی ہے اس کی شرح گزر چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۸۴۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس پہلو پر لیٹا ہوا تھا اس سے دوسرے پہلو پر پلٹ جائے۔ (مسلم)

(۸۴۷) وَعَنْ أَبِي الْأَسْقَعِ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرْيِ أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرَى عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابوالاسقع وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرے۔ یا اپنی آنکھوں سے ایسی چیز دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس نے نہیں دیکھی یا اللہ کے رسول ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو آپ نے نہیں فرمائی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

وائلہ ابن اسقع: آپ لیشی ہیں، جب حضور انور غزوہ تبوک کی تیاری فرما رہے تھے تب آپ ایمان لائے، مشہور یہ ہے کہ آپ نے تین سال حضور انور کی خدمت کی صفہ والوں سے تھے پہلے بصرہ میں رہے پھر شام میں آپ کا گھر دمشق سے تین کوس دور بلاء میں تھا پھر بیت المقدس چلے گئے وہاں ہی وفات پائی سو برس عمر ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواو، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

الفیری: از، فریاً، بمعنی جھوٹ، تہمت، کسی پر جھوٹ باندھنا۔ افتراء،

شرح:

صحیح حدیث شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو نسب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں، سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول

کرے نہ نقل۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ..... الخ، الحدیث: ۵۷۳۱، ص ۲۱۷.....)

اور بعض سُنَّہائے بے عقل جن کا باپ شیخ یا اور قوم سے ہے، صرف ماں کے سیدانی ہونے پر سید بن بیٹھتے ہیں اور اس بناء پر اپنے آپ کو سید کہتے کہلاتے ہیں یہ بھی محض جہالت و معصیت اور وہی دوسرے باپ کو اپنا باپ بنانا ہے۔ شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے نہ کہ ماں سے۔



کِتَابُ السَّلَامِ

کتاب السلام

فائدہ: کتاب کا معنی گزر چکا ہے۔

سلام کا معنی: سلامی، تسلیم، آداب، رخصت کرنا، الوداع، بس جائے، معاف کیجیے، خاتمہ نماز پر دائیں بائیں پھرنا، غزل کے انداز پر وہ نظم جس میں واقعات کر بلا کا ذکر ہو، کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنا، (فیروز اللغات)

سلام کی تعریف: نفس کا دارین (دنیا اور آخرات) میں تنگی و تکلیف سے بچے رہنا یہاں مراد دارین میں امن و سلامتی کی دعا دینا یعنی ”السلام علیکم“ کہنا ہے، (ابوالاحمد غفرلہ)

سلام کے لغوی معنی ہیں آفات یا عیوب سے سلامتی، اسی سے ہے تسلیم۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے سلام بمعنی تمام عیوب سے پاک، اپنے بندوں کو سلامتی و امن دینے والا، اسی سے ہے مسلم بمعنی صلح و صفائی، یہاں سلام سے مراد سلام کا جواب ہے جو آتے جاتے وقت کہا جاتا ہے یعنی السلام علیکم کہنا اور اس کا جواب دینا۔

لطیفہ: علماء فرماتے ہیں کہ السلام علیکم کے معنی ہیں کہ تم پر سلامتی و امان نازل ہو۔ علیکم سے پہلے نازلہ پوشیدہ ہے اور یہ دعائیہ جملہ ہے، مگر صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں سلام یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال، احوال، افعال، اقوال کا نگران ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے، ان کے ہاں سلام نام ہے اللہ تعالیٰ کا اور علیکم سے پہلے رقیب پوشیدہ ہے بمعنی نگران۔ (احمد المصنعات) وہ جو حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور انور نے تیمم فرما کر سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ سلام اللہ کا نام ہے اس لیے بغیر وضو یہ نام نہ لیا وہ حضرات صوفیاء کے معنی کی تائید کرتا ہے۔

دوسرا لطیفہ: مسلمان کو سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا فرض ہے مگر ثواب زیادہ ہے سلام کرنے کا یعنی اس سنت کا ثواب اس فرض سے زیادہ ہے جیسے وقت پر قرض ادا کرنا فرض ہے اور وقت سے پہلے ادا کرنا سنت مگر ثواب اس کا زیادہ ہے کہ وعدے سے پہلے ادا کرے یا جیسے محتاج مقروض کو ڈھیل دینا مہلت دینا فرض ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ”فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ“ معاف کر دینا سنت ہے مگر معاف کر دینے کا ثواب زیادہ ہے بہر حال بعض سنتوں کا ثواب بعض فرضوں سے زیادہ ہے۔

۱۳۱- بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْأَمْرِ بِإِفْشَائِهِ سلام کی فضیلت اور اس کو عام کرنے کے حکم کا بیان

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا﴾ (النور: ۲۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو۔

تشریح:

شرعی ادب بیان ہو رہا ہے کہ ”کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگو، جب اجازت ملے، جاؤ پہلے سلام کرو، اگر پہلی دفعہ کی اجازت طلبی پر جواب نہ ملے تو پھر اجازت مانگو۔ تین مرتبہ اجازت چاہو اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ۔“

صحیح حدیث میں ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تین دفعہ اجازت مانگی، جب کوئی نہ بولا تو آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا! دیکھو عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ آنا چاہتے ہیں، انہیں بلا لو لوگ گئے، دیکھا تو وہ چلے گئے ہیں۔ واپس آ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی۔ دوبارہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ واپس کیوں چلے گئے تھے؟ جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تین دفعہ اجازت چاہنے کے بعد بھی اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: ۲

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾

(النور: ۶۱)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔

آیت نمبر: ۳

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ (النساء: ۸۶)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ ﴾ (الذاریات: 24-25) .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی جب وہ اس کے پاس آ کر بولے: سلام! کہا: سلام!

(۸۳۸) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اسلام کی کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور سلام کہو ہر شخص کو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ (متفق علیہ)

(۸۳۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَذْهَبُ فَسَلِّمْ عَلَى أَوْلِيكَ نَفَرٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحْيُونَكَ؛ فَإِنَّهَا تَحْيِيكَ وَتَحْيِي ذُرِّيَّتَكَ . فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، فَرَاذُوهُ: وَرَحْمَةُ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو اور غور سے سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ وہی تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔ تو انہوں (حضرت آدم علیہ السلام) نے (فرشتوں سے) کہا: السلام علیکم۔ تو انہوں نے جواب دیا: السلام علیک ورحمۃ اللہ اور انہوں نے "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ کیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

يُحْيُوْنَكَ ؛ از تحية، سلام کرنا،

شرح:

جلوس یا تو مصدر ہے تو اس سے پہلے ذو پوشیدہ ہے یا جمع ہے جالس کی جیسے قاعدہ کی جمع ہے قعود اور راکع و ساجد کی جمع ہے رکوع و سجود یعنی وہ جماعت ملائکہ جو بیٹھی ہوئی ہے انہیں سلام کرو، اعلیٰ سے ادنیٰ کو سلام کرایا، مسجود سے ساجدین کو تحیہ کرائی غالباً یہ واقعہ سجدہ آدم کے بعد کا ہے۔

اس ارشاد فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام جواب کا علم نہ تھا بلکہ اسے سنت ملائکہ قرار دینے کے لیے کہا تا کہ اولاد آدم کو یہ معلوم ہو جائے کہ سلام کرنا سنت آدم علیہ السلام ہے اور اعلیٰ جواب دینا سنت ملائکہ، رب تعالیٰ انہیں تمام چیزوں کا علم پہلے ہی دے چکا تھا۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کے الفاظ سے سلام کرنے کا طریقہ پہلے ہی سے معلوم تھا اس لیے رب تعالیٰ نے آپ کو سلام کے الفاظ نہ بتائے سب کچھ پہلے ہی بتا دیا سمجھا دیا گیا ہے۔

اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جواب سلام میں السلام علیکم کہنا بھی جائز اگرچہ وعلیکم السلام کہنا افضل ہے۔ دوسرے یہ کہ جواب میں کچھ زیادہ الفاظ کہنا بہتر ہے۔

(مرآۃ النایح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 463)

(۸۵۰) وَعَنْ أَبِي عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ، وَافْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هَذَا لَفْظُ إِحْدَى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ.

◀ حضرت ابی عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سات چیزوں کا حکم دیا: (۱) مریض کی بیمار پرسی کرنا۔ (۲) جنازوں کے ساتھ جانا۔ (۳) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ سے دینا۔ (۴) کمزوروں کی مدد کرنا۔ (۵) سلام کو پھیلانا۔ (۷) اور قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کی روایت کے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 80 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

وَابْرَارِ الْمُقْسِمِ: از برا، بمعنی بری کرنا، یہاں مراد قسم کھانے والے کا قسم کے حق کو پورا کرنا۔

شرح:

یعنی اگر کوئی شخص آئندہ کے متعلق کسی ایسے کام کی قسم کھائے جو تم کر سکتے ہو تو ضرور کر دو تا کہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور کفارہ واجب نہ ہو، مثلاً کوئی کہے کہ خدا کی قسم جب تک تم فلاں کام نہ کر لو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں یا خدا کی قسم کل تم میرے پاس ضرور آؤ گے یا اگر تم فلاں کام نہ کرو تو میری بیوی کو طلاق، ان سب صورتوں میں تم وہ کام ضرور کر لو، بشرطیکہ وہ کام ناجائز نہ ہو۔ لمعات و مرقات میں ہے کہ مظلوم مسلمان ہو یا کافر و ذمی یا مستامن حتی المقدور اس کی ضرور مدد کی جائے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 751)

(۸۵۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تَوْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوْ لَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ اپنے درمیان سلام کو پھیلایا کرو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

أَفْشُوا: از، افشاء بمعنی پھیلانا، ظاہر کرنا،

شرح:

یعنی کمال ایمان مسلمانوں کی آپس کی محبت سے نصیب ہوتا ہے، آپس کی عداوتیں بہت سے گناہ بلکہ کبھی کفر کا موجب ہو جاتی ہیں۔

سلام پھیلانے کے یہ معنی ہیں کہ ہر مسلمان کو سلام کرے جان پہچان والا ہو یا انجان۔ تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کی عداوت مٹانے محبت پیدا کرنے کے لیے سلام مصافحہ ایک اکسیر ہے حضور کا فرمان بالکل ٹھیک ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 468)

(۸۵۲) وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو یوسف عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اے لوگو! سلام کو عام کرو۔ (مسکینوں کو) کھانا کھلاؤ۔ صلہ رجمی کرو اور نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

تعارف راوی:

آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، یہود کے بڑے عالم تھے، انہیں حضور انور نے جنت کی خوشخبری دی، آپ کی وفات ۳۳ھ تینتالیس میں مدینہ منورہ میں ہوئی، قرآن مجید میں جہاں اہل کتاب کی تعریف آتی ہے وہاں اکثر آپ ہی مراد ہوتے ہیں، بڑے فضائل و خوبیوں کے مالک ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہفتم)

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

نِیَامٌ: از نوماً بمعنی سونا، نیند کرنا،

شرح:

یہ حدیث ما قبل حدیث کے ہم معنی ہے،

(۸۵۳) وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ: أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، فَيَغْدُوا مَعَهُ إِلَى السُّوقِ، قَالَ: فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوقِ، لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللَّهِ عَلَى سَقَاطٍ وَلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ، وَلَا مُسْكِينٍ، وَلَا أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ الطُّفَيْلُ: فَجِئْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا، فَاسْتَبَعْنِي إِلَى السُّوقِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا تَصْنَعُ بِالسُّوقِ، وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ، وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السَّلْعِ، وَلَا تَسُومُ بِهَا، وَلَا تَجْلِسُ فِي مَجَالِسِ السُّوقِ؟ وَأَقُولُ: اجْلِسْ بِنَا هَاهُنَا نَتَحَدَّثُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَطْنٍ - وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ - إِنَّمَا نَغْدُوا مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ، فَسَلِّمْ عَلَى مَنْ لَقِينَاهُ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جاتے تو وہ ان کو ساتھ لے کر بازار کی طرف چل پڑتے۔ راوی کہتے ہیں: جب ہم چل پڑتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جس روٹی فروش، دکاندار یا مسکین کے پاس سے گزرتے اس کو سلام کہتے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے ساتھ بازار چلنے کو کہا: میں نے عرض کیا: بازار جا کر کیا کریں گے؟ وہاں آپ نہ تو خریداری کے لئے رکتے ہیں نہ سامان کے متعلق پوچھتے ہیں، نہ بھاؤ کرتے ہیں اور نہ بازار کی مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہیں ہمارے پاس تشریف رکھیں۔ ہم باتیں کریں گے فرمایا: اے بڑے پیٹ والے! اور حضرت طفیل کا پیٹ بڑا تھا۔ ہم صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں ہم جس سے ملتے ہیں اس کو ہم سلام کہتے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

فَاسْتَبَعْنِي: پیچھے چلنے کو کہنا، از تبعاً، پیچھے چلنا،

شرح:

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارا بازار جانا بھی عبادت ہے کہ ہم وہاں عملی تبلیغ کے لیے جاتے

ہیں، سلام کی اشاعت کرنا لوگوں کو سلام کرنے کی عادت ڈالنا۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کو سنت کا عادی بنانا بھی بہترین عبادت ہے، علماء اگر لوگوں کے پاس جا کر انہیں تبلیغ کریں تو بہت ہی اچھا ہے، گھر بلا کر تبلیغ کرنا اور لوگوں کے گھر جا کر تبلیغ کرنا دونوں ہی سنت ہیں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 501)

۱۳۲- بَابُ كَيْفِيَّةِ السَّلَامِ

سلام کی کیفیت کا بیان

يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقُولَ الْمُتَبَدِّءُ بِالسَّلَامِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. فَيَأْتِ بِضَمِيرِ الْجَمْعِ، وَإِنْ كَانَ الْمُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَاحِدًا، وَيَقُولُ الْمُجِيبُ: وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَيَأْتِي بِوَاوِ الْعُطْفِ فِي قَوْلِهِ: وَعَلَيْكُمْ

مستحب یہ ہے کہ پہلے کہنے والا کہے: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ تو جمع ضمیر استعمال کرے خواہ جس کو وہ سلام کر رہا ہے ایک ہی ہو اور جواب دینے والا کہے: وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ اور اپنے قول وعلیکم میں واو عطف کا استعمال کرے۔

(۸۵۴) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَشْرُ" ثُمَّ جَاءَ آخَرُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: "عِشْرُونَ" ثُمَّ جَاءَ آخَرُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: "ثَلَاثُونَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: السلام علیکم۔ تو حضور ﷺ نے اس کا جواب دیا پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس (یعنی اس شخص کے لئے دس نیکیاں ثابت) ہو گئیں۔ پھر ایک شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پس وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: بیس (یعنی اس کو بیس نیکیاں ملیں گی) پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ نے سلام کا جواب دیا: سو وہ بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا: تیس (یعنی اس کو تیس نیکیاں ملیں گی)

تعارفِ راوی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

فَرَدَّ: از ردّاً بمعنی لوٹانا، پھیرنا، سلام کا جواب دینا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کو بھی سلام کرے تو علیکم جمع سے کہے کہ اس میں ان فرشتوں کو سلام ہو جاتا ہے جو انسان کے ساتھ رہتے ہیں محافظین اور کاتبین اعمال وغیرہم اگرچہ علیک واحد کہنا بھی جائز ہے۔
عشر فاعل ہے ثبت لہ پوشیدہ کا یا نائب فاعل ہے کتب فعل مجہول کا یعنی اس کو دس نیکیوں کا ثواب حاصل ہوا یا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی گئیں۔
معلوم ہوا کہ سلام کے ہر کلمہ پر دس نیکیاں ملتی ہیں جتنے کلمات زیادہ ہوں اتنی نیکیاں اسی حساب سے زیادہ ہوں گی جواب دینے والا زیادہ اچھا جواب دے یعنی سلام کے کلمات پر کچھ کلمات بڑھا کر جواب دے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 481)

(۸۵۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَذَا جَبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ" قَالَتْ: قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَهَكَذَا وَقَعَ فِي بَعْضِ رَوَايَاتِ الصَّحِيحَيْنِ: "وَبَرَكَاتُهُ" وَفِي بَعْضِهَا بِحَذْفِهَا، وَزِيَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: وعليہ السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ (متفق علیہ)
اور صحیحین کی بعض روایات میں لفظ "وبرکاتہ" بھی مروی ہے اور بعض میں اس کو حذف کیا گیا ہے۔ اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی بناء پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ جناب عائشہ صدیقہ سے افضل ہیں کہ جناب عائشہ کو تو جبریل امین نے سلام کیا اور جناب خدیجہ کو حضرت جبریل نے رب تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔ (مرقات، لمعات)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھتے تھے اور باوجودیکہ حضرت جبریل میرے گھر میں بلکہ میرے بستر میں میرے پاس ہی حضور انور کی خدمت میں آتے تھے مگر میں انہیں نہ دیکھتی تھی، نور کو دیکھنے کے لیے نور کی آنکھیں چاہئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو اگرچہ یہ کہنا افضل ہے کہ علیک وعلیہ السلام مگر یہ کہنا بھی درست ہے وعلیہ السلام۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 8، ص 428)

(۸۵۶) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کلام فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ لوگ آپ کی بات سمجھ سکیں اور جب کسی جماعت کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں سلام کہتے تو تین مرتبہ سلام کہتے تھے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

أَعَادَهَا: از، عادةً، دہرانا،

شرح:

لفظ سے مراد پوری بات ہے، یعنی مسائل بیان کرتے وقت ایک ایک مسئلہ تین تین بار فرماتے تاکہ لوگوں کے ذہن میں اتر جائے ہر کلام مراد نہیں۔

ایک سلام اجازت حاصل کرنے کا، دوسرا ملاقات کا، تیسرا رخصت کا، لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور بوقت ملاقات ایک سلام کرتے تھے کیونکہ وہاں صرف ملاقات کا سلام مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخلے کی اجازت کے لئے شور نہ مچائے، بہت دروازہ نہ پیٹے، بلکہ صرف یہ کہے السلام علیکم آ جاؤں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آنے اور

جانے والا سلام کرے اگرچہ بڑا ہو۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 206)

امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

وَهَذَا مَحْمُولٌ عَلَى مَا إِذَا كَانَ الْجَمْعُ كَثِيرًا

ترجمہ: اور یہ حکم اس صورت حال پر محمول ہے جب اجتماع زیادہ ہو۔

(۸۵۷) وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ، قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهُ مِنَ اللَّبَنِ، فَيَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَسِرُّمْ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اپنی طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے حصے کا دودھ رکھ دیتے تھے۔ آپ رات کو تشریف لاتے تو سلام کہتے یوں کہ آپ سونے والوں کو نہ جگاتے اور جو جاگ رہے ہوتے ان کو سلام کے الفاظ سناتے پس حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے اسی طرح سلام کہا جس طرح کہ آپ سلام کہا کرتے تھے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 395 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نَرْفَعُ: اِزْدَفَعًا، بِمَعْنَى اِثْهَانًا، لِيُنَازِلَ.

شرح:

کھانا کھانے والے، استنجا کرنے والے، سوتے ہوئے کو سلام کرنا منع ہے کیونکہ وہ جواب نہیں دے سکتے تو جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے اگر مردے نہ سنتے ہوتے تو قبرستان جاتے وقت انہیں سلام نہ کیا جاتا اور نماز میں حضور کو سلام نہ ہوتا۔

ضروری ہدایت: زندگی میں لوگوں کی سننے کی طاقت مختلف ہوتی ہے بعض قریب سے سنتے ہیں جیسے عام لوگ اور بعض دور سے بھی سن لیتے ہیں جیسے پیغمبر اور اولیاء۔ مرنے کے بعد یہ طاقت بڑھتی ہے گھنٹی نہیں لہذا عام مردوں کو ان کے قبرستان میں جا کر پکار سکتے ہیں دور سے نہیں لیکن انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دور سے بھی پکار سکتے ہیں کیونکہ وہ جب زندگی میں دور سے سنتے تھے تو بعد وفات بھی سنیں گے۔ لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہ سے سلام عرض کرو مگر دوسرے مردوں کو صرف قبر پر جا کر دور سے نہیں۔

دوسری ہدایت: اگرچہ مرنے کے بعد روح اپنے مقام پر رہتی ہے لیکن اس کا تعلق قبر سے ضرور رہتا ہے کہ عام مردوں کو قبر پر جا کر پکارا جاوے تو سنیں گے مگر اور جگہ سے نہیں۔ جیسے سونے والا آدمی کہ اس کی ایک روح نکل کر عالم میں سیر کرتی ہے لیکن اگر اس کے جسم کے پاس کھڑے ہو کر آواز دو تو سنے گی۔ دوسری جگہ سے نہیں سنتی۔

(مزید تفصیل کے لیے علم القرآن کا مطالعہ فرمائیں، ابوالاحمد غفرلہ)

(۸۵۸) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَغُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ، فَأَلْوَى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

وَهَذَا مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَمَعَ بَيْنَ اللَّفْظِ وَالْإِشَارَةِ، وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: فَسَلَّمَ عَلَيْنَا.

◀ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد میں سے گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی تو آپ نے انہیں سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ کیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اور یہ اس پر محمول ہے کہ آپ نے سلام اور اشارے کو جمع فرمایا اور اس کی تائید ابو داؤد کی وہ روایت کرتی ہے جس میں مروی ہے: اور آپ نے ہمیں سلام کیا۔

تعارفِ راوی:

اسماء بنت یزید: آپ مشہور صحابیہ انصاریہ ہیں، بڑی عالمہ عاقلہ عابدہ زاہدہ تھیں۔ (مرآة الناجح جلد ہفتم)

حل لغات:

غُصْبَةٌ: جماعت، اجتماع،

شرح:

اجنبی عورتوں کو سلام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے کہ وہاں فتنہ کا خطرہ نہیں، دوسرے مسلمان اجنبی عورتوں خصوصاً جوان عورتوں کو ہرگز سلام نہ کریں نہ ان کے سلام کا جواب دیں کہ یہ سلام عشق بلکہ بدکاری کی ابتداء بن سکتا ہے۔ (مرقات واضح) (مرآة الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 484)

(۸۵۹) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ

أُولَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ، وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِنَحْوِهِ وَقَالَ: ”حَدِيثٌ حَسَنٌ“ . وَقَدْ ذَكَرَ بَعْدَهُ .

◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہی شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔
ابوداؤد نے اس کو عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسی طرح ترمذی نے بھی روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور انہوں نے اس کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جس سے ملاقات ہوتی تو سلام میں پہل فرماتے۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی حب النبی، فصل فی خلقہ وخلقہ، الحدیث: ۰۳۴۱، ج ۲، ص ۵۵۱)

ایک مقام پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے دور ہو جاتا ہے۔

(شعب الایمان، باب فی مقاربتہ اهل الدین..... الخ، الحدیث: ۶۸۷۸، ج ۶، ص ۳۳۳)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ”جب دو مسلمان مرد ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے رفیق کو سلام کرتا ہے تو ان میں سے اللہ عز و جل کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے رفیق سے زیادہ گرم جوشی سے ملاقات کرتا ہے۔ پھر جب وہ مصافحہ کرتے ہیں تو ان پر سورتیں نازل ہوتی ہیں ان میں سے نوے رحمتیں سلام میں پہل کرنے والے کے لئے اور دس مصافحہ میں پہل کرنے والے کے لئے ہیں۔“

(مسند ابی یزید، رقم: ۰۳۸، ج ۱، ص ۷۳۳)

(۸۶۰) وَعَنْ أَبِي جُرَيْجٍ الْهَجَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ: ”لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ ؛ فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ . نَعِيَّةُ الْمَوْتَى“

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: ”حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ“، وَقَدْ سَبَقَ بِطَوِيلِهِ .

◀ حضرت ابی جریجی انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا

اور میں نے عرض کیا: عَلَیْكَ السَّلَام یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: عَلَیْكَ السَّلَام نہ کہو، کیونکہ یہ مردوں کا سلام ہے۔

یہ حدیث طوالت کے ساتھ پہلے بیان ہو چکی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو جری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 799 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

تَحِيَّةٌ: سلام، تحفہ،

شرح: شہدائے کرام کے مزارات پر سلام کا طریقہ:

شہدائے کرام رحمہم اللہ کے مزاراتِ طاہرات کی زیارت کے وقت اس طرح سلام عرض کیجئے: سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ: ترجمہ: تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے بدلے، پس آخرت کیا ہی اچھا گھر ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۵۳)

۱۳۳- بَابُ آدَابِ السَّلَامِ

سلام کے آداب کا بیان

(۸۶۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يُسَلِّمُ الرَّائِكُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: "وَالصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ" .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرنے پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔ (متفق علیہ)
اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الرَّايِبُ: از رکوباً، سوار ہونا، چڑھنا۔

شرح:

یعنی جب سوار اور پیدل مسلمان ملیں تو پیدل کو سوار سلام کرے کیونکہ سوار پیدل سے اعلیٰ حالت میں ہے اور سلام میں اظہارِ عجز و نیاز ہے اس لیے وہ ہی اظہارِ نیاز کرے جو بظاہر افضل ہے مگر یہ افضلیت کا ذکر ہے اس کے برعکس بھی جائز ہے۔

اور جب کوئی شخص کسی بیٹھے ہوئے شخص کے پاس یا مجمع میں آوے یا ان پر سے گزرے تو وہ مجمع والے اس کو سلام نہ کریں بلکہ یہ آنے والا سلام کرے کہ ملاقات یہ کر رہا ہے اس بیٹھے سے کر رہا ہے اور سلام ملاقات کرنے والے کے لیے ہے۔

اور جب دوطرفہ مسلمان آرہے ہوں اور دونوں یکساں حالت میں ہوں کہ یا دونوں سوار ہوں یا دونوں پیادہ ہوں تو قانون یہ ہے کہ تھوڑے آدمی بہت سوں کو سلام کریں تاکہ چھوٹی جماعت بڑی جماعت کا احترام کرے ممکن ہے کہ اس بڑی جماعت میں اللہ والے زیادہ ہوں بڑی جماعت کا بڑا احترام ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 469)

(۸۶۲) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ صَدِّقِ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمُ السَّلَامُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ يَسْنَادٍ جَيِّدٍ .

وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ

بِالسَّلَامِ؟ قَالَ: "أَوَّلَاهُمَا بِاللَّهِ تَعَالَى" قَالَ التِّرْمِذِيُّ: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ" .

◀ حضرت ابو امامہ صدیق بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی شخص ہے جو ان میں سلام میں پہل کرے۔

ابوداؤد نے اس کو عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ عرض

کیا گیا: یا رسول اللہ! دو آدمی آپس میں ملیں تو کون پہلے سلام کرے۔ فرمایا: جو ان میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ

قریب ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو امامہ صدیق بن عجلان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

بدأ: از، ابتداء، بمعنی پہلے کرنا، شروع کرنا، پیدا کرنا، ابتداء کرنا،

شرح:

اس کی شرح حدیث نمبر: 859 کے تحت ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

۱۳۴- بَابُ اسْتِحْبَابِ إِعَادَةِ السَّلَامِ عَلَى مَنْ تَكَرَّرَ لِقَاؤُهُ عَلَى قُرْبٍ بَانَ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ، أَوْ حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا

تھوڑی دیر میں اگر دوبار ملاقات ہو مثلاً اندر داخل ہو پھر باہر نکلے اور ساتھ ہی پھر اندر داخل ہو یا ان کے درمیان درخت حائل ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں دوبار سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۸۶۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ الْمُسَيِّءِ صَلَّاهُ: أَنَّهُ جَاءَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: "ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز بھول جانے والے آدمی کی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز ٹھیک نہیں پڑھی۔ تب وہ شخص لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی پھر آیا تو اس سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا حتیٰ کہ اس نے یہ فعل تین مرتبہ کیا۔ (متفق علیہ)

(۸۶۳) وَعَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ، أَوْ جِدَارٌ، أَوْ حَجَرٌ، ثُمَّ لَقِيَهُ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو اور پھر وہ اس سے ملے تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔ (ابوداؤد)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

حَالَتْ: از حَوْلًا، بمعنی درمیان میں آنا، حائل ہونا،

شرح:

بھائی سے مراد اسلامی بھائی ہے خواہ اپنا عزیز ہو یا اجنبی۔ بھائی فرما کر اشارۃً فرمایا کہ اجنبی عورت کو سلام نہ کرے۔ یعنی ملاقات کا سلام غائب ہونے کے بعد ملنے پر ہوگا غائب ہونا اگرچہ معمولی ہی ہو ذرا سی آڑ درمیان میں آگئی ہے غائب ہونا پالیا گیا اب ملنا ملاقات ہے سلام کرو، بلکہ حکمی غائب ہونے کے بعد بھی سلام سنت ہے اس لیے نماز ختم ہونے پر سلام کیا جاتا ہے اس سلام میں نمازی ایک دوسرے کی نیت کریں کیونکہ نمازی بحالت نماز ایک دوسرے سے حکماً غائب تھے اب عالم بالا کی سیر کر کے آرہے ہیں لہذا سلام کرتے ہیں۔ بعد نماز فجر بعض لوگ مصافحہ کرتے ہیں اس کی وجہ بھی یہ ہی ہے کہ مصافحہ بوقت ملاقات ہوتا ہے اور یہ بھی وقت ملاقات ہے۔ خیال رہے کہ یہاں وہ حالات مراد ہیں جن میں سلام ممنوع نہ ہو لہذا جو پیشاب پاخانہ یا جماع میں مشغول ہو یا سو رہا ہو، اونگھ رہا ہو یا نماز یا اذان میں مشغول ہو یا غسل خانہ میں ہو، کھانا کھا رہا ہو لقمہ منہ میں ہو یا تلاوت قرآن کر رہا ہو یا دینی درس دے رہا ہو یا سن رہا ہو اسے سلام نہ کرے، اگر کرے گا تو اس کا جواب دینا لازم نہ ہوگا۔ (مرقات) یوں ہی جمعہ کے دن خطبہ کے وقت سلام ممنوع ہے۔ (مرآۃ السانج فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 487)

۱۳۵- بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ

جب اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرنا مستحب ہے

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾

(النور: 61)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کر دیتے وقت کہ اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک

پاکیزہ۔
تشریح:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے فرمایا ہے اے انس! کامل وضو کرو تمہاری عمر بڑھے گی۔ جو میرا امتی ملے سلام کرو نیکیاں بڑھیں گی، گھر میں سلام کر کے جایا کرو گھر کی خیریت بڑھے گی۔ ضحیٰ کی نماز پڑھتے رہو تم سے اگلے لوگ جو اللہ والے بن گئے تھے ان کا یہی طریقہ تھا۔ اے انس! چھوٹوں پر رحم کرو بڑوں کی عزت و توقیر کرو تو قیامت کے دن میرا ساتھی ہو گے۔ (ابن عدی فی الکامل 382/5، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۸۶۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا بُنَيَّ، إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ، فَسَلِّمْ، يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ، وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کر یہ تیرے لئے بھی اور تیرے گھر کے لئے بھی باعث برکت ہوگا۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

گھر میں اپنے ماں باپ یا بیوی بچے ہوں بہر حال سلام کر کے داخل ہو اس سے گھر میں اتفاق اور روزی میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ بہت ہی مجرب ہے، فقیر اس کا عامل ہے اور اس کی بہت برکتیں دیکھتا ہے۔

(مرآۃ السانج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 489)

۱۳۶- بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

بچوں کو سلام کرنے کا بیان

(۸۶۶) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے اور انہوں نے انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ رسول کریم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

مَرَّ: اُز، مَرَّ، و مَرُورًا، بمعنی گزرنا، جانا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ اگر گزرنے والا بڑا ہو اور بیٹھا ہوا چھوٹا یا گزرنے والا ایک ہو اور بیٹھے ہوئے بچے زیادہ تو گزرنے والا اور تھوڑی جماعت والا سلام کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ چھوٹے بچے جو سمجھدار ہوں انہیں بھی سلام کیا جاوے، اگر کسی جماعت میں چھوٹے بڑے مخلوط ہوں اور انہیں کوئی سلام کرے بچہ جواب دے دے تو سب کا فرض ادا ہو جائے گا جیسا کہ اگر بچہ نماز جنازہ پڑھ لے تو فرض ادا ہوگا۔ اجنبیہ جوان حسینہ عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے، اپنی محرم عورت یا بیوی یا بوڑھی عورت کو سلام کرنا بالکل جائز ہے، یہ ہی حکم جواب سلام کا ہے اجنبیہ عورت اجنبی مرد کے سلام کا جواب نہ دے، یہ اجنبی اس عورت کے سلام کا جواب دیدے، یہ مسائل کتب فقہ اور مرقات میں اسی جگہ دیکھو۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 471)

۱۳۷- بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلَى زَوْجَتِهِ وَالْمَرَأَةِ مِنْ مَّحَارِمِهِ وَعَلَى أَجْنَبِيَّةٍ وَأَجْنَبِيَّاتٍ لَا يَخَافُ الْفِتْنَةَ بِهِنَّ وَسَلَامِيَهُنَّ بِهَذَا الشَّرْطِ

مرد کا اپنی زوجہ کو اور عورت کا اپنے محرموں کو سلام کرنا اور اجنبی عورت یا عورتوں کو سلام کرنا جب کہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو اسی طرح اس شرط کے ساتھ عورتوں کا اجنبی مردوں کو سلام کرنا

(۸۶۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ - وَلِي رِوَايَةٌ: كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ - تَأْخُذُ مِنْ أَصُولِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي الْقَدْرِ، وَتُكْرِكُ حَبَابَ مِنْ شَعِيرٍ، فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ، وَانْصَرَفْنَا، نُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَتَقْدِمُهُ إِلَيْنَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَوْلُهُ: "نُكْرُكْرُ" أَيْ: تَطْعَنُ .

◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک عورت تھی اور ایک روایت میں ہے: ہماری ایک بڑھیا تھی۔ وہ چقندر کی جڑیں لے کر ان کو ہنڈیا میں ڈال دیتی اور جو کے کچھ دانے پس لیتی۔ جب ہم جمرہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم لوٹتے پس اس بڑھیا کو سلام کرتے تو وہ بڑھیا ہمیں کھانا کھلاتی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: ۱۷۷ کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

نکْرُکْرُ: یعنی پیستی تھی۔

شرح:

مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔

"(الفتاویٰ الحامیہ"، کتاب الطہر والاباحہ، فصل فی التبیح..... الخ، ج ۲، ص ۷۷۳.....)

(۸۶۸) وَعَنْ أُمِّ هَانِيٍّ فَاخْتَتَ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ يَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ . . . وَذَكَرَتِ الْحَدِيثَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پوری حدیث بیان کی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

آپ کا نام فاختہ یا عاتکہ ہے، علی مرتضیٰ کی حقیقی بہن ہیں، آپ کے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تھی، ہُبَیْرَہ ابن ابی وہب کی زوجیت میں تھیں، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام دیا مگر نکاح نہیں ہوسکا، فتح مکہ کے دن ایمان لائیں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۰ھ کے بعد وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المغلہ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الالف، فصل فی الصحابہ "مرآۃ الناجح جلد اول)

حل لغات:

تَسْتَوُّهُ: از سترا، کسی چیز کو چھپانا، پردہ کرنا، ڈھانکنا۔

شرح:

فتح مکہ کے دن جب حضور انور سب کو امان دے کر فارغ ہو چکے تھے غسل فرما رہے تھے۔ اس طرح کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تہبند شریف باندھ کر غسل فرما رہے تھے، چونکہ غسل خانہ میں نہ تھے اس لیے جناب فاطمہ کپڑا تانے سامنے کھڑی تھیں، یہ کپڑا غسل خانہ کی دیوار کی طرح آڑ کا کام دے رہا تھا، غسل خانہ میں بھی تہبند باندھ کر غسل کرنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا فاطمہ زہرا کو کیونکہ جو تہبند باندھے غسل کر رہا ہو اسے سلام کرنا جائز ہے، ہاں ننگے بدن نہانے والے کو سلام نہ کرے کہ ننگا آدمی جواب سلام نہیں دے سکتا اس لیے پیشاب پاخانہ استنجاء کرنے والے کو سلام کرنا منع ہے وہ ننگا ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 870)

(۸۶۹) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ"، وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ.

وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ، فَأَلْوَى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ.

◀ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہم عورتوں کی جماعت کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کیا۔

یہ عبارت ابوداؤد کی ہے اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد سے گزرے تو آپ ﷺ نے سلام کے ساتھ ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔

تعارفِ راوی:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 858 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

نِسْوَةٌ: عورتیں

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 858 کے تحت گزر چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

۱۳۸- بَابُ تَحْرِيمِ اِيتِدَائِنَا الْكَافِرَ بِالسَّلَامِ وَكَيْفِيَّةِ الرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلَى اَهْلِ مَجْلِسٍ فِيهِمْ مُسْلِمُونَ وَكُفَّارٌ

کافروں کو پہلے سلام کرنے کی حرمت ان کے سلام کے جواب کی کیفیت اور جس مجلس میں

مسلمان اور کفار سبھی ہوں ان کو سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۸۷۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تَبْدَأُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ، فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَضِيقِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور اگر ان میں سے کسی کو راستے میں ملو تو اس کو تنگ راستے کی طرف جانے پر مجبور کر دو۔

(مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فَاضْطَرُّوهُ: از اضطراراً، بمعنی مجبور کرنا،

شرح:

سارے کفار کا یہی حکم ہے ذمی ہوں یا حربی کہ ان کو مسلمان بلا ضرورت سلام نہ کرے کہ سلام میں اظہار احترام ہے اور کفار کا احترام درست نہیں، مرتدین بد مذہبوں کا حکم بھی یہی ہے ضرورت کے احکام جدا گانہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات) اور مسلمان راستہ میں اس طرح ہجوم کر کے چلیں کہ ذمی کفار کنارہ پر چلنے پر مجبور ہو جائیں اسلام کی شان ظاہر کرنے کے لیے بشرطیکہ کنارہ راہ پر غار یا خار نہ ہوں، انہیں غار یا خار میں پھنسا دینا ان کو ایذا دینا ہے اور ذمی کافر کو ایذا دینا ممنوع ہے۔ (مرقات) مستامن کفار اگر ہمارے مہمان بن جائیں یا ان کو بلایا جاوے تو ان کا مہمان کفار کی خاطر ہے۔ خیال رہے کہ اس زمانہ میں کفار بھی مسلمانوں سے ایسا بلکہ اس سے بدتر سلوک کرتے تھے۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 472)

(۸۷۱) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی اہل کتاب تم کو سلام کرے تو تم صرف یہ کہو: وعلیکم۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

وعلیکم کہہ دے یا پھر السَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی"۔ کہہ دے۔

(۸۷۲) وَعَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ - عَبْدَةَ الْأَوْثَانِ - وَالْيَهُودِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہودی بھی تھے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کو سلام کیا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

أَخْلَاطٌ: ملی جلی قسمیں، از خلطاً ملاناً،

شرح:

معلوم ہوا کہ مخلوط جماعت جہاں مسلمان کفار ملے ہوئے بیٹھے ہوں وہاں سے گزرنے والا مسلمان سلام کرے اور اپنے سلام سے مسلمانوں کی نیت کرے اور جب کسی کافر کو خط لکھے تو یوں لکھے "السَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی"۔ یہاں امۃ الممعات نے فرمایا کہ ایسی مجلس پر گزرنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے "السَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی"۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 476)

۱۳۹- بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلُسَاءَهُ أَوْ جَلِيسَهُ

مجلس سے اٹھتے یا ہم نشینوں سے علیحدہ ہوتے وقت سلام کرنے کے استحباب کا بیان
(۸۷۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا
انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيَسَلِّمْ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيَسَلِّمْ، فَلَيْسَتْ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ
الْآخِرَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی
شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھنے کا ارادہ کرے تو بھی سلام کرے اور پہلے سلام کا استحقاق دوسرے
سے زیادہ نہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے

(۱) معلوم ہوا کہ آنے والا سلام کرے بیٹھے ہوؤں کو۔

(۲) اگر وہاں بیٹھنا نہ بھی ہو صرف گزر جانا ہو جب بھی سلام کرے اور اگر بیٹھنا ہو تب بھی سلام کرے۔

(۳) معلوم ہوا کہ راہ گیر یعنی گزرنے والا صرف ایک سلام کرے اور جو مجلس میں کچھ دیر ٹھہرے وہ دو سلام کرے

ایک آنے کا دوسرا جانے کا۔

(۴) یعنی سلام لقا اور سلام وداع دونوں سنت ہونے میں برابر ہیں ایک کو دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں لہذا یہ

دونوں سلام سنت ہیں اور ان کے جواب فرض۔

۱۴۰- بَابُ الْأَسْتِثْذَانِ وَآدَابِهِ

اجازت لینے اور اس کے آداب کا بیان

استیذان بنا ہے اذن سے، اذن کے معنی علم بھی ہیں اور اباحت و اجازت بھی۔ استیذان کے معنی ہیں اجازت

داخلہ حاصل کرنا یا یہ علم حاصل کرنا کہ مجھے اس جگہ جانا درست ہے، کسی کے گھر میں جاتے وقت اس سے اجازت مانگنا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کہے السلام علیکم کیا میں آ سکتا ہوں یہ سلام بھی استیذان کا ہے۔ (امید، مرقات، لغات) وہ جو آتا ہے کہ السلام قبل الکلام وہاں سلام سے مراد سلام تحیۃ ہے جو ملاقات کے وقت ہوتا ہے یہ سلام استیذان ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا﴾ (النور: 27)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

(النور: 59)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔

(۸۷۴) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَالْأُفْرَجُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین مرتبہ اجازت طلب کیا کرو اور اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

الاسْتِئْذَانُ: اجازت چاہنا، اجازت طلب کرنا۔

شرح:

اس لیے کہ گھر والا پہلے سلام پر تو پہچانے کون ہے، دوسرے سلام پر غور کرے کہ اسے اجازت دوں یا نہ دوں،

تیسرے سلام پر اجازت دے یا نہ دے ان تین سلاموں میں یہ حکمت ہے۔

(مرآة السانج فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 504)

(۸۷۵) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّمَا جُعِلَ الْأَسْتِثْدَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اجازت طلب کرنے کا حکم (اندر گھر میں) نظر (پڑنے) کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

(۸۷۶) وَعَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ، فَقَالَ: ءَ الْجُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ: "أُخْرِجْ إِلَي هَذَا فَعَلِمَهُ الْأَسْتِثْدَانُ، فَقُلْ لَهُ: قُل: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَ أَذْخُلُ؟" فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَ أَذْخُلُ؟ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

◀ حضرت ربیع بن حراش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں بنو عامر کے ایک شخص نے یہ بات بتائی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی۔ آپ گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے عرض کیا: کیا میں داخل ہو جاؤں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا: باہر اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ۔ اس سے کہو کہ کہے: السلام علیکم! کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو اس نے حضور ﷺ کا یہ فرمان سن لیا اور عرض کی: السلام علیکم! کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے اس کو اجازت دی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

تعارفِ راوی:

ربیع بن خراش: بن جحش بن عمرو بن عبد اللہ العبسی ثم الکونی، آپ کی کنیت ابوالمریم ہے،

(الاصابة فی تمیز الصحابة، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۲، حرف الراء، ص ۲۳۶)

حکم حدیث:

ابوداؤد نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

آلَجُ: از، ولو جَاءَ، بمعنی گھر میں داخل ہونا،

شرح:

اجازت طلب کرو یعنی بتا کر آؤ اس اجازت میں یہ آسانی ہے کہ صرف کھانس دینا، پاؤں کی آہٹ کر دینا، کنڈی بجا دینا، مٹھا کر دینا کافی ہوگا باقاعدہ سلام کر کے اجازت لینا ضروری نہ ہوگا۔ (مرقات) کسی طرح اپنی آمد کی اطلاع کافی ہوگی۔ (مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 511)

(۸۷۷) عَنْ كِلْسَةَ بْنِ الْحَنْبَلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ارْجِعْ فَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَاذْخُلُ؟" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں اندر داخل ہوا اور سلام عرض نہ کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: واپس لوٹ جاؤ اور کہو: السلام علیکم، کیا میں داخل ہو سکتا ہوں۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

کلدہ ابن حنبل: آپ اسلمی ہیں، عفوان ابن امیہ کے سوتیلے بھائی ہیں، آپ کو عبدالمعمر ابن حبیب نے یمن کے سوق عکاظ سے خریدا انہیں حلیف بنایا وفات تک مکہ معظمہ میں رہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الکاف، فصل فی الصحابہ، مرآة المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

ارْجِعْ: از رجوعاً بمعنی واپس آنا، لوٹنا۔

شرح:

یہ عمل اس لیے فرمایا تا کہ انہیں یاد رہے اور آئندہ ایسی غلطی نہ کریں۔ جو شخص ہمارے گھر میں بغیر سلام آئے اسے پھر باہر بھیجو اور کہو کہ دوبارہ سلام کر کے آؤ ان شاء اللہ ایک دفعہ کے عمل سے اسے سلام کی عادت پڑ جاوے گی۔

(مرآة المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 508)

۱۴۱- بَابُ بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ إِذَا قِيلَ لِلْمُسْتَأْذِنِ: مَنْ أَنْتَ؟ أَنْ يَقُولَ: فَلَانٌ، فَيُسَمَّى نَفْسَهُ بِمَا يُعْرَفُ بِهِ مِنْ أَسْمٍ أَوْ كُنْيَةٍ وَكَرَاهَةِ قَوْلِهِ: "أَنَا" وَنَحْوَهَا

اجازت طلب کرنے والے سے اگر کہا جائے کہ کون؟ تو سنت یہ ہے کہ وہ اپنا نام یا کنیت وغیرہ بتائے جس سے وہ مشہور ہے اور "میں" وغیرہ کہنا مکروہ ہے

(۸۷۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الْمَشْهُورِ فِي الْأَسْرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثُمَّ صَعِدَ بَنِي جَبْرِيلَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جَبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، ثُمَّ صَعِدَ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جَبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ وَالثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ وَسَائِرُهُنَّ وَيُقَالُ فِي بَابِ كُلِّ سَمَاءٍ: مَنْ هَذَا؟ فَيَقُولُ: جَبْرِيلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی معراج والی مشہور حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر آسمان دنیا کی طرف لے گئے۔ انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو کہا گیا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبریل۔ کہا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ)۔ پھر وہ مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے گئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا: کہا گیا: کون؟ کہا: جبریل۔ کہا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ) اسی طرح تیسرے اور چوتھے آسمان پر ہر آسمان کے دروازے پر کہا جاتا: کون ہے؟ تو وہ کہتے: جبریل۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

الْأَسْرَاءُ: رات میں چلنا، رات کو سفر کرنا۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی پہچان کے لیے پوچھے کہ کون ہو تو اس کو اپنے مشہور نام بتانا چاہیے اگر کنیت مشہور ہو تو وہ ذکر کرے اگر نام مشہور ہو تو وہ ذکر کرے یعنی ایسا نام بتانا چاہیے جو لوگوں میں مشہور و معروف ہے۔

(۸۷۹) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَخَدَهُ، فَبَجَعْتُ أَمْسِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ، فَالْتَفَتَ فَرَانِي، فَقَالَ: "مَنْ هَذَا؟" فَقُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا چل رہے ہیں۔ میں نے بھی چاند کے سائے میں چلنا شروع کر دیا۔ پس حضور ﷺ متوجہ ہوئے مجھے دیکھا تو فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: ابوذر۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فَالْتَفَتَ: از التفاتاً، بمعنی دائیں یا بائیں مڑنا، چہرا پھیرنا۔

شرح:

فَقُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ، میں نے کہا میں ابوذر ہوں لیکن نسخہ میں اس کے آگے یہ الفاظ بھی ہیں کہ "فجعلني الله فداك" اللہ مجھے آپ ﷺ پر قربان کر دے۔ معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ پر قربان ہونے کے نعرے دور صحابہ سے ہی چلتے آرہے ہیں اور آج الحمد للہ اہل سنت و جماعت کے پاس نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی یہ عمدہ میراث موجود ہے فالحمد للہ کثیراً، معلوم ہوا کہ آنے والا پوچھنے پر اپنا نام لے صرف میں نہ کہہ دے کہ میں یا ہم سب ہیں، کیونکہ ایسے الفاظ کے ساتھ پہچان نہیں ہوتی۔

(۸۸۰) وَعَنْ أُمِّ هَانِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ، فَقَالَ: "مَنْ هَذِهِ؟" فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِيٍّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ام ہانی ہوں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ام ہانی فاخہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 868 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ابھی حدیث نمبر: 868 کے تحت ہوئی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)
(۸۸۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: "مَنْ هَذَا؟" فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: "أَنَا، أَنَا!" كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں۔ آپ نے فرمایا: میں، میں، گویا کہ آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ (متفق علیہ)

۱۴۲- بَابُ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى وَكَرَاهِيَةِ تَشْمِيتِهِ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ تَعَالَى وَبَيَانِ آدَابِ التَّشْمِيتِ وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ
چھینکنے والا اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو یَرَحْمُکَ اللّٰہ کہنے کے مستحب ہونے اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے تو یَرَحْمُکَ اللّٰہ کہنے کے مکروہ ہونے اور چھینک مارنے اور چھینک کا جواب دینے اور جمائی لینے کے آداب کا بیان

عطاس مصدر ہے عطیہ کا عطیہ کے معنی ہیں چھینک تو عطاس کے معنی ہوئے چھینکنا اور تثاؤب مصدر ہے ثوباء کا ثوباء کے معنی ہیں سستی، تثاؤب کے معنی ہیں سستی کا طاری ہونا۔ اصطلاح میں جمائی کو تثاؤب کہتے ہیں کہ اس میں سستی ظاہر ہوئی ہے، تثاؤب مہوز عین ہے نہ کہ اجوف یہ ہی قوی ہے۔

(۸۸۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرَحْمُكَ اللَّهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُرِدْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینکنے کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے: پس جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو ہر وہ مسلمان جو سن رہا ہو اس

کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے لئے یَرْحَمَكَ اللَّهُ کہے اور رہی جمائی تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ سو جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آئے تو وہ حتی المقدور اس کو روکنے کی کوشش کرے، کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

الْعَطَاسُ، : چھینکنے والا، از، عطسا چھینکنا۔

شرح:

چھینک سے دماغ صاف ہوتا ہے، چھینک آنے سے دماغ ہلکا ہو جاتا ہے، طبیعت کھل جاتی ہے جس سے عبادات پر زیادہ قدرت ہوتی ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ زکام آ کر خیریت سے گزر جاوے تو بہت بیماریوں کا دفعیہ ہے۔ اور جمائی سستی کی علامت ہے اس سے جسم میں جمود طاری ہوتا ہے، چھینک رب کو پسند ہے جمائی شیطان کو پسند اس لیے حضرات انبیاء کرام کو جمائی کبھی نہیں آتی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ چھینک کا جواب دینا فرض ہے وہ اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ فرمایا گیا تھا۔ عام علماء اسے سنت کہتے ہیں، فرض والوں میں بعض لوگ اسے فرض عین کہتے ہیں، بعض فرض کفایہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھینکنے والا الحمد للہ بلند آواز سے کہے تاکہ لوگ سن سکیں اور صرف سننے والے پر جواب ہے نہ سننے والے پر کچھ نہیں۔ جواب چھینک کے متعلق علماء کا بڑا اختلاف ہے حق یہ ہے کہ اس کا جواب سنت علی العین ہے کہ ہر سننے والا جواب دے، یہاں حق بمعنی واجب یا لازم نہیں بلکہ بمعنی استحقاق ہے جیسے فرمایا گیا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں مریض کی عیادت کرنا، جنازہ میں شرکت کرنا وغیرہ۔

جہائی شیطان سے ہے یعنی شیطان کے اثر سے جمائی آتی ہے وہ اس سے خوش ہوتا ہے ہاہ کرنے پر وہ ہنستا ہے اسی لیے حضرات انبیاء کرام کو جمائی کبھی نہیں آئی جیسے کہ انہیں احتلام نہیں ہوتا کہ یہ شیطانی چیزیں ہیں۔ (مرقات)

جمائی دفع کرنے کی تین تدبیریں ہیں: جب جمائی آنے لگے تو ناک سے زور سے سانس نکال دے۔ جب جمائی آنے لگے تو نیچا ہونٹ دانتوں میں دبائے۔ جب جمائی آنے لگے تو یہ خیال کرے کہ حضرات انبیاء کرام کو جمائی نہیں آتی۔

جمائی پر شیطان ہنستا ہے یعنی جب کوئی جمائی میں منہ پھیلاتا ہے اور ہاہ کہتا ہے تو شیطان خوب ٹھٹھہ مار کر ہنستا ہے

کہ میں نے اسے پاگل بنا دیا اپنا اثر اس پر کر لیا۔

یہ حدیث بہت اسنادوں سے مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض آوازوں سے شیطان بھاگتا ہے، بعض آوازوں سے وہ خوش ہوتا ہے، اللہ کے ذکر کی آواز سے اسے تکلیف ہوتی ہے جمائی کی آواز سے وہ ہنستا ہے گانے باجے کی آواز پر وہ خوشی سے ناچتا ہوگا لہذا بری آوازوں سے بچو۔

(مرآۃ السانجی فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 569)

(۸۸۳) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ. فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيْكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بِالْكُفْمِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سنا: جب تم میں سے کوئی شخص چھینک مارے تو "الْحَمْدُ لِلَّهِ" کہے تو اس کا بھائی یا دوست کہے: "يَرْحَمُكَ اللَّهُ" اور جب اس کا بھائی "يَرْحَمُكَ اللَّهُ" کہے تو وہ کہے: "يَهْدِيْكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بِالْكُفْمِ" (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

بَالْكُفْمِ: البال، بھٹنی دل،

شرح:

چونکہ چھینک اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لہذا اس پر اللہ کی حمد کرنی چاہیے، چونکہ اس حمد سے اس نے اللہ کی نعمت کی قدر کی لہذا سننے والے نے اسے دعا دی یَرْحَمُكَ اللَّهُ، چونکہ اس دعا دینے والے نے اس پر احسان کیا لہذا احسان کا بدلہ احسان سے کرتے ہوئے یہ پھر اسے دعا دے اور کہے یہ ہدیٰ کم اللہ غرض کہ ان ذکروں کے ایر پھیر میں عجیب حکمت ہے۔ (مرآۃ السانجی فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 570)

(۸۸۳) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ فَشَمِتُوهُ، فَإِنْ لَمْ يَحْمِدِ اللَّهَ فَلَا تُشَمِتُوهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جب تم میں

سے کوئی شخص چھینک مارے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو تم اس کے لئے ”یَرْحَمُکَ اللّٰہ“ کہو اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے تو تم (اس کے جواب میں) ”یَرْحَمُکَ اللّٰہ“ نہ کہو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ نہی ممانعت کے لیے ہے لہذا ایسے شخص کو جواب دینا گناہ ہے، بعض فرماتے ہیں کہ نہی سبک کی نفی کے لیے ہے یعنی ایسے کو جواب دینا سنت نہیں مگر گناہ بھی نہیں مگر یہ بات یقینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کو جواب نہیں دیا لہذا جواب نہ دینا ہی سنت ہے۔ (امجدہ) خیال رہے کہ عدم فعل سنت نہیں ہوتا بلکہ ترک فعل سنت ہوتا ہے عدم اور ترک میں بڑا فرق ہے۔ عدم زنا پر ثواب نہیں بلکہ ترک گناہ پر ثواب ہے، جب کسی کام کا باعث موجود ہو پھر کام نہ کیا جاوے وہ ترک ہے اور مطلقاً کوئی کام نہ کرنا عدم فعل ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 572)

(۸۸۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَمَّتْ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ، فَقَالَ الَّذِي لَمْ يُشَمِّتْهُ: عَطَسَ فَلَانٌ فَشَمَّتْهُ، رَعَطْتُ فَلَمْ تُشَمِّتْنِي؟ فَقَالَ: ”هَذَا حَمْدُ اللَّهِ، وَإِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللَّهَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے چھینک ماری۔ آپ نے ایک کے لئے ”یَرْحَمُکَ اللّٰہ“ کہا اور دوسرے کے لئے نہیں جس کے لئے آپ نے ”یَرْحَمُکَ اللّٰہ“ نہیں فرمایا تھا اس نے عرض کیا: فلاں شخص نے چھینک ماری تو آپ نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ فرمایا، اور میں نے چھینک ماری تو آپ نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ نہیں فرمایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تھا اور تو نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہیں کہا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

چھینک کے جواب کو تشمیت کہتے ہیں یہ بنا ہے شمت سے بمعنی آزار و مصیبت یا لوگوں کا طعنہ۔ اس سے ہے شامت اعداء باب تفعیل سلب کے لیے ہے لہذا اس کے معنی ہوئے ہوئے مصیبت دور کرنا یعنی دعا دینا دعاء خیر کو تشمیت اسے

لیے کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ چھینکنے والے کا جواب جب دیا جاوے جب وہ الحمد للہ کہے اور یہ سننے بھی ایک شخص نے دیوار کے پیچھے چھینک لی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یرحمک اللہ ان حمدت اللہ اگر تو نے رب کی حمد کی ہو تو خدا تجھ پر رحم کرے اگر اکیلا آدمی چھینک لے اور الحمد للہ کہے کوئی جواب دینے والے نہ ہو تو خود ہی کہہ لے یغفر اللہ لی ولکم کیونکہ فرشتے اس کی چھینک کا جواب دیتے ہیں یہ ان کی نیت سے یہ دعا کرے جیسے نماز کے سلام میں فرشتوں کی نیت کرے اگر اکیلا ہو۔ (مرقات)

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 571)

(۸۸۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ، وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ. شَكََّ الرَّاَوِي. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو چھینک آتی تو آپ اپنا ہاتھ مبارک یا کپڑا منہ پر رکھتے اور اس طرح چھینکتے کہ آواز کو آہستہ کرتے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

وَخَفَضَ: از خفضاً، بمعنی پست کرنا،

الصوت: آواز،

غَضَّ: از غَضاً، بمعنی پست نگاہ یا آواز۔

شرح:

چھینک کے وقت اپنا پورا چہرہ یا پورا منہ کپڑے یا ہاتھ سے ڈھانپ لینا سنت ہے کہ اس سے رطوبت کی چھینٹیں نہ اوڑھیں اور اپنے یا دوسرے کے کپڑے خراب نہ ہوں گے اور چھینک کی آواز حتی الامکان پست کرنا بھی سنت ہے کہ یہ آواز بلند ہو تو بری معلوم ہوتی ہے لوگ اچھل پڑتے ہیں، چھینک کی آواز آہستہ نکلے الحمد کی آواز بلند ہو۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 575)

(۸۸۷) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ الْيَهُودُ يَتَعَاطَسُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَرْجُونَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ: يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ، فَيَقُولُ: "يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں چھینک مارتے تھے اور امید رکھتے تھے کہ آپ ﷺ ان کے لیے یَرْحَمُكَ اللَّهُ فرمائیں گے، لیکن حضور ﷺ یہ فرماتے: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ یہود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقبول الدعاء اللہ کا محبوب جانتے تھے اس لیے آپ کی دعا لینے کی کوشش کرتے تھے مگر ایمان نہ لاتے تھے حضور سے دعا لینے کی ترکیب ایمان لانا اور نیک اعمال کرنا ہے خصوصاً نماز تہجد کی پابندی کرنا۔ دوسرے یہ کہ کفار کے لیے دعاء مغفرت دعاء رحمت کرنا ممنوع ہے انہیں دعاء سے ہدایت کرے، رحمت مغفرت صرف مسلمانوں کے لیے ہے ہدایت کفار کو بھی مل سکتی ہے کہ وہ ہدایت پا کر ایمان قبول کر لیں۔ (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 577)

(۸۸۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا تَنَاقَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَىٰ فِيهِ؛ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جماعت سے الگ ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے، کیونکہ (کھلے) منہ میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

(مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلی لغات:

فَلْيُمْسِكْ: روکے۔

شرح:

اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی یا انگلیوں کی پشت منہ پر رکھ لے کہ یہ ہی سنت ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔

شیطان کے داخل ہونے سے مراد یا تو خود شیطان ہی داخل ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ مردود ہمارے خون کے ساتھ گردش کرتا ہے مگر ہمارے منہ میں اس وقت گھستا ہے یا اس کے وسوسہ داخل ہوتے ہیں۔ بہر حال جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ ضرور رکھ لے کہ اس سے نہ شیطان داخل ہوگا نہ اس کے وسوسہ نہ ہوائی کیڑے مکوڑے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 574)

۱۴۳- بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِ عِنْدَ اللَّقَاءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيلِ يَدِ الرَّجُلِ

الصَّالِحِ وَتَقْبِيلِ وَلَدِهِ شَفَقَةً وَمُعَانَقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ وَكَرَاهِيَةِ الْإِنْحِنَاءِ

ملاقات کے وقت مصافحہ اور خندہ پیشانی سے ملنے کا مستحب ہونا اور نیک آدمی کے ہاتھ چومنا، باپ کا بوجہ شفقت اپنے بیٹے کا بوسہ لینا اور سفر سے آئیوالے کے ساتھ گلے ملنے کے مستحب

ہونے اور جھکنے کی کراہت کا بیان

مصافحہ بنا ہے صفح سے بمعنی کشادگی و چوڑائی اس سے دروازے کے تختوں کو صفائح الباب کہتے ہیں اور تلوار کی چوڑائی کو صفح السیف کہتے ہیں۔ مصافحہ کے معنی ہیں ہاتھ کی چوڑائی یعنی ہتھیلی کو دوسرے کی ہتھیلی سے ملانا، معانقہ بنا ہے عنق سے بمعنی گردن اور گلا، معانقہ کے معنی ہیں کسی کو گلے لگانا۔ مصافحہ معانقہ کے متعلق چند مسائل یاد رکھو: (۱) مصافحہ دونوں ہاتھوں سے چاہیے صرف ایک ہاتھ سے نہ کرے (۲) مصافحہ کرتے وقت ہاتھوں کو ہلانا چاہیے (۳) نماز جمعہ یا نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنا اگرچہ سنت نہیں مگر درست ہے بلکہ اس کی اصل سنت سے ثابت ہے (۴) اجنبی جوان عورت سے مرد کو مصافحہ کرنا حرام ہے (۵) اپنی محرم یا بہت بوڑھی عورت سے مصافحہ جائز ہے، حضرت ابو بکر صدیق اپنے زمانہ خلافت میں اپنی دودھ کی ماں سے مصافحہ کرتے تھے، حضرت عبداللہ ابن زبیر مکہ معظمہ میں ایک بوڑھی عورت کی اپنے ہاتھ سے خدمت کرتے تھے (۶) خوبصورت مرد لڑکے سے مصافحہ کرنا جائز نہیں (۷) علماء مشائخ کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے، حضرات صحابہ نے حضور کے پاؤں چومے ہیں (۸) جو شخص اپنے کو لوگوں سے چوموائے اور چومنے کے لیے کہے اشارۃً یا صراحۃً اس کے ہاتھ چومنا منع ہے (۹) مصافحہ کر کے اپنے ہاتھ چومنا منع ہے (۱۰) بچوں کو چومنا جائز ہے (۱۱) ننگے بدن معانقہ کرنا حرام ہے، ہاں کپڑے پہنے ہوئے معانقہ کرنا جائز ہے مگر مرد مرد سے معانقہ کریں، عورتیں عورتوں سے، مرد عورت سے اور مرد لڑکوں سے

معاقلہ نہ کریں (۱۲) اپنی اولاد کا سر چومنا جائز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ زہرا کو چومتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ان کے جسم سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں، یہ تمام مسائل اشعۃ اللمعات میں ہیں (۱۳) کسی کو سجدہ کرنا، اس کے آگے کی زمین چومنا حرام ہے، یوں ہی سلام میں تاحد رکوع جھکنا حرام ہیں۔

مصافحہ کا معنی: ملاقات کے وقت ہاتھ سے ہاتھ ملانے کا فعل مصافحہ کہلاتا ہے۔ (فیروز اللغات)
مصافحہ کی تعریف: ایک آدمی کا دوسرے آدمی کی ہتھیلی کو اپنی ہتھیلی سے مس کر کے ہاتھ ملانا، اس طرح کہ چہرے آمنے سامنے ہوں۔

فائدہ: علماء فرماتے ہیں کہ صرف مصافحہ کرنا اور منہ سے سلام نہ کہنا سلام کے قائم مقام نہیں ہے اس سے بہتر یہ کہ صرف منہ سے السلام علیکم کہہ دے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ ہاتھ سے مصافحہ بھی کرے اور منہ سے بھی السلام علیکم کہے۔

(۸۸۹) عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنْسٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابو الخطاب قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا

مصافحہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مروج تھا تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری)

(۸۹۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَدْ جَاءَ كُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ" وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب اہل یمن آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے آ کر مصافحہ کیا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

ابوداؤد نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح:

مصافحہ سے گناہ صغیرہ جو ہاتھ سے کیے گئے معاف ہو جاتے ہیں، گناہ کبیرہ اور حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔

ابوالشیخ نے بروایت حضرت عمر مرفوعاً حدیث نقل کی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی سورتیں اترتی ہیں نوے رحمتیں مصافحہ کی ابتداء کرنے والے پر اور دس رحمتیں دوسرے پر۔ (مرقات)

(مراۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 516)

(۸۹۱) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

◀ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے علیحدہ ہونے سے پہلے ان کے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

(۸۹۲) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الرَّجُلُ مِمَّا يَلْقَى أَخَاهُ، أَوْ صَدِيقَهُ، أَيْنَحْنِي لَهُ؟ قَالَ: "لَا". قَالَ: أَفِيَلْتَزِمُهُ وَيَقْبَلُهُ؟ قَالَ: "لَا". قَالَ: فَيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی یا دوست سے ملے تو کیا وہ اس کے لئے جھکے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: کیا اس کے ساتھ لپٹ کر اسے بوسہ دے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

يَنْحَنِي: از، حنواً، مائل ہونا، چٹے رہنا اور جدا نہ ہونا۔

شرح:

کیونکہ جھکنا رکوع ہے اور غیر خدا کو جیسے سجدہ کرنا حرام ہے ایسے ہی رکوع کرنا بھی حرام ہے۔ خیال رہے کہ جھکنا جب ممنوع ہے جب کہ تعظیم کے لیے ہو، اگر جھکنا کسی اور کام کے لیے ہو اور وہ کام تعظیم کے لیے ہو تو جائز جیسے کسی کے

جوتے سیدھے کرنے یا اس کا ہاتھ یا پاؤں چومنے کے لیے جھکنا ممنوع نہیں کہ یہ جھکنا اور کاموں کے لیے ہے۔ اور لپٹنے اور چومنے کی ممانعت کی چند وجہیں ہو سکتی ہیں: ہر ایک سے معاف کرنا، ہر ایک کے ہاتھ پاؤں چومنا منع ہے، خاص بزرگوں کی دست و پا بوسی اور خاص پیاروں کو گلے لگانا جائز ہے یا دنیا داروں مالداروں سے خوشامد کے لیے لپٹنا، ان کے ہاتھ پاؤں چومنا درست نہیں لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں معاف اور دست و پا بوسی کا ثبوت ہے، حضور نے بعض صحابہ سے معاف کیا ہے اور صحابہ نے حضور کے ہاتھ پاؤں چومے ہیں۔ (مرقات، لمعات، اشعہ) اور مصافحہ کرنا ہر مسلمان سے سنت ہے بوقت ملاقات مصافحہ کرے بوقت وداع نہ کرے کہ وداع کے وقت مصافحہ کرنے سے محبت گھٹتی ہے۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالحین، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 517)

(۸۹۳) وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ: إِذْهَبْ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ، فَاتِّبَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَاةٌ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ... فَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى قَوْلِهِ: فَقَبَّلَا يَدَهُ وَرَجَلَهُ، وَقَالَا: نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ.

◀ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ چنانچہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے نوروشن نشانیوں کے متعلق سوال کیا۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی حتیٰ کہ ان الفاظ تک پہنچا: ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما اور عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔

تعارف راوی:

صفوان ابن عسال: آپ مرادی ہیں، کوفہ میں قیام رہا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الصا، فصل فی الصحابہ، "مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

فَقَبَّلَا: از تقبیل، بوسہ دینا، چومنا۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری آسمانی کتب سے واقف ہیں اور یہ واقفیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی نبوت کی دلیل ہے اسی لیے وہ سائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر گئے۔

ظاہر یہ ہے کہ پاؤں شریف پر بھی منہ لگا کر بوسہ دیا۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قدم چومنا جائز ہیں۔ اور پابوسی کے لیے جھکنا نہ سجدہ ہے نہ ممنوع ورنہ حضور علیہ السلام انہیں منع فرمادیتے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم، سنگ اسود، بزرگوں کے ہاتھ پاؤں، والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا ثواب بھی ہے اور باعث برکت بھی۔ بعض بزرگ تو اپنے مشائخ کے تبرکات چومتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر چومتے تھے بوسہ کی بحث اور اس کی قسمیں

ہماری "جاء الحق وزهق الباطل" میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ الصالح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، ص 517)

(۸۹۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قِصَّةً، قَالَ فِيهَا: فَدَنَوْنَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک واقعہ مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوئے اور ہم نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

(۸۹۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، فَاتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْرُ ثَوْبُهُ، فَاعْتَقَهُ وَقَبَّلَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ حضرت زید وہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی کریم ﷺ ان کی طرف اٹھ کر کپڑا کھینچتے ہوئے تشریف لے گئے۔ پس ان سے معاف کیا اور ان کو بوسہ دیا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

فَاعْتَقَهُ: از معافۃ، بمعنی بغلگیر ہونا، گلے ملنا۔

حکم حدیث:

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

حضرت زید رضی اللہ عنہ کسی سفر سے آئے یا کسی جہاد سے عرصہ تک غائب رہنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات سے مشرف ہوئے اس دن حضور کی باری میرے گھر تھی یہ واقعہ میرے گھر میں درپیش ہوا جسے میں نے اپنی آنکھوں دیکھا۔

حضور ﷺ ان کی طرف کپڑا کھینچتے ہوئے چلے یعنی حضور انور نے چادر اوڑھنے یا قمیص پہننے کا توقف نہ کیا بلکہ قمیص پہنتے ہوئے چادر اوڑھتے ہوئے ہی ان کی طرف بڑھے، برہنہ کے یہ ہی معنی ہیں یعنی بے چادر یا بغیر قمیص ورنہ حضور انور کا ستر کسی بیوی صاحبہ نے بھی کبھی نہ دیکھا۔ (مرقات واشعہ)

معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور دولت خانہ میں بھی بغیر قمیص کبھی کسی کے سامنے نہ ہوئے، اس شرم و حیاء پر قربان یا یہ مطلب ہے کہ میں نے اس طرح بغیر قمیص کسی سے ملتے نہ دیکھا لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔

اس حدیث میں حضرت زید ابن حارثہ کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے آپ کو حضور نے اپنا بیٹا بنایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشی میں کسی سے گلے ملنا سنت ہے لہذا عید کے معانقہ کو حرام نہیں کہا جاسکتا۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 519)

(۸۹۶) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا، خواہ وہ تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

(۸۹۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: إِنَّ لِي عَشْرَةَ مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يَرْحَمْ!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما تو اقرع بن حابس نے عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی کبھی نہیں چوما، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات:

یَرْحَمُ: از رحمت، بمعنی نرم دل ہونا، مہربان ہونا، شفقت کرنا، بخش دینا۔

شرح:

یعنی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے رخسار چومے یا سر یا دونوں، تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔
حضرت اقرع رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے ساری عمر اپنے کسی بچہ کو نہ چوما آپ بچوں کو کیوں بوسہ دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ بوسہ پانچ قسم کے ہیں: بوسہ مؤدت جیسے ماں باپ کے ہاتھ پاؤں چومنا، بوسہ رحمت جیسے اپنے بچوں کو چومنا، بوسہ شہوت جیسے اپنی بیوی کو چومنا، بوسہ تحیہ جیسے مسلمانوں کا ایک دوسرے کو چومنا، بوسہ عبادت جیسے سنگ اسود یا قرآن مجید کو چومنا۔ (از اشعہ) حضور کا یہ بوسہ بوسہ رحمت تھا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا یعنی بچوں کو چومنا بوسہ رحمت ہے جس کے دل میں رحم نہیں اس پر خدا تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ اپنے ننھے بچوں کو کبھی کبھی چومنا واجب ہے۔ (مرقات) (مرآۃ الناجح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 515)

نبی اکرم ﷺ کا بچوں کے ساتھ پیار:

نبی اکرم ﷺ بچوں سے کتنی محبت کرتے تھے اس بارے میں چند احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں تاکہ یہ احادیث ہمارے لیے مشعلِ راہ کا کام دیں۔

(1) حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا اپنے شیرخوار بچے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں لے کر آئیں آپ ﷺ نے اس بچے کو گود میں بیٹھا لیا، اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا آپ ﷺ نے اس پر پانی بہا دیا اور کچھ نہ کہا۔

(2) "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صَبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ" حوالہ: (بخاری شریف، کتاب الاستیذان، باب التسليم على الصبيان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بچوں پر گزر ہوا تو آپ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کا گزر بچوں پر ہوتا تو آپ ﷺ بھی بچوں کو سلام کرتے تھے۔

(3) حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی سفر سے تشریف لاتے تو آپ ﷺ کی اہل بیت کے بچے آپ ﷺ کی خدمت میں لائے جاتے، ایک دفعہ آپ ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے میں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش حاضر ہوا، آپ ﷺ نے مجھے اپنے آگے سوار کر لیا، پھر

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو صاحبزادوں میں سے کوئی ایک سامنے آئے تو آپ ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کر لیا اسی طرح تینوں ایک سواری پر مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔ حوالہ: (مشکوٰۃ شریف، بحوالہ مسلم شریف، باب آداب السفر)

(4) "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أَغْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ"

حوالہ: (بخاری شریف، کتاب الباس، باب الثلاثۃ علی الدابة، حدیث نمبر: ۵۹۶۵)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آپ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے پاس بنی عبدالمطلب کے دو صاحبزادے آئے تو آپ ﷺ نے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو پیچھے بٹھا لیا۔

(5) "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتَى بِأَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُولُ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثَمَارِنَا وَفِي مُدُنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَهً مَعَ بَرَكَهٍ ثُمَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی کوئی پہلا پھل پکتا تو لوگ اس کو رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں پیش کرتے۔ آپ اس پر یہ دعا پڑھتے: "اے اللہ ہمارے مدینہ میں اور ہمارے پھل میں اور ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں برکت عطاء فرما" اس دعا کے بعد جو بچے آپ ﷺ کے پاس موجود ہوتے ان میں سے سب سے چھوٹے کو پھل عنایت فرماتے (پھر اُس سے بڑے کو پھر اُس سے بڑے کو یوں ہی پھل ختم ہو جاتا) حوالہ: (صحیح مسلم شریف، کتاب الفعائل، باب فضل المدینہ، حدیث نمبر ۱۳۷۳)

(6) "وَيُدَاعِبُ صِبْيَانَهُمْ وَيُجْلِسُهُمْ فِي حَجْرِهِ"

حضور ﷺ صحابہ کرام ﷺ کے بچوں کو اپنی مقدس گود میں بٹھا لیتے اور ان سے خوش طبعی فرماتے۔

حوالہ: (الشفاء جعفری، حقوق المصطفیٰ، فصل اما حسن عشریہ، ص ۸۲، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور، مدارج النبوة، قسم اول، باب دوم، در بیان

اخلاق و صفات، ج ۱، ص ۴۱، نوریہ رضویہ لاہور)

(7) "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَقْبَلُونَ الصَّبِيَّانَ فَمَا نُقْبَلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ

قَلْبِكَ الرَّحْمَةُ" (بخاری شریف، کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبيله)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تم بچوں کو چومتے ہو، ہم نہیں چومتے، آپ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کر

سکتا ہوں۔“

(8) “أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ وَعِبَادَةِ أَوْثَانٍ فَكُنَّا نَقْتُلُ الْأَوْلَادَ وَكَانَتْ عِنْدِي بِنْتُ لِي فَلَمَّا أَجَابَتْ وَكَانَتْ مَسْرُورَةً بِدُعَائِي إِذَا دَعَوْتُهَا فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاتَّبَعَنِي فَمَرَرْتُ حَتَّى أَتَيْتُ بَنِيًّا مِنْ أَهْلِي غَيْرَ بَعِيدٍ فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَرَدَّيْتُ بِهَا فِي الْبُئْرِ وَكَانَ آخِرَ عَهْدِي بِهَا أَنْ تَقُولَ: يَا أَبَتَاهُ يَا أَبَتَاهُ فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى وَكَفَ دَمْعُ عَيْنَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْزَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: كُفَّ فَإِنَّهُ يَسْأَلُ عَمَّا أَهَمَّهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَعِدْ عَلَيَّ حَدِيثَكَ فَأَعَادَهُ فَبَكَى حَتَّى وَكَفَ الدَّمْعُ مِنْ عَيْنَيْهِ عَلَى لِحْيَتِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ وَضَعَ عَنِ الْجَاهِلِيَّةِ مَا عَمِلُوا فَاسْتَأْنِفَ عَمَلَكَ“

حوالہ: (ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی، متوفی ۲۵۵ھ، سنن دارمی شریف: کتاب الدلائل النبویة، باب مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّاسُ قَبْلَ مَبْعُوثِ الْمَسِيحِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَهْلِ وَالظُّلُمَةِ، ج ۱، ص ۳۴، شبیر برادرزلاہور)

ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم زمانہ جاہلیت میں تھے اور بتوں کی بوجا کرتے تھے، ہم اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے (یعنی بچیوں کو)، میری ایک بیٹی تھی جب وہ بولنے لگی، تو جب میں اُس کو بلاتا وہ میرے بلانے سے خوش ہوتی۔ ایک دن میں نے اُسے بلایا وہ میرے پیچھے چل پڑی یہاں تک کہ میں اپنے گھر کے قریب ایک کنویں کے پاس پہنچا اور میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اُس کو کنویں میں پھینک دیا (اے اللہ کے رسول ﷺ) اُس کے آخری کلمات (جو اُس وقت اُس کے زبان پر جاری تھے وہ) اے ابا جان اے میرے ابا جان تھے (یعنی میں نے اُس کو کنویں میں ڈال دیا اور وہ مجھے ابو جان، بابا جان کہہ کہہ کر رحم و کرم کی اپیل کر رہی تھی)۔

یہ واقعہ سن کر نبی ﷺ رونے لگ پڑے اور آپ ﷺ کے آنسو بہنے لگے، نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے اصحاب میں سے ایک نے اُس آدمی سے کہا کہ تم نے نبی ﷺ کو غمگین کر دیا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دیں اس نے وہی پوچھا ہے جو اُس کے ذہن میں تھا، اور پھر فرمایا کہ مجھے یہ واقعہ پھر سننا اُس آدمی نے یہی واقعہ پھر سنایا تو پھر نبی اکرم رحمت عالم ﷺ رونے لگے اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوئے اور آنسوؤں کی وجہ سے آپ ﷺ کی ریش (داڑھی) مبارک تر ہو گئی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اُس آدمی سے فرمایا کہ جاہلیت میں لوگوں کے (برے) اعمال کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اب تم (نیک) عمل کا آغاز کرو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے جاہلیت کے کیے ہوئے برے اعمال پر پکڑ نہیں فرمائے گا آج کے بعد نیک کام ہی کرنا)

(9) "وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُؤَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا"

حوالہ: (مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن عاص، ج ۱۱، ص ۵۲۹، حدیث نمبر: 6937)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو ہمارے بڑوں کا ادب نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں (بچوں) پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (یعنی ہمارے طریقے سے نہیں)

تربیت اولاد:

بچوں سے محبت اور پیار کرنا اعلیٰ ظرفی کی علامت ہے۔ یہی بچے قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں اگر ہم ان کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آئیں گے تو کل یہ بھی اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک بنے گے اور اگر آج ہم نے ان پر ظلم کیا اور غصہ کیا تو کل اگر یہی بچے ظالم اور جابر اور والدین کے نافرمان بن جائیں گے تو اس میں ہمارا ہی قصور ہوگا۔ کہ اگر ہم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آتے تو یہ بھی ایسا ہی کرتے۔

اولاد کی اعلیٰ تربیت والدین کے فرائض میں شامل ہے حضور ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کی تربیت کرتے رہو۔ جس طرح والدین اپنی اولاد کو بولنا اور چلنا سیکھاتے ہیں اسی طرح ان کو اچھی طرح بات کرنے، سنت کے مطابق اور شرعی لباس پہننے کی بھی تربیت دیں آپ آج جو فصل کاشت کریں گے کل وہی آپ کو تیار ملے گی آج اپنی اولاد کو بے حیائی اور برائی سے روکیں گے تو وہ برائی سے رک جائے گی۔

آج اپنی اولاد کو حضور ﷺ کی محبت کا درس دیں گے تو وہ یقیناً عاشق رسول بنے گی۔ حضور ﷺ سے محبت ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض عین ہے اور اپنی اولاد کو محبت رسول ﷺ کا سبق دینے کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہی کافی ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

، قَالَ ادَّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

تخریج: (احمد بن محمد بن علی بن حجر المکتمی، المتون: ۹۷۴، الصواعق المحرقة، المقصد الثانی فی ماتضمنہ، ج ۲، ص ۴۹۶،

☆ محمد بن احمد عبد السلام خضر الشعمری الحوامی، متون: ۵۲۱، السنن والابتدعات المتعلقة بالاذکار والصلوات، فصل فی الذکر والدعا عند المطر، ج ۱، ص ۲۸۲،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری متون: ۱۰۳۱، فیض القدری شرح الجامع الصغیر، حرف الهمز، ج ۱، ص ۲۲۵،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری متون: ۱۰۳۱، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف الهمز، ج ۱، ص ۵۳،

☆ ابو العباس شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن اسماعیل بن سلیم بن قایماز بن عثمان البوصری الکنانی الشافعی، متون: ۸۴۰، إتحاف الخیرة المہرۃ بزوائد المسانید العشرة، باب فی التلاعن و تحريم دم، ج ۸، ص ۱۸۵،

☆ عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی، متون: ۹۱۱، الفتح الکبیر فی ضم الزیادة إلی الجامع الصغیر، حرف الهمز، ج ۱، ص ۵۷،

☆ اسماعیل بن محمد بن عبد البہادی الجراحى العجلونى المتون: ۱۱۶۲، كشف الخفاء ومزيل الالباس، باب الهمز مع الذال المعجم، ج ۱، ص ۷۴،

☆ عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی المتون: ۹۱۱، صحیح وضعیف الجامع الصغیر و زیادته

اپنی اولاد کو تین چیزیں سیکھاؤ اپنے نبی ﷺ کی محبت، اور نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت،

آج آپ اپنی اولاد کو نماز کی عادت ڈالیں گے تو مرتے دم تک وہ نماز کی پابند رہے گی آپ اپنی اولاد کا خیال ضرور رکھا کریں۔

ایک کسان جب دھان (مونجی) کی فصل کاشت کرنے لیے یا باغبان (مالی) کسی اور پودے کی پیوری لگاتا ہے تو وہ اس کی حفاظت بھی کرتا ہے تاکہ اس کو کوئی پرندہ خراب نہ کر دے کوئی جانور نہ کھا جائے کوئی آدمی ان کے نرم نرم شگوفوں کو مسل نہ دے کوئی کیڑا وغیرہ نہ لگ جائے تو آپ ہی بتائیں کہ ایک عام سی فصل اور پودے کے لیے اتنی محنت اور دیکھ بھال، اور جو آپ کے گلشن کے ننھے ننھے پھول اور کلیاں ہیں اور وہ پھول اور کلیاں جو آپ کی زندگی کا سرمایہ ہیں ان کو ویسے ہی چھوڑ دیں گے؟؟؟ نہیں نہیں ان کی دوستی، صحبت، چال چلن، تنہائی وغیرہ پر خاص نظر رکھیں کہ کہیں آپ کا سرمایہ تباہی اور بربادی کی طرف تو نہیں جا رہا؟؟؟ کہیں اُن کی دوستی ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو دین و ایمان، یا عزت، کے ڈاکو ہیں؟؟؟ یا ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو ملک یا شہر یا آپ کے گھر کو نقصان پہنچانے والے ہیں؟؟؟

الغرض جتنی اچھی تربیت اولاد کی کریں گے تو اُس کا فائدہ اُتنا ہی زیادہ آپ کو ہوگا اور اگر خدا نہ کرے آپ نے اپنی اولاد کی تربیت بری کی تو کل اس کا وبال بھی آپ پر ہی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولاد کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق دے آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

آج 5 جنوری بروز جمعرات بمطابق 6 ربیع الآخر (ربیع الثانی) صبح 6:19 منٹ پر ”رفیق السالکین فی

شرح ریاض الصالحین“ کی دوسری جلد کا اختتام ہوا۔ اس میں کم عملی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے وہ میری طرف سے ہے تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اجر عظیم عطا فرمائے اور میری ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ سے قبولیت کی سند دے کر اس کا ثواب نبی اکرم، نور مجسم، شفیع المعظم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچائے اور اس کو میری، میرے والدین، تمام استاذہ و دوست اور تمام قارئین و مسلمین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

”ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ“

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد

مراڑیاں شریف گجرات)

ماخذ و مراجع

(وہ کتب جن سے دوران تحریر و تخریج مدد لی گئی)

﴿قرآن مجید،

☆ کتب تفاسیر

- ﴿تفسیر طبری، امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ، متوفی 310ھ
- ﴿تفسیر ابن ابی حاتم، حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن ابی خاتم رازی شافعی، متوفی 327ھ
- ﴿تفسیر بغوی، امام حسین بن مسعود البغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ
- ﴿تفسیر زاد المسیر، علامہ عبد الرحمن بن علی بن محمد بن الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 598ھ
- ﴿تفسیر کبیر، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر الرازی علیہ الرحمۃ، متوفی 606ھ
- ﴿تفسیر مدارک التنزیل، علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد النسفی علیہ الرحمۃ، متوفی 710ھ
- ﴿تفسیر خازن، علامہ علاؤ الدین علی بن محمد البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 741ھ
- ﴿تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ
- ﴿تفسیر در منصور، امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
- ﴿تفسیر جلالین، امام جلال الدین محلی و امام جلال الدین السیوطی علیہما الرحمۃ
- ﴿تفسیر روح البیان، علامہ اسماعیل حق علیہ الرحمۃ، متوفی 1137ھ
- ﴿تفسیر روح المعانی، علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ، متوفی 1270ھ
- ﴿تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی المظہری علیہ الرحمۃ
- ﴿تفسیر حزائن العرفان، علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ، متوفی 1367ھ
- ﴿تفسیر نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
- ﴿تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
- ﴿تفسیر تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی خفی بریلوی علیہ الرحمۃ
- ﴿تفسیر جمل،

☆ کتب حدیث

- ﴿موطا امام مالک، امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ، متوفی 179ھ﴾
 ﴿کتاب الزهد، امام عبد اللہ بن مبارک حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 181ھ﴾
 ﴿مسند ابو داؤد طبالسی، امام سلیمان بن داؤد الجارود علیہ الرحمۃ، متوفی 204ھ﴾
 ﴿مصنف عبد الرزاق، امام عبد الرزاق بن ہمام صنعائی علیہ الرحمۃ، متوفی 211ھ﴾
 ﴿مسند حمیدی، امام عبد اللہ بن الزبیر حمیدی الشافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 227ھ﴾
 ﴿مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ، 235ھ﴾
 ﴿مسند ابی اسحاق، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن خالد المعروف بابن راہویہ، متوفی 238ھ﴾
 ﴿مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ، متوفی 241ھ﴾
 ﴿سنن دارمی، امام ابو عبد اللہ عبد الرحمن الدارمی علیہ الرحمۃ، متوفی 255ھ﴾
 ﴿صحیح بخاری، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ﴾
 ﴿ادب المفرد، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ﴾
 ﴿صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیری شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 261ھ﴾
 ﴿سنن ابن ماجہ، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 273ھ﴾
 ﴿سنن ابو داؤد، امام ابو داؤد سلیمان بن اسعد سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ﴾
 ﴿جامع ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی علیہ الرحمۃ، متوفی 279ھ﴾
 ﴿مسند بزار، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار علیہ الرحمۃ، متوفی 292ھ﴾
 ﴿سنن نسائی، امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ﴾
 ﴿سنن الکبریٰ، امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ﴾
 ﴿مسند ابو یعلیٰ موصلی، امام احمد بن علی المثنیٰ علیہ الرحمۃ، متوفی 307ھ﴾
 ﴿صحیح ابن خزیمہ، امام محمد بن اسحاق خزیمہ علیہ الرحمۃ، متوفی 311ھ﴾
 ﴿شرح معانی الآثار (طحاوی شریف)، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی علیہ الرحمۃ متوفی 321ھ﴾
 ﴿صحیح ابن حبان، امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ﴾
 ﴿الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ﴾
 ﴿المعجم الکبیر، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ﴾
 ﴿المعجم الاوسط، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ﴾

- ﴿المعجم الصغير، امام ابوالقاسم سليمان بن احمد الطبرانی عليه الرحمة، متوفى 360ھ﴾
 ﴿مسند شاميين، امام ابوالقاسم سليمان بن احمد الطبرانی عليه الرحمة، متوفى 360ھ﴾
 ﴿تنبيه الغافلين، ابوالليث نصر بن محمد احمد بن ابراهيم السمرقندي، متوفى 373ھ﴾
 ﴿المستدرک، امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاکم نیشاپوری عليه الرحمة، متوفى 405ھ﴾
 ﴿حلیۃ الاولیاء، امام ابو نعیم احمد بن عبد الله اصمغانی عليه الرحمة، متوفى 430ھ﴾
 ﴿دلائل النبوة، امام ابو نعیم احمد بن عبد الله اصمغانی عليه الرحمة، متوفى 430ھ﴾
 ﴿مسند الشهاب، ابو عبد الله محمد بن سلامه بن جعفر المصري عليه الرحمة، متوفى 454ھ﴾
 ﴿سنن الکبریٰ، امام ابو بکر احمد بن حسین البیهقی عليه الرحمة، متوفى 458ھ﴾
 ﴿شعب الایمان، امام ابو بکر احمد بن حسین البیهقی عليه الرحمة، متوفى 458ھ﴾
 ﴿جامع البیان العلم و فضله، ابو عمر یوسف بن عبد الله بن محمد النمری، متوفى 463ھ﴾
 ﴿شرح السنة، امام حسین بن مسعود بغوی عليه الرحمة، متوفى 516ھ﴾
 ﴿الترغیب و الترہیب، امام ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری عليه الرحمة، متوفى 656ھ﴾
 ﴿ریاض الصالحین، امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی عليه الرحمة، متوفى 676ھ﴾
 ﴿مجمع الزوائد، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی عليه الرحمة، متوفى 807ھ﴾
 ﴿اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرہ، امام ابو العباس احمد بن ابی بکر بوسری عليه الرحمة، متوفى 840ھ﴾
 ﴿الجامع الصغير، امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر السیوطی عليه الرحمة، متوفى 911ھ﴾
 ﴿الفتح الكبير فی ضم الزیادۃ الی جامع الصغير، امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر السیوطی عليه الرحمة، متوفى 911ھ﴾
 ﴿الخصائص الکبریٰ، امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر السیوطی عليه الرحمة، متوفى 911ھ﴾
 ﴿الصحيح و الضعيف، امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر السیوطی عليه الرحمة، متوفى 911ھ﴾
 ﴿الصوائق المحرقہ، شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر البیہقی عليه الرحمة، متوفى 974ھ﴾
 ﴿کنز العمال، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری حنفی عليه الرحمة، متوفى 975ھ﴾

☆ کتب شروحات حدیث

- ﴿شرح صحيح بخارى لابن بطلال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبد الله عليه الرحمة، متوفى 449ھ﴾
 ﴿كشف المشكل من حديث الصحيحين، جمال الدین ابوالفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی عليه الرحمة، متوفى 597ھ﴾
 ﴿شرح مسلم للنووی، امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی عليه الرحمة، متوفى 676ھ﴾
 ﴿فتح الباری، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی عليه الرحمة، متوفى 852ھ﴾

- ﴿عمده القاری، حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی علیہ الرحمۃ، متوفی 855ھ﴾
 ﴿مرقاة المفاتیح، فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1014ھ﴾
 ﴿اشعة المعات، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ﴾
 ﴿شرح زرقانی علی موطا امام مالک، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ﴾
 ﴿دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، محمد بن علان الشافعی علیہ الرحمۃ﴾
 ﴿روضة المتقین فی شرح ریاض الصالحین﴾
 ﴿مرآة المناجیح، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ﴾
 ﴿فضل الساری،﴾
 ﴿نزهة القاری، علامہ شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ﴾
 ﴿نعمة الباری، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ﴾
 ﴿شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ﴾
 ﴿فیضان ریاض الصالحین، مجلس العلمیہ دعوت اسلامی﴾

☆ کتب اسماء الرجال

- ﴿الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ انصاری علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ﴾
 ﴿الاصابه فی تمیز الصحابه، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ﴾
 ﴿الاکمال فی اسماء الرجال، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب صاحب مشکوٰۃ المصابیح﴾
 ﴿اجمال فی اسماء الرجال، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ﴾

☆ کتب تعریفات ولغات

- ﴿المنجد، لوئیس معلوف﴾
 ﴿فیروز اللغات، الحاج مولوی فیروز الدین﴾
 ﴿کتاب التعریفات، سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی علیہ الرحمۃ، متوفی 816ھ﴾
 ﴿حزائن التعریفات، محمد انس رضا قادری مدظلہ﴾
 ﴿کنز التعریفات، علامہ محمد مظفر قادری عطاری مدظلہ﴾

☆ کتب سیرت و شمائل

- ﴿سیرت ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک بن ہشام علیہ الرحمۃ، متوفی 213ھ﴾

- ﴿الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، قاضي ابو الفضل عياض مالكي عليه الرحمة، متوفى 544هـ﴾
 ﴿سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، امام محمد بن يوسف الصالحى الشامى عليه الرحمة، متوفى 942هـ﴾
 ﴿مدارج النبوة، شاه عبدالحق محدث دہلوی عليه الرحمة، متوفى 1052هـ﴾
 ﴿زرقاني على المواهب، ابو عبد الله محمد بن عبد الباقي عليه الرحمة، متوفى 1122هـ﴾
 ﴿حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين (جامع المعجزات)،
 امام يوسف بن اسماعيل النبهاني عليه الرحمة، متوفى 1350هـ﴾
 ﴿شواهد النبوة،
 ﴿سيرة مصطفى ﷺ، علامہ عبد المصطفیٰ اعظمیٰ علیہ الرحمة
 ﴿ذكر جميل، علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمة،

☆ کتب تصوف

- ﴿الزهد الابي داود، امام ابوداؤد سليمان بن اسحق بختانی عليه الرحمة، متوفى 275هـ﴾
 ﴿الفوائد والزهد و الرقاق، ابو محمد جعفر بن محمد بن نصر الخلدی، متوفى 348هـ﴾
 ﴿عمل اليوم والليلة، احمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السني، متوفى 364هـ﴾
 ﴿رسالة القشيري، عبد الكريم بن هوازن القشيري عليه الرحمة، متوفى 465هـ﴾
 ﴿احياء العلوم، امام محمد بن محمد الغزالي عليه الرحمة، متوفى 505هـ﴾
 ﴿لباب الاحياء (تلخيص احياء العلوم)، امام محمد بن محمد الغزالي عليه الرحمة، متوفى 505هـ﴾
 ﴿مكاشفة القلوب، امام محمد بن محمد الغزالي عليه الرحمة، متوفى 505هـ﴾
 ﴿كيمياء سعاد، امام محمد بن محمد الغزالي عليه الرحمة، متوفى 505هـ﴾
 ﴿كتاب الازكار، امام ابو زكريا يحيى بن شرف النووي عليه الرحمة، متوفى 676هـ﴾
 ﴿اتحاف سعادة المتقين في شرح احياء العلوم الدين، علامہ محمد بن محمد مرتضى زبيدي عليه الرحمة، متوفى 1205هـ﴾
 ﴿كتاب الزهد، لمعاني بن عمران الموصلي

☆ کتب عامه

- ﴿فتوح الشام، محمد بن عمر بن واقد (المعروف ابو عبد الله واقدی) عليه الرحمة، متوفى 207هـ﴾
 ﴿مكارم الاخلاق، ابو بكر محمد بن جعفر بن محمد بن شاكر الحرطلي، متوفى 327هـ﴾
 ﴿الدعاء للطبراني، امام ابو القاسم سليمان بن احمد الطبراني عليه الرحمة، متوفى 360هـ﴾

- ﴿الابانة الكبرى، ابو عبد الله عبيد الله بن محمد بن حمدان المعروف بابن بطه العكبري، متوفى 387هـ﴾
 ﴿شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، ابو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري عليه الرحمة، متوفى 418هـ﴾
 ﴿تاريخ بغداد، ابو بكر احمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي عليه الرحمة، متوفى 463هـ﴾
 ﴿السنن و المبتدعات المتعلقة بالاذكار و الصلوات، محمد بن احمد عبد السلام الشقيري، متوفى 521هـ﴾
 ﴿البدايه و النهايه، ابو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي عليه الرحمة، متوفى 774هـ﴾
 ﴿تلخيص الخبير، ابو الفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر عسقلاني عليه الرحمة، متوفى 852هـ﴾
 ﴿تاريخ الحلفاء، امام جلال الدين عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي عليه الرحمة، متوفى 911هـ﴾
 ﴿فيض القدير، محمد بن مدعو عبد الرؤف بن تاج الدين، متوفى 1031هـ﴾
 ﴿حجة الله البالغه، شاه ولي الله محدث دهلوي عليه الرحمة﴾
 ﴿فتاوى رضويه، امام احمد رضا خان البريلوي عليه الرحمة، متوفى 1340هـ﴾
 ﴿ملفوظات اعلى حضرت، امام احمد رضا خان البريلوي عليه الرحمة، متوفى 1340هـ﴾
 ﴿بهار شريعت، علامه امجد علي اعظمي عليه الرحمة، متوفى 1367هـ﴾
 ﴿عيون الحكايات، امام عبد الرحمن بن جوزي﴾
 ﴿مناقب امام اعظم، للامام الهزادي الكردي عليه الرحمة﴾
 ﴿فتاوى عالمگیری، علامه نظام الدين البكي عليه الرحمة﴾
 ﴿جاء الحق، مفتي احمد يار خان نعیمی عليه الرحمة، متوفى 1391هـ﴾
 ﴿الامام النووي، عبد الغني الدقر، الطبعة الرابعة ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴م دار القلم، دمشق﴾
 ﴿موقع، الشيخ الدكتور عبد العزيز بن محمد السدحان﴾
 ﴿من المراد بالشيخين عند الاحناف والشافعية والمالكية والحنابلة، موقع طريق الاسلام﴾
 ﴿الاعلام، خير الدين بن محمود الزركلي الدمشقي، الطبعة الخامسة عشر، ۲۰۰۲م، دار العلم للملايين بيروت، لبنان،﴾
 ﴿نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من العلماء، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، مؤسسة الرسالة،﴾
 ﴿تحفة الطالبين في ترجمة الامام محيي الدين،﴾
 ﴿علاء الدين بن العطار، الطبعة الاولى، ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷م، الدار الاثرية عمان، الاردن،﴾
 ﴿تصحيح التنبيه و يليه تذكرة النبيه في تصحيح التنبيه،﴾
 ﴿المنهل العذب الروي في ترجمة قطب الاولياء النووي،﴾
 ﴿شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي، الطبعة الاولى، ۲۰۰۵م، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،﴾

﴿تاریخ الاسلام ووفیات المشاهیر والاعلام، الذہبی، دارالکتب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، الطبعة الاولى،

﴿علو الہمة، محمد بن احمد المقدم، دارالایمان مصر، ۲۰۰۴م،

﴿روضۃ الطالبین وعمدة المفتین، ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی، المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱م،

﴿تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ، عبدالرحیم الاسنوی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعة الاولى، ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶م،

﴿البداية والنهاية، إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، دارعالم الکتب، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳م،

﴿تذکرۃ الحفاظ، امام الذہبی علیہ الرحمۃ

﴿المقاصد الامام النووی، مکتبۃ الغزالی، دمشق،

﴿طبقات الشافعية الكبرى، تاج الدین السبکی،

﴿سکب العبرات للموت والقبر والسكرات،

﴿سید بن حسین العفانی، الطبعة الاولى، ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰م، مکتبۃ معاذ بن جبل، مصر،

﴿ذیل مرآة الزمان، الیومنی، موقع الوزاق

﴿تأملات فی سیرۃ إمام شبکۃ صید الفوائد، مشعل بن عبدالعزیز الفلاحی

﴿شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، ابن العماد الحنبلی

﴿العلماء العزاب، عبدالفتاح ابو غدة، مکتب المطبوعات الاسلامیة، بیروت، ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲م،

﴿یحییٰ النووی المحمّد الفقیہ، موقع مقالات اسلام، ویب

﴿توضیح تلویح، علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ

﴿تعلیم المتعلم،

﴿فقه الفقیہ،

﴿تذکرۃ الاولیاء

﴿قوائد الفقه



ہماری چھ مہینہ وار درسی کتب

فیق السامین

فیق السامین



الکریم شریعت

ہماری چھ مہینہ وار درسی کتب

فیق السامین

فیق السامین



الکتاب